سوانح عمری
۳

سلسلۂ انجمن ترقی اُردو

اُمرائے ہنود

یعنی اُن ہندو اُمرا کے حالات جو کہ

سلطنتِ مُغلیہ

مین ممتاز عہدون پر سرفراز رہے

جسکو منشی محمد سعید احمد صاحب مارہروی نے

حسب فرمائش انجمن ترقی اُردو

تالیف کیا

اور زیر سرپرستی انجمن مذکور

باہتمام منشی محمد رحمت اللہ صاحب رعد

نامی پریس کانپور مین طبع ہوئی ۱۹۱۰ء

پبلشر ایم۔ اے۔ او۔ کالج۔ بک ڈپو۔ علیگڈھ

فہرست مضامین تمہید

خاص خاص کتابوں کی فہرست جن سے یہ کتاب ماخوذ ہے

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۱	مآثر الامرا۔	میر عبدالرزاق صمصام الدولہ شاہنواز خان خوافی اورنگ آبادی۔	فارسی	مطبوعہ
۲	اکبر نامہ۔	علامی ابوالفضل	"	"
۳	آئین اکبری۔	ایضاً	"	"
۴	توزک جہانگیری۔	شہنشاہ جہانگیر۔	"	"
۵	اقبال نامہ جہانگیری۔	معتمد خان بخشی۔	"	قلمی
۶	بادشاہنامہ۔	مُلا عبدالحمید لاہوری	"	مطبوعہ
۷	عمل صالح۔	محمد صالح کنبدہ	"	قلمی
۸	عالمگیر نامہ۔	محمد کاظم۔	"	مطبوعہ
۹	مآثر عالمگیری۔	محمد ساقی مُستعد خان	"	"
۱۰	منتخب اللباب۔	محمد ہاشم خان خوافی (خافی خان)	"	"
۱۱	منتخب التواریخ۔	مُلا عبدالقادر بدایونی	"	"
۱۲	مفتاح التواریخ۔	ٹامس ولیم بیل صاحب	"	"
۱۳	سیر المتاخرین۔	میر غلام حسین	"	"
۱۴	رقعات عالمگیری۔	شہنشاہ عالمگیر	"	"
۱۵	رقعات ابوالفضل۔	علامی ابوالفضل۔	"	"
۱۶	خلاصۃ التواریخ۔	بندرابن داس بہادر شاہی	"	قلمی
۱۷	تاریخ فرشتہ۔	مُلا محمد ابوالقاسم فرشتہ	"	مطبوعہ

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۱۸	تاریخ آگرہ۔	منشی سیلچند	فارسی	قلمی
۱۹	وقائع نعمت خان عالی۔	نعمت خان عالی	"	مطبوعہ
۲۰	جنگنامہ اعظم شاہ و بہادر شاہ۔	نعمت خان عالی	"	"
۲۱	خزانۂ عامرہ۔	میر غلام علی آزاد بلگرامی	"	"
۲۲	دربار اکبری۔	شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد	اُردو	"
۲۳	ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر برنیر۔	خلیفہ محمد حسین۔	"	"
۲۴	دکن مین موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلہ آصفیہ جلد دوم۔		"	"
۲۵	تاریخ دکن حصۂ اول (سلسلۂ آصفیہ جلد سوم)	مولوی عبد الغفور رامپوری	"	"
۲۶	ایضاً حصہ دوم۔	ایضاً	"	"
۲۷	ایضاً حصۂ سوم (سلسلۂ آصفیہ جلد ہشتم)	ایضاً	"	"
۲۸	سفرنامہ ابن بطوطہ۔	مترجمہ نوازش علیخان۔	"	"
۲۹	ہندوستان گذشتہ و حال۔	رائے بہادر بابو بیجناتھ۔	"	"
۳۰	تاریخ جدولیہ۔	خادم علی فاروقی	"	"
۳۱	مخزن التواریخ۔	منشی قمر الدین خان اکبرآبادی۔	"	"
۳۲	دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام	مترجمہ محمد عنایت اللہ بی۔اے	"	"
۳۳	رسائل شبلی۔	شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی۔	"	"
۳۴	بشارت احمدی۔	مولوی عبد العزیز لکھنوی۔	"	"
۳۵	ترجمہ تاریخ فرخ آباد۔		"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مؤلف کا نام	زبان	مطبوعہ یا قلمی
۳۶	ترجمۂ تاریخ ہندوستان مؤلفہ آنریبل الفنسٹن صاحب۔	مترجمہ سینٹیفک سوسائٹی علیگڈھ۔	اُردو	مطبوعہ
۳۷	تاریخ ہندوستان جلد اول۔	شمس العلماء مولوی محمد ذکاءاللہ خان	؍؍	؍؍
۳۸	ایضاً جلد دوم۔	ایضاً۔	؍؍	؍؍
۳۹	ایضاً جلد سوم۔	ایضاً	؍؍	؍؍
۴۰	ایضاً جلد چہارم۔	ایضاً	؍؍	؍؍
۴۱	اوریٹنیٹل بایوگریفکل ڈکشنری	ٹامس۔ولیم۔بیل صاحب	انگریزی	؍؍

فہرست اُمراء جن کے حال علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں

فہرست اُن اُمرا کی جنکے حالات دوسرے اُمرا کے حالات مین لکھے گئے ہین

نمبر شمار	نمبر سلسلہ	نام	کس کے حال مین	صفحہ
۵۹	۲۳۲	رانا جگت سنگھ۔	رانا کرن۔	۲۹۶
۶۰	۲۳۳	رانا جے سنگھ پسر رانا راج سنگھ۔	ایضاً	۲۹۷
۶۱	۲۳۴	جسونت راٹھور۔	مہیش داس راٹھور (مہابت خانی)	۳۴۱
۶۲	۲۳۵	جگت سنگھ ہاڈا۔	مکند سنگھ ہاڈا۔	۳۴۳
۶۳	۲۳۶	رائے چندر سین۔	راجہ اُدے سنگھ ہاڈا۔	۴۸
۶۴	۲۳۷	رائے چاندہ۔	رائے دُرگا داس سیسودیہ۔	۱۹۳
۶۵	۲۳۸	چنپت بُندیلہ۔	ستر سال بُندیلہ۔	۲۷۵
۶۶	۲۳۹	کنور خان چند۔	ایضاً	۲۷۶
۶۷	۲۴۰	دھارا۔	راجہ ٹوڈرمل۔	۱۳۸
۶۸	۲۴۱	دنت جی۔	جادون راؤ۔	۱۴۷
۶۹	۲۴۲	دیاجی (دتاجی)	ایضاً۔	۱۴۸
۷۰	۲۴۳	راجہ درجودھن۔	راجہ رام چند بگھیلا	۲۰۹
۷۱	۲۴۴	دلب نرائن۔	راجہ رام داس کچھواہا۔	۲۱۲
۷۲	۲۴۵	دودا ہاڈا۔	رائے سرجن ہاڈا۔	۲۵۳
۷۳	۲۴۶	درجن سنگھ کچھواہا۔	مرزا۔ راجہ مان سنگھ کچھواہا۔	۳۲۷
۷۴	۲۴۷	ڈونگر سنگھ راٹھور۔	مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور۔	۷۳
۷۵	۲۴۸	رام چند بُندیلہ	راؤ بھارت بُندیلہ۔	۹۹
۷۶	۲۴۹	راجہ رام چند کچھواہا۔	راجہ جگناتھ کچھواہا۔	۱۴۰
۷۷	۲۵۰	رام چند بندیلہ	راؤ دلیپ سنگھ بندیلہ	۲۰۱
۷۸	۲۵۱	راجہ رام داس کچھواہا	راجہ راج سنگھ کچھواہا۔	۲۰۵

نمبر	نمبر مسلسل	نام	کس کے حال مین	صفحہ
۷۹	۲۵۲	رانا راج سنگھ۔	راناکرن۔	۲۹۷
۸۰	۲۵۳	سروپ سنگھ۔	رانا انوپ سنگھ بھورتیہ	۶۳
۸۱	۲۵۴	راجہ سنگرام۔	راجہ روزافزون	۲۱۸
۸۲	۲۵۵	سبل سنگھ راٹھور۔	راجہ سورج سنگھ راٹھور۔	۲۵۵
۸۳	۲۵۶	ستر سال۔	راؤ سورج سنگھ۔	۲۵۷
۸۴	۲۵۷	رانا سانگا (سنگرام)	راناکرن۔	۲۹۲
۸۵	۲۵۸	سُبل سنگھ کچھواہا۔	مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کچھواہا	۳۲۷
۸۶	۲۵۹	سکت سنگھ کچھواہا۔	ایضاً	۳۲۷
۸۷	۲۶۰	سگت سنگھ کچھواہا۔	ایضاً	۳۲۷
۸۸	۲۶۱	سیام سنگھ راٹھور۔	کرمسی راٹھور۔	۲۹۰
۸۹	۲۶۲	عجب سنگھ کچھواہا۔	ستر سال کچھواہا۔	۲۲۶
۹۰	۲۶۳	فتح سنگھ۔	سبحان سنگھ سیسودیہ۔	۲۷۳
۹۱	۲۶۴	کنہی شیخاوت۔	بلبھدر شیخاوت۔	۱۰۸
۹۲	۲۶۵	کھیلوجی بھونسلا۔	پرسوجی بھونسلا۔	۱۱۷
۹۳	۲۶۶	کھنکار کچھواہا۔	جگمل کچھواہا۔	۱۴۱
۹۴	۲۶۷	راجہ کشن سنگھ کچھواہا۔	راجہ رام سنگھ کچھواہا۔	۲۴۱
۹۵	۲۶۸	کشور سنگھ ہاڈا۔	رام سنگھ ہاڈا۔	۲۴۱
۹۶	۲۶۹	کنہرداس۔	رائے۔ رایان۔ راجہ بکرماجیت سُندرداس۔	۲۶۳
۹۷	۲۷۰	کشورداس۔	راجہ منوہرداس۔	۳۴۶
۹۸	۲۷۱	گوپال سنگھ بھدوریہ۔	راجہ اودت سنگھ بھدوریہ۔	۶۵

[illegible]	[illegible]	نام	کس کے حال میں	صفحہ
۹۹	۲۷۲	راجہ گوپال داس گوڑ۔	راجہ بیٹھلداس گوڑ۔	۱۰۵
۱۰۰	۲۷۳	راجہ گوپال سنگھ پسر راجہ منروپ کچھواہا۔	راجہ جگناتھ کچھواہا۔	۱۴۱
۱۰۱	۲۷۴	گوپی ناتھ۔	راؤ سترسال ہاڈا۔	۲۶۶
۱۰۲	۲۷۵	راجہ گردھر۔	کیشو داس۔	۲۹۰
۱۰۳	۲۷۶	لالہ۔	راجہ بیربر۔	۹۴
۱۰۴	۲۷۷	رائے مالدیو۔	راجہ اُودے سنگھ راٹھور۔	۴۸
۱۰۵	۲۷۸	راؤ مکم سنگھ	راؤ امر سنگھ چنڈاوت۔	۶۱
۱۰۶	۲۷۹	مان سنگھ راٹھوڑ	راجہ اندر سنگھ راٹھور۔	۶۵
۱۰۷	۲۸۰	موہن داس۔	پتر داس۔ رائے رایان۔ راجہ بکرماجیت	۱۱۴
۱۰۸	۲۸۱	راجہ منروپ کچھواہا۔	راجہ جگناتھ کچھواہا۔	۱۴۱
۱۰۹	۲۸۲	مان سنگھ۔	رانا شنکر	۲۸۳
۱۱۰	۲۸۳	راجہ لکھمن بھدوریہ۔	راجہ کشن سنگھ بھدوریہ۔	۳۰۰
۱۱۱	۲۸۴	موہن سنگھ ہاڈا۔	مادھو سنگھ ہاڈا۔	۳۴۲
۱۱۲	۲۸۵	نرسنگھداس کچھواہا۔	دوارکاداس کچھواہا۔	۱۹۸
۱۱۳	۲۸۶	نتھ مل۔	کشن سنگھ راٹھور۔	۲۸۸
۱۱۴	۲۸۷	نرہرداس بُندیلہ۔	مہاراجہ نرسنگھدیو بُندیلہ۔	۳۵۱
۱۱۵	۲۸۸	ہرناتھ سنگھ راٹھور۔	راجہ اندر سنگھ راٹھور۔	۶۵
۱۱۶	۲۸۹	ہردم رائے۔	راجہ بیربر۔	۹۴
۱۱۷	۲۹۰	ہرجس گوڑ۔	راجہ بیٹھلداس گوڑ	۱۰۸
۱۱۸	۲۹۱	ہری سنگھ ولد راؤ چاندہ۔	رائے دُرگا داس سیسودیہ۔	۱۹۳

فہرست اُن اُمرا کی جنکا مختصر حال ضمیمہ نمبر ۱ مین لکھا گیا ہے

خاص خاص واقعات کی فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

باب اوّل

ہندوستان مین ہندو ایرین فاتحین کا اپنے مفتوحین سے برتاوُ

ہندوستان کے اصلی باشندے

حکماے فرنگ نے مختلف علامتون اور نشانون سے ثابت کیا ہے کہ ہندوستان کے اصلی باشندے اور لوگ تھے جو جنگلون اور پہاڑون مین رہتے اور شکار کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے۔ اس کے بعد جیحون اور سیحون کے میدانون سے ایک زبردست قوم نے آکر آہستہ آہستہ کل مُلک پر اپنا قبضہ کرلیا اور یہان کی سرسبزی اور زرخیزی دیکھکر یہین بس گیم ہوسئے۔ اس قوم کا نام ایرین (آریا) تھا۔ یہ نہایت ذہین اور طبّاع اور اُس زمانے کی حیثیت کے بموجب اعلیٰ درجے کی مہذب اور تعلیم یافتہ قوم تھی۔ اِن لوگون نے علم الٰہی فلسفہ۔ حکمت۔ نجوم۔ ریاضی۔ وغیرہ مین قابل قدر ترقی کی۔ جنگلون کو کاٹ کاٹ کر زراعت کے قابل بنایا۔ تجارت۔ صنعت و حرفت مین نام پیدا کیا۔ غرضکہ ہرقسم کی تہذیب و

ایرین فاتح

شایستگی پھیلاکر ہندوستان کو جنت نشان بنایا۔

ہمین اِس مقام پر صرف یہ دکھانا مدنظر ہی کہ اِس فاتح قوم کا اپنے مفتوحین کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا۔ سخت تعجب ہی کہ باوجود تہذیب و شایستگی کے اِن کا برتاؤ اپنے مفتوحین کے ساتھ سخت ظالمانہ تھا۔ جب اِن لوگون نے ہندوستان مین قدم رکھا ملک کے اصلی باشندے کچھ تو لڑتے لڑتے دائین بائین جنگلون اور پہاڑون مین گھس گئے۔ گونڈ بھیل وغیرہ جنگلی قومین اُنھین کی نسل سے بتائی جاتی ہین۔ کچھ لوگ فتحیابون کی غلامی اور خدمتگاری کے کام مین آئے اِن کو اُنھون نے ایسی ذلیل حالت مین رکھا کہ خود اُن کو شودر (خدمتگار ذلیل) کے لقب سے عار نہین رہا۔

قوانین منو

اِس فاتح قوم کے مشہور و معروف مجموعہ قوانین مین جو قوانین منو کے نام سے موسوم اور حضرت عیسیٰ سے نو سو برس پیشتر کا لکھا ہوا خیال کیا جاتا ہی سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہی کہ لوگون کو چار برنون (فرقون) مین تقسیم کیا ہی۔ اوّل متبرک (برہمن) دوم سپاہی (چھتری) سوم تجارتی (ویش) چہارم خدمتی (شودر) اِن مین برہمنون کو غایت درجے کی عظمت اور بزرگی اور شودرون کو نہایت درجے کی ذلّت و خواری دی گئی ہے۔ اگرچہ فاتح قوم کے تینون فرقون مین بھی برابری قائم نہین رکھی گئی لیکن ہر ایک کو عزت حاصل ہی اور بعض مذہبی رسمون مین تینون فرقے شریک ہوتے ہین۔ اور صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اِنھین تینون فرقون کے انتظام کے واسطے یہ قانون بنایا گیا ہی چوتھے فرقے سے یہ قانون صرف اُسی قدر متعلق ہی جس قدر کہ اِن تینون فرقون کی خدمت سے علاقہ رکھتا ہی۔

برہمنون کی فوقیت

تمام احکام سیاست مین بھی برہمن اور سب فرقون پر برتری رکھتا ہی اسیطرح چھتری دیش فرقے پر فوقیت رکھتا ہی۔ نہایت سخت جرمون مین بھی برہمن سخت سزا پانے سے آزاد ہی[1]۔ اور فرقون پر جو کچھ جبر و تعدّی وغیرہ برہمن سے ظہور مین آوے اُس کی پاداش

[1] باب ۸۔ اشلوک ۳۸۰۔

مین کچھ تھوڑی سی تنبیہ مقرر ہی[۱] لیکن اور فرقون کے لوگون سے جو کچھ جرم اُس کی نسبت
واقع ہو اُسکی وہ چند سزا مین کیگئی ہے۔

شودر فرقے کا مختصر فرض یہ بیان کیا گیا ہو کہ اور فرقون کی وہ خدمت کیا کرین[۲] لیکن اُس کا بڑا فرض برہمنون کی خدمت کرنا ہی[۳]۔ یہ بھی اجازت ہے کہ اگر وہ نان و نفقہ کا محتاج ہوا ور برہمنون کی خدمت حاصل نہ ہو سکے تو چھتریون کی خدمت اختیار کرے اور اگر اُنکی بھی خدمت میسر نہ آوے تو کسی مالدار ویش کی خدمت کرے[۴]۔ اگر اس فرقے کے لوگون کو یہ معمولی کام نہ مل سکے تو وہ دستکاری کے کام مثلِ معماری۔ نجاری۔ مصوری۔ محرری کے اختیار کرے[۵]۔

شودر کو بید شاستر اور مذہبی کتابین پڑھنے کی اجازت نہین البتہ ہوم کرنے کی اجازت ہی[۶] لیکن برہمن کا اُس سے ہوم وغیرہ کروانا ایسا سخت گناہ ہے کہ کفارہ دینا پڑتا ہے[۷]۔ برہمن کو شودر کے روبرو بھی بید کا پڑھنا درست نہین[۸]۔ شودر کو دھرم شاستر کے مسئلے سکھانا یا اُسکے گناہ کے کفارہ کا طریق بتانا برہمن کو اُس دوزخ مین ڈالتا ہی جسکو "آسم ورتا" کہتے ہین اُس کو دُنیا کے کام مین بھی نصیحت کرنا ممنوع ہے[۹]۔ برہمن کو ایسی سخت اور مکرر سکرر تنبیہ اور تاکید کسی اور جرم پر نہین کیگئی جیسی شودر سے نذر اور بھینٹ لینے کی ممانعت مین کیگئی ہی اور اس جرم کا کفارہ جب تک کہ وہ اُس دچھنا کو واپس نہ کرے تیرتھ جاترہ سے بھی نہین ہو سکتا[۱۰]۔ اگر کوئی برہمن فاقے سے جان بلب ہو تو شودر سے خشک اناج لے لینا جائز ہی مگر اُسکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا جائز نہین۔ شودر اپنے آقا کے پس خوردہ سے

۱؎ باب ۸ - اشلوک ۲۷۶ و ۲۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ - ۲؎ باب ۹ - اشلوک ۲۴۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۳۷ - اور باب ۱۱ - اشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶ - ۳؎ باب ۱۰ - اشلوک ۹۱ - ۴؎ باب ۴ - اشلوک ۳۳۴ - ۵؎ باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۱ - ۶؎ باب ۱۰ - اشلوک ۹۹ و ۱۰۰ - ۷؎ باب ۱۰ - اشلوک ۱۲۷ و ۱۲۸ - ۸؎ باب ۱۰ - اشلوک ۱۰۹ - لغایت ۱۱۱ - و باب ۱۱ - اشلوک ۴۲ و ۴۳ - ۹؎ باب ۴ - اشلوک ۹۹ - ۱۰؎ باب ۴ - اشلوک ۸۰ و ۸۱ - ۱۱؎ باب ۱۱ - اشلوک ۱۹۴ - لغایت ۱۹۷ - و باب ۱۰ - اشلوک ۱۱۱ -

پالا جاوے اور اُترے ہوے پھٹے پُرانے کپڑے پہنتے۔ شودر کو اگر کچھ مقدور بھی ہو تو بھی دولت جمع کرنیکی اِس وجہ سے اجازت نہین کہ وہ دولتمند ہو کر شاید کسی برہمن کو رنج پہونچاسے[۱]۔ اگر کوئی شودر کسی اعلیٰ فرقے کے آدمی کو گالی دے تو اُسکی زبان کاٹ لیجاوے[۲]۔ اگر برہمن کے پاس ایک ہی فرش پر بیٹھ جاوے تو اُس کے چوتڑون کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے[۳]۔ اگر شودر برہمن کو دھرم کی باتین بتاے تو اُس کے منہ اور کانون مین کھولتا ہوا تیل ڈالین[۴]۔ شودر کے قتل کا کفارہ بھی مذہب کی رو سے وہی ہو جو بلّی۔ کتّے۔ چھپکلی۔ مینڈک اور بہت سے قسم کے جانورون کے مار ڈالنے کا کفارہ ہو[۵]۔ اگر شودر کو اُس کا مالک آزاد بھی کر دے تو بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا ہو۔ مخدوم نہین بن سکتا کیونکہ جو حالت اُسکو خالق نے بخشی ہو اُسمین سے کون اُسے نکال سکتا ہو[۶]۔

اِسی طرح کے اور بھی بہت سے قانون ہین جن سے نہایت بیرحمی ظاہر ہوتی ہو اور اعلیٰ فرقون کی رعایت سے شودر پر نہایت سختی روا رکھی گئی ہے۔

مفتوحین کے ساتھ اِس قسم کا برتاؤ صرف ایرین قوم ہی پر محدود نہ تھا بلکہ اسلام سے پہلے تمام دنیا مین فاتح قومون نے ہمیشہ مفتوحین کو جانورون سے بدتر سمجھا ہے رومن نے تمام مفتوحہ قومونکو غلام بنا رکھا تھا۔ ہندوستان مین شودرون کی حالت پھر بھی کسی قدر غنیمت تھی۔ چنانچہ الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان مین تحریر فرماتے ہین "بہرکیف شودر فرقے کی حالت قدیم زمانے کی جمہوری سلطنتون کے غلامون یا متوسط زمانہ کے پاجیون اور اور ہر خادم فرقونکی حالت سے جنکو ہم جانتے ہین بہتر تھی"۔ اسلام نے دنیا مین قدم رکھتے ہی اِس عام رواج کو دفعتہ مٹا دیا۔ اور مفتوحین کے ساتھ مساوات کا درجہ قائم کر کے دنیا کو سکھا دیا کہ حقوق عامہ مین جسقدر آدمی آسمان کے نیچے ہین سب

[۱] باب ۱۰۔ اشلوک ۱۲۹۔ [۲] باب ۸۔ اشلوک ۲۷۰۔ [۳] باب ۸۔ اشلوک ۲۸۱۔ [۴] باب ۸۔ اشلوک ۲۷۲۔ [۵] باب ۱۱۔ اشلوک ۱۳۱۔ [۶] باب ۸۔ اشلوک ۴۱۳۔

برابر ہین ۔ آج جن قومونکو اپنے تمدن و تہذیب پر ناز ہے اُن کا دعویٰ ہے کہ اُنھون نے مساوات کو قائم رکھا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہین کہ آج تک وہ اسلام کی فیاضی کا مقابلہ نہین کر سکے ۔

مسلمان جب ہندوستان مین آئے تو اُس وقت بھی مندرجۂ بالا قوانین جاری تھے چنانچہ مشہور مورخ البیرونی نے جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا برہمنون کے نسبت لکھا ہے " برہمن مجرمون کے ساتھ بہت نرمی کیجاتی تھی مثلاً اگر کوئی برہمن کسی دوسری ذات کے آدمی کو مار ڈالتا تھا تو اُسکو کچھ برت اور خیرات اور پوجا کرنے کی سزا دیجاتی تھی " اِس کے مقابلہ مین ہندوستان کے مسلمان فاتحون نے اپنے مفتوحین کے ساتھ جو کچھ برتاؤ کیا اُسکو ہم آئندہ بابونمین بیان کرتے ہین ۔

بابِ دوم

اسلامی عہد مین مذہبی آزادی

جس زمانے مین کہ دنیا کے تمام ملکون خصوصاً یورپ مین مذہبی آزادی کا نام لینا بھی گناہ سمجھا جاتا تھا اسلامی ممالک مین غیر قومون کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل تھی ۔

سندھ مین مذہبی آزادی

ہندوستان مین سب سے پہلے سندھ کو مسلمانون نے فتح کیا ۔ اُسوقت مشہور سپہ سالار محمد قاسم نے تمام مُلک مین منادی کرادی کہ کسی کے مذہب مین کسی قسم کی دست اندازی نہین کیجاویگی ۔ ہر شخص کو اختیار رہیگا کہ نہایت آزادی سے اپنے مذہبی رسوم بجا لائے ۔ اِس کے بعد برہمنون کو بُلا کر حکم دیا کہ اپنے مندر تعمیر کرائین ۔ مُلک کے محاصل سے فیصدی تین حصّے جو ہمیشہ سے مندرون کے خرچ کے واسطے ملتا آیا ہے بدستور ملتا رہیگا ۔[1]

[1] شمس العلما ذکاء اللہ خان کی تاریخ ہندوستان ۔

ہندوستان مین مذہبی آزادی

جب خاص ہندوستان مین مسلمانون کے اقبال کا ستارہ چمکا تو یہان بھی اُنھون نے مذہبی آزادی کے اُصول کو نہایت فیاضی سے قائم رکھا۔ اِس سے انکار نہین کیا جاتا کہ اکثر مسلمان فاتحون نے ابتدائی حملون کے جوش خروش مین یا کسی متعصب مسلمان بادشاہ نے کسی ہندو راجہ یا رعایا کی تفاوت پر برافروختہ ہو کر اکثر مندرون کو لوٹا اور مورتون کو توڑا۔ لیکن امن کے زمانے مین کبھی ایسا فعل جائز نہین رکھا گیا بلکہ مسلمانون نے اپنی طرف سے مندرون کے اخراجات اور پوجاریون کے وظائف کے واسطے بہت سی جاگیرین دے رکھی تھین۔ باوجود اِس کے کہ یورپین موزخون اور سیاحون نے مسلمانون کے عہد کی تاریخین نہایت متعصبانہ نظر سے لکھی ہین لیکن اِس سے وہ بھی انکار نہین کر سکے۔ اسکے نسبت ذیل مین ہم اُنکی تحریر کا اقتباس درج کرتے ہین۔

مندرونکا وقف

مسلمان بادشاہون کی طرف سے مندرون کے واسطے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذ و نادر تھا لیکن یہ دعویٰ نہین کہ بالکل معدوم ہو۔[1]

اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جس کو اکبر اعظم کے دورحکومت مین سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوُن کے مذہب کے ساتھ اکثر برتا جاتا تھا۔ یہان تک کہ شاہی اوقاف جو مندرون کے لئے مقرر ہوتے تھے اُن کا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوُن کے مذہب مین دست اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھا دی تھی۔[2]

نئے مندر

مسلمان فرمان رواوُن کی نسبت یہ اعتراض بھی پیش کیا جاتا ہو کہ اُن کے عہد مین نئے مندر بننے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن یہ سراسر غلط ہو۔ دہلی۔ آگرہ۔ متھرا۔ بٹ ایشر۔ وغیرہ مین جو اسلامی قوت اور سطوت کے خاص مرکز تھے بہت سے مندر شاہان اسلام کے عہد کے تعمیر شدہ اِس وقت تک موجود ہین چنانچہ بندرابن کے مشہور مندر "گوبند دیوجی" "گوپی ناتھ جی" "مدن موہن جی"۔ مہا پربھو چیتن جی (۱۴۸۶ء لغایت ۱۵۲۷ء) کے چیلے

---

[1] کرنیل یول کا مارکو پولو جلد ۲ صفحہ ۱۳۱۔ [2] سر رچرڈ ٹمپل کی کتاب ہندوستان مطبوعہ لندن ۱۸۸۱ء صفحہ ۱۶۲۔

روپ سناتن گوسائین نے جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے مسلمان تھے مسلمانون ہی کے عہد مین بنوائے تھے[۵۱]۔

اب ہم مذہبی آزادی کی نسبت مختلف تاریخون کی تحریرون اور سیاحون کے چشم دید حالات کو جو اُنھون نے اپنے سفرنامون مین لکھے ہین شہادت مین پیش کرتے ہین۔

دکن مین مذہبی آزادی

دکن کے شاہان سلف کے زمانے مین غیر مذہب والون کو ہر قسم کی آزادی حاصل تھی[۵۲]۔ ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفرنامہ مین ستی کے بیان مین لکھا ہی۔ جو بیانات ستی کے بابت لکھے گئے ہین۔ اُن مین بلاشک مبالغہ کیا گیا ہے اور آجکل پہلے کی نسبت ستی کی تعداد کم ہوگئی ہی کیونکہ مُسلمان جو اس مُلک کے فرمان روا ہین اِس وحشیانہ رسم کے نیست و نابود کرنے مین حتی المقدور کوشش کرتے ہین۔ اور اگرچہ اُس کے امتناع کے واسطے کوئی مقررہ قانون نہین ہی۔ کیونکہ اُنکی تدبیر مملکت کا یہ ایک جزو ہی کہ ہندوُنکی خصوصیات مین جنکی تعداد مسلمانون سے کہین زیادہ ہی دست اندازی کرنا مناسب نہین سمجھتے بلکہ اُن کے مذہبی رسوم کے بجا لانے مین اُن کو آزادی دیتے ہین۔ تاہم ستی کی رسم کو بعض ایچ پیچ کے طریقون سے روکتے رہتے ہین۔ یہان تک کہ کوئی عورت بغیر اجازت اپنے صوبے کے حاکم کے ستی نہین ہوسکتی اور صوبے دار ہرگز اجازت نہین دیتا جب تک کہ قطعی طور پر اِس امر کا یقین نہین ہوجاتا کہ وہ اپنے ارادے سے ہرگز باز نہ آویگی[۵۳]۔

رسم ستی اور مذہبی آزادی

میلہ سورج گہن

اِسی سفرنامے مین دہلی کے سورج گہن (۱۶۶۶ء) کے اشنان اور پوجا پاٹ کے حال مین لکھا ہے: "سلاطین مغلیہ اگرچہ مسلمان ہین لیکن اِن پُرانی رسمون کے آزاد طور پر بجا لاتے گویا تو اِس خیال سے منع نہین کرتے کہ ہندوُن کے مذہبی معاملات مین دست اندازی کرنا چاہتے ہی نہین یا دست اندازی کی جرأت نہین رکھتے[۵۴]۔"

---

[۵۱] ہندوستان گذشتہ و حال مصنفہ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صفحہ ۱۱۵-۱۱۶۔ [۵۲] بمبئی گزیٹیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۲ و جلد ۱۶ صفحہ ۷۰۔

[۵۳] ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر برنیر جلد دویم صفحہ ۱۷۲-۱۷۳۔ [۵۴] جلد دویم صفحہ ۱۵۷۔

بنگالہ مین عیسائی

بنگالہ کے حال مین لکھا ہے "بہت سے پرتگیز اور دوغلے یورپین اور عیسائیون نے جنکو ڈچ لوگون نے اُنکی مختلف آبادیون سے نکال دیا ہے اِس زرخیز ملک مین آکر پناہ لی ہے۔ چنانچہ فرقہ جیسوئٹ اور اگسٹین کے لوگون نے جنکی بڑی بڑی مذہبی جماعتین ہین اور جو اپنے مذہبی اعمال کو آزادانہ اور بلا دقّت عمل مین لا سکتے ہین مجھے اِس بات کا یقین دلایا کہ صرف ہوگلی مین آٹھ ہزار سے نو ہزار تک عیسائی بستے ہین۔ اور اِس مُلک کے اور حصّون مین تو اُنکی تعداد پچیس ہزار سے بھی زیادہ ہے"[1]

موسیو تھیونو فرانسیسی سیاح نے جس نے ۱۶۵۵ء سے ۱۶۶۶ء تک ہندوستان کی سیاحت کی اپنے سفرنامے مین لکھا ہے "اکثر بستیون مین مندر بنے ہوئے تھے۔ ہندو گاڑیون مین جاتے ہوئے جا بجا ملتے تھے جو ان مندرون مین اپنی پوجا کے واسطے آئے تھے"[2]

اسی سیاح کے سفرنامے سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مغلون کے صوبۂ بالاگھاٹ اور سلاطین دکن کے قلمرو مین عیسائیون کے بہت سے کالج۔ خانقاہین موجود تھین اور عیسائی پادری اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے برابر آتے جاتے تھے اور نہایت آزادی سے اپنے کام مین مصروف تھے۔ رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب اپنی کتاب "ہندوستان گذشتہ وحال" مین مسلمانونکی حکومت کے طریقے کے بیان مین لکھتے ہین۔ "ہندو کسیقدر حقارت کے ساتھ دیکھے جاتے تھے مگر سوائے جزیہ لئے جانے اور ایک دو اور معاملات مین امتیاز کئے جانیکے اور کوئی مداخلت اُن کے مذہب مین نہین کیجاتی تھی نہ اُن سے کوئی دشمنی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ بہت سے ہندو حساب اور مال کے محکمون مین نوکر ہوتے تھے۔ مبارک خلجی کے وقت مین کل گورنمنٹ کا طریقہ ہندوانہ

[1] ترجمۂ سفرنامۂ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۱۲۲۔ [2] دکن مین موسیو تھیونو ایک فرانسیسی کی سیاحت سلسلۂ آصفیہ جلد دوم صفحہ ۲۸-۲۹۔

تھا ہندو لوگ اپنے مذہب کو کم تبدیل کرتے تھے[1]

وسعت خیال ہنود

اسلامی عہد حکومت مین مذہبی آزادی کا اِس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہی کہ ہندؤن کے بڑے بڑے واعظ اصلاح کنندگان اور موجدان مذہب نہایت آزادی سے اپنے اپنے مذہب اور طریقے کی اشاعت مین سرگرم تھے۔ اور کوئی اُنکو نہ روکتا تھا۔ اور جب تک کوئی شخص مُلک کے پولٹیکل معاملات سے الگ تھلگ رہتا کبھی اُس کے مذہبی معاملات مین دست اندازی نہ کیجاتی تھی۔ چنانچہ گرو رامانند بابا کبیر داس۔ گورونانک۔ مہاپربھو چیتنیہ جی۔ روپ سناتن گوشائین۔ بلبہ آچاریہ جی۔ بابا سورداس جی۔ گوشائین تلسی داس۔ بابا توکارام وغیرہ کے حالات اِسکے ثبوت مین موجود ہین اور ہندؤنکی طرح تعلیم یافتہ مسلمان بھی اُنکو عزت وعظمت کے ساتھ یاد کرتے ہین۔

جزیہ کی بحث

غیر مذہب والے اسلام پر یہ اعتراض بھی کرتے ہین کہ اُس نے غیر مذہب والون پر کافر ہونیکا ٹیکس جزیہ کے نام سے لگا کر مسلمانون اور غیر مذہب والونمین نہایت متعصبانہ اور نامناسب تفرقہ قائم کیا ہی۔ اور یہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کے لئے غیر قومین اسلام قبول کرنا گوارا کرلیتی تھین۔ علامۂ زمان شمس العلما مولانا محمد شبلی صاحب نعمانی نے ایک مستقل رسالہ الجزیہ کے نام سے لکھکر اس الزام کی بخوبی تردید کردی ہے اور نہایت قوی اور متین دلیلون اور مستند تاریخی روایتون سے ثابت کردیا ہے کہ جزیہ دراصل فارسی کے لفظ گزیہ کا جس کے معنی خراج کے ہین معرب ہے اور سب سے پہلے نوشیروان نے جو دنیا مین عادل لقب سے مشہور ہے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے۔ اور عموماً اہل فوج کو اِس ٹیکس سے بری رکھا تھا۔ اسلام نے جو انتظام قائم کیا اُس کی رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کے واسطے مجبور کیا جا سکتا تھا۔ جب

[1] ہندوستان گذشتہ وحال مطبوعۂ آگرہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۰۲

غیر مذہب والون پر اسلام کی حکومت ہوئی اور اُن کی حفاظت مسلمانون کو کرنی پڑی تو چونکہ اُنکو فوجی خدمت پر مجبور کرنیکا اسلام کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔ نہ وہ لوگ ایسی پُرخطر خدمات کے واسطے بہ خوشی راضی ہو سکتے تھے۔ اِس لئے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کیلئے کوئی معاوضہ دین۔ اِسی معاوضہ کا نام جزیہ تھا۔

جزیہ کی عام شرح تین ۳ روپیہ اور چھ ۶ روپیہ سال تھی۔ خاص خاص حالتون مین زیادہ تعداد بیس ۲۰ روپیہ سالانہ تھی۔ کسی کے پاس لاکھون روپیہ ہون تو اس سے زیادہ نہین دینا پڑتا تھا۔ بیس ۲۰ برس سے کم عمر اور پچاس ۵۰ برس سے زیادہ عمر والے۔ اور عورتین۔ مفلوج معطل العضو۔ نابینا۔ مجنون۔ اور مفلس لوگ جن کے پاس دوسو ۲۰۰ درہم سے کم ہون۔ جزیہ سے مستثنیٰ تھے۔ کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ ایسے ہلکے ٹیکس سے بچنے کیلئے دنیا مین ایک شخص نے بھی اپنا مذہب چھوڑا ہوگا۔

یہان پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہو کہ جسطرح یہ فوجی ٹیکس صرف غیر مذہب والون سے لیا جاتا تھا اُسی طرح صرف مسلمانون سے زکواۃ اور عشر کا ٹیکس اُس سے بہت زیادہ تعداد مین وصول کیا جاتا تھا۔

یہ بات بھی قابل یاد رکھنے کے ہو کہ اگر کسی غیر قوم نے فوجی خدمت پر رضامندی ظاہر کی تو وہ اُسی طرح جزیہ سے بری رہی جس طرح خود مسلمان۔ ہندوستان مین بعض بعض مسلمان بادشاہ ہندؤن سے جزیہ لیتے رہے سلطنت کے انقلابون مین کبھی موقوف ہو جاتا تھا۔ کبھی مقرر ہو جاتا تھا۔ اکبر کے وقت مین جب ہندؤن نے فوجی ملازمت اختیار کرلی تو ۹۸۸ھ ۲۴ جلوس مین عام طور سے جزیہ معاف کر دیا گیا۔ اورنگ زیب نے ست نرائنی فرقہ اور دیگر ہندؤن کی بغاوت سے برافروختہ ہو کر ۱۰۹۰ھ ۲۲ جلوس مین پھر جزیہ مقرر کر دیا لیکن جو ہندو فوجی ملازمت مین تھے جزیہ سے مستثنیٰ رہے۔ چنانچہ راجپوتانہ کے جملہ راجہ جو فوجی خدمات انجام دیتے تھے جزیہ سے بری تھے۔ صرف رانا اُدے پور جو

فوجی خدمت بجا نہ لاتا تھا جزیہ ادا کرتا تھا - اور جزیہ کے عوض مین اُس نے اپنے دو پرگنے مانڈل پور اور بدل پور بادشاہ کے حوالے کر دیئے تھے -

مسلمان بادشاہ اور اشاعت اسلام

ہندوستان مین بادشاہون پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہی کہ اُنھون نے ہندوٗنکو جبراً مسلمان کیا اور ہندوستان مین مذہب اسلام کو تلوار کے روز سے پھیلایا اِس غلط اور متعصبانہ الزام کی تردید غیر مذہب والونکی تحریرون سے کیجاتی ہے -

سر الفرڈ لائل نے لکھا ہی کہ جو فاتحین اسلام شمالی ہند مین شاہی خاندانون کے بانی ہوئے یا جنھون نے دکن مین اسلامی سلطنتین قائم کین اُن کو مذہب کی کچھ پروا نہ تھی - ان مین اکثر ایسے تھے جن کو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نہین ملی کیونکہ یا تو ملک کے فتح کرنے مین اُن کا وقت صرف ہوا - یا خانہ جنگیون سے اُن کو فرصت نہ ہوئی - یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مغل یا تاتاری ہوتے تھے - پیغمبر عرب کے دین پر خود اُن کو استحکام نہ تھا - اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوحؑ کی اولاد کا خاصہ ہی اور جس کا نمونہ عرب کے قدیم عام برادران اسلام نے دکھایا تھا چھو بی نہ گیا تھا - جو سلطنت اُنھون نے قائم کی اُسکی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی[۱]

ہندوستان کے مسلمان فاتحون کے دل مین کوئی ایسا خیال جسکو دوسرون کی آخرت کی بھلائی چاہنے کا خیال کہتے ہین موجود نہ تھا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل مین ہوا کرتا ہے - اور جس نے خود اسلام کی اشاعت مین بڑے بڑے کام کیے - خلجی - تغلق - لودی لڑائیون مین عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کی ترقی دینے کی مہلت نہ ہوئی - لوگون کو مسلمان کرنیکی جگہ ملکون سے خراج وصول کرنیکا اُنکو زیادہ خیال رہا[۲] -

[۱] سر الفرڈ لائل ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ - مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء -

[۲] دعوت اسلام ترجمہ پریچنگ آف اسلام مصنفہ - ٹی - ڈبلیو - آرنلڈ صاحب بی - اے -

خاندان مغلیہ مین اورنگ زیب اور جنوبی ہند مین حیدر علی اور ٹیپو سلطان پر مذہبی سختی اور ہندوؤن کو جبراً مسلمان کرنیکے الزام بہت لگاے جاتے ہین۔ پروفیسر آرنلڈ صاحب نے اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" مین اسکی نسبت تین چار مقامی روایتین بیان کرکے لکھا ہے :"ان باتون کے پڑھتے وقت یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی شہادت مین صرف مقامی اور خاندانی روایتین ہین لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ مین جہانتک مجھکو پتہ چلا ہی بجبر مسلمان کرنیکا کہین ذکر نہین۔ اور قرین قیاس ہی کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت مین مذہب کا بڑا جوش تھا شمالی ہند کے نسبت ہندؤنکو اس بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونیکی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دین۔ اور یہ وجہ ایسی ہی جس کے بتانے مین کچھ دقت نہین ہوتی ہے۔ اسی طرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے جو قریب زمانے کے مشہور بادشاہ گذرے ہین اس بات مین شہرت حاصل کی کہ انھون نے بہت سے ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کی بعض حصون کو زبردستی مسلمان کرلیا۔ حالانکہ ان کا مسلمان ہونا ان بادشاہون کے عہد سے بہت پہلے کا واقع ہے[۱]۔"

اورنگ زیب نے ترقی دین کے جوش مین نومسلمون کے ساتھ کھلے ہاتھ سے فیاضی کی۔ لیکن اس نے غیر مذہب کے لوگون پر مذہبی باتون مین سختیان نہین کین[۲]۔

اشاعت اسلام کا مختصر حال

ہندوستان مین اشاعتِ اسلام کے مختصر حالات اگر اس موقع پر لکھے جائین تو غالباً بے موقع نہ خیال کئے جاوین گے۔ ہندوستان مین مسلمانونکی عملداری قائم ہونے سے پہلے داعیان اسلام کے ذریعے سے اسلام پھیلنا شروع ہوگیا تھا۔ داعیان اسلام ہندوستان کے مختلف دور و دراز ملکون اور راجپوتانہ کے ریگستانی

---

[۱] گزیٹیر صوبہ بمبئی جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۲ و جلد ۲۳ صفحہ ۲۸۲۔

[۲] تاریخ ہند ترجمہ الگزانڈر ڈاؤ جلد ۳ صفحہ ۳۶۱۔ مطبوعہ لندن ۱۸۱۲ع۔

حصّون مین پہونچ گئے تھے۔ اور نہایت سلامت روی سے اسلام کی اشاعت مین مصروف تھے۔ چنانچہ جہان جہان اِن نیک نیت داعیان اسلام کا قدم پہونچا اسلام کو اپنی اشاعت مین بلاجبر و اکراہ بڑی اور مستقل کامیابی حاصل ہوئی۔ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور فرمان رواؤن سے لیکر مفلسون تک مین سے لاکھون کو اپنا پیرو بنا لیا۔ بہت سی قومین جو صدہا سال سے ہندوُن کے طبقے سے خارج اور نہایت ذلت و خواری سے اپنے دن کاٹ رہی تھین۔ اُن کو اسلام نے اپنے اخوت کے دائرے مین لیکر عزت کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا دیا۔ سلطنت اسلامیہ کے قائم ہونیکے بعد اگرچہ ہندوستان مین مسلمانون کو مُلکی غلبہ حاصل ہوگیا۔ اور مذہب اسلام کی اِشاعت مین کسی کو مجال مزاحمت کی نرہی تھی۔ لیکن عام طور سے اِن بادشاہون اور ان کے امیرون کا رویّہ ایسا بُرا تھا کہ غیر مذہب والے اِن کے اسلام کی حالت دیکھکر مذہب اسلام کو کبھی اچھا تصوّر نہ کرسکتے تھے۔ اکثر بادشاہ شراب و کباب عیش و عشرت کے متوالے تھے۔ اور انھون نے تمام فرائض مذہبی کو بالائے طاق رکھدیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کو اُن مقامات مین جہان اسلامی عملداری اور اقتدار نہ تھا بہ نسبت اُن مقامات کے جہان اُنکی حکومت مدتون تک نہایت شان و شوکت اور عظمت سے قائم رہی بہت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ چنانچہ دہلی اور آگرہ کے قرب وجوار مین جہان اسلامی قوت اور سطوت کا صدیون تک مرکز رہا مسلمانون کی تعداد بہت کم ہے برخلاف اِس کے جنوبی ہندوستان اور مشرقی بنگالہ مین جہان مسلمانون کی پولٹیکل قوت بہت ہی ضعیف تھی اُن کی اوسط تعداد اِن ممالک سے بہت زیادہ ہے۔

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال مین حاصل کی۔ اُسکی نظیر کسی دوسرے صوبے مین نہین ملتی۔ سنہ ۱۸۷۲ء مین جبٹ مل کا باپ

راجہ کانس مرگیا تو اُس نے راج کے تمام سردارون کو جمع کیا اور اُن کے سامنے مسلمان ہونیکا قصد ظاہر کیا اور کہا کہ ایسی حالت مین اگر تمھین میری سلطنت سے انحراف ہو تو مین بہت خوشی سے اپنے چھوٹے بھائی کو راج کا مالک کردون گا۔ تمام سردارون نے متفق ہوکر جواب دیا۔کہ ہم آپکے مطیع اور فرمان بردار ہین۔ امور دُنیوی مین مذہب اور دین کا کچھ کام نہین ہے۔ جیتمل نے علمائے لکھنوتی کو طلب کرکے مذہب اِسلام اختیار کیا اور اپنا نام جلال الدین رکھا۔ اِسکے زمانہ حکومت مین کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مشرقی بنگال مین مسلمانونکی ساڑھے پانچسو برس کی حکومت مین صرف اِسی نومسلم بادشاہ کا عہد ایسا ہے جس مین بیان کیا گیا ہے کہ ہندؤن پر ظلم ہوے۔ بنگالی نومسلمون کی کثرت ایسے شہرون مین نہین جو کسی زمانہ مین اِسلامی سلطنت کا پایہ تخت رہا ہے بلکہ اُنکی جسقدر کثرت ہے وہ دیہات یا ایسے ضلاع مین ہے جہان مغربی صوبون کے نوآباد مسلمانون کا نشان تک نہین[۱]۔

اسیطرح عالمگیر کے عہد مین کشتوار (صوبہ کشمیر) کے راجپوت راجہ نے حضرت شاہ فریدالدینؒ کے کرامات مشاہدہ کرکے اسلام قبول کیا۔ اور راجہ کے مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہوگئی[۲]۔

کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے چودھوین صدی عیسوی مین کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے مذہب اسلام قبول کیا تھا[۳]۔

غرضکہ ان نیک نیت داعیان ملّت اسلامیہ نے جو انسان کے دلون کے بادشاہ تھے اپنی اخلاقی قوت سے اکثر سلطنتون کی کایا پلٹ دی۔ اور اپنا روحانی اور

[۱] دعوت اسلام۔ تاریخ فرشتہ۔ [۲] دعوت اسلام بحوالہ ایف ڈریو رجمون اور کشمیر کی ریاستین صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ء [۳] دعوت اسلام۔

اخلاقی اثر غیر مسلم قومون پر ایسا چھوڑ گئے کہ صدیان ہوگئین۔ نسلون پر نسلین گذرتی جاتی ہین۔ مگر اب تک موجود ہے۔ ہندوستان مین کسی مشہور بزرگ کا عرس ایسا نہین ہوتا کہ جسمین مسلمانون کے ساتھ ہزارون تعلیم یافتہ ہندو نہایت عقیدت و اخلاص سے نہ شریک ہوتے ہون۔ عوام مین تو یہ بزرگ اسقدر مانے جاتے ہین کہ سنہ ۱۸۹۱ء کی سرکاری مردم شماری مین صرف ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین ۲۳۰۳۶۴۳ ہندؤن نے جو اِس صوبہ کی کُل ہندو آبادی کے ۰۸ ۲۷۵ تھے اپنا مذہب پیر پرست لکھوایا تھا۔

مذہب ہنود کی نسبت مسلمان بزرگونکی رائین

اِس مقام پر یہ دکھانا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیشوایان دین اور حاملان شرح متین اور فاضل مورخین جنکا اقتدار اُس زمانے مین نہ صرف عام رعایا بلکہ بادشاہون اور امیرون پر بھی بیحد تھا۔ ہندؤن اور اُن کے مذہب کے نسبت کس قسم کے بے تعصبانہ خیالات رکھتے تھے۔

حضرت میرزا مظہر جان جانان علیہ الرحمۃ۔ جو سلوک اور تصوف مین بہت بڑے پایہ کے شخص گذرے ہین۔ یہان تک کہ قاضی ثناءؔ اللہ صاحب کو آپ کی کفش برداری پر ناز تھا۔ اِن سے کسی نے دریافت کیا کہ ہندو مذہب کی نسبت ہمکو کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ آپ نے مفصل خط مین اِس کا جواب لکھا۔ یہ خط اِنکے مکاتیب کے مجموعے مین شائع ہوچکا ہے۔ اُس کا اُردو ترجمہ معہ اصل متن کے شمس العلماء مولانا شبلی صاحب نعمانی نے شائع فرمایا ہے۔ بوجہ طوالت اصل متن کو چھوڑ کر اُردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

آپنے دریافت کیا تھا کہ کیا کفار ہند کا مذہب بھی مشرکین عرب کی طرح کوئی اصل نہین رکھتا ہے۔ یا اُسکی کوئی اصل ہے۔ اور دیگر ادیان کی طرح منسوخ ہوگیا ہے اور اِن کے اسلاف کی نسبت کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ اِس لئے ایک مختصر بیان

بطور تحقیق و انصاف لکھا جاتا ہو جسقدر اہل ہند کی پورانی کتابون سے معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ رحمت الٰہی نے انسان کی ابتدائی پیدائش کے زمانے مین اُن کے معاد اور معاش کی درستی کی غرض سے ایک کتاب بید جس کے چار دفتر ہین اور جو تمام امر و نہی اور واقعات گذشتہ اور آئندہ کا مجموعہ ہے۔ ایک فرشتہ برہما کے ذریعے سے جو ایجاد عالم کا واسطہ ہو نازل کی۔ اُس زمانے کے علمائے مجتہدین نے اِس کتاب سے چھ مذہب استنباط کر کے عقائد کی بنیاد اُن پر قائم کی۔ اِس فن کو دھرم شاستر کہتے ہین جس سے علم کلام مراد ہے۔ اسی طرح چار قومین قرار دین۔ اور چار طریقے اُس کتاب سے مستنبط کر کے ہر طریق کے لیے ایک مسلک خاص مقرر کیا۔ اور تمام اعمال اور افعال کی بنیاد انھین طریقون پر قائم کی۔ اس فن کو کرم شاستر کہتے ہین جس سے علم فقہ مراد ہے۔

چونکہ یہ لوگ احکام مین نسخ و تبدیل کے قائل نہین ہین اور عقل اِس کو تجویز کرتی ہے کہ ہر زمانے مین انسانی طبائع کے لحاظ سے اعمال و احکام مین تغیر و تبدل ہو۔ اِس لئے اُنھون نے زمانے کی چار تقسیمین کین۔ اور ہر ایک کا نام جگ مقرر کر کے ہر ایک کے لئے اُس کتاب سے ایک دستور العمل مرتب کیا۔ اسکے بعد متاخرین نے جو کچھ تصرف کیا ہے وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

ان کے تمام فریق خدا کی وحدت کو تسلیم کرتے ہین۔ اور تمام عالم کو حادث اور مخلوق مانتے ہین اور نظام عالم اور حشر و نشر جسمانی اور نیک و بد کی سزا اور جزا کا اقرار کرتے ہین۔ اور تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اور ریاضت و مجاہدات اور تحقیق معارف و مکاشفات مین جس قدر اُن کو مہارت و ید طولی حاصل ہے وہ اِن کے کتب خانون سے جو ابتک موجود ہین معلوم ہو سکتا ہے۔ اور یہ بُت پرستی کی رسم بغرض عبودیت اور شرک نہین۔ بلکہ اس سے دوسری غرض ہے۔ اِنکے

مذہب کے عقلاء نے انسانون کی عمر کے چار حصے مقرر کئے ہین۔ (۱) علوم وآداب کی تحصیل کیلئے (۲) معاش اور اولاد کے لئے (۳) درستی اعمال اور تہذیب نفس کی غرض سے (۴) ترک دنیا اور تجرد کی مشق مین جو انسان کی ترقی کا اعلیٰ معیار ہے اور نجات کبریٰ جس کو مہا مکت کہتے ہین اسی پر موقوف ہے۔

الحاصل اُن کے اُصول مذہب مین ایک ایسا نظم ونسق پایا جاتا ہی جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ دین بھی مرتب لیکن منسوخ شدہ ہے۔

ہماری شریعت مین ادیان منسوخہ مین سے سوائے یہود ونصاریٰ کے کسی دین کا ذکر نہین کیا گیا۔ حالانکہ اس کے علاوہ بہت سے دین منسوخ ہو چکے ہین۔ اور بہت سے مذاہب اس صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئے۔ پس غور کرنا چاہیئے کہ یہ آیۂ کریمہ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۝ سے معلوم ہوتا ہی کہ ممالک ہند مین بھی رہنما پیغمبر بھیجے گئے ہین جنکے احوال اُن کی کتابون مین موجود ہین۔ اور اُن کے اخبار اور آثار سے جو ہنوز باقی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ لوگ ذی رُتبہ اور صاحب کمال تھے۔ اور خدا کی رحمت نے اس وسیع سرزمین مین بھی ہندوُن کے مصالح واغراض کو ملحوظ رکھا ہے۔

مشہور ہی کہ جناب خاتم الرسلؐ سے پہلے ہر قوم مین ایک نبی بھیجا گیا۔ اور اُس قوم پر اُسی نبی کی اطاعت واجب ہوتی تھی۔ دوسری قوم کے نبی سے اُن کو غرض نہ ہوتی۔ لیکن ہمارے پیغمبر خاتم المرسلینؐ کے ظہور کے بعد جو تمام دنیا کے نبی بنا کر بھیجے گئے اور جنکا دین تمام ادیان کا ناسخ ہے۔ کوئی شخص شرق وغرب مین اس بات کا مجاز نہین کہ آپ کی اطاعت سے باہر قدم رکھ سکے۔ اس لئے اب صرف وہی لوگ کافر ہونگے جو آپکی ابتدائے بعثت سے آج تک جس کو ایک ہزار ایکسو اسی سال ہوتے ہین۔ آپ پر ایمان نہ لائین نہ وہ لوگ جو اس مدت سے پہلے رحلت کر چکے۔

اور جبکہ ہماری شریعت حسب تصریح مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ اکثر انبیاء کے حال سے ساکت ہے تو ہمکو بھی ان لوگون کے حق مین سکوت اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ ہمکو ان کے مقلدین کے کفر و الحاد پر ایمان واجب ہے۔ نہ اُن کی نجات پر اعتقاد فرض ہے۔ لیکن اگر تعصب نہ ہو تو احتمال حسن ظن موجود و متحقق ہے۔ اسی طرح اہل فارس بلکہ تمام امم ماضیہ کے حق مین جو جناب خاتم المرسلینؐ سے پہلے گزر چکی ہین۔ اور شریعت ان کے حق مین ساکت ہے یہی اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ اور بے نصِ قطعی کسی کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔

بُت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ بعض فرشتے جنکا تصرف جناب باری کے حکم سے اِس عالم مین جاری ہے۔ یا بعض کاملین کی روحین جنکا تصرف اِس قالب کے چھوڑنے کے بعد اِس عالم مین باقی ہے۔ یا بعض زندہ افراد جو اُن کے اعتقاد مین حضرت خضر علیہ السّلام کی طرح تا ابد زندہ رہین گے۔ یہ لوگ اُن کی تصویرین بنا کر توجہ کرتے ہین اور ایک مدت کی مشق مین اُس صاحب صورت سے مناسبت پیدا کر لیتے ہین۔ اور اُسی نسبت سے تمام حوائج معاش و معاد کو حاصل کرتے ہین۔ یہ طریقہ بالکل ذکر رابطہ سے مشابہت رکھتا ہے جو تمام صوفیان اسلام کے یہان معمول بہ ہے کیونکہ وہ بھی صورت شیخ کا تصور کرتے ہین۔ اور اس کے ذریعے سے شیخ کے کمالات کو حاصل کرتے ہین۔ فرق صرف اس قدر رہجاتا ہے کہ حضرات صوفیہ شیخ کی تصویر نہین بناتے اِس اعتبار سے یہ عقیدہ کفّار عرب سے کچھ مناسبت نہین رکھتا۔ کیونکہ کفّار عرب بتون کو تصرف الٰہی کا ذریعہ نہین سمجھتے تھے بلکہ اُن کو بلا واسطہ موثر اور متصرف خیال کرتے تھے۔ اور اُن کو خدائے زمین اور خدا کو خدائے آسمان کہتے تھے اور یہی شرک ہے۔

اور یہ سجدے کی رسم اُن مین بغرض عبودیت نہین ہے۔ بلکہ یہ سجدہ سجدۂ تحیت ہے

کیونکہ اِن کے یہان مان اور باپ اور پیر اور اُستاد کے لئے بجائے سلام کے بھی سجدہ معمول یہ ہی جس کو ڈنڈوت کہتے ہین - اور اعتقادِ تناسخ مستلزم کفر نہین ہے -

مشہور مورخ البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ ہندوستان مین آیا تھا ہندؤن کی نسبت لکھتا ہی "ہندو گو بت پرست کہے جاتے ہین مگر بت پرستی عوام الناس مین ہے عقلاء مین نہین ہی وہ ایک خدا کو جسکی ابتدا اور انتہا نہین ہی جو اپنی مرضی سے جو چاہتا ہی کرتا ہی - جو قادرِ مطلق ہی - جو دانائے کل ہی - جو سارے مین موجود ہی - زندگی بخشتا ہی - حکومت کرتا ہی - اور سب کی حفاظت کرتا ہے - جو اپنی بادشاہی مین نرالا ہی جسکی مشابہت کسی چیز سے نہین ہوسکتی - مانتے ہین [۱]"

فاضل بے نظیر علامی ابوالفضل آئین اکبری مین لکھتے ہین -

مین ہندو عقلمندون کی صحبت مین بہت رہا ہون - اور مین نے اُن کے ہر فرقے اور مذہب کے مسائل معلوم کرکے اِس کتاب مین اِس غرض سے لکھے ہین - کہ آئندہ کے عقلمند افلاطون وارسطو اور صوفیون کے مسائل سے اُن کا مقابلہ کرکے بلا دخل دینے تعصب کے یہ معلوم کرسکین گے - کہ حقیقت کیا چیز ہے - ہندؤن کی کتابون مین نہایت بے بہا اور اعلی ہدائتین ہین - مین اپنے مضمون کو کیسے ادا کرون جبکہ مین کار دنیا مین غرق ہون .... (ہندو) خدا کو خوش کرنیکی غرض سے اپنی زندگی کو بخوشی دیدیتے ہین - سب لوگ خدا کو ایک مانتے ہین - اور اگر لوگ پتھر اور لکڑی کی مورت یا کسی اور چیز کی تعظیم کرتے ہین تو اُس کو بیوقوف آدمی تو بت پرستی جانتا ہے مگر مین نے بہت سے عقلمندون سے معلوم کیا ہے - کہ اُنھون نے بعض خدا پرستان مقبول بارگاہ کی تصویر کو وسیلہ اپنی دلجمعی کا مقرر کیا ہے تا کہ اُن کا دل دوسری طرف منتشر نہ ہوا اور وہ خدا کی عبادت ضروری سمجھتے ہین - اور تمام اپنی

[۱] ہندوستان گذشتہ وحال صفحہ ۱۹ مطبوعۂ آگرہ سنہ ۱۹۰۹ء

عبادت اور عادتوں میں اُسی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور اُسی کو سب سے برتر سمجھتے ہیں۔ اور برہما۔ کو جس کا کچھ ذکر اس کتاب کے شروع میں ہو چکا ہے اپنا خالق اور بشنو کو پالنے والا اور قائم رکھنے والا مخلوق کا جانتے ہیں۔ اور رُدّر کو جنھیں مہادیو بھی کہتے ہیں نیست و نابود کرنے والا مانتے ہیں۔ ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ خدا نے ان تینوں پاک مورتوں میں اس طرح جنم لیا ہے کہ قطعی ناپاک نہ ہوا۔ اور یہ مثال بعینہٖ ایسی ہے کہ جس طرح نصاریٰ مسیح کو بزرگی دیتے ہیں۔ اور ایک گروہ اس بات پر ہے کہ انسان اپنی نفاست اور خداپرستی اور نیک عادتوں سے اعلیٰ رتبے پر پہونچتا ہے۔ غرضکہ خداپرستی اور نفس کشی ان لوگوں میں اس قدر ظاہر ہوتی ہے کہ اور کسی ولایت میں نہیں ہے[1]۔

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ سے جو بڑے پایہ کے محدث اور عالم تھے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضور "کنہیا جی" کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اُن کے حق میں چپ رہنا چاہیئے لیکن بھاگوت سے جو ہندوں کی معتبر کتاب ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "کنہیا جی" اولیا میں سے تھے۔ اور اُن کے مقام متھرا وغیرہ بلاشک عشق انگیز ہیں یعنی اُن مقاموں میں اللہ کا عشق دل سے جوش کرتا ہے۔ حضرت "شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی" فرماتے تھے کہ جب میں حج کو جاتا تھا کنہیا جی کے مقاموں میں سے ہو کر گذرا۔ اُن کی روح میرے سامنے حاضر ہوئی اور پانچ اشرفیاں نذر کیں کہ مکیشر یعنی مکۂ شریف کو آپ جاتے ہیں اس کو خرچ کیجئے۔ میں نے قبول نہ کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ اللہ کے سوا اور کسی سے مدد نہیں چاہتا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ "کنہیا جی" نجات والوں میں سے ہیں[2]۔

[1] ہندوستان گذشتہ وحال و آئین اکبری۔ [2] بشارت احمدی مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ صفحہ ۱۱۔

مولوی عبد العزیز صاحب لکھنوی مصنف بشارت احمدی اپنی کتاب کے آخر مین مسلمانون کو نصیحت کرتے ہین کہ اُن کو لازم ہے کہ "راجہ رام چندر" اور "کنہیاجی" وغیرہ اگلے بزرگون کو بُرا کہنے سے توبہ کرین البتہ جو ہندو اُن کو خدا سمجھکر پوجتے ہین اُن کے رسمون اور میلون اور تماشون سے لاکھون کوس بھاگین[1]۔

یہی نہین کہ ہمارے مذہبی پیشواؤن اور عالمون نے ہندؤن کے مذہب کی نسبت اِس قسم کی بے تعصبی کے خیالات ہی ظاہر کئے ہون بلکہ جب کسی متعصب بادشاہ نے کسی بات پر جوش مین آکر ہندؤن کے مذہبی فرائض کے ادا کرنےمین رُکاوٹین پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اُنھون نے نہایت آزادی سے اُس کی مخالفت کی۔ اور اگر کسی موقع پر ظالم بادشاہ کے خوف سے جرأت نہ کرسکے تو اُس کے مرنیکے بعد اُسکی تلافی پر آمادہ ہوگئے۔

میلہ تھانیسر کی نسبت ایک مسلمان عالم کی راے

تھانیسر ہندؤن کا متبرک مقام ہے۔ وہان ہر سال اشنان کا میلہ نہایت دھوم دھام سے ہوتا ہی سلطان سکندر لودی نے جس نے سید سالار مسعود غازی کے نیزہ کا مشہور میلہ بھی بند کردیا تھا اس میلے کے بھی بند کرنیکا ارادہ ظاہر کیا میان عبداللہ اجودھی نے جو بڑے مشہور عالم اور بزرگ تھے اِس معاملے مین بادشاہ کی سخت مخالفت کی۔ اور نہایت آزادی سے فرمایا۔ کہ بتخانے کو ویران کرنا کسی طرح جائز نہین۔ اور جس حوض یا دریا مین قدیم سے غسل ہوتا آیا ہے۔ اُس کی ممانعت کرنا کسی طرح روا نہین ہے۔ یہ جواب سُنکر بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور خنجر ہاتھ مین لیکر اُن کی طرف دوڑا اور کہا کہ تو کفّار کی حمایت کرتا ہے۔ اُنھون نے اُسی آزادی سے پھر جواب دیا کہ جو کچھ شرع شریف کا حکم ہے وہ بتاتا ہون ماننا نہ ماننا آپکے اختیار مین ہے۔ یہ جواب سُنکر بادشاہ کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ اور وہ اِس خیال سے درگذرا[2]۔

[1] بشارت احمدی صفحہ ۱۱۰ [2] تاریخ فرشتہ وغیرہ۔

سلطان زین العابدین کی بے تعصبی

سلطان سکندر والیِ کشمیر کے عہد مین "سیہ بُت" نام ایک برہمن مسلمان ہوگیا اور ترقی پاکر وزارت کے درجے پر پہونچ گیا۔ اِس نومسلم نے ہندؤن کی ایذارسانی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا چونکہ بادشاہ کے مزاج مین وہ بہت دخیل تھا لہذا اُسکے احکام مین کوئی دم نہ مار سکا جب سلطان سکندر کا انتقال ہوگیا اور اُس کا بیٹا شاہی خان سُلطان زین العابدین کے نام سے تخت نشین ہوا۔ تو اُس نے علماء اور فضلائے عہد کے مشورے سے "سیہ بُت" کے عہد کے تمام احکام کو منسوخ کرکے اُن کل برہمنون کو جو سیہ بُت کے خوف سے مُلک سے نکل گئے تھے ممالک دور و دراز سے سفر خرچ بھیجکر بُلالیا۔ اور اُن کے واسطے جاگیرین مقرر کردین۔ اور اپنی رعایا کو ہر قسم کی مذہبی آزادی دیکر مندرون کے اخراجات کے واسطے جاگیرین اور وظیفے مقرر کردیئے۔ جو لوگ سیہ بُت کے خوف سے مسلمان ہوگئے تھے اُن کے واسطے حکم دیا کہ جس مذہب کی چاہین پیروی کرین۔ چنانچہ وہ سب اپنے اصلی مذہب کی پیروی کرنے لگے۔ بادشاہ نے اِسی پر بس نہین کی بلکہ باپ کے عہد کے مظالمانہ احکام کی تلافی کی غرض سے جزیہ معاف کرکے اپنے تمام ممالک محروسہ سے گاؤ کُشی کی بھی ممانعت کردی[1]۔

اِس قسم کی عام مذہبی آزادی کے مقابلہ مین اگر کسی خاص بادشاہ کے اصلی یا فرضی مذہبی تعصب کے واقعات کو پیش کرکے یہ کہا جاوے کہ اسلامی حکومت مین مذہبی آزادی کا نام تک نہ تھا ظلم نہین تو کیا ہے اگر کسی خاص بادشاہ نے مقررہ اصول کے خلاف کیا تو اُس کا اعتراض سب بادشاہون پر نہین ہو سکتا بعض بعض بادشاہون نے خود مسلمانون پر ایسے ایسے ظلم کئے ہین کہ اُن کو سُنکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ علاء الدین خلجی نے جالور کے پٹھانون کی بغاوت کو اِس سختی سے

[1] تاریخ فرشتہ۔ و تاریخ ہند مولفہ شمس العلماء مولوی ذکاء اللہ خان وغیرہ۔

فروکیا کہ اُن کی عورتون کو سر بازار ہندؤن کے حوالے کرکے بے عزت کرایا۔ کیا یہ بھی کسی تعصب کی وجہ سے تھا۔

اس قسم کی خاص خاص مثالین مسلمانون ہی کی تاریخ مین موجود نہین بلکہ خود ہندوستان ہی مین بودہ اور جین اور برہمن مذہب کے پیروکار ایک دوسرے کے مندرون اور مورتون کو تباہ و برباد کرچکے ہین شمس العلماء مولوی ذکاءاللہ خان گجرات کی تاریخ مین لکھتے ہین۔ اور کتابین بھی ہین جن سے معلوم ہوتا ہو کہ ملک گجرات مین جین اور برہمن مذہب مروّج تھے جو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے رہتے تھے ہمیشہ ان کے درمیان مین جنگ و پیکار رہتی تھی۔ ایک دوسرے کی عبادتخانون کو مسمار کرتے تھے جنکے کھنڈر اب تک موجود ہین۔ ابتدا مین جین مذہب والون کا ستارہ چمکا۔ آخر کو برہمن مت کا عروج ہوا۔"

جین اور بودہ اور ہندؤنکا ایک دوسرے کے مندرونکو توڑنا۔

اسی طرح بودہ مذہب والون نے اپنے عروج کے زمانے مین ہندون کے مندرون کو غارت کیا جنھین بقول مصنف "ہندوستان گذشتہ وحال" شنکراچاریجی مہاراج نے از سر نو تعمیر کرایا۔[1]

باب سوم

مال و جائداد اور قانونی اور دیگر معاشرت کے حقوق

مال اور جائداد کے حقوق

ہندوستان کی تمام تاریخین اس بات کی شاہد ہین کہ مسلمانون نے اپنے عہد حکومت مین مال و جائداد اور قانونی اور معاشرت کے تمام امور مین ہمیشہ فاتح اور مفتوح کے حقوق کو مساوی درجے پر قائم رکھا ہو۔ جب کوئی نیا ملک فتح ہوا تو

[1] ہندوستان گذشتہ وحال۔ صفحہ ۸۶۔

امن وامان قائم ہونیکے بعد جس قدر مال وجائداد جس کے قبضے مین تھا عموماً بحال رکھا گیا۔ شیر شاہ سور کے عہد تک دیہاتی انتظام اور وصول مالگذاری کا وہی انتظام قائم رہا جو ہندؤن کے عہد سے چلا آتا تھا۔ اگرچہ فیروز شاہ تغلق نے فوج کو بجائے نقد تنخواہ دینے کے زمین دینے کا سلسلہ جاری کیا۔ لیکن جو زمین اِس طرح فوج کو مرحمت ہوئین اُنپر وہی لوگ قابض رہے جو قدیم سے چلے آتے تھے صرف وصول مالگذاری کا حق جاگیردار کو حاصل تھا۔ شمالی ہند مین اوّل شیر شاہ سور اور اُس کے بعد اکبر اعظم کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل اور جنوبی ہند مین ملک عنبر نے دیہات کا سلسلۂ انتظام ازسرنو قائم کیا۔ تمام مُلک کی پیمائش ہوکر مالگذاری مقرر کی گئی۔ پُرانے زمینداروں کا قبضہ بحال رکھا گیا۔ اگرچہ ہمارے مورخین نے اِس قسم کے واقعات کو نظرانداز کردیا ہے لیکن یورپ کے جو سیاح اِس عرصے مین ہندوستان مین آئے اُن کے سفرنامون سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ فاتحین کے اِس فیاضانہ طرزِعمل سے ہندوستان سونے کی چڑیا بنا ہوا تھا۔ ۱۴۲۰ء مین نکولوڈی کونٹی (Nicolodi Conti) یورپ کا ایک سیاح ہندوستان مین آیا تھا وہ لکھتا ہے "کہ گجرات اور گنگا کے کنارے پر بہت سے شہر اور خوبصورت باغ اور باغیچے تھے۔ اور ماراضیہ (Maragia) تک پہونچنے مین اُس کو چار بڑے شہر ملے۔ اور ماراضیہ مین سونا چاندی جواہرات بکثرت تھے باربوسہ (Barbosa) اور برتمال (Bartimal) بھی کہ جو سولھوین صدی مین ہندوستان مین آئے تھے ایسا ہی بیان کرتے ہین۔ باربوسہ کا بیان ہے کہ کیمبے ایک بڑا خوبصورت شہر تھا جسکے چارون طرف ملک شاداب اور سب قومون کے سوداگرون سے آباد تھا۔"

افریقہ کا مسلمان سیاح ابن بطوطہ جو کہ محمد شاہ تغلق کے وقت مین جبکہ مُلک مین چارون طرف غدر پھیلا ہوا تھا ہندوستان مین آیا۔ اور مدت تک دہلی کا قاضی رہا۔

اپنے سفرنامے مین لکھتا ہی "کہ یہان پر بہت بڑے بڑے شہرا ور قصبے ہین - ملک کی
حالت بہت اچھی ہی - دہلی سے ملتان تک پچاس دن کا سفر ہی مگر ڈاک کا انتظام ایسا
اچھا ہی کہ پانچ روز مین خط پہونچ جاتا ہی - ہرکارے اور سوار ڈاک پہونچاتے ہین میل
کے ایک ایک ثلث پر گانٔون آباد ہین - گانٔون کے باہر ہرکارون کے بیٹھنے کی برجیان
بنی ہوئی ہین - بادشاہ پردیسیون کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے ہین شہر مدورا
مثل دہلی کے ہی - مالابار مین ایک بالشت جگہ بھی کاشت سے خالی نہین ہی - ہر شخص
کے پاس باغ ہی - اور باغ کے درمیان مین مکان ہی - چارون طرف لکڑی کی باڑہ ہی
چین - عرب - فارس - افریقہ کے جہاز ہندوستان مین آتے ہین - شرقی اور
غربی کنارون پر بڑی تجارت غیر ملکون کے ساتھ جاری ہے اور ملک کی اندرونی
تجارت بھی کم نہین ہے "

ٹیورنیر صاحب (TAUER NIER) جو شاہجہان کے وقت مین ہندوستان
مین آئے تھے لکھتے ہین "کہ شاہجہان اپنی رعایا پر مثل بادشاہ کے حکومت نہین کرتا بلکہ
ایسا برتاؤ کرتا ہی جیسا باپ بیٹون سے کرتا ہی - اور گو اُس کی گورنمنٹ مین کچھ سختی
معلوم ہوتی ہو مگر عام طور سے رعایا کے جان و مال کی بڑی حفاظت ہے "

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر سب سے پہلے جو بارہ احکام صادر فرمائے تھے -
اُن مین ساتوان حکم یہ تھا "کہ حکام خالصہ اور جاگیردار خود کاشت نہ کرین - اور نہ رعایا
کی زمین چھینین " سلطان محمود خلجی والی مالوہ نے جب احمد آباد بدر کو فتح کیا - اور وہان
مقیم ہوا تو اس قدر زمین میسر نہ ہوئی کہ شاہی باورچیخانے کے خرچ کے واسطے اُسمین
ترکاری بوئی جاتی مجبور ہو کر ایک بزرگ مولانا شمس الدین حق گو کو جو اُس شہر مین مقیم
تھے بلا کر فرمایا - کہ ترکاری کی طرف سے فکرمند رہتا ہون اگر کوئی شخص اپنی زمین مین
ترکاری بوتا ہو تو بتائیے کہ قیمت دیکر اُس سے خریدی جایا کرے[۱]

[۱] تاریخ فرشتہ جلد اول بہ ذکر ہمایون شاہ بہمنی -

معاوضہ اراضی

اگر کسی بادشاہ کو کسی مسجد یا اور کسی عمارت کے واسطے زمین لینے کی ضرورت ہوتی تھی تو بیش قرار معاوضہ دیکر لیجاتی تھی۔ چنانچہ جامع مسجد آگرہ کے واسطے شاہجہان کے عہد مین جو زمین لی گئی اُس کی قیمت اصل قیمت سے دس اور پندرہ گنا زیادہ دیگئی تھی[1]۔ اسی طرح ممتاز محل کے مقبرہ کے واسطے معاوضہ دیکر زمین حاصل کیگئی تھی[2]۔

قانونی حقوق اور حق قصاص

قانونی حقوق مین سب سے ضروری قصاص کا حق ہے۔ یعنی خون کے معاملے مین فاتح اور مفتوح کے حقوق برابر سمجھے جائین۔ اسلام نے نہایت فیاضی سے اس معاملے مین بھی مساوات کا حق قائم رکھا ہے اس کی اکثر مثالین ہندوستان کی تاریخ مین موجود ہین۔

سُلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین اُس کے ایک چارہزاری امیر ملک تعیق بن جامدار نے اپنی جاگیر بدایون مین ایک غریب فراش کو کوڑون سے اتنا پٹوایا کہ وہ مرگیا۔ اُس کی بیوی دربار شاہی مین دادخواہ ہوئی۔ سُلطان نے بعد ثبوت جرم ملک تعیق کے اتنے کوڑے لگواے کہ وہ بھی مقتول کے پاس جا پہونچا۔ اس کے بعد اُس کی لاش بدایون کے دروازے پر لٹکوادی گئی[3]۔

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے مشہور امیر خان عالم کے بھتیجے ہوشنگ نے ایک غریب کو مار ڈالا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ خود اس مقدمے کی تحقیقات کر کے اُسکے قتل کا حکم صادر کیا۔ جہانگیر نے اِس مقدمے کا حال خود اپنی توزک مین لکھکر لکھا ہو "حاشا کہ درین امور رعایت خاطر شاہزادہ نہ کردہ بہ اُمرا و سایر بندہا چہ رسد۔ امید کہ توفیق رفیق باد[4]۔"

اِسی بادشاہ کے عہد مین سنہ ۱۸ جلوس مین ایک مشہور اور خاندانی امیر سید کبیر بارہہ

[1] ملاحظہ ہو بادشاہنامہ ملا عبدالحمید لاہوری جلد اول صفحہ ۲۵۲ سال دہم جلوس مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔
[2] مرزا۔ راجہ جے سنگھ کا حال دیکھو۔ [3] تاریخ فرشتہ۔ [4] توزک جہانگیری صفحہ ۳۳۳ مطبوعہ علی گڈہ۔

ایک راجپوت کے قصاص مین قتل کیا گیا[1]۔

مقدمات دیوانی و فوجداری

قصاص کے علاوہ دیگر مقدمات دیوانی و فوجداری مین بھی فاتح مفتوح کی کوئی تمیز نہ تھی۔ دونون کے واسطے ایک قاعدہ قانون تھا۔ قاضی مفتی بلا رو رعایت قضایا کو فیصل کرتے تھے۔

علی العموم بادشاہ بھی دن مین ایک مرتبہ دربار عام کیا کرتے تھے۔ اور اُس مین بلا کسی قسم کی روک ٹوک کے ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص حاضر ہو کر دادخواہ ہو سکتا تھا۔ کسی قسم کے انصاف کے واسطے کورٹ فیس۔ وکیل درخواست تحریری وغیرہ کی ضرورت نہ تھی۔ بہ استثنائے چند عیاش طبع بادشاہون کے سب کو عدل و انصاف کا اس قدر خیال تھا کہ آج سمجھ مین بھی نہین آسکتا۔ سلطان غیاث الدین بلبن اپنے بیٹون سے ہمیشہ نصیحت کیا کرتا تھا کہ اگر تم عاجزون پر کسی طرح کا ظلم روا رکھوگے تو مین تمھین بھی اِس کی سزا دونگا۔ شیر شاہ سور کا مقولہ تھا۔ کہ عدل تمام فضائل مین ایسا محمود ہے کہ سلاطین اسلام اور غیر اسلام سب کو پسند ہو۔ کوئی طاعت عدل کے برابر نہین۔ کفر و اسلام دونون عدل کے مستحق ہین۔ فرمان روایان خاندان مُغلیہ کو جس طرح دیگر معاملات مین فرمانروایا ہندوستان مین خاص امتیاز حاصل ہو۔ اسی طرح اِس معاملے مین بھی ہے۔ اکبر کے عدل و انصاف کے حالات عام طور سے مشہور رہین۔ اُس نے ہندؤنکے مقدمات کے فیصلے کے واسطے برہمنون کو مقرر کیا تھا۔ جہانگیر نے تخت پر قدم رکھکر سب سے

زنجیر عدل

پہلا یہ حکم صادر کیا کہ ایک زنجیر تیار کیجائے اور اُس کا ایک سرا قلعہ آگرہ کے شاہ برج پر لٹکایا جائے دوسرا دریائے جمنا کے کنارے ایک سنگین میل سے باندھا جاوے اور تمام مُلک مین منادی کردیجائے کہ اگر حکامان عدالت کسی مظلوم کی فریاد نہ سُنین یا مستغیث کا اطمینان اُن کے فیصلے سے نہ ہو تو اُس کو لازم ہے کہ اِس زنجیر کو ہلاوے۔

[1] راجہ گردھر گھوڑا ہا کا حال دیکھو۔

اُس کی فریاد بخوبی سنی جاویگی - اِس زنجیر کا نام زنجیر عدل تھا شاہجہان کی نسبت تمام مورخون کا اِس بات پر اتفاق ہو کہ شاہجہان سا انتظام کرنیوالا کوئی بادشاہ معلوم نہین ہوا - اُس کے عہد مین عدالتون مین پورے طور سے انصاف کیا جاتا تھا - اہالیان دربار اور عوام مین کوئی فرق نہ تھا - شہنشاہ اورنگزیب کو عدل و انصاف کا جس قدر خیال تھا وہ رقعات عالمگیری کے ملاحظہ سے بخوبی واضح ہوتا ہے ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح اپنے سفرنامے مین دربار عام و خاص کے حالات مین لکھتے ہین "اِس موقع پر مستغیث جو عرضیان پیش کرتے ہین وہ تمام و کمال بادشاہ کے ملاحظہ اور سماعت مین آتی ہین - اور بادشاہ بذات خود مستغیثون سے دریافت حال کرتا اور اکثر ستم رسیدہ لوگون کو فوراً داد دیتا ہے - اور ہفتہ مین ایک دن خلوت مین کامل دو گھنٹے تک ایسے دس غربا کی عرضیان سنتا ہی جو مستغیثون مین سے چُن لئے جاتے ہین - اور جنکے پیش کرنیکا کام ایک نیک اور دولتمند اور مُسن شخص کے سپرد ہی اور ایک دن عدل و انصاف کے کمرے مین جس کو "عدالت خانہ" کہتے ہین دو بڑے قاضیون کے ساتھ بیٹھکر داد رسانی کرتا اور اس مین کبھی ناغہ نہین دیتا - اِس سے بخوبی عیان ہے کہ ایشیائی بادشاہ جن کو ہم اہل یورپ جاہل اور ناتراشیدہ خیال کرتے ہین وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی داد دہی اور انصاف رسانی مین جو اُن پر واجب ہے غفلت نہین کرتے"[1]

یہی ڈاکٹر صاحب جو اورنگزیب کے وزیر امور خارجہ نواب دانشمند خان کی سرکار مین ملازم اور اپنے آقا کے ساتھ بادشاہ کے سفر کشمیر مین ہمراہ تھے ایک خط مین لکھتے ہین "ہم اپنی حاجت روائی لوٹ کھسوٹ سے بھی نہین کر سکتے ہین - کیونکہ ہندوستان مین ایک ایک بسوہ زمین خالصۂ شریفہ

[1] ترجمہ سفرنامۂ ڈاکٹر برنیر جلد دویم صفحہ ۲۸۲ -

سمجھی جاتی ہو اور رعیت پرست درازی اور تعدّی کرنا گویا بادشاہ کے مال مین دست اندازی کرنا ہو[1]

عالمانہ اور عدالتی اختیارات کی علیحدگی۔

ہندوستان مین دوڈہائی سو برس بعد اب یہ تجویز پیش ہو کہ ایگزیکیوٹو (عالمانہ) اور جوڈیشل (عدالتی) اختیارات ایک حاکم کے اقتدار سے نکالکر علیحدہ علیحدہ حکّام کے سپرد کرنا چاہیئے۔ یہ دونون اختیارات ایک حاکم کے سپردہ ہونے سے جسطرح اکثر موقعون پر انصاف کا خون ہوتا ہو وہ کسی پر پوشیدہ نہین۔ اورنگزیب نے اپنے عہد حکومت مین اِن دونون محکمون کو بالکل علیحدہ علیحدہ کردیا تھا یعنی قاضیون اور مفتیون کو صوبہ دارونکے اقتدار سے نکالکر مقدمات جزئی اور کلّی مین خود مختار کردیا۔ اور اِس کُل محکمہ کا افسر قاضی عبد الوہاب احمد آبادی کو مقرر کرکے قاضی القضات کے نام سے موسوم کیا۔ اگرچہ بادشاہ کا یہ طرز عمل حکّام صوبجات کو سخت ناگوار گذرا اور اکثر اُنھون نے حکّام عدالت کے اختیارات مین دست اندازی کرنا چاہا مگر اورنگزیب کی وفات تک یہ محکمہ صوبہ دارون اور حکّام ضلع کی ماتحتی سے آزاد رہا[2]۔

۱۰۸۲ھ مین اورنگزیب نے ایک نیا حکم جاری کیا تھا کہ جس شخص کو سرکار شاہی پر کسی قسم کا دعویٰ ہو وہ نہایت آزادی سے وکیل شاہی کے مقابلے مین اپنا دعویٰ عدالت مین رجوع کرسکتا ہو۔ حکّام عدالت کے نام ہدایت جاری ہوئی کہ اگر اُنکی عدالتون مین اِس قسم کا کوئی دعویٰ دائر ہو تو بلا رورعایت اُسکا فیصلہ کرین۔ اگر دعویٰ ثابت ہو تو سرکار شاہی سے اُسکا روپیہ ادا کیا جائے۔ تمام صوبونکے صدر مقامون اور بڑے بڑے شہرونمین شاہی وکیل متعین کئے گئے کہ ہمیشہ قاضی کی عدالت مین حاضر رہین[3]۔

افسوس کہ مین فاتح اور مفتوح کے حقوق کی بحث شروع کرکے کہانسے کہان جا پہونچا! اگرچہ اسکے ثبوت مین ہندوستان کی تاریخ بہت سی مثالین پیش کرسکتی ہو۔ لیکن بخوف طوالت شیر شاہ سور کے عہد کی صرف ایک مثال درج کرکے اِس بحث کو ختم کرتا ہون۔ ایک دن شاہزادہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا ہاتھی پر سوار آگرہ کے ایک کوچہ مین سے ہو کر گذرا۔

---

[1] ترجمہ سفرنامہ ڈاکٹر برنیر جلد دوم صفحہ ۲۰۔ [2] منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۱۵۔۲۱۶ مطبوعہ کلکتہ [3] منتخب اللباب جلد دوم صفحہ ۲۵۰

شہر شاہی عدل۔

راستہ مین ایک بقال کی عورت اپنے گھر مین برہنہ نہا رہی تھی۔ مکان کی دیوارین نیچی تھین شاہزادہ نے ایک پان کا بیڑا اُس کی طرف پھینک دیا۔ عورت بڑی پاکدامن تھی شرم سے جان دینے پر آمادہ ہوگئی۔ اسی اثنا مین شوہر آگیا اُسنے سمجھا بجھا کر عورت کو خودکشی کے ارادہ سے باز رکھا۔ اور بیڑا ہاتھ مین لیکر دیوان عام مین پہونچا جب بادشاہ نے اُسکی فریاد سُنی۔ بہت افسوس کیا اور بعد تحقیقات کے حکم دیا کہ اسیطرح بقال کو ہاتھی پر سوار کرا کر عادل خان کی عورت اُسکے سامنے لیجائے تاکہ وہ اُسکی طرف پان کا بیڑا اسیطرح پھینکے۔ اِس حکم پر امرا اور وزرا نے بہت عرض معروض کی مگر بادشاہ نے کوئی بات نہ سُنی اور فرمایا کہ عدل مین امیر غریب سب برابر ہین مین ہرگز نہین دیکھ سکتا کہ میرے فرزند رعایا کے ساتھ ایسی لغو حرکت کرین۔ آخر جب بقال نے خود راضی نامہ دیدیا۔ اُسوقت بادشاہ نے مجبور ہوکر سکوت اختیار کیا[1] معاشرت کے تمام امور مین ہندو بھی مسلمانونکے برابر حقدار سمجھے جاتے تھے بخشش سخاوت خیرات مبرات مین نہ صرف بادشاہ وقت بلکہ عام مسلمانو کی نگاہونمین بھی اُنکو مساویانہ درجہ حاصل تھا۔ دربار مین لیاقت کے بموجب اُنکے ساتھ اعزاز کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامے مین لکھا ہے "کہ شاہ ہند (محمد تغلق) جوگیون کی بہت خاطر کرتا ہے۔ اور اُن کی صحبت مین بیٹھتا ہے ایک دن مین بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو جوگی آئے۔ بادشاہ اُن سے بہت محبت اور خلاص سے پیش آیا۔" سلطان سکندر لودی نے جس کے تعصب کی بہت سی حکایتین مشہور ہین جہان مسلمانونکو بڑی بڑی جاگیرین مرحمت کین وہان ہندوُن کو بھی جنھون نے اُس کی اطاعت قبول کرلی تھی جاگیرین عطا کین[2]۔ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے دربار مین ایک بھاٹ جو فن موسیقی اور ہندی شاعری مین بے نظیر تھا مہاپاتر (فاضل) کے خطاب سے موسوم اور نہایت اعزاز و اکرام سے زندگی بسر کرتا تھا جب شیر شاہ سور نے اپنے عہد سلطنت مین رہتاس گڈھ (پنجاب) سے سارنگانون

[1] تاریخ ہند مولانا شمس العلماء ذکاءاللہ خان۔ [2] تاریخ ہند مولانا شمس العلماء ذکاءاللہ خان۔

بنگالہ تک اور آگرہ سے برہان پور تک اور آگرہ سے جودھپور اور چتوڑ تک۔ اور لاہور سے ملتان تک چار بڑی سڑکین بنوائین۔ اور دو طرفہ میوہ دار درخت لگواکر دو دو کوس کے فاصلے پر سرائین بنوائین تو ہر سرائے مین جہان مسلمانون کیواسطے ہر قسم کی آسائش کا سامان مہیّا کیا گیا وہان ہندوٗن کے واسطے بھی علیحدہ مکانات بنواکر ایک برہمن کو متعین کیا تھا۔ اُس کا فرض تھا کہ ہندو مسافرون کے پینے کے واسطے ٹھنڈا پانی اور نہانے کے واسطے گرم پانی تیار رکھے۔ بچھونے بچھانا۔ رسوئی بنانا۔ گھوڑے وغیرہ کے واسطے دانہ اور گھاس کا انتظام کرنا بھی اُسی کے متعلق تھا ہندو مسافر کو کھانے پینے کا کچا سامان اور مویشی کے لئے بچالی۔ دانہ۔ چارہ مفت سرکار شاہی سے ملتا تھا۔ چارون سڑکون پر سترہ سو سرائین تھین اور ہر سرائے مین یہ انتظام کیا گیا تھا۔ شیر شاہ کے بعد سلیم شاہ نے اِن دو سراؤن کے درمیان مین ایک ایک سرائے اور تعمیر کرائی اور اُن مین بھی یہی انتظام کیا۔ بلکہ یہ بات اور ایجاد کی کہ اپنے اور باپ کے عہد کی ہر سرائے مین ایک ایک خیرات خانہ جاری کیا جس سے فقیرون کو اس قدر کھانا دیا جاتا تھا کہ جو اُن کے واسطے کافی ہوتا تھا۔

عہد اکبری کے ہندو علماء

شہنشاہ اکبر کے دربار مین جہان بڑے بڑے عالم فاضل اور باکمال مسلمان جمع تھے وہین بڑے بڑے قابل اور نامور پنڈتون کو وہی اعزاز اور رتبہ حاصل تھا۔ ابو الفضل نے آئین اکبری مین جہان دانش اندوزان دولت کی فہرست دی ہے ہندو علماء کے حسب ذیل نام شمار کئے ہین۔

مہادیو۔ بھیم ناتھ۔ بابا بلاس۔ نراین۔ سیوجی۔ مادھو۔ رام بھدر۔ سری بھٹ مادھو سرستی۔ جدروپ۔ بشن ناتھ۔ مدسودن۔ رام کشن۔ نارائن اسرم۔ بلبھدر مصر ہرجی سور۔ باسدیو مصر۔ دانو در بہٹ۔ یاہن بھٹ۔ رام تیرتھ۔ بدیا نواس۔ نرسنگ گوری ناتھ۔ برم اندر۔ گوپی ناتھ۔ بجی سین سور۔ کشن پنڈت۔ نہال چند۔

پھٹا چارج - کاشی ناتھ -

عہد جہانگیری کے ہندو علماء

جہانگیر کے دربار مین پھنا چارج بنارسی - پھتان مصر - جدوپ ستناسی - جوتکرائے منجم - کو بڑا اعزاز حاصل تھا -

عہد شاہجہانی کے ہندو علماء

شاہجہان کے عالیشان دربار مین ہرناتھ - ایک ہندو فاضل خطاب مہاپاتر سے موصوف تھا ۱۵ شوال ۱۰۴۹ھ کو خلعت اور اسپ و فیل کے ساتھ ایک لاکھ دام اُس کو انعام مین بادشاہ نے مرحمت فرمائے - اسی طرح جگناتھ خطاب مہاکب رائے (ملک الشعراء) سے موصوف تھا - بادشاہ کی اُس پر اسقدر نظر عنایت تھی کہ کئی دفعہ روپیون سے اُس کو تُلوا کر ہموزن زر انعام عنایت کیا - اِن کے علاوہ بنارس کے ایک فاضل برہمن کی دو ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر تھی -

عالمگیر کے عہد کا ہندو فاضل

اورنگزیب کے دربار مین سُندر نام ایک برہمن جو بڑا ہوشیار اور فہیم تھا - خطاب کب رائے سے موصوف تھا - غرضکہ کوئی اسلامی دربار ایسا نہ تھا جس مین ہندو فاضل اعزاز و توقیر کے ساتھ نہ موجود ہون اس کی اس قدر مثالین پیش ہو سکتی ہین کہ جن سے ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے - چنانچہ مسلمان بادشاہون نے جس قدر جاگیرین ہندؤن کو مرحمت کی تھین اُن سے بہت سی اسوقت تک موجود ہین جسکی تصدیق ہر ضلع کے رجسٹر معافیات سے ہو سکتی ہے - پہاڑی پٹھانون نے جو پرگنہ جالور (ریاست جودھپور مین ہے) کے رئیس تھے کئی گانون برہمنون کو جاگیر مین دے رکھے تھے وہ ابتک اُن کے قبضے مین موجود ہین[۱] -

محمد شاہ عادل کا لنگر خانہ

محمد عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد مین مسجدون کے لنگرون سے جہان مسلمانون کو پکا ہوا کھانا ملتا تھا وہین ہندو محتاجون کو خشک غذا دیجاتی تھی - ہر شخص کو حسب ذیل جنس ملتی تھی - آرد گندم - چاول - دال - گھی - نقد برائے لکڑی مصالح - مساجد مین جہان

[۱] ملاحظہ ہو - روزانہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۱۷ - نومبر ۱۹۱۶ء عنوان مارواڑ مین اسلام -

مسلمانون کے واسطے پانی کی سبیل ہوتی تھی اُسی کے قریب ایک سبیل ہندؤن کے واسطے بھی لگائی جاتی تھی جس مین ایک برہمن پانی پلانے کے واسطے نوکر ہوتا تھا[۱]۔

محمد عادل شاہ کا برہمنون کے وظائف مقرر کرنا

ایک روز محمد عادل شاہ بیجاپور مین اپنے قصر کی چھت پر کھڑا تھا۔ شام کا وقت تھا۔ شہر وہان سے خوب نظر آتا تھا۔ جدھر نظر جاتی تھی۔ چارون طرف مکانون سے دھوان نکلتا معلوم ہوتا تھا۔ اِسی عرصے مین بادشاہ کی نگاہ محلہ برہمن پلی کی طرف جہان ہندو آباد تھے پہونچی۔ جب وہان دھوئین کا نشان نہ دکھائی دیا تو تعجب سے اہل دربار سے دریافت کیا کہ اِس محلہ مین کھانے پکانے کے آثار کیون نہین معلوم ہوتے اُنھون نے جواب دیا کہ اِس محلے مین برہمن رہتے ہین جو صرف ایک وقت دوپہر کو کھاتے پکاتے ہین۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ شاید اِس کی وجہ مفلسی اورناداری ہے۔ اُسی وقت حکم دیا کہ اِس محلے والون کے لئے سرکار سے وظائف مقرر کردئے جائین۔ اُس وقت سے برہمنون کے وظائف مقرر ہوگئے اہل دربار نے اِس وجہ سے بادشاہ کو یہ نہ بتایا کہ یہ لوگ ناداری کی وجہ سے نہین بلکہ اپنے دستور کے موافق ایک وقت کھانا کھاتے ہین کہین وہ مانعان خیر مین نہ شمار کیئے جائین[۲]۔

شاہان مغلیہ کے لنگرخانے

شاہان مغلیہ کے بڑے بڑے شہرون مین بھی لنگرخانے جاری تھے۔ جن سے مسلمانون کو پکا پکایا کھانا ملتا تھا۔ اور ہندؤنکو جنس دی جاتی تھی۔ اکبر نے شہرون اور منزلون مین جابجا خیرپورہ اور دھرم پورہ کے نام سے دو دو مکانات بنوادیئے تھے۔ خیرپورہ مین مسلمان اور دھرم پورہ مین ہندو آکر ٹھہرتے کھانا اور ہر قسم کا سامان آسائش سرکار سے پاتے تھے۔ اور جب آگرہ کے دھرم پورہ مین جوگی کثرت سے آنے لگے تو اُن کے واسطے ایک اور

[۱] تاریخ دکن (سلسلۂ آصفیہ) مطبوعۂ مفید عام آگرہ۔ [۲] تاریخ دکن (سلسلۂ آصفیہ) مفید عام آگرہ۔

مکان بنوا کر جوگی پورہ[1] اُس کا نام رکھا۔

شاہان وقت کے علاوہ مسلمان امرا بھی ہندو مسلمان دونون کو نیکی کرنے کی نگاہ سے دو قومین نہ سمجھتے تھے۔ بیرم خان خانخانان۔ اور مرزا عبدالرحیم خان خانخانان جنکی دریا دلی اور بخشش وسخاوت کے کارنامے ہندوستان مین بہت مشہور ہین دونون کے ساتھ ایک سا سلوک کرتے تھے اُن کے سرکارون مین ہندو مسلمان سب برابر تھے[2] یہی حال دوسرے اُمراء کا تھا۔

لباس اور رسم و رواج

عالم معاشرت مین ہندو مسلمانون مین کوئی تمیز نہ تھی۔ مسلمانون نے ہندوستان مین قدم رکھتے ہی ہندوؤن سے برادرانہ سلوک شروع کر دیا تھا۔ اور اُنکے لباس اور رسم و رواج کی پابندی کرنے لگے تھے۔ سندھ مین جب مسلمانون کی حکومت قائم ہوئی تو تمام مسلمانون نے ہندوؤن کی وضع اختیار کرلی۔ ابن حوقل بغدادی جسنے چوتھی صدی کے آغاز مین ان ممالک کا سفر کیا۔ کھنبات کے نسبت اپنی جغرافیہ مین لکھتا ہے۔ "یہان مسلمان اور ہندوونکی ایک وضع ہے۔ دونون ایک سا لباس پہنتے ہین اور بال بڑے بڑے رکھتے ہین"۔ سندھ اور منصورہ کی نسبت لکھتا ہے "یہان مسلمانون کا لباس عراق کا سا ہے لیکن یہانکے بادشا ہون کی وضع ہندو راجاؤن کے قریب قریب ہے"[3] خاص ہندوستان مین بھی رفتہ رفتہ ہندو مسلمان ایسے شیر و شکر ہو گئے کہ مسلمانون نے جُبّہ اور دستار کو چھوڑ کر اور جامے پہن کر کھڑکی دار پگڑیان باندہ لین۔ ہندوؤن نے ایرانی لباس پہننا شروع کیا۔ ہندوؤن کے تہوارون ہولی۔ دوالی۔ دسہرہ۔ وغیرہ مین مسلمان اور مسلمانون کے تہوارون مین ہندو شریک ہونے لگے۔ شادی بیاہ وغیرہ کی سیکڑون رسمین ایک کی دوسرے کے یہان مروّج ہوگئین

[1] جس جگہ یہ مکان بنایا گیا تھا وہان اب ایک موضع اسی نام سے آباد ہے۔ [2] دربار اکبری دیکھو۔
[3] رسائل شبلی (سلسلۂ آصفیہ) مطبوعۂ علیگڈہ صفحہ ۶۵۔

جواس وقت تک موجود ہین۔ موسیٔو تھیونو فرانسیسی سیاح دکن کی نسبت لکھتا ہے عام لوگ جنکی بڑی بڑی تنخواہین ہین مسلمان ہون یا ہندو سب ہندؤن کی تقلید کرتے ہین ڈچ لوگون کا مترجم بھی ایک ہندو ہے جو بھاگ نگر(حیدرآباد)مین رہتا ہے اور نہایت سازوسامان سے نکلتا ہے۔

بابؔ چہارم

مُلکی حقوق

یہ ایک فطرتی میلان ہے کہ فاتح اور مفتوح قوم مین ہمیشہ عداوت ہوا کرتی ہے۔ اِسی وجہ سے دنیا کی تمام فاتح قومون نے اپنی مفتوح قومون کو محکومیت کے درجے سے اوپر نہین بڑھنے دیا۔ اِس زمانے مین بھی باوجود اِس تہذیب و شایستگی کے یورپ کی مہذب سے مہذب سلطنتون نے بھی فاتح اور مفتوح کے مُلکی حقوق مین حدّ فاصل قائم کر رکھی ہے یعنی فلان فلان حقوق اور عہدے فاتح قوم کے افراد کے ساتھ مخصوص ہین مفتوح قوم کا کوئی شخص خواہ کسی قسم کی لیاقت کیون نہ رکھتا ہو وہ حقوق یا عہدے نہین پا سکتا برخلاف اِس کے صدیون پیشتر اسلامی حکومتون نے اپنی مفتوح قومون کو اس فیاضی سے انتظام سلطنت مین شریک کر رکھا تھا کہ اُن مین اور فاتح قوم کے افراد مین کچھ تمیز نہ تھی ہر شخص بلا خیال نسل و رنگ اعلیٰ سے اعلیٰ مُلکی عُہدے پر مامور ہو سکتا تھا۔ ہم کو اس موقع پر صرف ہندوستان سے بحث ہے۔ اِس لئے ہم یہین کے حالات دکھاتے ہین۔

ہندوستان مین سب سے پہلے عربون نے سندھ کو فتح کیا۔ جب برہمنون نے اطاعت قبول کرلی تو محمد قاسم یعنی فاتح سپہ سالار نے برہمن آباد کے چارون دروازون پر

ہندؤ مُلکی ح

فوج مقرر کرکے اُسکا اہتمام اُنھین کے سپرد کیا اور ہندوستان کی رسم کے مطابق سونے کے کڑے ہاتھون مین پہننے کیواسطے اور گھوڑے سواری کے واسطے مرحمت کیئے۔ اور اِنھین برہمنون مین سے لائق اشخاص کو منتخب کرکے مجلس شوری کا میمبر مقرر کیا۔ جب وصول مالگذاری کے واسطے سربرآوردہ کاشتکارون اور رئیسون کو مقرر کرنا چاہا تو برہمنون نے عذر پیش کیا کہ یہ کام خاص ہمارا ہے اور ہم ہمیشہ سے کرتے آئے ہین یہ کام بھی ہمارے سپرد ہونا چاہیئے محمد قاسم نے اِس کی تحقیقات کی اور جب یہ بات صحیح معلوم ہوئی تو اِن عہدون پر بھی برہمنون کو سرفراز کرکے اُن کی بیش قرار تنخواہین مقرر کردین۔ اور اِنھین برہمنون کے خاندان مین اِن عہدون کو نسلاً بعد نسلٍ قائم رہنے کا حکم صادر کیا[1]۔

خاص ہندستان مین ملکی حقوق کا عطا ہونا

خاص ہندوستان مین۔ غلام۔ خلجی۔ تُغلق۔ لودی خاندانون کے فرمانروا عموماً لڑائیون مین ایسے مصروف رہے کہ اُنھین ملکی انتظام کا پورے طور سے موقع نہ ملا جو سلطنتین انھون نے قائم کین اُن کی حیثیت ہمیشہ جنگی رہی۔ اِس کے علاوہ مدتون ہندو مسلمانون کی زبان کو ملیکش بھاشا کہکر اُس سے نفرت کرتے رہے۔ اِنھین وجوہات سے ابتدائی عہد مین ہندو ملکی انتظام مین کم شامل ہوسکے۔ لیکن چونکہ وصول مالگذاری کا وہی پُرانا ہندون کے عہد کا طریقہ قائم رکھا گیا تھا لہذا مال اور حساب کے محکمون مین بہت سے ہندو ملازم تھے۔

سب سے پہلے سکندر لودی نے ہندؤنکو فارسی پڑھاکر[2] ملکی عہدونپر سرفراز کیا۔ اسکے بعد وہ ملازمت شاہی مین برابر ترقی کرتے رہے۔ یہانتک کہ جب شیر شاہ سورنے قانون گو[3] اور

---

[1] تاریخ ہند مولفہ شمس العلماء ذکاءاللہ خان۔ [2] مفصل حال عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل کے حال مین دیکھو۔

[3] شاہی زمانے مین قانون گو کا عہدہ اعلیٰ افسرون مین شمار ہوتا تھا اور مال کے مقدمات مین اُسکو ایسے وسیع اختیار حاصل تھے جو اس زمانے مین کلکٹر ضلع کو بھی حاصل نہین۔

چودھری کے نام سے دو معزز عہدے جدید مقرر کئے۔ اور اِن عہدون کا استحقاق موروثی قرار دیا تو جو لوگ اِن عہدون پر مقرر کیئے گئے اُن مین بہت زیادہ تعداد ہندؤن ہی کی تھی۔ اِن کے علاوہ بہت سے ہندو دیگر مُلکی عہدون پر سرفراز تھے اور مسلمانون کے مقابلے مین جو عام طور سے فوجی خدمات پر مامور ہوتے تھے اُن کی مالی حالت بہت اچھی تھی جس کا اندازہ اِس تاریخی لطیفہ سے بخوبی ہوتا ہے۔

جب سلیم شاہ سور نیازیون (پٹھانون کے ایک فرقہ کا نام ہے) کی بغاوت کی وجہ سے پٹھانون سے بدگمان ہوا تو اپنے تمام پٹھان افسرون اور سپاہیون کو طرح طرح سے ذلیل کرنے لگا۔ اور ایک مدت تک کسی کو ایک حبہ تنخواہ کا نہ دیا جب پٹھان اِن رسوائیون اور ذلتون سے عاجز آ گئے تو ایک دن شاہ محمد فرلی نے جو ایک نامی امیر تھا سلیم شاہ سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہو کہ آسمان سے تین تھیلیان اُترین۔ ایک مین سونا۔ ایک مین کاغذ۔ ایک مین خاک بھری ہوئی تھی۔ سونا ہندو ملازمون کے گھر گیا کاغذ بادشاہی خزانے مین رہا۔ اور خاک سپاہیون کے سرون پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور حکم دیا کہ گوالیار ہو چکر سپاہیون کی دو برس کی تنخواہ ادا کر دی جاوے۔[1]

اِسی سلیم شاہ کے عہد مین ہیمون بقال نے ایسی ترقی پائی کہ اول کوتوال لشکر اور اُس کے بعد امارت کے درجے پر پہونچ گیا۔ اور سلیم شاہ کے بعد محمد عادل (عدلی) کے زمانے مین اُس کا وزیر ہو کر جملہ مہمات مالی اور مُلکی کا مالک ہو گیا۔ اور ایسا عروج حاصل کیا کہ اگر اکبری اقبال طلسم کاری نہ کرتا تو وہ ضرور ہندوستان کا بکرماجیت ہو جاتا[2]

ہندوستان مین سب سے زیادہ اکبر اعظم نے ہندؤن سے اپنائت پیدا کی اور اُن کو اعلیٰ مُلکی عہدون پر سرفراز کیا اِسکی نسبت مورخون نے یہ لکھا ہے کہ جب ہمایون ایران

[1] منتخب التواریخ مُلا عبدالقادر بدایونی۔ [2] ہیمون نے تردی بیگ کبر کے ایک امیر سے دہلی فتح کر کے یہ لقب اختیار کیا تھا۔

مین گیا۔ اور شاہ طہماسپ سے ملاقات ہوئی تو ایک دن دونون بادشاہ شکار کو نکلے۔ کسی مقام پر تھک کر اُتر پڑے۔ شاہی فراش نے غالیچہ ڈال دیا۔ شاہ بیٹھ گئے ہمایون کے ایک زانو کے نیچے فرش نہ تھا۔ اِس عرصے مین کہ شاہ اُٹھین اور غالیچہ کھول کر بچھائین۔ ہمایون کے ایک جان نثار نے جھٹ اپنے تیرون کا کارچوبی غلاف چھری سے چاک کیا اور اپنے بادشاہ کے نیچے بچھا دیا۔ شاہ طہماسپ کو یہ پھُرتی اور ہوا خواہی اُس کی پسند آئی۔ اور کہا کہ برادر ہمایون! تمھارے ساتھ ایسے ایسے جان نثار نمک حلال تھے۔ اور پھر مُلک اِس طرح ہاتھ سے نکل گیا۔ اسکا کیا سبب ہے؟ بادشاہ نے کہا کہ بھائیون کے حسد اور عداوت نے کام خراب کر دیا نمک خوار نوکر ایک آقا کے بیٹے سمجھ کر کبھی اِدھر ہو جاتے تھے کبھی اُدھر۔ شاہ نے کہا کہ مُلک کے لوگون نے رفاقت نہ کی؟ ہمایون نے جواب دیا کہ کل رعایا غیر قوم غیر مذہب ہے۔ اور خود مُلک کی اصلی مالک ہے۔ اِن سے رفاقت ممکن نہین۔ شاہ نے کہا کہ ہندوستان مین دو فرقے کے لوگ بہت ہین۔ ایک افغان۔ دوسرے راجپوت۔ اگر خدا کی مدد شامل حال ہوا اور وہان پر پہونچو تو افغانون کو تجارت مین ڈال دو۔ اور راجپوتون کو دلاسا اور محبت کے ساتھ شریک حال کرو۔

ہمایون جب ہندوستان مین آیا تو اُسے اجل نے امان نہ دی۔ اور اِس تدبیر کو عمل مین نہ لا سکا۔ اکبر نے اِسپر عمل کیا۔ اور چند ہی روز مین نوبت یہان تک پہونچا دی کہ ہمقوم اور غیر قوم کا فرق اصلا نہ رہا۔ سپہ داری اور مُلک داری کے جلیل القدر عہدے مسلمانون کے برابر ہندوؤن کو ملنے لگے دربار کی صف مین دو ہندو ایک مسلمان۔ دو مسلمان ایک ہندو برابر نظر آنے لگے[1]۔

بہت سے ناواقف لوگون کا خیال ہو کہ ہندوؤن کے ساتھ اِس قسم کی فیاضی کا

---

[1] دربار اکبری۔

برتاؤ صرف اکبر تک مخصوص رہا۔ لیکن یہ اُن کی تاریخی جہالت کا نتیجہ ہی۔ ورنہ اکبر کے عہد سے سلطنت مغلیہ کے اخیر عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے۔ جہانگیر۔ شاہجہان اور عالمگیر نے بھی جو نہایت متعصب خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوؤن کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔ اِسمین شک نہین کہ اِس انتظام کا موجد اکبر تھا۔ لیکن بہت بڑی ترقی اُسکے جانشینون کے عہد مین ہوئی۔ شاہجہان کے عہد مین یہان تک نوبت پہونچی کہ ہندو مسلمان بھائی بھائی کیطرح ایک دوسرے کے رفیق حال تھے۔ بادشاہ کا ایک وزیر مسلمان تھا تو دوسرا ہندو ایک فوج کا افسر پٹھان یا مغل ہوتا تو دوسری کا راجپوت یہ اُس پر دم دیتا وہ اِس پر جان نثار کرتا تھا۔

اورنگزیب (عالمگیر) پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اُس نے عام طور سے ممانعت کردی تھی کہ کوئی ہندو بادشاہی ملازمت نہ پاوے۔ اِس الزام کی تردید ہماری اِس کتاب سے بخوبی ہوسکتی ہے۔ اِس کے ملاحظہ سے صاف طور سے معلوم ہوگا کہ اُسکے عہد مین ہندو بڑے سے بڑے عہدے پر سرفراز تھے۔ مسلمانون اور ہندؤن کے حقوق مین کسی قسم کا فرق نہ تھا۔ اِس کے علاوہ دو اور شہادتین پیش کی جاتی ہین۔

ڈاکٹر برنیر اپنے سفرنامے مین لکھتے ہین "مغل بادشاہ اگرچہ مسلمان اور بُت پرستون کے مخالف مذہب ہین۔ لیکن بہت سے راجاؤن کو ہمیشہ اپنی ملازمت مین اور اکثر اپنے ساتھ رکھتے ہین۔ اور اُن کے ساتھ وہی سلوک کرتے ہین جیسے کہ اپنے مسلمان امیرون اور سرداروں کے ساتھ! اور مسلمان امیرون کے مانند انکو بھی فوج کی حکومتون اور سرداریون پر مقرر اور مامور کرتے ہین[۵۱]"

پروفیسر آرنلڈ صاحب اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" مین لکھتے ہین "کہ اورنگزیب کے فرامین اور مراسلات کا ایک قلمی مجموعہ جو ابھی تک طبع نہین ہوا مولوی عبدالسلام خانصاحب

---

۵۱ سفرنامۂ ڈاکٹر برنیر جلد اول صفحہ ۷۰۔

نے مجھے دکھایا اس مین مذہبی آزادی کا وہ جامع اور مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھ برتنا ضروری ہے جس واقع کے متعلق یہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازم جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت مین برخاست کر دیئے جائین کہ وہ آتش پرست ہین - اور انکی جگہ کوئی تجربہ کار اور معتبر مسلمان مقرر کیا جائے - کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیا، یعنی اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست مت بناؤ - عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہین ہے - اور نہ ان معاملات مین تعصب کو جگھ مل سکتی ہے - اور اس قول کی تائید مین یہ آیت نقل کی - لکم دینکم ولی دین - تم کو تمھارا دین اور ہمکو ہمارا دین بادشاہ نے یہ بھی لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے - اگر یہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو ہم کو چاہیئے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤن اور انکی رعیت کو غارت کر دیتے - مگر یہ کس طرح ہو سکتا تھا - بادشاہی نوکریان لوگون کو اُنکی لیاقت کے موافق ملین گی - اور کسی لحاظ سے نہین مل سکتین[۱]۔

مین نے جن ہندو اُمراء کا حال اس کتاب مین درج کیا ہے اُن مین سے منصب ہزاری تک کے امراء کی فہرست بقید درجہ وعہد ذیل مین درج کی جاتی ہے جس سے ہر ایک بادشاہ کے عہد کے ہندو اُمراء کی تعداد علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوگی - اس فہرست مین یہ قابل لحاظ ہے کہ اکبر اور شاہجہان کے عہد کے ہندو مسلمان اُمراء کی مکمل فہرستین ان عہد کی شاہی تاریخون "آئین اکبری" اور "بادشاہنامہ" مین موجود ہین اور اُن سے اس کتاب مین مدد لی گئی ہے لیکن جہانگیر اور عالمگیر کے عہد کی کوئی مکمل فہرست کسی تاریخ مین میری نظر سے نہین گذری - ان دونون بادشاہونکے وقت کے

---

[۱] دعوت اسلام مطبوعہ مفید عام آگرہ صفحہ ۲۷۸ -

اُمراء ہنود کی فہرست

ہنود اُمراء کے حالات مختلف تاریخون سے لکھے گئے ہین لہذا یہ دعویٰ نہین کیا جا سکتا کہ ان دونون بادشاہون کے عہد کے سب ہنود اُمراء کی تعداد اِس فہرست مین شامل ہے خصوصاً آخری درجون کی فہرست بالکل نامکمل خیال کیجاتی ہے۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	—	[illegible]	[illegible]
[illegible]	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	—	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	•	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	•	•	•	[illegible]
[illegible]	—	—	[illegible]	[illegible]
عہد	اکبر	عہد جہانگیر	عہد شاہجہان	عہد عالمگیر

نوٹ۔ جو امیر دو یا تین بادشاہون کے عہد مین رہا ہے اُس کا شمار دو یا تینون عہد مین بلحاظ منصب کے جو اُس عہد مین حاصل تھا علیحدہ علیحدہ کیا گیا ہے۔

نوٹ۔ منصب و تنخواہ کی فہرستین ضمیمہ نمبر ۲ مین دیکھیے۔

چونکہ اکبر اور شاہجہان کے عہد کے منصبداروں کی مکمل فہرستیں موجود ہین لہذا ایک فہرست ایسی درج کیجاتی ہی جس سے ہندو و مسلمان عہدے دارون کا تناسب معلوم ہوگا۔

اکبری اور شاہجہانی عہد کے ہندو اور مسلمان امرا کی فہرست۔

منصب		اکبر	شاہجہان
ہفت ہزاری	ہندو	۱	۲
	مسلمان	۰	۶
شش ہزاری	ہندو	۰	۰
	مسلمان	۰	۵
پنجہزاری	ہندو	۴	۱۱
	مسلمان	۲۷	۱۴
چہار ہزاری	ہندو	۴	۸
	مسلمان	۷	۱۸
سہ ہزار و پانصدی	ہندو	۰	۲
	مسلمان	۲	۰
سہ ہزاری	ہندو	۱	۱۹
	مسلمان	۱۷	۳۱
دو ہزار و پانصدی	ہندو	۰	۳
	مسلمان	۷	۱۰
دو ہزاری	ہندو	۷	۱۷
	مسلمان	۲۳	۴۰
ہزار و پانصدی	ہندو	۰	۲۱
	مسلمان	۵	۳۷
ہزاری لغایت پانصدی	ہندو	۲۰	۶۲
	مسلمان	۱۲۶	۳۰۶
میزان کل	ہندو	۳۷	۱۵۵
	مسلمان	۲۱۴	۴۶۷
		۲۵۱	۶۲۲
کیفیت		[illegible]	

یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ سلطنت مغلیہ کے فرمان رواؤن کا برتاؤ اپنے امیرون کے ساتھ اولاد کی طرح تھا یہ اپنے نوکرون کی خوبی خدمتگذاری اور خوش حالی کو دیکھکر ایسے خوش ہوتے تھے جیسے کوئی زمیندار اپنے ہرے بھرے کھیت کو یا باغبان اپنے لگائے ہوے درخت کو دیکھ کر خوش اور نازان ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خطابخشی کے معاملے مین امیرون کے سامنے خطا کا ذکر کرنا تو درکنار خود شرمندہ ہو جاتے تھے۔
اِس کتاب کے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ بعض بعض امیرون نے کئی کئی مرتبہ بغاوت کی مگر جب دربار مین شرمندگی اور عفو تقصیر کی التجا کی۔ ہمیشہ قصور معاف ہو گیا اور پھر ذمہ داری کی خدمتون پر مامور ہونے لگے۔ ظاہر ہے کہ اگر اِس قسم کا برتاؤ نہ ہوتا تو راجپوت سی اکھڑ قوم صدیون کے رسم و رواج اور مذہبی خیالات کو بالائے طاق رکھکر اپنے اور ایک غیر قوم غیر مذہب بادشاہون کے ننگ و ناموس کو کبھی ایک نہ کر دیتی۔

دکن مین ملکی حقوق

دکن مین مسلمانون کی جُدا سلطنت قائم ہوتے ہی ہندو کثرت سے ملازمت مین داخل ہونے لگے۔ اِسکا مختصر حال یہ ہے کہ محمّد شاہ تغلق کے زمانے مین حسن نام ایک گمنام اور ایسا مفلس شخص تھا جو بادشاہ کے نجومی کے پاس جس کا نام کانکو بہمن یا بموجب خیالات جدیدکے کانکیج برہمن تھا کہین سے آکر نوکر ہو گیا تھا اتفاقاً اِس شخص کو اپنے مالک کی زمین مین ہل چلاتے ہوئے کچھ دفینہ مل گیا جو اُس نے اپنے آقا کی خدمت مین بکم و کاست حاضر کر دیا۔ اُسکی اِس دیانت و امانت سے وہ نجومی اِس قدر خوش ہوا کہ اُسکو بادشاہ کی سرکار مین نوکر کرا دیا۔ اب حسن نے بادشاہ کا نوکر ہو کر یہ ایک اور حق شناسی کی کہ بعد مین اپنا نام حسن کانکو بہمن کندہ کرا لیا اور رفتہ رفتہ ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچ گیا۔ جب محمّد شاہ تغلق نے دیوگڈہ کا نام دولت آباد رکھکر اُسکو ہندوستان کا دار السلطنت بنانا چاہا۔ تو یہ شخص بھی

مثل اور ماتحت سرداروں کے مثلغ خان اور ملک لاچین اس کے نائبون کے پاس دیوگڈھ مین تھا اور جب اِس بادشاہ کی ظالمانہ حرکتون سے تمام ملک مین غدر پھیل گیا۔ اور ملک لاچین مارا گیا اور دکن مین تغلقون کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تو یاوری اقبال سے ۷۴۸ھ مین یہ شخص دکن کا بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے پہلے نام اور لقب پر علاؤالدین کا لفظ بڑھا کر علاؤالدین حسن کانکو بہمن کہلانے لگا۔ اِسی عرصے مین کانکو بہمن بھی سلطان محمد تغلق کی ملازمت ترک کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہو گیا۔ اِس نے نہایت حق شناسی سے اُس کو اپنے کل دفتر کا افسر مقرر کیا گیا۔ شمالی ہند اور دکن مین اِس سے پہلے اگرچہ اکثر برہمن طبابت اور نجوم کے وسیلے سے مسلمان بادشاہون اور امیرون کی صحبت مین رہتے تھے لیکن شاہی ملازمت کو ذلیل سمجھکر اِس سے پرہیز کرتے تھے۔ کانکو بہمن ہی شمالی ہندوستان اور دکن مین پہلا شخص ہے جس نے سب سے پہلے مسلمان بادشاہون کی نوکری اختیار کی۔ اور کچھ ایسی مبارک گھڑی بجا کر یہ ابتدا کی کہ اُس وقت سے برابر اُس کی قوم ترقی کرتی گئی۔ صاحب تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ ابتک (سنہ ۱۰۱۶ھ) کل شاہان دکن کے دفترون مین برہمن ہی برہمن نظر آتے ہین۔ فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد (سنہ ۸۰۰ھ لغایتہ سنہ ۸۲۵ھ) مین بہت سے برہمنون کو امورات مُلکی مین صاحبِ دخل کرکے اُمراے کبار مین شامل کیا۔ ابراہیم عادل شاہ والیِ بیجاپور نے (سنہ ۹۴۱ھ لغایتہ سنہ ۹۶۵ھ) برہمنون کی خاطر سے کل دفاتر شاہی سے فارسی زبان کو خارج کرکے ہندی زبان کو رائج کیا۔ اور برہمنون کو بڑے بڑے عہدون پر سرفراز کیا۔

غرضکہ اُس عہد سے مسلمانون کے اخیر عہد تک تمام شاہی دفترون اور وصول مالگذاری کے عہدون پر برہمن بلا شرکت غیرے قابض رہے۔ چنانچہ

جب موسیو تھیونو فرانسیسی سیاح (۱۶۵۵ء لغایتہ ۱۶۶۸ء) دکن مین آیا تو اُسنے برہمنون ہی کو اِن عہدون پر قابض پایا وہ سلطنت گولکنڈہ کے حال مین لکھتا ہے "یہان برہمن محصول وصول کرتے ہین جو بہ نسبت بنیون کے لین دین مین بہت زیادہ سخت اور بے رحم ہوتے ہین"۔

مُسلمانون کے بعد مرہٹون کے زمانے مین بھی برہمنون کا وہی دور دورا رہا اور کچھ عرصے تک وہ کل ہندوستان کے مالک بنے رہے۔ اور آج کل بھی صوبہ بمبئی۔ اور ریاست حیدرآباد اور بڑودہ وغیرہ کی سرکار دربار مین وہ بڑے بڑے عہدون پر سرفراز ہین اور محکمہ حساب وکتاب مین تو ایسے حاوی ہین کہ دیگر قومون کو اِس محکمہ مین نوکری کا ملنا دشوار ہوگیا ہے۔

دکن مین ہندوؤنکا فوجی ملازمت مین بھرتی ہونا۔

دکن مین بھی شمالی ہند کی طرح ابتدا مین ہندو فوجی خدمت سے متنفر رہے یا خاندان بہمنیہ کے فرمانرواؤن نے مصلحتاً اُنھین فوجی ملازمت مین بھرتی نہین کیا۔ سب سے پہلے ملک عنبر[1] نے جو ریاست احمدنگر کا ایک مدبر اور نہایت

[1] ملک عنبر ایک حبشی غلام تھا جو اپنی خوش لیاقتی سے ترقی کرکے امارت کے درجے پر پہونچا۔ اور مدت تک امارت کے نام سے بادشاہت کا لُطف اُٹھایا۔ اِس نے اپنے عہد مین نظام شاہی سلطنت کو ایسے عروج پر پہونچایا کہ جو اُسے کسی زمانے مین حاصل نہ ہوا تھا۔ اُس کے زمانے مین یہ سلطنت ایران کی سلطنت سے قوت وشوکت مین بہت زیادہ تھی۔ اور دکن کی کوئی سلطنت اس کا مقابلہ نہین کرسکتی تھی بلکہ ایک طرح سے قطب شاہی اور عادل شاہی سلطنتین اسکی باجگذار تھین جس طرح شمالی ہند مین اکبر کے وقت مین زمین کی پیمائش ہوکر از سرنو بندوبست ہوا اسی طرح دکن مین اِس نے مستاجری کا طریقہ بند کرکے کل مُلک کی پیمائش کرائی اور مالگذاری کا جدید طریقہ قائم کیا اور ایسا عمدہ انتظام کیا کہ آج تک دکن کے کسانون کی زبان پر اُس کا نام جاری ہے۔ کھرکی کو اُس نے آباد کرکے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا تھا ۱۶۲۶ء مین اسّی سال کی عمر مین انتقال کیا۔

زبردست امیر تمام مرہٹون کو اپنے سوارون مین بھرتی کرنا شروع کیا۔ اور قواعد سکھا کر سپاہی بنا دیا چنانچہ سب سے پہلے اُس کی فوج مین لکھ جی نامے ایک سردار نے ایسی ترقی پائی کہ دس ہزار سوارون کی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا۔ اِس کے بعد مالوجی سیواجی کا دادا اسی سرکار مین پانچہزار سوارون کی رسالداری پر مامور ہو کر صاحبِ جمعیت ہوا۔ اِن کے علاوہ اور بھی بہت سے مرہٹے سرداری کے رُتبے پر پہونچ کر بڑی بڑی زرخیز جاگیرون پر قابض ہوئے۔ مَلِک عنبر کی دیکھا دیکھی دکن کی اور ریاستون نے بھی مرہٹون کو اپنی اپنی فوج مین بھرتی کر کے اعلےٰ منصب پر سرفراز کیا۔ اِس کے بعد عادل شاہی حکومت کی غفلت سے سیواجی کا اقتدار بڑھنا شروع ہوا۔ اور مسلمانون کی اِس ناعاقبت اندیش فیاضی کا جو نتیجہ ہوا وہ سب پر ظاہر ہے۔

اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جس دن سے سلاطین اِسلام نے ہندو اور مسلمانون کی تفریق کرنی شروع کی۔ اُسی دن سے سلطنت کو تنزّل شروع ہو گیا۔ لیکن یہ خیال محض تاریخی ناواقفیت کا نتیجہ ہے اور کسی تاریخ سے اِس کی تصدیق نہین ہوتی بلکہ اکثر مورخین کی یہ رائے ہے کہ مسلمانون کا اپنی مفتوح قوم کو اُمورات سلطنت مین دخیل کر کے محکومیت کے درجے سے بڑہانا اُن کی سلطنت کی تباہی اور بربادی کا باعث ہوا۔

جہان تک غور کیا جاتا ہے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی سلطنت کے تنزل کے زمانے مین بھی ہندؤن سے کسی قسم کا تعصب نہ برتا جاتا تھا۔ اور وہ انتظام سلطنت مین پورے طور سے دخیل تھے اِس کے ثبوت مین راجہ رتن چند راجہ نول رائے۔ مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور۔ دھیراج راجہ جے سنگھ سوائی۔ راجہ گردھر بہادر وغیرہ کے اقتدار کے حالات پیش کیے

جا سکتے ہین۔

اَب مین اِس تمہید کو ختم کر کے ہندوستان کی اسلامی سلطنت کے سب سے بڑے اور واجب الاحترام خاندان مغلیہ کے ہندو اُمراء کے حالات ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ اگر ملک نے اِن کو مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا۔ اور حیات مستعار باقی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے حصّے مین دیگر فرمانروا خاندانون کے ہندو اُمراء کے حالات مُلک کے سامنے پیش کیے جاوینگے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

راجہ اُدے سنگھ راٹھور عرف موٹا راجہ

رائے مالدیو فرمان روائے جودھپور کا بیٹھا تھا۔ اس خاندان عظیم الشان مین صدہا سال سے حکومت وامارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ رائے مالدیو جاہ وحشمت۔ شوکت وسطوت۔ امارت لشکر مین جملہ راجگان ہندوستان مین ممتاز تھا۔ اُسکے مرنے کے بعد اُس کا چھوٹا بیٹا چندرسین جانشین ہوا سنہ ۱۵ جلوس مین جبکہ شہنشاہ اکبر زیارت مزار مبارک حضور خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح سے فارغ ہوکر ناگور مین رونق افروز ہوئے۔ چندرسین نے دربار مین حاضر ہوکر ملازمت اور اطاعت بادشاہ کی اختیار کی۔ لیکن سنہ ۱۹ جلوس مین پھر باغی ہوگیا۔ جب تنبیہ کے واسطے شاہی فوجین مامور ہوئین۔ دشوار گذار پہاڑ و کمین جا چھپا سنہ ۲۵ جلوس مین پاینده خان مغل نے اس کو شکست دی اور وہ پھر بھاگ گیا۔ راجہ مالدیو کا بڑا بیٹا راجہ اُدے سنگھ خاندانی گدی پر بیٹھا۔ اکبر نے اپنی دلربائی اور دلداری کے عجیب وغریب منترون سے محبت کا ایسا طلسم راجہ اُدے سنگھ پر ڈالا۔

رائے مالدیو

رائے چندرسین

راجہ اُدے سنگھ

جس نے اُسکی محبت کو راجہ کے دلمین نقش کالحجر کر دیا۔ اور اُس نے اکبر کی محبت مین اپنے عظیم الشان اور تاریخی خاندان کی ریت رسوم۔ مبارک نامبارک سب باتون سے قطع نظر کرکے بسنہ ۹۹۴ھ مین اپنی لائق بیٹی مان متی کی جو جگت گسائین کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شادی ولی عہد سلطنت شاہزادہ سلیم (جہانگیر) سے ٹھہرا دی۔

شادی شاہزادۂ سلیم

۱۹۔ رجب سنہ ۹۹۴ھ کو بادشاہ معہ اُمرائے دربار اور بیگمات کے راجہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور نہایت دھوم دہام سے دُلہن کو بیاہ کر لے آئے۔ اُس دن سے خاندان کچھواہہ کی طرح یہ دوسرا عظیم الشان خاندان راٹھور بھی مُغلیہ خاندان کی محبت۔ اور وفاداری اور جان نثاری کا دم بھرنے لگا۔

اس شادی کے بعد راجہ اُدے سنگھ منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور وطن کی حکومت بطور جاگیر کے قرار پائی۔ سنہ ۲۳ جلوس مین صادق خان کے ساتھ راجہ مدھکر بُندیلہ کی تنبیہ پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۸ مین مہم گجرات۔ اور سنہ ۳۸ مین زمیندار سروہی کی تادیب پر مامور رہا۔ سنہ ۴۰ جلوس مین انتقال کیا۔ چار رانیان اُس کی آتش محبت مین جل کر ستی ہوئین۔

جودہ بائی والدہ شاہجہان

راجہ کی بیٹی جگت گسائین۔ جو عام طور سے جودہ بائی کے نام سے مشہور رہین۔ نہایت دانشمند نیک طینت۔ خوش بیان۔ شیرین کلام۔ حاضر جواب۔ اور باسلیقہ بیگم تھین۔ انھین کے بطن سے سنہ ۹۹۹ھ یا سنہ ۱۰۰۰ھ مین بمقام لاہور شاہزادہ خورم (شاہجہان) پیدا ہوئے۔ اِنکی حاضر جوابی کے اکثر لطیفے مشہور رہین۔ نورجہان بیگم اور ان سے اکثر نوک جھونک رہا کرتی تھی۔ رات ایک موقع پر شب ماہ تھی اور چاندنی چھٹکی ہوئی تھی۔ نورجہان بیگم لباس سفید زیب بدن کئے ہوئے بادشاہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھین عطر جہانگیری کی خوشبو سے جو تمام کپڑون اور در و دیوار پر چھڑکا ہوا تھا۔ دماغ معطر ہو رہا تھا۔ جہانگیر نے اُسی حالت مین جودہ بائی کو یاد فرمایا۔

پرستارین دوڑین۔ اور تھوڑی دیر مین جودھابائی بھی لباس سُرخ زیب بدن کیئے ہوئے آموجود ہوئین۔ اور بادشاہ کے برابر کُرسی پر جابیٹھین۔ بادشاہ اُدھر متوجہ ہوئے۔ نورجہان بیگم کو رشک پیدا ہوا۔ بادشاہ کی طرف دیکھکر کہنے لگین۔ آخر کو جودھابائی زمیندار ہی کی بیٹی ہی اس وقت کہ ہر طرف فوارۂ نور کشادہ ہین۔ اور فرش نسرین ونسترن بچھا ہوا ہے۔ اور جلوۂ مہتاب ہویدا ہے۔ لباس سُرخ کیا مناسبت رکھتا ہے۔ جودھابائی نے فی الفور جواب دیا۔ کہ سُہاگ میرا قائم ہے۔ اور سُہاگ تیرا[1] اُٹھ گیا۔ اور یہ دوہا پڑھا۔ ~

جارون نارتاس کا ہیا ایک چھوڑ جن دوجا کیا

نورجہان بیگم یہ جواب سُن کر اپنا سا مُنہ لیکر رہ گئین۔ جہانگیر اِس لطیفے سے بہت خوش ہوا اور ہنس کر چُپ ہو گیا۔

قلعہ اکبرآباد (آگرہ) اور فتح پور سیکری مین جودھابائی کے عالیشان محلات اس وقت تک موجود ہین قلعہ کے محل مین ایک طرف پر کھمارا اور دوسری طرف مندر کے آثار اِس وقت تک پائے جاتے ہین جس سے صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ محلات شاہی مین راجاؤن کی بیٹیون کو اپنے مذہب کے رسومات اور عبادت کرنے کی پوری آزادی حاصل تھی۔

سُہاگ پورہ

جودھابائی نے اکبرآباد مین ایک محلہ سُہاگ پورہ کے نام سے آباد کرکے اُس مین اپنے عالیشان محلات اور باغات تعمیر کرائے تھے۔ افسوس ہے کہ یہ محلہ اَب ویران ہو گیا۔ صرف اُن کے عظیم الشان مقبرہ کے نشانات جو اِسی محلے مین واقع تھا۔ دو تین برس پہلے تک موجود تھے۔ اور اِسی وجہ سے یہ مقام اَب تک جودھابائی کے نام سے مشہور۔ اور موضع بھوگی پورہ پرگنہ صدر تحصیل آگرہ مین شہر کے متصل واقع ہے۔

[1] یہ اشارہ نورجہان بیگم کے پہلے شوہر شیر افگن خان کی طرف ہے۔

جودہ بائی نے جمعہ کے دن ۳۰۔ ربیع الثانی ۱۰۲۸ھ کو انتقال کیا۔ جہانگیر کو بہت رنج ہوا دوسرے دن بیٹے (شاہزادہ خورم) کے مکان پر گئے اور تسلی اور تشفی کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔

راجہ اُدے سنگھ کے تین بیٹے تھے۔ سورج سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دلپت سنگھ۔ سورج سنگھ اور کشن سنگھ کے حالات علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہین۔ دلپت سنگھ کا بیٹا مہیش داس امارت کے درجے پر پہونچا۔ اُس کا حال بھی علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ آسکرن کچھواہا

راجہ بہارا مل کچھواہہ کا بھائی تھا۔ راجہ موصوف کے ہمراہ ملازمت اکبری مین داخل ہوا۔ ۲۲ جلوس مین صادق خان کے ساتھ راجہ مدھکر بندیلے کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ ۲۵ جلوس مین راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ صوبہ بہار مین متعین ہوا۔ ۳۰ مین منصب ہزاری پر سرفراز ہو کر اعظم خان کوکہ کے ساتھ مہم دکن پر روانہ ہوا۔ ۳۱ مین صوبہ داری اکبرآباد کے معزز عہدے سے سربلند ہوا۔ ۳۳ مین شہاب الدین احمد خان کے ساتھ مکرر راجہ مدھکر کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا۔ اور اسی سال وفات پائی۔
راجہ راج سنگھ کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ انوپ سنگھ بڑگوجر (آنی رائے سنگھ دلن)

راجپوتون کی گوت بڑگوجر سے تھا۔ خاندان مین اگرچہ ہمیشہ سے زمینداری کا پیشہ چلا آتا تھا لیکن دادا کے وقت سے افلاس و مصیبت کی گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ اُس کا دادا جنگل جنگل پھر کر۔ اور ہرن کا شکار کر کے اُس کے گوشت سے اپنے بال بچون کا پیٹ پالتا تھا۔ اب اِسے اتفاق وقت کہو۔ یا خوبی قسمت سمجھو کہ ایکدن

اُس نے ایک جھاڑی مین شیر کا شبہ پاکر بندوق چلائی۔قریب جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ چیتہ ہے اور کام تمام ہوچکا ہے اول تو بہت خوش ہوا لیکن جب اُسکو اُٹھانا چاہا اور اُس کے گلے کی سونے کی گھنٹیون اور سونے کے قلادون کو دیکھا تو ششدر ہوکر سکتے کی سی حالت مین رہ گیا سمجھا کہ شہنشاہ اکبر کا چیتہ ہے جو کسی ہرن کی تاک مین جھاڑی مین چھپا بیٹھا تھا۔غرضکہ جلدی سے گھنٹیون اور قلادون کو نکالکر چیتہ کو ایک اندھے کنوئے مین ڈال دیا۔اور وہان سے بھاگ کر اپنے گھر جا پہونچا شاہی شکاری بھی جو چیتہ کی تلاش مین سرگردان تھے ڈھونڈھتے ہوئے اُسی کنوئے پر پہونچے اور کنوئے مین چیتہ کی لاش دیکھکر سخت متعجب اور پریشان ہوئے۔آخر پتہ لگاتے لگاتے ٹھاکر صاحب کے گھر جا پہونچے۔اور جب تلاشی لینے سے ٹھاکر صاحب کے گھر مین سے گھنٹیان اور قلادے برآمد ہوگئے تو اُنھین باندھکر بادشاہ کے سامنے لے آئے اور کُل ماجرا بیان کیا بادشاہ نے ٹھاکر صاحب سے وجہ دریافت کی۔ اُس نے سچ سچ حال کہہ سنایا۔بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر ترس آیا۔فوراً بند جُدا کراکر ملازمت شاہی مین داخل کرلیا۔مصرع

بگڑی بنجاتی ہے جب فضلِ خدا ہوتا ہے

راجہ بیر نرائن

ٹھاکر کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بیر نرائن منصبدار مقرر ہوا۔اور وہ اپنے باپ سے زیادہ ترقی پاگیا۔بیر نرائن کا بیٹا انوپ سنگھ بھی سن تمیز پر پہونچکر باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔اور ترقی پاتا ہوا اخیر عہد اکبری مین خواصونکا سردار مقرر ہوگیا۔

شیر کا شکار اور انوپ سنگھ کی بہادری

سنہ جلوس جہانگیری مین ۴۔شوال سنہ ۱۰۱۹ھ کو بادشاہ پرگنہ باری مین چیتہ کے شکار مین مشغول تھے۔انوپ سنگھ معہ خواصون کے بادشاہ کے ساتھ تھا اثنائے راہ مین دور سے ایک درخت پر بہت کوؤن کو بیٹھا دیکھکر اپنی کمان لے کر اُدھر روانہ ہوا۔

جب درخت کے پاس پہونچا۔ اُس کے نیچے ایک نیم خوردہ گلئے پڑی دیکھی اور اُسیوقت ایک قوی ہیکل شیر قریب ہی کی جھاڑی سے نکلکر روانہ ہوا۔ جہانگیر کو شیر کے شکار کا بہت شوق تھا۔ انوپ سنگھ نے اُسی وقت اپنے ساتھیون مین سے ایک شخص کو بادشاہ کے پاس دوڑایا اور دوسرے ساتھیون کے ساتھ شیر کے روکنے مین مصروف ہوا۔ جہانگیر خبر پاتے ہی معہ شاہزادہ خورم اور دو تین اور امیرون کے سوار ہوکر اُس طرف روانہ ہوئے۔ جب شیر کے قریب پہونچے بادشاہ کی سواری کا گھوڑا شیر کی صورت دیکھکر شوخی کرنے لگا۔ بادشاہ گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور پیادہ ہوکر شیر پر متواتر بندوق کے تین چار فیر کیئے۔ شیر زخمی ہوکر بادشاہ کیطرف جھپٹا۔ اُسکی جنگھار سنتے ہی بہت سے خدمتگار اور امیر جو بادشاہ کے اِردگرد کھڑے تھے بھاگ پڑے۔ ایک کے اوپر ایک گرنے لگا۔ اِس کشمکش مین بادشاہ خود بھی زمین پر گر گئے۔ اور بدحواسی کے عالم مین کئی شخص بادشاہ کے سینے پر پانون رکھتے ہوئے بھاگے۔ لیکن شیردل انوپ سنگھ اپنی جگہ اڑا رہا آخر شیر نے اُس شیردل پر حملہ کیا۔ اُس نے دونون ہاتھون سے شیر کے سر پر لاٹھی ماری۔ شیر پھر جھپٹا اور دونون کی کُشتی ہونے لگی۔ انوپ سنگھ کے دونون ہاتھ اور کچھ حصہ لاٹھی کا شیر نے اپنے مُنہ مین دبا لیا۔ اِسی حالت مین شاہزادہ خورم اور راجہ رام داس ہمت کرکے پہونچے۔ اور دونون نے شیر پر تلوارون کے وار کرنا شروع کیئے۔ حیات خان خواص نے بھی پہونچکر لکڑیان مارنا شروع کین۔ مگر چونکہ انوپ سنگھ اور شیر دونون غٹ پٹ ہو رہے تھے۔ یہ وار نہایت احتیاط سے کئے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر مین انوپ سنگھ نے بھی زور مار کر اپنے ہاتھ شیر کے مُنہ مین سے نکال لیئے اور اِس زور سے لاٹھیان رسید کین کہ شیر کا منہ پھر گیا۔ شیر دوسری طرف بھاگا اور اِس بہادر نے اپنی کمر سے تلوار سونت کر اُسکا تعاقب کیا۔ اور بھاگتے ہی مین اِس زور سے کئی تلوارین مارین کہ شیر کا کئی جگہ

سے گوشت سے پوست جدا ہوگیا۔ چونکہ مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ اُدھر سے آفت کا مارا صاحب تمام مشعلچی روشنی کیواسطے آرہا تھا۔ شیر نے اُس کے ایسا تھپڑ مارا۔ کہ بیچارے کا آناً فاناً مین کام تمام ہوگیا۔ انوپ سنگھ چونکہ ہاتھون مین موٹے موٹے چھلے پہنے ہوئے تھا۔ اُن کے اور لکڑی کی وجہ سے ہاتھون کو تو کوئی ضرر نہین پہونچا۔ لیکن کئی جگہ شیر کے پنجون سے زخمی ہوگیا۔ شاہی طبیب اور جراح علاج کے واسطے مامور ہوئے تھوڑے دنون مین اچھا ہوکر دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے ایک مرصع تلوار مرحمت فرمائی۔ اور خطاب انی رائے[۱] سنگھ دلن سے موصوف کرکے اُمرائے خاص کے سلسلے مین منسلک کیا۔

ایک دن جہانگیر نے انوپ سنگھ کی کسی بات پر اعتراض کیا۔ اُس نے فوراً جمدھر کمر سے کھول کر اپنے پیٹ پر دو مارا۔ مگر ہلکا زخم آیا۔ اور بچ گیا اُس دن سے جہانگیر کے دلمین اُس کا اعزاز اور اعتبار بہت بڑھ گیا۔ بڑی بڑی ذمہ داری کی خدمتین اُسکے سپرد ہونے لگین یہان تک کہ شاہزادۂ خسرو جو باپ کے پاس قید تھا اُس کے سپرد کردیا گیا۔ مہم بنگش اور دیگر مہمات مین بڑے بڑے امیرون کے اوپر وہ سپہ سالار مقرر ہوکے بھیجا گیا شہنشاہ شاہجہان نے تخت نشین ہوکر پہلے ہی جشن مین منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار سے اُسکو سرفراز فرمایا۔ اور خلعت اور جمدھر مرصع عنایت کیا۔ پہلے سال جلوس مین مہم ججھار سنگھ بندیلہ اور اُس کے بعد دیگر مہمات دکن وغیرہ مین اُسنے خدمات نمایان انجام دین۔

، صفر ۱۰۵۱ھ کو اپنے باپ کی وفات کے بعد جو خطاب راجہ سے موصوف اور منصب ہزاری ہشت صد سوار پر سربلند تھا خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۱۰ سنہ جلوس مین وفات پائی۔

[۱] یہ خطاب ہندی زبان کا ہے۔ انی رائے بمعنی سردار فوج سنگھ بمعنی شیر دلن بمعنی مارنیوالا یعنی سپہ سالار شیر کا مارنیوالا۔

راجہ انوپ سنگھ خط و انشا مین کافی مہارت رکھتا تھا۔ اُسکی وفات کے بعد جی رام اُس کا بیٹا جانشین ہوا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

اُداجی رام

قوم کا دکھنی برہمن۔ اور نہایت ہوشیار۔ ذہین اور صاحب نام ونمود تھا۔ اپنے قوت بازو سے ماہور سے ہکر تک زمینداری پیدا کر کے دکن کے مشہور و معروف ہیرو ملک عنبر کی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور اپنی لیاقت و کاروانی سے بہت جلد صاحب اعتبار ہو کر نہایت جاہ و حشم حاصل کیا۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد مین امرائے تیموریہ کے زمرے مین شامل ہو کر منصب چہار ہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ چونکہ اعلیٰ درجے کی انتظامی قابلیت سے موصوف۔ اور سرزمین دکن اور وہان کی رعایا کے رسم و رواج۔ عادت و اطوار سے بخوبی واقفیت رکھتا تھا۔ لہذا جملہ صوبہ داران دکن کے عہد مین باوقار رہا۔ اور کل مالی و ملکی انتظام اُسی کی رائے سے سرانجام پاتے تھے۔ چونکہ وہ نیک نیتی کے ساتھ رحم دلی اور رعایا پروری کی صفت سے بھی موصوف تھا۔ اس لئے رعایا اُس سے بہت خوش تھی۔

سنہ جلوس جہانگیری مین جبکہ شاہزادہ خرم (شاہجہان) بادشاہی فوج کے تعاقب کی وجہ سے دکن سے بنگالہ روانہ ہوا۔ اثنائے راہ مین اپنا تمام وزنی مال و اسباب معہ بہت سے ہاتھیون کے ماہور مین اُداجی رام کے پاس چھوڑ گیا اگرچہ یہ امر مہابت خان صوبہ دار دکن کو جو شاہزادے کے تعاقب مین مامور تھا ناگوار گذرا۔ لیکن چونکہ وہ خدمات شاہی کو بھی نیک نیتی کے ساتھ انجام دیتا تھا۔ لہذا اُس سے کچھ پرخاش نہ کی۔ اور سب سے زیادہ اُس کا اعتبار کر کے عزت افزائی کی۔ سنہ ۱۹ جلوس مین جبکہ بادشاہی فوج عادل شاہ والئی بیجاپور کی کمک پر ملک عنبر سے موضع

بہاتوری مین جو احمد نگر سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے مصروف بہ جنگ تھی یکایک ملا محمد لاری سپہ سالار لشکر بیجاپور کے مارے جانے سے ابتری پھیل گئی۔ اُوداجی رام اور اُس کے ہمراہیون کے پاؤن بھی اُکھڑ گئے۔ لڑائی کا قاعدہ ہے کہ ایک کے پاؤن اُکھڑے اور سب کے اُکھڑے۔ کل فوج ایسی بھاگی کہ گویا اِسی ساعت کی منتظر تھی۔ بہت سے اُمرائے شاہی قید اور قتل ہوئے اُس دن سے اُوداجی رام کی عزت اور اعتبار مین بہت کمی ہوگئی۔

شہنشاہ شاہجہان نے سنہ ۳ جلوس مین اُسکو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پر سرفراز کرکے چالیس ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت کیا۔ اور مہم خانجہان لودی مین متعین کیا۔ سنہ ۶ جلوس مین جبکہ خانخانان مہابت خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کے محاصرہ مین سرگرم خدمات تھا۔ انتقال کیا۔ قدردان بادشاہ نے جگ جیون اُس کے خورد سال بیٹے کو منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ وہ سنہ ۹ جلوس کی مہم ساہوجی مین شریک تھا۔ پھر کچھ حال اُس کا نظر سے نہین گذرا۔ جگ جیون پسر اُوداجی رام

راجہ انرودہ گوڑ

راجہ بیٹھلداس گوڑ کا بڑا بیٹا تھا۔ اول اپنے باپ کی نیابت مین اجمیر کی فوجداری پر مامور رہا۔ سنہ ۱۹ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۲۴ مین علم اور سنہ ۲۵ مین باپ کے مرنے کے بعد نقارہ۔ اور اسپ و فیل مرحمت ہوا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف ہوکر منصب سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوا۔ اور مشہور و معروف قلعہ رن تھنبور کی قلعداری کی خدمت سپرد ہوئی۔ اِس کے بعد مہم قندہار مین اول مرتبہ شاہزادہ

اورنگ زیب اور دوسری مرتبہ شاہزادۂ داراشکوہ کے ساتھ شریک ہو کر کارہائے نمایان انجام دیئے۔ ۲۸ھ مین علامی سعداللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چھوڑ کے انہدام اور راناکی تادیب پر مامور رہا۔ ۳۱ھ مین منصب سہ ہزار پانصدی ذات سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہو کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کے ساتھ شاہزادہ شجاع کی تنبیہ پر متعین ہوا۔

شہنشاہ عالمگیر کی تخت نشینی کے بعد ۱۰۶۹ھ مین مہم شجاع پر متعین ہوا۔ اور آگرہ سے روانہ ہو کر راستے مین انتقال کیا۔

راجہ امر سنگھ نروری

راجہ رام داس نروری کا پوتا تھا۔ دادا کے مرنے کے بعد ۱۰۴۹ھ مین دربار شاہجہانی سے منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف اور قلعداری نرور پر مامور رہا۔ اور نرور کے قرب وجوار کا علاقہ جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۱۹ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش اور ۲۵ھ مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین متعین ہوا۔ ۲۶ھ مین شاہزادۂ داراشکوہ کے ہمراہ مہم قندہار اور اُس کے بعد رستم خان کے ساتھ قلعہ بست کے محاصرے مین شریک ہوا۔ اور اِن خدمات کے صلے مین ۳۰ھ مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر ترقی حاصل کی۔ اور اِسی سال معظم خان کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب کی کمک پر صوبہ دکن مین مامور رہا۔

شہنشاہ عالمگیر کے عہد مین اول مہم آسام اور دوسری مرتبہ سرحدی پٹھانون کی مہم مین اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ اور اُس کے صلے مین منصب مین ترقی حاصل ہوئی۔

راؤ امر سنگھ راٹھور

راجہ گجے سنگھ راٹھور جودھپوریہ کا بڑا بیٹا تھا۔ ابتدا مین معمولی منصبدارون کے زُمرہ مین شامل تھا۔ سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مین منصب دو ہزاری و پانصدی۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوکر علم و فیل مرحمت ہوا۔ اور سید خان جہان بارہہ کے ساتھ جھجھار سنگھ بُندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور اِس ہم کی خدمات کے صلے مین منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار و پانصد سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۹ مین ہم دکن پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۱ مین خلعت و نقارہ اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ہوکر شاہزادہ شجاع کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا۔ اور اسی سال ۲۔ محرم سنہ ۱۰۴۸ھ کو جب راجہ گجے سنگھ اُس کے باپ نے انتقال کیا۔ اور اُس کی وصیت کے بموجب اُس کا چھوٹا بیٹا جسونت سنگھ اُس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ یہ منصب سہ ہزاری۔ سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر خطاب راؤ سے ممتاز ہوا۔

سنہ ۱۴ مین شاہزادہ مرادبخش کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا۔ اور وہان سے راجہ جگت سنگھ ولد راجہ باسو کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ سنہ ۱۵ مین حاضر دربار ہوکر منصب چہار ہزاری۔ سہ ہزار سوار پر ممتاز ہوا۔ اور شاہزادۂ داراشکوہ کے ساتھ قلعہ قندہار کی ہم پر روانہ ہوا۔ سنہ ۱۶ مین وہان سے طلب ہوکر دربار مین آیا۔ اور یہان آکر بیمار ہو گیا۔ سنہ ۱۷ جلوس مین صحت پاکر ۳۰۔ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۵۴ھ کو جمعرات کے دن شام کے وقت حاضر دربار ہوا۔ صلابت خان میربخشی نے خلوت خانہ مین جہان اُس وقت بادشاہ رونق افروز تھے۔ زمین بوس کرایا اور وہ آداب زمین بوسی کے بعد اُلٹے جانب کی صف مین دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ صلابت خان سیدھے جانب کی صف مین کھڑے تھے۔ نماز مغرب کے بعد جبکہ بادشاہ کسی فرمان

کے لکھانے مین مصروف تھے کسی کام کے واسطے کٹہرے دربار سے نیچے اُترے۔ اور شمعدان کے پاس ایک دوسرے امیر سے باتین کرنے لگے۔ اُسی حال مین امرسنگہ نے دوڑکر اپنا جمدھر اُن کے سینے پر اُلٹی طرف دے مارا آناً فاناً مین بیچارے کا کام تمام ہوگیا۔ خلیل اللہ خان اور ارجن پسر بیٹھیلداس گوڑ نے یہ حال دیکھکر امرسنگھ پر حملہ کیا۔ اُس نے دو تین وار ارجن پر بھی کیئے جو اُس نے اپنی ڈھال پر روکے یہ حال دیکھکر سید سالار بارہہ۔ اور چھ سات اور منصبدار دوڑ پڑے اور امرسنگہ کا کام تمام کردیا۔ اور تھوڑی ہی دیر مین قاتل بھی مقتول کے پاس پہونچ گیا۔ بادشاہ کو دو امیرون کے اسطرح سے مارے جانے کا بہت افسوس ہوا۔ بہت تحقیقات کی۔ مگر سوائے اِس کے کہ امرسنگہ نشۂ شراب مین سرشار رہتا اور کوئی وجہ نہ معلوم ہوئی۔

جب میر خان منبر نرک اور مُلوک چند داروغہ دولت خانہ خاص بادشاہ کے حکم کے بموجب امرسنگہ کی لاش کو دہلیز خلوت خانے سے باہر لائے۔ اور رام سنگہ کے نوکرون کو اُس کی کریا کرم کے واسطے بولایا۔ پندرہ راجپوت نوکر یہ حال سُن کر دیوانہ وار جمدھر اور تلوارین لئے ہوئے آموجود ہوئے اور آتے ہی ملوک چند اور میر خان پر حملہ کیا۔ ملوک چند بیچارہ تو اُسی وقت مارا گیا۔ اور میر خان ایسا زخمی ہوا کہ دوسرے دن مرگیا۔ یہ حال دیکھکر شاہی احدی اور گرزبردار دوڑ پڑے اور آن کی آن مین سب کا خاتمہ کردیا۔ چھ گرزبردار قتل اور چھ سخت زخمی ہوئے۔

امرسنگہ کے کچھ نوکر ارجن کے گھر پہونچے۔ تاکہ اُس کو مارکر اپنا دل ٹھنڈا کرین مگر وہ نہ ملا جب اِن کی جہالت کا حال بادشاہ کو معلوم ہوا۔ اپنے ایک خاص امیر کو اِن لوگون کے پاس بھیجا اُس نے بہتیرا سمجھایا۔ مگر اُن جاہلون نے ایک نہ سُنی۔ اُس وقت مجبور ہوکر بادشاہ نے سید خانجہان بارہہ اور رشید خان انصاری کو اُنکی

تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اُنھون نے اِن کا بھی مقابلہ کیا اور تا وقتیکہ سب قتل نہ ہوگئے باز نہ آئے۔ بادشاہی لشکر مین سے سید عبد الرسول بارہہ معہ اپنے بھائی سیّد غلام محمد اور چار پانچ اور عزیزون کے شہید ہوئے۔

راو امر سنگھ نے اکبر آباد کے قلعہ کے دکن کی جانب ایک عظیم الشان محل تعمیر کرا کر اُس کے پاس بہت عمدہ باغ لگوایا تھا۔ یہ باغ اور نو محلہ امر سنگھ کے نام سے موسوم تھا۔ اِس مین ۹۱ بیگہ ۳ بسوہ آراضی تھی جس مین سے ۶۵ بیگہ ۱۵ بسوہ بیگہ مین عمارت اور ۲۵ بیگہ ۸ بسوہ بیگہ مین باغ واقع تھا۔ قلعہ اکبر آباد کا جو دروازہ اِس نو محلہ کے طرف ہے وہ اِسی لحاظ سے آج تک امر سنگھ دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ نو محلہ کی عالیشان عمارت کا کچھ حصہ اُنیسوین صدی تک باقی تھا اور وہ اراضی اِس وقت نو محلہ امر سنگھ کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ نو محلہ امر سنگھ — امر سنگھ دروازہ

رائے سنگھ راو امر سنگھ کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راو امر سنگھ چندراوت

راو چاند سنگھ کا پوتا۔ اور رائے دُرگا داس کا پرپوتا تھا۔ ۲۴ سنہ جلوس شاہجہانی مین جب راو روپ سنگھ چندراوت نے لاولد انتقال کیا۔ امر سنگھ معہ اپنے بھائیون کے اپنے وطن چندراوت سے بارگاہ شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ اور خوبی قسمت سے اپنے سب بھائیون مین سے بادشاہ کا منظور نظر ہوکر راو روپ سنگھ کا جانشین قرار پایا۔ اور منصب ہزاری ذات۔ نہ صد سوار پر مفتخر ہوکر خطاب راو سے موصوف۔ اور خلعت واسپ سے سرفراز ہوا۔ اور پرگنہ رام پور اُس کے اور اُس کے بھائیون کی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ ۲۵ سنہ جلوس مین منصب ہزاری۔ ہزار سوار سے ممتاز ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر ماموز ہوا۔ ۲۶ سنہ مین شاہزادہ دارا شکوہ

کے ساتھ دوبارہ قندہار روانہ ہوا۔ سنہ ۲۷ مین شاہزادہ موصوف کی سفارش سے منصب ہزاروپانصدی ۱۵۰۰ ذات۔ ہزار ۱۰۰۰ سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۲۸ مین صوبہ دکن مین متعین ہوا۔ سنہ ۳۱ مین حسب الطلب دربار مین واپس آکر مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ صوبۂ مالوہ کو روانہ ہوا۔ اور اُجین کی شکست کے بعد اپنے وطن چلا گیا۔

سنہ ۱۰۶۸ھ مین سموگڈہ کی لڑائی کے بعد دربار عالمگیری مین حاضر ہوا۔ اور شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ شجاع کے تعاقب پر مامور رہا۔ لیکن راستے ہی سے مختلف افواہین سُن کر پھر اپنے وطن کو چل دیا جہان سے تھوڑے دنون بعد پھر دربار مین آیا۔ اور اپنے سابقہ قصور کی معافی حاصل کر کے مہم دکن مین متعین ہوا۔ اور مرزا راجہ جے سنگھ کے ساتھ کارہائے نمایان انجام دیتا رہا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین قلعہ سالہیر کی لڑائی مین مارا گیا۔

راؤ محکم سنگھ پسر امر سنگھ۔

محکم سنگھ اُس کا بیٹا قلعہ سالہیر کی لڑائی مین باپ کے ساتھ تھا۔ وہ دشمنون کی قید مین پھنس گیا۔ اور کسی ترکیب سے تھوڑے دنون بعد رہائی حاصل کر کے بہادر خان کوکہ ناظم دکن کے پاس آپہونچا اور دربار شاہی سے اضافہ منصب اور خطاب راؤ سے موصوف ہو کر اپنی اخیر عمر تک بادشاہی خدمات مین سرگرم رہا۔ اُس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہوا جسکا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ اندرمن دھندیرہ

دھندیرہ راجپوتون کی ایک گوت ہے۔ اِن مین اور بُندیلون اور پنواڑون مین باہم شادی بیاہ کا سلسلہ جاری ہے۔ اِس گوت کے راجپوتون کا اصلی وطن قصبہ سہرا سرکار سارنگپور صوبہ مالوہ مین تھا۔ کہ جو سلاطین مغلیہ کے دفتر مین سہار باجی کے نام سے لکھا جاتا تھا شہنشاہ اکبر کے عہد مین راجہ جگمن دھندیرہ

راجہ جگمن دھندیرہ

دربارِ شاہی مین حاضر ہوکر موردِ الطاف ہوا تھا۔ شاہجہان نے اپنی عہد سلطنت مین ولایت دھندیرہ بیٹھوا رام گوڑ کو مرحمت فرمائی اُس نے راجہ اندرمن کو جو اُسوقت اُس مُلک پر قابض تھا بیدخل کر کے اپنا قبضہ کرلیا چندروز کے بعد راجہ اندرمن نے کچھ فوج فراہم کر کے اپنے موروثی ملک کو پھر فتح کرلیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا سنہ جلوس مین معتمد خان اور راجہ بیٹھلداس گوڑ کو اس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اِن لوگون نے ولایت دھندیرہ مین پہونچکر جب قصبہ سہرا فتح کرلیا تو راجہ اندرمن بھی اِن کے پاس حاضر ہوگیا۔ اور حسب الحکم بادشاہ کے قلعہ جلبسیر مین مقید کیا گیا۔

سنہ ۱۰۶۸ھ مین جب اورنگ زیب دکن سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ راجہ اندرمن کو قید سے رہا کر کے منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار پر سرفراز کیا۔ اُس نے اُجین کی لڑائی مین اپنی بے نظیر شجاعت کا ثبوت دیکر اورنگ زیب سے عَلم و نقارہ کا اعزاز حاصل کیا۔ اِس کے بعد جنگ سموگڈھ مین بہادری اور جانفشانی کا حق ادا کیا اور شاہزادۂ شجاع کی پہلی لڑائی کے بعد صوبہ بنگالہ مین متعین ہوا۔ اور اُسی جگہ انتقال کیا۔

اندر سال ہاڈہ

راؤ رتن ہاڈہ کا پوتا تھا۔ سنہ جلوس شاہجہانی مین ججہار سنگھ بُندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین سید خانجہان بارہہ کے ساتھ عادل شاہ والئ بیجاپور کی تنبیہ پر مامور رہا۔ سنہ جلوس تک منصب شش صَدی ذات۔ سہ صَد سوار پر سرفراز تھا۔ سنہ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا۔ سنہ ۱۹ مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک ہوکر اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ اور سنہ ۲۰ مین منصب ہشت صَدی چارصَد سوار پر سربلند ہوا۔ اسکے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ انوپ سنگھ بھورٹیہ

راؤ کرن کا بیٹا - اور راؤ سورج سنگھ کا پوتا تھا - مدتون صوبۂ دکن مین متعین رہا سنہ۱ جلوس عالمگیری مین بہادر خان کوکہ اور عبدالکریم میانہ کی لڑائی مین خدمات نمایان انجام دین - اور اُن کے صلے مین بہادر خان کی سفارش سے خطاب راجگی سے موصوف ہوا سنہ ۱۹ مین دلیر خان داؤد زئی کی ماتحتی مین دکھنیونکی لڑائی مین خاص نام پیدا کیا سنہ ۲۱ مین اورنگ آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا - اِسی عرصے مین سیواجی نے آکر شورش برپا کی - اِس موقع پر اُس نے دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا - اور اپنی قلیل فوج کو لے کر نہایت شجاعت و بہادری سے شہر سے باہر نکل کر مقابلے پر آمادہ ہوگیا - لڑائی شروع ہی ہوئی تھی کہ خانجہان بہادر ناظم دکن آپہونچا - اور مرہٹے اُسکی صورت دیکھتے ہی بھاگ گئے - سنہ ۳۰ جلوس مین نصرت آباد سکھر کا قلعدار اور فوجدار مقرر ہوا سنہ ۳۳ مین امتیاز گڈھ ادونی کی حکومت پر سرفراز ہوا سنہ ۳۵ مین اُس جگہ سے تبدیل ہوا سنہ ۴۱ مین وفات پائی - منصب دوہزار ۲۵۰۰ دو پانصدی - دوہزار ۲۰۰۰ سوار پر سربلند تھا -

سروپ سنگھ پسر انوپ سنگھ

انوپ سنگھ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے وطن بیکانیر کی موروثی حکومت پر سروپ سنگھ اُس کے بیٹے کو جو پہلے سے ملازمت شاہی مین ہزار ۱۵۰۰ و پانصدی کا منصبدار تھا سرفراز فرمایا - وہ ذوالفقار خان بہادر کی ماتحتی مین خدمات شاہی انجام دیتا رہا -

سروپ سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا اندر سنگھ اور اُس کے بعد اندر سنگھ کا بیٹا زورآور سنگھ اور اُس کے بعد زورآور سنگھ کا متبنیٰ بیٹا گج سنگھ وطن کی حکومت پر سرفراز ہوا -

انی رائے

ذات کا برہمن اور شاہجہان کے عہد مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار
پر سرفراز تھا شہنشاہ عالمگیر کے عہد مین صدر دفتر کے صیغہ حساب و تنخواہ کا دیوان اعلیٰ
(اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوا۔ اِس عہدے پر شاہزادون اور اُمرائے عالیشان سے لیکر
غریب سپاہی تک سب کی تنخواہ کا حساب و کتاب اُس کے ذمے تھا۔ وہ حساب و
کتاب مین کسی کی رعایت نہین کرتا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی کفایت چاہتے تھے۔
جب حسابی معاملے مین کسی امیر کی اُس کے سامنے پیش نہ جاتی تھی تو جلکر اُس پر
طرح طرح کی پھبتیان اُڑاکر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کرتے تھے۔ عالمگیر کے مشہور و معروف معتمد علیہ
امیر نعمت خان عالی نے بھی کسی محاسبے پر ناراض ہوکر اُس بیچارے کی ہجو لکھ ماری ہو
جو کتاب وقائع نعمت خان عالی مین موجود ہے۔ اُس قطعہ کے چند شعر نقل کیے جاتے ہین۔

اے وائے چون کنم کہ انی رائے شد سقط — این غم مرا ز و سوہنر میخور و خواب کرد
آن صورت جماوت فیلان ہتیاپول — مارا چو پر فیل بند حساب و کتاب کرد
یارب نصیب ہیچ مسلمان دگر مباد — ظلمیکہ آن برہمن خانہ خراب کرد
تحقیق دان کہ آن خر عیسیٰ نہ مردہ است — در سایۂ رسید و علف خورد و خواب کرد

راجہ اندر سنگھ راٹھور

راجہ رائے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ امر سنگھ راٹھور کا پوتا تھا۔ سنہ ۱۸ جلوس
عالمگیری مین باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ سنہ ۲۲ مین مہاراجہ
جسونت سنگھ کے مرنے کے بعد چھتیس لاکھ روپیہ دربار عالمگیری مین پیشکش کیا۔ اور
خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سرداری قوم راٹھور۔ اور حکومت جودھپور پر سرفراز ہوا

اور خلعت خاصہ۔ اور شمشیر معہ ساز مرصع۔ اور اسپ معہ ساز طلا۔ اور فیل و علم۔ اور نقارہ مرحمت ہوا۔

سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادۂ محمد معظم کے ساتھ شاہزادہ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور ہوا اس کے بعد دکن کے مہمات مین متعین رہا سنہ ۴۸ مین منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار سے سربلند ہوا۔ شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد اعظم شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر منصب پنجہزاری پر ممتاز ہوا۔ اور حسب الحکم ذوالفقار خان کے ساتھ شاہزادہ بیدار بخت (پسر اعظم شاہ) کے پاس اجین روانہ ہوا۔ لیکن پھر کچھ سمجھکر راستے ہی سے جو دھپور چل دیا۔ اس کے بعد کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

هرناتھ سنگھ | راجہ اندر سنگھ کا پوتا ہرناتھ سنگھ صوبہ برار مین جاگیردار تھا سنہ ۱۱۹۰ھ مین اُسنے وفات پائی۔ اُس کا بیٹا مان سنگھ مدتون دکن مین رہا۔ اس کے بعد وطن کو جا رہا

مان سنگھ | تھا کہ راستے مین بھیلون کے ہاتھ سے مارا گیا۔

راجہ اودت سنگھ بھدوریہ

راجہ مہا سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین داخل ہوا سنہ ۲۲ جلوس عالمگیری مین ہندوستان کے مشہور قلعۂ چتوڑ کا قلعدار مقرر ہوا سنہ ۲۶ مین اپنے باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہو کر رجن سنگھ ہاڈہ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اس خدمت کے صلے مین خلعت اور اضافہ منصب اور نقد انعام سے سرفراز ہوا سنہ ۲۸ جلوس مین مہم بیجاپور مین شریک ہو کر اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھائے سنہ ۴۷ مین منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہو کر قلعدار سنگھرنا مقرر رہا۔

گوپال سنگھ بھدوریہ | اُس کی وفات کے بعد گوپال سنگھ اُس کا جانشین مقرر ہوا۔ جو محمد شاہ کے

عہد تک خدمات شاہی مین سرگرم تھا۔ آگرہ کے قریب اُس کا آباد کیا ہوا گوپال پور
اِس وقت تک موجود ہے جس مین اُس کی گڈہی کے نشانات بھی اسوقت تک
موجود اور گڈہی بہدوریہ کے نام سے مشہور ہین۔

ریاست بہداور اگرچہ مرہٹون کے عروج کے زمانہ مین ختم ہو گئی۔ لیکن اس
خاندان مین ریاست کی صورت کسی قدر اب تک قائم ہے اور گورنمنٹ عالیہ کیطرف
سے کچھ گانون معافی مین ملے ہوئے ہین اور کچھ روپیہ نقد خزانہ شاہی سے عطا ہوتا ہی
جوسب مل ملاکر قریب ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے ہوجاتا ہے۔ موضع نوگنوان تحصیل باہ
ضلع آگرہ مین ریاست کا صدر مقام ہے۔ بھنڈ (ریاست گوالیار) پناہٹ
(تحصیل باہ) کچورہ (تحصیل باہ) وغیرہ مین راجگان بھداور کے تعمیر کئے ہوی عالیشان
قلعہ اسوقت تک موجود ہین۔

مہاراجہ مہندر سنگھ رئیس کی (جن کے انتقال کو دو تین ہی برس ہوئے)
گورنمنٹ مین خاص عزت تھی۔ باوجود اِس کے کہ اختیار فرمان روائی حاصل نتھا
مگر نومبر ۱۸۶۶ء کے دربار لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند
مین جو بمقام آگرہ منعقد ہوا تھا۔ اور جس مین مہاراجہ گوالیار۔ وجے پور و جودھپور
وغیرہ تمام ہندوستان کے بڑے بڑے والیان مُلک شامل ہوئے تھے۔ مہاراجہ
بھداور کی کرسی تینتیسوین نمبر پر تھی۔

موجودہ رئیس نابالغ ہین اور اُنکا علاقہ کورٹ آف وارڈس کے انتظام مین ہی۔

مہاراجہ اجیت سنگھ راٹھور

مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کی وفات کے وقت مان کے
پیٹ مین تھا جب جسونت سنگھ نے کابل مین انتقال کیا۔ اُس کے نوکر بلا اجازت

بادشاہ کے رانیون کو لے کر کابل سے چل دیئے۔ جب دریائے اٹک کے گھاٹ پر
پہونچے۔ میر بحر نے راہداری کا پروانہ مانگا۔ پروانہ اُن کے پاس موجود نہ تھا۔
میر بحر دریا کے اُترنے سے مانع ہوا۔ اِنھون نے اُسکا مقابلہ کیا۔ اور اُسے اور
اُس کے آدمیون کو زخمی کر کے زبردستی دریا سے پار اُتر آئے۔ لاہور پہونچکر
اجیت سنگھ پیدا ہوا۔ جب عالمگیر کو وقائع نگار کی تحریر سے اِس واقع کی اطلاع ہوئی۔
وہ راجپوتون کی اِس حرکت سے سخت ناراض ہوا۔ چنانچہ جب یہ لوگ دہلی پہونچے
اِس قصور مین اِن پر پہرے بٹھادیئے گئے۔ راجپوتون نے چند دنون کا بھلاوا دیکے
دھوکے کا جال پھیلایا۔ اجیت سنگھ اور اُس کے دوسرے بھائی دل تھمن کے ہم عمر
جو دوسری رانی سے تھا دو بچون کو تلاش کیا۔ دو باندیون کو رانیون کا سا لباس
اور زیور پہنایا۔ اور اِن دونون بچون کو اِن کے پاس چھوڑا۔ اور بادشاہ سے
وطن کی رخصت حاصل کر کے اور اصل رانیون کو مردانہ لباس پہنا کر وطن کو روانہ ہوئے
اور دو تین سردارون اور چند جان نثارون کو اِن مصنوعی رانیون کے پاس
چھوڑ کر یہ ہدایت کر گئے۔ کہ اگر جلد یہ راز افشا ہوجائے تو تھوڑی دیر تک شرط
جانفشانی بجا لاکر بادشاہی سپاہیون کو روکنا۔ دو تین گھڑی کے بعد بادشاہ
کے پاس بھی خبر پہونچگئی کہ راجپوت بلا اجازت رانیون اور بچون کو بھی اپنے ساتھ
لیگئے۔ اُس نے دریافت حال کے لئے کئی مرتبہ اُمرائے معتبر کو بھیجا۔ مگر وہ لوگ
ہر بار خیمہ کے پاس آکر اِن مصنوعی رانیون اور بچون کو دیکھ دیکھکر چلے گئے۔ اور اِس
خبر کو بالکل جھوٹ قرار دیا۔ لیکن بادشاہ کا شبہ رفع نہ ہوا۔ اور اُس نے حکم دیا۔ کہ رانیان
اور بچے معہ جملہ متعلقین کے قلعے مین لائے جائین۔ جب بادشاہ کے اِس حکم کی تعمیل
کے واسطے بادشاہی سپاہی اور امیر مصنوعی رانیون کے خیمون پر پہونچے۔ راجپوتون
اور اِن مصنوعی رانیون نے مقابلہ کیا کچھ لوگ قتل ہوئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ غرضکہ

دونون بچون اور رانیون کو قلعہ مین لائے۔ جو لوگ اِن خیمون کی حفاظت پر مامور تھے اگرچہ وہ اپنی غفلت کے تدارک کے خوف سے اِس بات پر زور دیتے تھے۔ کہ در اصل جسونت سنگھ کی رانیان اور بیٹے یہی ہین۔ لیکن بادشاہ کے دلمین شبہ پڑگیا۔ اور اُسی وقت راجپوتون کے تعاقب مین کچھ سوار روانہ کئے۔ مگر چونکہ بہت وقت گذر چکا تھا۔ راجپوتون کا پتہ نہ چلا۔ اور وہ رانیون اور بچون کو لئے ہوئے جودھپور جا پہونچے۔ مدتون تک عام لوگون اور خود بادشاہ کے دلمین شبہ رہا۔ کہ در اصل اجیت سنگھ جسونت سنگھ کا بیٹا ہے یا نہین۔ جب رانا اُودے پور نے اپنی لڑکی کی شادی اُس کے ساتھ کردی۔ اُس وقت سب کے دلون سے یہ شبہ رفع ہوا۔

جب ۱۴۔ جمادی الثانیہ ۱۰۹۰ھ کو یہ لوگ جودھپور پہونچے۔ وہان کے تمام راجپوت بگڑ بیٹھے۔ طاہر خان فوجدار جودھپور اور راجہ اندر سنگھ راٹھور حاکم جودھپور نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ اور الگ ہوگئے۔ طاہر خان اِس قصور مین برخاست ہوا۔ اور اندر سنگھ دربار مین طلب کرلیا گیا۔ بادشاہ نے اول سربلند خان کو اِن راجپوتون کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اور خود بھی اجمیر پہونچکر شاہزادہ محمد اکبر کو بہت سے امیرون کے ساتھ اِس مہم پر متعین کیا۔ جب راجپوت اِس عظیم الشان فوج سے گھر گئے۔ اور مقابلے کی طاقت نہ دیکھی۔ دُرگا داس نامے راجپوت نے جو چرب زبانی اور افسون سازی مین شہرۂ آفاق تھا۔ شاہزادہ کو جو بالکل ناتجربہ کار تھا سلطنت کا سبز باغ دکھا کر بادشاہ سے بغاوت پر آمادہ کردیا۔ اور بھولا بھالا شاہزادہ راجپوتون کے اِس خوشنما جال مین خود بخود پھنس کر اپنی اور راجپوتون کی ستر ہزار فوج کے ساتھ باپ کی طرف پھرا۔ اس وقت اُمرائے شاہی مختلف مقامات پر بر سر خدمت تھے۔ اور بادشاہ کے پاس خواجہ سرا۔ خدمتگار۔ اور کل عملہ مل ملاکر سات سَو۔ آٹھ سَو آدمیون سے زیادہ نہ تھے۔

اور عزم بجاۓ استقلال اور پولٹیکل جوڑ توڑ کی انگلستانی عجیب آیت

جب باغی شاہزادہ کا لشکر بادشاہ کے قیام گاہ سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر آموجود ہوا۔ تمام شاہی لشکر مین کھلبلی پڑگئی۔ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگا۔اب قدرت الٰہی کا تماشا دیکھیے۔ کہ اِس بااقبال بادشاہ نے اپنی حُسن تدبیر۔ پولٹیکل جوڑ توڑ۔ استقلال طبع کے پُرزور منترون سے اس مخالف موج پر ایسا جادو مارا کہ دیکھنے والے دیکھتے۔ اور سُننے والے حیران رہ گئے۔ اور بیٹھے بیٹھے بلا ایک تیر و شمشیر چلائے ہوئے ستر ہزار فوج کو بھگا دیا۔صورت یہ ہوئی۔ کہ جب بادشاہ نے دیکھا کہ نادان شاہزادہ سر ہی پر آپہونچا۔ ایک فرمان عنایت آمیز اُس کے نام لکھا کہ این جانب تمھارے اِس حُسن تردد سے کہ راجپوتون کی تالیف قلوب کرکے پہاڑون اور جنگلون سے میدان مین لے آئے ہو۔ بہت خوش ہوئے۔ اسیطرح اگر تھوڑی دور آگے اور بڑھا لاؤ تو عین مصلحت اور باعث خوشنودی بیجانب کا ہوگا" اور یہ فرمان اسطرح بھجوایا۔ کہ راجپوتون کے پاس پہونچ گیا۔ اسکو دیکھتے ہی تمام راجپوتون کے ہوش اُڑ گئے۔ اور راتون رات سب بھاگ گئے۔ شاہزادے کے ساتھ جو مسلمان امیر تھے وہ بھی نہایت ندامت اور شرمندگی کے ساتھ بادشاہی لشکر مین چلے آئے غرضکہ صبح ہوتے ہوتے ستر ہزار فوج مین سے صرف دو تین ہزار سوار۔ اور دو تین راجپوت جن مین دُرگا داس بھی تھا۔ باقی رہ گئے۔جب شاہزادہ صاحب صبح کو بستر استراحت سے اُٹھے۔ یہ حال سُنا۔ اور نہایت بدحواسی کے عالم مین بال بچون تک کو چھوڑ کر آنکھین ملتے ہوئے خود بھی بھاگ نکلے۔

بادشاہ نے اِس فتح کے بعد راجپوتون کو ایسا ٹھیک کیا۔ کہ پھر اُس کی زندگی تک انھین سر اُٹھانے کی ہمت نہ پڑی۔ جودھپور مین شاہی فوجدار متعین کر دیا گیا۔ اجیت سنگھ بادشاہ کی وفات تک پہاڑون اور جنگلون مین مارا مارا پھرا جب بادشاہ کی وفات کے بعد شاہزادون مین لڑائیان شروع ہو جانے سے تمام مُلک مین ابتری

پھیلی ہوئی تھی۔ پھر جودھپور آگیا۔ اور اپنے وطن پر قابض ہو گیا۔ اور جودھپور اور اُس کے قرب وجوار کے علاقے کی بہت سی مسجدون کو توڑ کر اذان دینے کی عام ممانعت کر دی اور گاؤ کشی کو بند کر کے مسلمانون کو ستانا شروع کیا۔ بہادر شاہ نے تخت نشین ہو کر۔ شعبان ۱۱۱۹ھ کو اُسکی سرکوبی کے واسطے جودھپور کیطرف کوچ کیا۔ اور اجمیر اور چتوڑ کے درمیان مین پہونچکر شاہزادہ محمد عظیم الشان اور خانخانان منعم خان۔ اور صمصام الدولہ کو فوجین دے کر جودھپور روانہ کیا۔ جب اجیت سنگھ شاہی فوج کی ٹکر نہ اُٹھا سکا۔ پہاڑون مین بھاگ گیا۔ جب وہان بھی فوجین پہونچین۔ تو مجبور ہو کر خانخانان کے توسل سے اپنی تقصیرات کی معافی کا خواستگار ہوا۔ خانخانان نے بادشاہ کی خدمت مین سفارش لکھ بھیجی۔ اور قصور معاف ہو گیا۔ جس قدر مسجدین توڑی گئی تھین ازسرنو تعمیر کی گئین۔ جودھپور اور بڑے بڑے قصبات مین قاضی مفتی۔ اور مسجدون مین امام مؤذن مقرر کیئے گئے۔ اِس کے بعد اجیت سنگھ دربار مین حاضر ہوا۔ اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہو کر خلعت اور فیل و شمشیر سے مفتخر ہوا لیکن جب بادشاہ کام بخش کے مقابلے کے واسطے دکن جا رہے تھے۔ راستے مین سے راجہ جے سنگھ سوائی کے ساتھ اپنے پورانے ڈیرے۔ خیمے لشکر مین چھوڑ کر شکار کے بہانے سے جودھپور چل دیا۔ بادشاہ دکن سے واپسی پر اِس کی تنبیہ کی فکر مین تھے۔ کہ سکھون کے فساد کی خبر آئی۔ اور بادشاہ نے مصلحت وقت پر نظر کر کے خانخانان کے ذریعے سے راجپوتون کا قصور اِس شرط پر پھر معاف کر دیا۔ کہ ملازمت مین حاضر ہو کر اپنے اپنے وطن کو لوٹ جائین۔ غرضکہ ۱۱۲۱ھ مین اجیت سنگھ اور جے سنگھ سوائی۔ اور دوسرے راجپوت سرداربین چالیس ہزار سوارون کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھ رُمالون سے باندھے ہوئے گھوڑون پر سوار شاہی لشکر مین حاضر ہوے۔ اور سب کا قصور

معاف ہو کر ہر ایک کو خلعت۔ اور اسپ و فیل مرحمت ہوئے اور سب اپنے اپنے وطن کو واپس گئے۔

بہادر شاہ کے انتقال کے بعد ایسی طوائف الملوکی کا بازار گرم ہوا۔ کہ کسی کو اتنی فرصت نہ ہوئی کہ راجپوتون کی طرف متوجہ ہوتا۔ فرخ سیر کی عہد سلطنت مین سنہ۲ جلوس مین امیر الامرا حسین علیخان اور شایستہ خان اجیت سنگھ کی سرکوبی کے واسطے فوجین لے کر جودھپور روانہ ہوئے۔ اِس فوج کے خوف سے اجیت سنگھ معہ اپنے مال و اسباب کے جودھپور کو چھوڑ کر دشوار گذار پہاڑون مین جا چھپا۔ اور اپنے وکیلون کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے امیر الامرا کی خدمت مین بھیج کر جان کی امان۔ اور تقصیرات کی معافی کا خواستگار رہوا۔ اُدھر دربار مین اُمراء کے باہمی نفاق کا بازار گرم تھا۔ اور امیر الامرا کے پاس بھائی کے متواتر خط آرہے تھے۔ کہ مجھ مین اور بادشاہ مین روز بروز عداوت اور فساد بڑھتا جاتا ہے۔ جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہان پہونچو۔ اِن حالات سے امیر الامرا نے مجبور ہو کر اجیت سنگھ کو بادشاہ کی تابعداری قبول کرنے اور اپنی لڑکی کو بادشاہ کے عقد مین دینے۔ اور پیشکش سالانہ ارسال کرنے پر راضی کر کے اُس کا قصور معاف کر دیا۔ اور خود دہلی روانہ ہوا۔

۲۲ ذی الحجہ سنہ ۱۱۲۷ھ کو نہایت دھوم دھام سے اجیت سنگھ کی لڑکی کی شادی فرخ سیر کے ساتھ ہوئی اور یہ آخری راجپوت کی لڑکی تھی جو خاندان مغلیہ کے محلسرا مین داخل ہوئی۔ اس کے بعد خاندان مغلیہ اور راجپوتون کے درمیان سلسلہ قرابت منقطع ہو گیا۔

شادی کے بعد اجیت سنگھ گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا جب امیر الامرا سید حسین علیخان اور قطب الملک سید عبداللہ خان کا اقتدار حد سے زیادہ گذر گیا۔

اور سلطنت کا کل نظم ونسق انھین دونون بھائیون کے ہاتھ مین آگیا۔ تو بعض
ہوا خواہان سلطنت مغلیہ اور خود فرخ سیر ان کے استیصال کی تدبیرین سوچنے لگے۔
انھین تدبیرون مین ایک یہ بھی تھی۔ کہ اجیت سنگھ کو گجرات سے بلا کر نوازشات
شاہی کا امیدوار کیا۔ اور سیدون کے مقابلے پر آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن وہ بہت
سیانا۔ اور زمانہ کا رنگ پہچانے ہوئے تھا۔ یہان آ کر اُلٹا سیدون سے مل گیا۔ اور
اُن کی عنایت سے خطاب مہاراجہ سے موصوف ہو کر فرخ سیر کی قید اور قتل مین
سیدون کے ساتھ ساتھ شریک رہا۔ اور اس خدمت کے انجام دینے کے صلے
مین زر نقد اور جواہرات سے مالا مال ہوا۔ فرخ سیر کے قتل ہونے کے بعد جب
اجیت سنگھ دہلی سے گجرات کو روانہ ہوا۔ بازار کے تمام دکاندار اور عام لوگ
آوازے کستے تھے۔ کہ یہ روسیاہ سیدون سے داماد کا خون بہائے کر بھاگا جاتا
ہے۔ جب وہ اس قسم کی گالیان اور فقرے سنتے سنتے عاجز آگیا۔ تو اُس نے
حالت سواری ہی مین دو تین آدمیون کو قتل بھی کرا دیا۔ ۱۱۳۱ھ مین رفیع الدولہ
کے عہد مین اُس نے اپنی بیٹی کو بھی محلسرائے شاہی سے معہ تمام جواہرات اور
بیش قیمت آلات کے جنکی قیمت ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ تھی بُلا لیا۔

اسی سال صوبۂ اجمیر کی صوبہ داری بھی اجیت سنگھ کو مرحمت ہوئی۔

محمد شاہ کے عہد سلطنت مین امیر الامرا۔ اور قطب الملک کی بساط اُلٹ
جانے کے بعد اجیت سنگھ نے پھر سر اُٹھایا۔ اپنے تمام علاقے سے گاؤکشی
بند کر دی۔ لیکن دکن سے نواب نظام الملک آصف جاہ کی آمد کی خبر سُن کر
پھر ہوش آیا۔ غرضکہ نامہ و پیام کے بعد گجرات کی حکومت سے دست برداری
اختیار کی۔ لیکن صوبۂ اجمیر کی حکومت نہ چھوڑی۔ بادشاہی فوج تنبیہ کے واسطے
مامور ہوئی اور اجمیر کو فتح کر لیا۔ اجیت سنگھ کی فوج قلعہ گڈہ پتلی مین محصور ہوئی۔

آخر کار صلح ہو گئی اور یہ قرار پایا۔ کہ راجہ اجیت سنگھ کا بیٹا ابھی سنگھ ہمیشہ دربار شاہی مین حاضر رہے۔ اور راجہ ہمیشہ بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری مین ثابت قدم رہے۔

اس صلح ہونے کے بعد ابھی سنگھ دربار مین حاضر ہوا۔ جب دہلی کی ہوا کھائی عیش و عشرت مین پڑ گیا۔ اور حکومت کے پریشان خواب نظر آنے لگے۔ یار دوستون نے اور بھی آسمان پر چڑھا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے بھائی بخت سنگھ (ڈونگر سنگھ) سے جو باپ کے پاس جودھپور مین تھا خط و کتابت شروع کی۔ اور نہ معلوم اُسے کیا بھڑا دیا کہ اُس ناخلف نے ۱۱۳۵ھ مین ایک دن حالت خواب مین باپ کا کام تمام کر دیا۔ اور خود جودھپور کا حاکم بن بیٹھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بجے سنگھ گدی نشین ہوا۔ ابھی سنگھ کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

ڈونگر سنگھ پسر اجیت سنگھ

بجے سنگھ ولد ڈونگر سنگھ

مہاراجہ ابھی سنگھ راٹھور

مہاراجہ اجیت سنگھ کا بیٹا۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کا پوتا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد محمد شاہ نے خطاب مہاراجہ سے موصوف کیا۔ ۱۱۴۳ھ مین گجرات کی صوبہ داری سے سرفراز ہوا۔ لیکن سربلند خان صوبہ دار گجرات نے اُس کے گماشتون کو دخل نہ دیا لہذا ۱۱ سنہ جلوس مین وہ چالیس ہزار فوج لے کر گجرات روانہ ہوا۔ سربلند خان نے اول تو خوب مقابلہ کیا۔ لیکن بادشاہ اور نواب آصف جاہ کے خوف سے صلح مناسب جان کر ایک دن شام کو چند چوبدارون اور خدمتگارون کے ساتھ ابھی سنگھ کی ملاقات کے واسطے چلا آیا۔ یہ حال دیکھ کر ابھی سنگھ سخت متعجب ہوا۔ بہر حال خود استقبال کر کے اپنے قیام گاہ پر لایا۔ اور نہایت عزت و عظمت سے مسند پر بٹھایا۔ دونون مین محبت و الفت کی باتین ہونے لگین۔ یہان تک کہ دونون نے ایک دوسری کی

پگڑی بدل کر اپنے سر پر رکھی۔ اور پگڑی بدل بھائی بنکر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے۔ دوسرے دن سربلند خان دہلی روانہ ہوا۔ اور ابھی سنگھ نے گجرات کی صوبہ داری سنبھالی۔

سنہ ۱۸ جلوس تک ابھی سنگھ نے گجرات مین حکومت کی۔ چونکہ اِس عرصے مین مرہٹون کا بہت زور بڑھ گیا تھا۔ لہٰذا وہ صوبہ کی آمدنی سے مرہٹون کو چوتھ یعنی چہارم حصّہ کل آمدنی کا دیتا رہا۔ جب مرہٹون نے زیادہ لوٹ گھسوٹ شروع کی۔ اور دربار سے کسی قسم کی امداد نہ ملی تو مجبور ہوکر تمام صوبۂ گجرات مرہٹون کے حوالے کرکے اپنے وطن جودھپور چلا گیا۔

راجہ بہاڑا مل کچھواہا

عام طور سے ہوتا آیا ہے کہ بیٹے اور پوتے کا نام باپ دادا کے نام سے روشن ہوتا ہے۔ لیکن خوش نصیب اُس باپ یا دادا کے جس کی اولاد ایسی لائق ہو۔ جسکے نام سے اُن کا نام روشن ہو۔ یہ خوش نصیب راجہ نورتن اکبری کے مشہور و معروف امیر میرزا۔ راجہ مان سنگھ کا دادا۔ راجہ بھگوان داس کا باپ۔ خاندان عظیم الشان کچھواہہ کا سردار تھا۔ اِس خاندان مین صدہا سال سے حکومت و امارت کا نقشہ جما ہوا تھا۔ راجپوتون مین سب سے پہلے اِسی فرزانۂ روزگار راجہ نے ملازمت اکبری مین شامل ہونیکا فخر حاصل کیا۔ اور یہ اِسی کے اوصاف حمیدہ۔ اور مساعی جمیلہ کا سبب تھا کہ نہ صرف تمام خاندان کچھواہا بلکہ راجپوتون کے اکثر و بیشتر خاندان فرمان روایان چغتائیہ کی جان نثاری پر کمر بستہ ہوکر اُن کی محبت و اُلفت کا دم بھرنے لگے۔

کچھواؤن مین دو گوتین ہین۔ رجاوت۔ اور شیخاوت۔ راجہ بہاڑا مل رجاوت

گوت سے ہین یہ راجہ سرتھی راج چھواہہ کے بیٹے تھے اِس خاندان کی راجدہانی۔ آنبیر مین تھی۔ جو جے پور سے تین چار کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ ۹۶۳ھ یعنی پہلے سال جلوس اکبری مین مجنون خان قاقشال نارنول کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ جب وہان پہونچا۔ حاجی خان۔ شیر شاہ سور کا غلام اُس پر چڑھ دوڑا۔ اِس حملہ مین راجہ بہاڑا مل۔ حاجی خان کے ساتھ تھے۔ جب مجنون خان کی محاصرہ مین حالت تنگ ہوئی۔ تو خاندانی کہن سال راجہ نے نہایت مروت و انسانیت سے صلح کراکر اُس کو محاصرہ سے نکلوا دیا۔ اور نہایت عزت وحرمت کے ساتھ دربار شاہی کو روانہ کر دیا۔ جب مجنون خان دربار مین پہونچا۔ راجہ کی مروّت ومحبت عالی خاندانی۔ اور عالی ہمتی کی اکبر کے سامنے بہت تعریف کی۔ کمال کے جوہری نے اُسی وقت فرمانِ طلب لکھا کر ایک امیر کے ہاتھ روانہ کیا۔ راجہ فرمان کے پہونچتے ہی معقول ساز و سامان کے ساتھ آنبیر سے روانہ ہوئے۔ اور اُس حالت خوشی مین جبکہ اکبر ہیمون کی مہم سے فتحیاب ہو کر جشن منا رہے تھے۔ دربار مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے راجہ اور اُس کے ساتھیون کی بہت عزّت اور خاطر کی خلعت اور انعام واکرام سے مالا مال کیا۔

رخصت کے وقت جبکہ راجہ اور اُن کے بھائی بیٹون اور ساتھیونکو خلعت اور انعام واکرام مل رہے تھے۔ بادشاہ خود بھی رخصت کرنے کے واسطے ہاتھی پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ ہاتھی مست تھا۔ اور جوش مستی مین جھوم جھوم کر کبھی اِدھر کبھی اُدھر جاتا تھا۔ لوگ ڈر ڈر کے بھاگتے تھے۔ ایک مرتبہ اِن راجپوتون کی طرف بھی جھکا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ٹلے اور اُسی طرح کھڑے رہے۔ بادشاہ کو یہ ادا بہت بھائی۔ راجہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: "ترا نہال خواہم کرد عنقریب می بینی کہ اعزاز و افتخارت زیادہ بر زیادہ میشود"

اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا صوبہ دار مقرر کر کے بھیجا تھا اُسنے وہان پہونچکر قرب وجوار کے علاقون پر بھی ہاتھ پھیلنا شروع کیا۔ اور آنبیر کو لینا چاہا راجہ بہاڑا مل کا بھتیجا سوجا پسر پورن مل شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے ملگیا اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا۔ چونکہ گھر کی پھوٹ تھی۔ مرزا غالب آیا اور راجہ پر خراج مقرر کر کے جگناتھ اُس کے چھوٹے بیٹے۔ اور راج سنگھ پسر آسکرن۔ اور کنگار پسر جگ مل اُس کے بھتیجون کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔

۹۶۹؁ھ مین بادشاہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جارہے تھے راستے مین چغتی خان نام ایک امیر نے عرض کیا۔ کہ راجہ بہاڑا مل پر جو دہلی مین حاضر ہوا تھا۔ مرزا شرف الدین حسین نے بہت زیادتی کی ہے بیچارہ پہاڑون مین گھس کر گذارہ کررہا ہے۔ وہ عالی ہمت۔ بامروّت۔ اور خاندانی راجہ ہے۔ اگر حضور کی توجہ شامل حال ہوگی۔ تو خدمات عظیم بجا لائیگا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ تم خود جاکر لے آؤ۔ چنانچہ وہ لینے گیا۔ راجہ ڈر کے مارے خود نہ آیا۔ عرضی اور نذرانہ کے ساتھ اپنے بھائی روپ سی۔ اور اُس کے بیٹے جے مل کو روانہ کیا۔ دیوسہ کی منزل پر یہ دونون بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اکبر نے کہا۔ کہ یہ ٹھیک نہین ہے۔ راجہ خود آئے۔ جب یہ حکم پہونچا۔ راجہ نے اپنے بیٹے بھگوان داس کو اہل وعیال کے پاس چھوڑا۔ اور سانگانیر کے مقام پر خود حاضر ہوا۔ بادشاہ نے بڑی محبت اور دلداری سے اُس کی تشفی کی۔ اور اُس عہد کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری پر سرفراز کر کے دربار کے اُمرائے خاص مین داخل کیا۔ راجہ کے دل مین بادشاہ کے اِس فیاضانہ برتاؤ سے محبت واُلفت کا ایسا جوش پیدا ہوا۔ کہ رفتہ رفتہ اپنے یگانون اور اُس مین کچھ فرق نہ رہا۔ چند روز کے بعد راجہ بھگوان داس اور مان سنگھ بھی آگئے۔ اکبر نے اِن دونون کو ساتھ لیا۔ اور راجہ بہاڑا مل کو رخصت کیا

مگر دل مل گئے تھے۔ چلتے وقت کہدیا کہ جلد چلے آنا۔ اور سامان کرکے آنا۔ کہ پھر جانے کی تکلیف نہ کرنا پڑے۔

خاندان خلیہ اور راجپوتوں کی سب سے پہلی قرابت۔

اکبر نے راجہ بہارامل کے اخلاص و محبت کو دیکھکر سوچا۔ کہ اگر اس خاندان کے ساتھ قرابت ہوجائے تو بہت خوب ہے۔ اور یہ امر ممکن بھی نظر آیا۔ چنانچہ بڑے موقع کے ساتھ اس معاملے مین سلسلہ جنبانی کی اور اس مین کامیاب ہوا[1]۔ اور سنہ ۹۶۹ھ مین اکبرآباد کو لوٹتے وقت قصبہ سانبھر مین راجہ بہارامل کی بیٹی۔ مان سنگھ کی پھوپھی نے بیگمات اکبری مین شامل ہونے کا فخر حاصل کیا۔ اور یہ سب سے پہلی راجپوت لڑکی تھی۔ جو اکبر کی بیگمات مین شامل ہوئی۔

اِس قرابت کے بعد بہت سے بھائی بھتیجے۔ عزیز و قریب۔ اور خاندان کے لوگ ملازمت اکبری مین داخل ہوے۔ اور رفتہ رفتہ مدارج اعلیٰ پر پہونچے اُن مین سے جو جو مشہور اور نامور ہوئے اُن سب کے حالات علیٰحدہ علیٰحدہ لکھے جائینگے۔

راجہ بہارامل اپنی اخیر عمر تک نہایت ذمہ داری اور اعتبار کی خدمتون پر مامور ہوتے رہے۔ جب اکبر نے سنہ ۹۷۹ھ مین ابراہیم حسین مرزا کی تنبیہ کے واسطے گجرات کی طرف کوچ کیا۔ راجہ کو اپنے بجاے وکیل مطلق بناکر فتح پور مین چھوڑا۔ ابراہیم حسین مرزا وہان سے بھاگ کر آگرہ کی طرف آیا۔ اور ارادہ کیا کہ بادشاہ گجرات اور سورت کے علاقونمین فوج لئے پھرتے ہین۔ آگرہ۔ دہلی۔ لاہور مشہور شہر ہین۔ سب جگہ میدان خالی ہے۔ دھاوے مارونگا۔ بادشاہی خزانے ہین۔ شہر آباد ہین۔ لوٹ مار سے سامان لیتا جاؤنگا۔ جہان قدم تھم گئے جم جاؤنگا۔ کچھ نہ ہوا تو ملتان سے سندھ ہوکر پھر گجرات مین آجاؤنگا۔

راجہ بہارامل مرزا کا رُخ دیکھکر فوراً تاڑ گئے۔ اُسی وقت دہلی وغیرہ مقامات

[1] اکبرنامہ مین ابوالفضل لکھتے ہین کہ خود راجہ بہارامل نے یہ خواہش ظاہر کی تھی۔ اور بادشاہ نے منظور فرماکر انکی عزت افزائی کی

مین فوجین بھیجدین اور اُمراے اطراف کی پاس خطوط و فرا دینے۔ اور ایسا انتظام کیا۔ کہ مرزا جہان پہونچا۔ نامرادی نے سامنے سے نشان ہلادیا۔ وحشت کے عالم مین پنجاب کا رُخ کیا۔ لیکن راجہ بہارامل کا خط حسین خان ٹکریہ کے پاس پہونچ چکا تھا۔ کہ ابراہیم دو جگہ شکست کھا کر دہلی کے اطراف مین پہونچا ہے۔ اور یہ پاے تخت کا مقام ہے۔ کہ خالی پڑا ہے۔ اُس فرزند کو چاہیے کہ جلد اپنے تئین وہان پہونچائے۔ یہ بہادر ایسے معرکون کا عاشق زار تھا خط دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا۔ کانگڑہ سے حسین قلی خان روانہ ہوا۔ غرضکہ کسی جگہ مرزا کو ٹھہرنا نصیب نہ ہوا۔ اور لاہور اور ملتان کے راستے مین اُس کا کام تمام ہوگیا۔ بادشاہ راجہ بہارامل کی اِس خوش انتظامی سے بہت خوش ہوا۔ اور روز بروز اعزاز و اکرام زیادہ کرنے لگا۔

امیرالاُمرا راجہ بھگوان داس کچھواہا

راجہ بہارامل کے بڑے بیٹے۔ اور مرزا راجہ مان سنگھ کے باپ تھے۔ تمام تاریخین اِن کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفون سے مرصع ہین انھین کی بے تعصبی اور وفادارانہ کوشش سے تھوڑی ہی مدت مین دربار اکبری مین ہزارون راجہ۔ مہاراجہ۔ ٹھاکر سردار نظر آنے لگے۔ اور یہ عالیشان دربار اِن جڑاؤ پتلیون سے جگمگا اُٹھا۔ اِنھون نے ہندوٗن سے زیادہ مسلمانون کے دلون مین اپنی محبت و اُلفت کا سکہ جما دیا تھا۔

راجہ موصوف ۹۶۰؁ھ مین اپنے باپ کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوئے کمال کے جوہری۔ اور لیاقت کے صراف نے اپنے قیافے کی کسوٹی سے اِنکی لیاقت اور کمالات کا حال معلوم کرکے اُمرائے خاص کے سلک مین منسلک کیا۔

۹۷۵؁ھ مین بادشاہ ابراہیم حسین مرزا کی سرکوبی کے واسطے آگرہ سے مالوہ مہم چتوڑ

کی طرف روانہ ہوئے۔ جب دھولپور پہونچے۔ امرائے دربار سے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام ہندوستان کے راجہ مہاراجہ ملازمت مین حاضر ہوئے۔ مگر رانا میواڑ اسوقت تک نہین آیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلے اسی مغرور کا سر توڑا جائے۔ مالوہ کو پھر دیکھا جائیگا۔ چنانچہ وہان سے چلکر قلعہ چتوڑ کا جو رانا اُودے سنگھ کی عملداری مین سب سے بڑا اور مشہور قلعہ تھا محاصرہ کیا۔ یہ عظیم الشان قلعہ اگرچہ پہلے بھی دو دفعہ سلاطین اسلام کے قبضے مین آچکا تھا۔ مگر میواڑ کے راجپوت اِسے اپنے راج کا مبارک اور مقدس مقام سمجھتے تھے۔ اور غیر کے قبضے مین نہ دیکھ سکتے تھے۔ اِس محاصرہ مین باوجود اِس کے کہ رانا کے ساتھ راجہ بھگوان داس کا خاندانی تعلق تھا مگر اُنھون نے سب سے زیادہ ہمت دکھائی۔ اور اکبر کے ساتھ ساتھ ہر مورچہ پر سپر کیطرح کبھی آگے۔ اور کبھی پیچھے پھرتے تھے۔ آخرکار چار مہینے اور سات دن کے بعد قلعہ چتوڑ فتح ہوگیا۔ اِس مہم مین رانا اُودے سنگھ کے دو سردارون جیمل اور پتّا نامی نے اپنے مُلک کے بچانے مین جو جو نام دکھائے۔ اُن کے گیت اور کبت اب تک لوگون کی زبانون پر ہین۔ اور جب تک کوئی راجپوت کی بڑھیا یا اِن کے گھر کا بچہ زندہ ہے۔ تب تک قائم رہین گے۔ اکبر کے دل پر بھی انکی بے نظیر شجاعت اور بہادری نے ایسا اثر پیدا کیا۔ کہ اُس نے دو بڑے ہاتھی پتھر کے ترشوائے۔ اِن پر جیمل اور پتّا کی مورتین سوار کین۔ اور قلعہ آگرہ[1] کے صدر دروازہ پر اِن کو نصب کرادیا۔ دونون ہاتھیون کی سونڈین ملکر محراب بنگئین۔ اور لوگ اِس محراب کے

جیمل اور پتّا کی بےنظیر بہادری اور شہنشاہ اکبر کا اُنکی یادگار قائم کرنا

[1] دربار اکبری مین بحوالہ آزاد صاحب اِن ہاتھیون اور مورتون کو قلعہ آگرہ کے دروازے پر نصب کیا جانا تحریر ہے لیکن ڈاکٹر برنیر صاحب اپنے سفرنامہ کے خط مورخہ یکم جولائی ۱۶۶۳ء مین اِنکو قلعہ دہلی کے دروازے پر بتلاتے ہین اور لکھتے ہین "کہ یہ ہاتھی جنپر دونون بہادر سوار ہین بڑے شان و شکوہ کے ہین۔ اور اِنکو دیکھکر رعب و ادب کا ایسا خیال مجھپر چھاگیا جسکو مین بیان نہین کرسکتا ہے"۔

پیچھے سے آتے جاتے تھے۔

۹۷۹ھ مین جب اکبر گجرات پر خود فوج لے کر گیا۔ تو راجہ بھگوان داس بھی ساتھ تھے۔ اس مہم مین بھی انھون نے اپنی شجاعت وبہادری کے خوب خوب کارنامے دکھائے۔ جدھر بادشاہ کا اشارہ پاتے فوج کا دستہ لئے ہوئے دشمنون پر جا گرتے تھے۔

اس مہم کے چند روز کے بعد خان اعظم احمد آباد (گجرات) مین گھر گئے۔ اور حسین مرزا وغیرہ چغتائی باغی شاہزادے افواج دکن کو ساتھ لے کر اُن کے گرد چھا گئے۔ اکبر ایک دن فتحپور سیکری مین دربار کر رہے تھے۔ کہ دفعتہً سوانح نگار کا پرچہ لگا۔ اور یہ حال معلوم کر کے اُسی وقت کوچ کر دیا۔ اور مہینون کی راہ سات دن مین طے کر کے احمد آباد جا پہونچا۔ راجہ بھگوان داس معہ راجہ مان سنگھ کے اس یلغار مین بادشاہ کے ساتھ تھے۔ اکبر کے خاصہ کے گھوڑون مین ایک سفید براق بادرفتار گھوڑا تھا۔ جس کا نام اُس نے نور بیضا رکھا تھا۔ جس وقت لڑائی کے واسطے بادشاہ اُس پر سوار ہوئے۔ گھوڑا بیٹھ گیا۔ سب ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے۔ کہ شگون اچھا نہ ہوا۔ یہ حال دیکھکر راجہ بھگوان داس آگے بڑھے۔ اور کہا حضور فتح مبارک اکبر نے جواب دیا سلامت باشید۔ لیکن کیونکر۔ راجہ نے جواب دیا۔ کہ اس راستے مین تین شگون برابر دیکھتا چلا آیا ہون۔

(۱) ہمارے شاستر مین لکھا ہے کہ جب فوج مقابلے کو تیار ہو۔ اور سیناپتی کا گھوڑا سواری کے وقت بیٹھ جائے تو فتح اُسی کی ہو گی۔

(۲) ہوا کا رُخ حضور ملاحظہ فرمائین کہ کسطرح بدل گیا۔ بزرگون نے لکھ دیا ہے۔ کہ جب ایسی صورت ہو سمجھ لیجئے۔ کہ ہم اپنی ہے۔

(۳) راستے مین برابر دیکھتا آیا ہون کہ گِدھ چیلین۔ کوّے برابر لشکر کے ساتھ چلے آتے ہین۔

اسے بھی بزرگون نے فتح کی نشانی لکھا ہے۔

راجہ بھگوان داس کی اس تقریر سے اکبر اور کل ساتھیون کو بہت خوشی حاصل ہوئی۔ آخرکار میدان مین جاکر پرے جمائے۔ اکبر راجہ بھگوان داس کو ساتھ لے کر ایک بلندی پر کھڑے ہوکر میدان جنگ کا اندازہ دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد راجہ بھگوان داس سے کہا۔ کہ ہراول پر زور زیادہ ہے۔ اور طور بے طور ہوا چاہتا ہے۔ اپنی فوج تھوڑی اور غنیم کا ہجوم زیادہ ہے۔ چلو ہم تم ملکر جا پڑین۔ کہ پیچھے سے مشت کا صدمہ زبردست پڑتا ہے۔ یہ کہکر دونون نے گھوڑون کی باگین اُٹھائین۔ اور دھاوا کر دیا۔

سنہ ۹۷۹ھ کی جنگ سرتال (گجرات) مین اکبر ایک مقام پر کھڑا ہوا تیر مار رہا تھا۔ راجہ بھگوان داس۔ اور مان سنگھ اکبر کے پہلو مین تھے غنیم کے تین سپاہی انھین تاڑ کر آئے۔ ایک کا رُخ راجہ بھگوان داس پر۔ اور دو کا اکبر پر تھا۔ راجہ بھگوان داس نے گھوڑا بڑھایا۔ سوار نے نیزہ مارا۔ راجہ نے وار بچا کر برچھا مارا وہ گھائل ہوکر بھاگا۔ جو دو سوار اکبر پر آتے تھے۔ اُن پر مان سنگھ چلا۔ اکبر نے للکارا کہ خبردار قدم نہ اُٹھانا۔ اور باڑ پر سے آپ گھوڑا اُڑا کر اُن پر چلا۔ قرب وجوار مین اور سردار بھی لڑ رہے تھے۔ کسی کو خیال نہ ہوا۔ راجہ بھگوان داس چلائے۔ کہ کنور جی (مان سنگھ) کیا ہوا دیکھتے ہو۔ اور کھڑے ہو۔ اُس نے کہا۔ کیا کرون۔ مہابلی خفا ہوتے ہین۔ راجہ نے خفا ہوکر کہا کہ یہ وقت خفگی دیکھنے کا نہین ہے۔ اِسی عرصہ مین دونون سوار جس زور سے آئے تھے اُسی زور سے بھاگ نکلے۔

ایک مقام پر بادشاہ گھر گئے۔ اُس وقت راجپوتون کا یہ عالم تھا کہ بادشاہ کے گرد پھرتے تھے۔ اور اس طرح مر مر کر گرتے تھے جیسے پتنگے چراغ کے آس پاس تڑپتے ہین اور نہین ملتے۔ راجہ بھگوان داس کا بھتیجہ راجہ بھوپت کمال دلاوری

سے لڑا اور مارا گیا۔ خاک پر پڑا تھا لیکن جب تک رمق جان باقی رہی تلوار کا ہاتھ ہلائے جاتا۔ اور شیر کیطرح ڈونکتا رہا۔

ان واقعات سے اِن بزرگون کی وفاداری۔ اور محبت و اخلاص کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب تک دلمین وفا نہین ہوتی۔ نہ یہ باتین زبان سے نکلتی ہین۔ نہ یہ رفاقتین ہاتھ پانون سے بن آتی ہین۔ غرضکہ اکبر کے اقبال خداداد اور جان نثارون کی جان نثاری اور بہادری سے یہ مہم اول سے آخر تک خوشی کے ساتھ ختم ہوئی۔

سنہ ۲۳ جلوس مین راجہ بھگوان داس صوبہ پنجاب کے صوبہ دار اور سپہ سالار مقرر ہوئے۔

سنہ ۹۹۳ھ مین اکبر نے حال و استقبال کی مصلحتون پر نظر کر کے سوچا کہ ولی عہد سلطنت (شاہزادہ سلیم) کا تعلق خاندان کچھواہہ سے زیادہ کیا جائے۔ بعد گفت و شنید کے راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شادی قرار پائی۔ راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے شاہزادہ سلیم کی شادی۔

مُلا عبد القادر بدایونی اپنی تاریخ منتخب التواریخ مین لکھتے ہین۔ کہ شاہزادۂ سلیم کی عمر سولہ برس کی تھی بادشاہ معہ اُمرائے دربار کے راجہ بھگوان داس کے گھر گئے قاضی۔ مفتی اور شرفائے اسلام مجلس عقد مین حاضر ہوئے۔ قاضی نے حضور مین عقد پڑھایا۔ دو کرور تنکے کا مہر مقرر ہوا۔ اہل ہنود کی بھی ساری رسمین مثل پھیرے۔ ہون وغیرہ کے عمل مین آئین۔ بادشاہ دُلہن کے گھر سے دولہا کے گھر تک پالکی پر برابر اشرفیان نچھاور کرتے لائے۔ راجہ بھگوان داس نے کئی طویلے گھوڑے۔ سو ہاتھی۔ ختنی۔ حبشی۔ چرکس۔ ہندی صدہا لونڈی غلام۔ اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواہرات۔ سونے چاندی کے برتن۔ اور طرح طرح کے اسباب جو حد شمار سے خارج تھے جہیز مین دیئے۔ سارے امیرون کو بھی حیثیت کے موافق خلعت گھوڑے معہ سُنہرے رُپہلے زینون کے عطا کیئے۔

علامی ابو الفضل لکھتے ہین

دین و دنیا را مبارک باد کین فرخندہ عقد | از برائے انتظام دنیا و دین بستہ اند
در نگارستانِ دولت نور چشم شاہ را | حجلہ چون پردہ ہائے دیدہ رنگین بستہ اند

شیخ ابو الفیض فیضی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے۔

زہے عقد دُر پاش سلطان سلیم | کہ پرتو دہد سال امید را
ز پرورون آفتاب دول | قِرانی شدہ ماہ و ناہید را

شاہزادہ سلیم نے شاہزادۂ خسرو کے پیدا ہونے کے بعد اپنی اِس بیگم کو شاہ بیگم کے خطاب سے موصوف کیا اس کے بطن سے ۹۹۴ھ مین شاہزادی سلطان النساء بیگم اور ۹۹۵ھ مین شاہزادۂ خسرو پیدا ہوئے۔ یہ نہایت نیک ذات۔ اور عقلمند بی بی تھی۔ اِن کو اپنے شوہر۔ اور شوہر کو ان کے ساتھ بہت محبت تھی۔ انھون نے ۲۶ ذی الحجہ ۱۰۱۳ھ کو حالت جنون مین افیون زیادہ کھالی۔ اور اُسی کے زہر سے تھوڑی دیر کے بعد انتقال کیا۔ خسرو باغ الہ آباد مین ایک عظیم الشان گنبد کے اندر اُن کی قبر واقع ہے دوسرے درجے مین لمونۂ تعویذ پر نستعلیق خط مین یہ کتبہ کندہ ہے۔

شاہ بیگم والدۂ شاہزادۂ خسرو کا حال۔

بیگم کہ ز عصمت رُخ رحمت آراست | اقلیم عدم زنو رِ عزت آراست
سبحان اللہ زہے کمال عفت | کز حُسن عمل چہرۂ جنت آراست

لوح مزار پر یہ کندہ ہے

اللہ اکبر

چون چرخ فلک ز گردش خود آشفت | مہ زیر زمین آئینۂ مہ بنہفت
تاریخِ وفات شاہ بیگم جستم | از غیب ملک بخلد شد بیگم گفت

کاتبہ عبد اللہ مشکین قلم جہانگیر شاہی

جہانگیر کو اس بیگم سے جس قدر محبت تھی۔ اُس کا حال ذیل کی عبارت سے جو اسنے
اپنے واقعات کے پہلے سال جلوس مین شاہزادہ خسرو کی بغاوت کے حال مین لکھی
ہے۔ بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔

"والدۂ او ہم در ایام شاہزادگی از ناخوشی اطوار و اوضاع او و سلوک برادر
خوردش مادھو سنگھ تریاک خوردہ خود را گشت۔ از خوبی ہائے و نیکذاتی ہاے
او چہ نویسم۔ عقلی بکمال داشت۔ و اخلاص او بمن در درجہ بود۔ کہ ہزار پسر و برادر را
قربان یکموئے من میکرد۔ مکرر بہ خسرو مقدمات نوشت۔ و او را دلالت بہ اخلاص و
محبت من میکرد۔ چون دید۔ کہ ہیچ فائدہ ندارد۔ عاقبت نامعلوم است کہ بہ کجا منجر
خواہد شد۔ از غیرتیکہ لازمۂ طبیعت راجپوتانی است خاطر بر مرگ خود قرار دادہ۔ و
چندین مرتبہ گاہ گاہے مزاج او در شورش می آید۔ چنانچہ این حدیث میراثی بود
کہ پدران و برادران او ہمہ یکبار در دیوانگی خود ہا را ظاہر میکردند۔ و بعد از مدتے
علاج پذیر میشدند۔ و در ایامیکہ من بشکار متوجہ گشتہ بودم روز بیست و ششم ذی الحجہ
سنہ ۱۰۱۳ھ افیون بسیار بعین شورش دماغ خوردہ در اندک زمانے در گذشت۔ گویا کہ این
احوال پسر بید ولت خود را پیشتر سے دیدہ است۔ اول کدخدائی کہ در آغاز جوانی
و خوردسالی مرادست داد۔ نسبت او بود۔ بعد از تولد خسرو او را شاہ بیگم خطاب دادہ
بودم۔ چون بد سلوکی ہائے فرزند و برادر را نسبت بمن نتوانست دید۔ از سر جان
در وقت دماغ پریشان شدن در گذشتہ خود را ازین کلفت و اندوہ باز رہانید۔
از فوت او بنا بر تعلقے کہ داشتم ایامے برمن گذشت کہ از حیات و زندگانی خود ہیچگونہ
لذتے نداشتم۔ چہار شبانہ روز۔ کہ سی و دو پہر باشد از غایت کلفت و اندوہ چیزے
از ماکول و مشروب وار د طبیعت نگشت۔ چون این قصہ بوالد بزرگوارم رسید۔
دلاسا نامہ در غایت شفقت و مرحمت بدین مرید فدوی صادر گشت۔ و خلعت

دوستار مبارک کہ از سر برداشتہ بودند ہمان طور لبستہ بجہت من فرستادند۔ این عنایت آبے بر آتش سوز وگداز من زدہ اضطراب و اضطرار مرا سفی الجملہ قراری و آرامی بخشید"

۹۹۴ھ مین راجہ بھگوان داس صوبۂ کابل کی حکومت سے سرفراز ہوے۔ وہان اُنکو خاندانی مرض نے دیوانہ کردیا۔ جب حکیم نے نبض پر ہاتھ رکھا۔ راجہ نے جدھر کھینچ کر اپنے مار لیا۔ شاہی طبیبون کے معالجہ سے تھوڑے دنون مین شفا پائی۔

۹۹۵ھ مین حرم سرا اور محلون کا انتظام اِن کے سپرد کیا گیا۔ اور یہ خدمت پہلے بھی اکثر ان کے سپرد ہوا کرتی تھی۔ سفر مین حرم سرا کی سواریون کا انتظام یہ ہی کیا کرتے تھے۔ اِسی سال اِنکی اور کل خاندان کچھواہہ کے اُمرا کی جاگیرین صوبہ پنجاب سے صوبہ بہار مین منتقل کی گئین۔

۹۹۷ھ مین جب اکبر کشمیر کی سیر کو جانے لگے۔ اِنھین لاہور کا انتظام سپرد کر گئے۔ راجہ ٹوڈر مل بھی یہین رہے۔ ۹۹۸ھ مین اُن کا انتقال ہوا۔ راجہ بھگوان داس اُنھین اول منزل پہونچانے گئے تھے۔ نہ معلوم راستے مین کیا خیال آیا۔ کہ رفاقت پر آمادہ ہو گئے۔ لوٹ کر پیٹ مین درد اُٹھا۔ قے کی۔ اور پیشاب بند ہو گیا۔ بہتیرے علاج ہوئے۔ مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ پانچ دن اِسی حالت مین مبتلا رہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ بادشاہ کشمیر سے واپس آرہے تھے راستے مین یہ حال معلوم ہو کر بہت افسوس کیا۔ کنور مان سنگھ کے پاس فرمان تعزیت کا ارسال کر کے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت و اسپ ارسال فرمایا۔

راجہ بھگوان داس کی بے تعصبی اور مسلمانون کے ساتھ سچی محبت ہونے کا

اِس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ باوجود اِس کے کہ دربار اکبری مین لامذہبی کا دور دورہ تھا۔ اور اسکی وجہ سے بادشاہ کی کسی قسم کی خوشامد کا خیال بھی نہین ہو سکتا۔ اِنھون نے اپنے عہد مین بمقام لاہور مسلمانون کے واسطے ایک جامع مسجد تعمیر کرائی تھی جس مین اکثر آدمی نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ اِس کی نسبت صاحب مآثر الامرا لکھتے ہین" از اعمال خیرا و درلاہور مسجد جامع بوده که اکثر مردم به ادائے نماز جمعہ قیام داشتند"[1]

اِن اس کی بنائی لاہور کی جامع مسجد

یہ خوبیان تھین جن کی وجہ سے آج تک مسلمانون کے دلون مین راجہ بھگوان داس۔ اور راجہ مان سنگھ کی بے انتہا عزت اور عظمت سمائی ہوئی ہے۔ راجہ بھگوان داس کا منصب اخیر وقت مین پنجہزاری ذات پنجہزار سوار تھا۔

راجہ بیربر (بیربل)

مسخرون کے بادشاہ۔ اور بھانڈون کے قبلہ گاہ۔ راجہ بیربر کا اصلی نام مہیش داس تھا۔ قوم کی نسبت کوئی برہمن۔ کوئی بھاٹ لکھتا ہے۔ کالپی کے رہنے والے تھے۔ ابتدائے حال مین معمولی منگتا برہمن اور بھانڈون کیطرح شہرون شہرون گھرون گھرون پھر کبت اور دوہرے پڑھتے۔ اور بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ اس کے بعد رام چند بھٹ کی سرکار مین نوکر ہو گئے۔

اب قدرت الٰہی کا تماشا دیکھیے۔ کہ اوائل جلوس اکبری مین اِنکی خوش قسمتی نے اِن کو کسی موقع پر بادشاہ کے سامنے پہونچا دیا۔ خدا کی قدرت اور قسمت کی بات تھی۔ کہ بادشاہ کو اِن کی ادا بھاگئی۔ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے۔ اور یہ باتون ہی باتون مین کچھ سے کچھ ہو گئے۔ اوّل کب رائے (ملک الشعرا) اور پھر راجہ بیربر کے

---

[1] مآثر الامرا جلد سوم صفحہ ۱۷۱۔ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ۔

خطاب سے موصوف ہوئے۔ رفتہ رفتہ اپنے تقرب اور چرپ زبانی کی بدولت
بادشاہ کے مزاج مین ایسا رسوخ پیدا کیا۔ کہ تمام نورتن اکبری مین کوئی عالیجاہ
امیر اور جلیل القدر سردار اُن کے رتبے کو نہ پہونچ سکا۔

مہم کانگڑہ

۹۸۰ھ مین بادشاہ نے کسی بات پر ناراض ہو کر کانگڑہ کی فتح کا حکم دیا کہ راجے
کو راجہ بیربر بنا کر یہ مُلک اُنکی جاگیر مین مرحمت فرمایا حسین قلی خان کو اس مہم پر
مامور کر کے راجہ بیربر کو اُن کے ساتھ کیا حسین قلی خان نے بڑی سختی سے قلعہ کا محاصرہ
شروع کیا۔ اسی عرصے مین پنجاب مین ابراہیم حسین مرزا باغی ہو کر چڑھ آیا۔ اِس مصلحت
سے حسین قلی خان نے صلح کر کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھایا۔ شرائط صلح مین پانچ من سونا
راجہ بیربر کے واسطے بھی قرار پایا۔ اور یہ اپنی جاگیر سے یہ دکشنا لے کر ہنسی خوشی
بادشاہ کی خدمت مین واپس آئے۔

کانگڑہ کی اِس مہم مین راجہ جی بہت بدنام ہوئے۔ صورت یہ ہوئی کہ اِس مہم
مین ہندو مسلمان دونون شامل تھے کانگڑے مین دھاوے کے جوش مین مسلمانون
کے ساتھ ہندوؤنکو بھی دین دھرم کا ہوش نہ رہا۔ مندر کے گنبد پر جو سونے کا
چھتر لگا ہوا تھا۔ تمام تیرون سے چھلنی کر ڈالا۔ دو سو کے قریب کالی گائین جنھین
ہندو اُنکی بیحد تعظیم کیا کرتے تھے۔ اور پوجا کرتے تھے۔ اِس وقت حالت جنگ
مین مندر کو دار الامان سمجھکر اُن سب کو مندر کے اندر لے آئے تھے۔ ہندو
مسلمان سپاہیون نے اُن کو کاٹ ڈالا۔ اِن کے خون موزون مین بھرتے تھے۔
اور چارون طرف مارتے تھے۔ تماشا یہ کہ راجہ بیربر خود موجود تھے۔ اِن باتون
سے کیا اپنے اور کیا بیگانے جنھین بیربر کہتے تھے۔ کہ مین تمھارا گرو ہون۔ وہی
اُن پر ہزار ہزار لعنت اور ملامت کرتے تھے۔

۹۹۰ھ مین راجہ بیربر نے بادشاہ سے ضیافت کے لئے عرض کیا۔ بادشاہ

منظور فرما کر اُن کے گھر گئے۔ وہی چیزین جو کبھی عنایت کی تھین۔ حاضر کین۔ نقد کو نثار کیا۔ باقی پیشکش کر دیا۔

راجہ بیربر بادشاہ کی مصاحبت مین ہر وقت حاضر رہتے۔ اور اپنی دانائی اور مزاج شناسی کی حکمت سے ہر معاملے مین حسب مراد حکم حاصل کر لیتے تھے۔ اسیواسطے راجہ۔ مہاراجہ۔ اُمراء۔ خوانین لاکھون روپیہ کے تحفے تحائف اِن کے پاس بھیجتے رہتے تھے۔ بادشاہ بھی اکثر راجاؤن کے پاس اِن کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے۔ یہ جسکے پاس سفیر بنکر جاتے۔ اپنے چٹکلون اور لطیفون سے اُسے رام کر لیتے تھے۔ اور باتون باتون مین وہ کام نکال لاتے تھے۔ کہ بڑی بڑی فوجون سے نکلنا مشکل تھا۔ ڈونگرپور کا راجہ اپنی لڑکی حرم سرائے اکبری مین داخل کرنا چاہتا تھا۔ مگر بعض باتون سے رُکا ہوا تھا ۹۸۴ھ مین اکبر نے رائے لون کرن کے ساتھ اِن کو اُس کے پاس روانہ کیا۔ اِنھون نے جاتے ہی ایسا منتر مارا۔ کہ لڑکی کا ڈولا لئے ہوئے مبارک سلامت کرتے ہوئے واپس چلے آئے۔

۹۹۱ھ مین زین خان کوکہ کے ساتھ راجہ رام چند کے دربار مین سفیر ہو کر گئے۔ اور منصب سفارت کو اِس خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ کہ راجہ رام چند معہ اپنے بیٹے بیر بھدر کے دربار شاہی مین حاضر ہو گیا۔ اِسی سال ایک دن جبکہ اکبر کے ساتھ نگر چین کے میدان مین چوگان بازی مین مشغول تھے۔ گھوڑے سے گر کر بیہوش ہو گئے۔ اکبر نے بڑی محبت سے سر سہلایا۔ اور اُٹھوا کر گھر بھجوا دیا۔

۹۹۳ھ مین اکبر نے زین خان کوکلتاش کو باجوڑ وغیرہ علاقہ کے سرحدی پٹھانون کی تادیب کے واسطے فوجین دیکر روانہ کیا۔ یہ لوگ رہزنی اور چوری کو اپنا جوہر قومی سمجھکر ہمیشہ لوٹ مار سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔ جب بادشاہی فوجین مقابلے کو جاتین۔ اول مقابلے پر آمادہ ہوتے۔ اور جب دبتے تو پہاڑون مین گھُس جاتے تھے۔ مہم سواد باجوڑ

اِدھر فوج واپس ہوئی۔ اُدھر اُنھون نے پچھا مار کر فتح کو شکست سے بدل دیا زین خان کوکلتاش نے پہلے باجوڑ پر ہاتھ ڈالا۔ اور آگے بڑھکر بادشاہ کو مدد کے واسطے لکھا۔ جب دربار مین یہ معاملہ پیش ہوا۔ کہ کون امیر امداد کے واسطے روانہ کیا جائے۔ تو سب سے پہلے ابوالفضل نے اپنے واسطے درخواست کی۔ یہ دیکھکر بیربرجی سے نہ رہا گیا۔ فوراً بول اُٹھے۔ کہ غلام کو اجازت ہو بادشاہ نے قرعہ ڈالا۔ موت کے فرشتے نے بیربر کا نام سامنے کر دیا۔ اگرچہ بادشاہ کو ان کی ایک دم کی جُدائی بھی سخت ناگوار تھی مگر نہ معلوم کیا خیال آگیا۔ کہ اجازت دیدی۔ اور نہایت شفقت سے فرمایا۔ کہ خاصہ کا توپ خانہ بھی ساتھ لئے جاؤ۔ رخصت کے وقت دریائے محبت جوش مین آیا۔ اور ان کے بازو پر ہاتھ رکھکر ارشاد فرمایا۔ کہ بیربر جلد ہی آنا۔

راجہ بیربر کے روانہ ہونے کے بعد بادشاہ نے حکیم ابوالفتح کو بھی فوج دیکر روانہ کیا۔ راجہ بیربر اور حکیم ابوالفتح زین خان سے جا ملے۔ اگرچہ راجہ اور زین خان مین پہلے سے چشمک چلی آتی تھی۔ لیکن جب زین خان کو ان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ حوصلۂ سپہ سالاری کو کام مین لایا۔ ان کا استقبال کیا۔ اور صفائی اور گرمجوشی سے باتین کین۔ چکدرہ کے مقام پر زین خان نے جشن منایا۔ اور سب کو اپنا مہمان قرار دے کر بہت سیرچشمی سے مہمانداری کے سامان مہیا کئے۔ اور سب کو بلایا۔ اور یہ بھی مصلحت سوچی کہ اسی مقام پر سب کی رائے سے اتفاق کر کے آئندہ جنگ کی تجویزون پر عملدرآمد کیا جائے۔ لیکن چونکہ اکبر کی نازبرداری نے راجہ کا مزاج عرش معلی پر پہونچا رکھا تھا۔ وہ بپھر گئے۔ اور بہت سے شکوے شکایتین کر کے کہنے لگے۔ کہ بادشاہی توپ خانہ ہمارے ساتھ ہے۔ بندگان شاہی کو لازم تھا۔ کہ اسکے گرد آکر جمع ہوتے۔ اور ہمارے یہان صلاح و مشورہ کی گفتگو ہوتی۔ اگرچہ راجہ جی کی یہ

تقریر زین خان کو ناگوار گذری۔ لیکن اِس پر بھی وہ بے تکلف اِن کے پاس چلا آیا۔ حکیم ابوالفتح اور راجہ جی مین بھی صفائی نہ تھی۔ باتون باتون مین گالیون تک نوبت پہونچگئی۔ اگرچہ زین خان نے اپنے آپ تدبیر سے اِس بھڑکتی ہوئی آگ کو دبایا۔ لیکن تینون سردارون مین اختلاف ہوگیا۔ اور روز بروز عداوت اور نفاق بڑھتا گیا۔ اِسکا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ لاڈلے راجہ نے اپنے گھمنڈ مین زین خان کی رائے کے خلاف ایک طرف کوچ کردیا۔ مجبور ہوکر زین خان بھی پیچھے پیچھے ہولیا۔ پہاڑی مُلک۔ اُس پر طُرہ یہ کہ راجہ محلون کے شیر تھے۔ مرد شمشیر نہ تھے۔ اور اُنھین اِس قسم کے معرکون سے اپنی زندگی بھر کبھی اتفاق نہ پڑا تھا۔ ایک دن جبکہ ایک ایسی پہاڑی پر سے لشکر گذر رہا تھا۔ کہ جس کے تنگ راستے کے نیچے بڑی بڑی گھاٹیان اور کھڈ واقع تھے۔ افغان آپڑے۔ بادشاہی لشکر مین کہرام مچ گیا۔ رستا ایسا تنگ تھا کہ دو سوار بھی برابر نہ چل سکتے تھے۔ اندھیرا ہونے پر افغانون نے اور بھی موقع پایا۔ آگے۔ پیچھے۔ اوپر۔ نیچے۔ سے گولیان۔ اور پتھر برسانے شروع کیے ہاتھی۔ گھوڑے۔ آدمی۔ اونٹ۔ گائے۔ بیل۔ ایک پر ایک گرتا تھا۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ زین خان نے غیرت کے بارے چاہا۔ کہ ایک جگہ اڑ کر راہِ اخلاص مین جان قربان کردے۔ ایک سردار دوڑا ہوا آیا۔ اور زبردستی اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اُس انبوہ سے نکال لے گیا۔ گھاٹیون مین اتنے آدمی۔ گھوڑے۔ ہاتھی پڑے تھے۔ کہ راستہ بند ہوگیا تھا۔ ناچار گھوڑا چھوڑ کر پیادہ ہوا۔ اور بے راہ ایک پہاڑی پر چڑھکر بھاگا۔ اور امیر بھی گھبراہٹ مین کہین کے کہین جا پڑے۔ بہت کم بھاگ کر نکل آئے بہت سے قید ہوئے۔ اور مارے گئے۔ حکیم ابوالفتح بھی کسی حکمت سے بچ آئے۔ مگر بیر برجی کا پتہ نہ لگا۔ یہ شکست ایسی ہوئی کہ تمام اکبری عہد مین کبھی اِس خرابی کے ساتھ شکست نہین ہوئی چالیس پچاس ہزار

فوج مین جس مین بڑے بڑے روشناس اور درباری منصبدار شامل تھے۔ کچھ بھی باقی نہ رہی۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح نے کمال بدحالی کے ساتھ اٹک مین آکر دم لیا۔ افغانون کے اتنی لوٹ ہاتھ آئی۔ کہ سات پشت تک نصیب ہوئی ہوگی۔

جب اِس شکست اور راجہ بیربر کے مارے جانے کا حال اکبر کو معلوم ہوا۔ خاطر قدسی پر اس قدر بارغم ہوا۔ کہ ابتدائے جلوس سے آج تک نہ ہوا تھا۔ دو رات دن کھانا نہین کھایا جب مریم مکانی (والدۂ اکبر) نے سمجھایا اور بندگان عقیدت کیش نے نالہ و زاری کی تو مجبور ہو کر کچھ کھایا۔ زین خان اور حکیم ابوالفتح مورد عتاب ہو کر مدتون سلام سے محروم رہے۔ لاش کی بڑی تلاش رہی۔ مگر دستیاب نہ ہوئی۔ اِس موقع پر جو طولانی فرمان مرزا عبدالرحیم خانخانان کے نام بادشاہ نے لکھوایا تھا۔ وہ ابوالفضل کے پہلے دفتر مین موجود ہے۔ اُس سے بادشاہ کے رنج والم کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اُس کے چند فقرے یہ ہین۔

افسوس ہزار افسوس کہ بادۂ این خمخانۂ درد آلود ست۔ و نبات این شکرستان ہلاہل اندوہ عالم سرائے ست تشنہ فریب۔ و منزلیست پُر فراز و نشیب۔ مستی این بزم را در پی خماری ست و عاقبت این سودا را درسر سنجا رے۔ بواسطہ بعضی موانع کہ آمدن ایلچی و مردم بیگانہ باشد مگذاشت۔ کہ خود متوجہ شدہ نعش او را بچشم صورت ہم میدیدیم۔ و آن عطوفت و مہربانیہا کہ ما را بُو بود ظاہر میفرمودیم۔ تا ارباب ظاہر را حالت و عنایت و التفات ظاہر میشد کہ تا کسے کہ درراہ ما باخلاص و عقیدت رفتہ۔ ما او را چہ قدر میخواہیم۔ اگرچہ بدیدۂ بصیرت این منظور شدہ خاطر نشان ارباب معنی شدہ است۔ امّا چون بعوام کار داریم۔ این گرہ در دل ماند۔ شعر۔

کدام دل کہ ازین واقع جگر خون نیست
کدام دیدہ کہ زین حادثہ دگرگون نیست

راجہ بیربر کے فراق مین جب لوگون نے بادشاہ کی بیتابی اور بے قراری کا یہ حال دیکھا۔ تو رنگا رنگ کی خبرین لانے لگے۔ کوئی جاتری آکر کہتا۔ کہ مین جگن ناتھ جی سے آیا ہون۔ جوگیون کے غول مین بیربر چلا جاتا تھا۔ کوئی آکر یہ کہتا کہ سناسیونکے غول مین بیٹھا کتھا بانچتا تھا۔ بادشاہ کے دل کی بے قراری ہر بات کی تصدیق کرتی تھی۔ خود کہتے تھے۔ کہ وہ علائق دُنیا سے الگ تھا۔ اور غیرت والا تھا۔ تعجب کیا ہے۔ کہ شکست کی شرمندگی سے فقیر ہو کر نکل گیا ہو۔

مدتون تک اِسی قسم کی نئی نئی خبرین اُڑتی رہین۔ اور بادشاہ کا رنج والم تازہ ہوتا رہا۔ بہت سے لوگون نے جھوٹی خبرین اُڑانے کی پاداش مین سزا پائی غرضکہ راجہ بیربر کی موت بھی ایک لطیفہ بن گئی۔

راجہ بیربر کا منصب کاغذی حساب سے تو دوہزاری ہی تھا۔ لیکن عنایت بقدر تھی کہ ہزارون لاکھون روپیہ کے جواہر برس بلکہ مہینون مین عطا ہو جاتے تھے۔ صاحب السیف والقلم کر خطاب مین داخل تھا مراسلون اور فرمانون مین آٹھ آٹھ نو نو سطرین خطاب سے بھر جاتی تھین۔ اکبر انھین ایسا محرم راز سمجھتے تھے۔ کہ اِن سے کسی طرح کا پردہ نہ تھا۔ یہان تک نوبت پہونچی تھی کہ آرام کے وقت حرم سرا کے اندر بھی بُلا لئے جاتے تھے۔

بیربر جی دین الٰہی اکبر شاہی کے مریدان با اخلاص سے تھے۔ اور مراتب چہارگانہ یعنی ترک مال۔ ترک جان۔ ترک ناموس۔ ترک دین سب مین بڑھے ہوئے تھے۔ جب اکبر کے دربار مین بے دینی نے زور پکڑا اور اسلام اور اہل اسلام پر طرح طرح کے اعتراض ہونے لگے تو اِس بیہودہ گوئی مین اِنکا نمبر سب سے بڑھا ہوا تھا۔ اور کیون نہ ہوتا۔ آخر کو کم علم بھاٹ تھے۔ بادشاہ کی نازبرداری نے حیثیت سے بہت بڑھا رکھا تھا۔ جو کچھ مُنہ مین آتا تھا۔ بکتے تھے۔

تمام مسلمان امیرانکی بیہودہ گوئی سے تنگ تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ یہی بادشاہ کو ہنود کے عقائد کی طرف کھینچتا ہو۔ مگر بادشاہ کے خوف کے مارے کوئی کچھ نہ بول سکتا تھا۔ ایک دن دربار مین یہ اسی قسم کی گفتگو کررہے تھے۔ نواب شہباز خان کنبوہ (چارہزاری منصبدارتھا) سے نہ رہاگیا۔ اور سردرباران کو صاف صاف مغلظ گالیان دیکر کہا "کہ اے ملعون کافر اب تو ایسی باتین کرتا ہے۔ ہم تیرا کام تمام کرسکتے ہین"۔ یہ گفتگو سُن کر بادشاہ کی طبیعت مُکدّر ہوگئی۔ شہباز خان سے بولے کہ کیا بکتے ہو تمھارے مُنہ پر گومین جوتیان بھر کر لگواؤنگا

شیطان پورہ

اکبر نے دارالخلافت اکبرآباد سے تمام رنڈیون کو باہر نکال کر ایک علیحدہ جگہ مین آباد کرایا۔ اور اُس کا نام شیطان پورہ رکھا۔ اُس کے واسطے آئین مقرر کیا گیا۔ کہ جو کوئی شخص کسی رنڈی کے پاس آکر رہے۔ یا گھرلے جاے۔ تو اُسکا نام داروغہ کے رجسٹر مین لکھا جائے۔ بے اطلاع داروغہ کے کوئی کارروائی نہونے پائے۔ رنڈیان نئی نوچی کو نہ بٹھانے پائین۔ اگر کوئی امیر کسی رنڈی کو لیجانا چاہے تو اول حضور مین اطلاع ہو۔ پھر لیجائے۔ داروغہ منشی۔ چوکیدار غرضکہ کل عملہ مقرر کیا گیا۔ باوجود اس انتظام کے بھی اندر ہی اندر کام ہوجاتے تھے۔ اگر پتہ لگجاتا تو رنڈی دربار مین طلب ہوتی۔ بادشاہ خود اُس سے دریافت کرتے تھے۔ اکثر امیر اس چوری مین پکڑے جاتے۔ بادشاہ خلوت مین بُلاکر خوب لعنت و ملامت کرتے۔ بلکہ بعضون کو قید بھی کردیتے تھے۔ ایک دن بیربرجی کا دامن بھی وہانسے ناپاک ہوا۔ خبر دینے والے نے بھی بادشاہ کو فوراً خبر دی۔ انھین بھی معلوم ہوگیا جانتے تھے کہ بادشاہ اِس جرم سے بہت ناراض ہوتے ہین ڈر کے مارے اُسی وقت کوڑہ گھاٹم پور اپنی جاگیر مین چلے گئے۔ اور مشہور کیا کہ اب جوگی ہوکر نکل جاؤنگا۔ جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو دلجوئی اور خاطرداری کے فرمان لکھے اور بُلا لیا۔

بیربر اور مُلّا دوپیازہ کے لطیفے اور باہمی نوک جھونک کے حالات ہندوستان مین بہت مشہور اور آج تک عوام کی زبان پر چلے آتے ہین۔ اگرچہ ان لطیفون سے مُلّا دوپیازہ بھی بیربر کے مدمقابل ہوتے ہین۔لیکن بیربر نے مرکر ایسا میدان مارا۔ کہ مُلّا کا دل ہی جانتا ہوگا یعنی وہ تو سواد باجوڑ کے پہاڑون کے کھڈ مین گر کر تاریخی دُنیا مین ایسے چمکے کہ تمام نورتن اکبری کو چمکا دیا۔جس تاریخ کو دیکھیئے۔ اُن کا حال آب وتاب سے نظر آئے گا۔لیکن بیچارے مُلّا ہنڈیہ مین ایسے جا چھپے۔ کہ آج مُستند تاریخون مین اُن کا نام بھی نظر نہین آتا۔

بیربر بخشش وسخاوت مین شہرۂ آفاق اور فن موسیقی مین بے نظیر تھے۔ برہیہ تخلص کرتے تھے مگر تعجب ہے۔ کہ سوائے لطیفون کے انھون نے اپنی کوئی علمی یادگار نہین چھوڑی۔ اِن کی یہ پہیلی مشہور چلی آتی ہے۔

مال پوا

گھی مین غرق سوا مین میٹھا بن بلین وہ بیلا ہے

کہین بیربل سنین اکبر۔ یہ بھی ایک پہیلا ہے

راجہ بیربر کی عالیشان حویلیون کے نشانات آگرہ اور فتحپور سیکری مین کچھ عرصہ پہلے تک موجود تھے۔ اُنکے ایک بیٹے کا نام ہرم رائے تھا۔ درباردای اور راجاؤن کی ملاقات وغیرہ مین خدمات بادشاہی بجا لاتا تھا۔ بڑے بیٹے کا نام لالہ تھا۔ وہ بھی حاضر دربار رہتا تھا سنہ۱۰۰۰ھ مین استعفا دیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اب بھگوان کی یاد کرون گا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر عرضی منظور کی۔ وہ حقیقت مین ترقی نہ ہونے سے ناراض تھا۔ اور بادشاہ اُسکی عیاشی کی وجہ سے ترقی نہ دیتے تھے۔ غرض یہان سے رخصت ہو کر گیا۔ اور الہ آباد مین شاہزادہ سلیم کی سرکار مین

ہرم رائے ولالہ پسران راجہ بیربر

نوکری کر لی۔ لاکہ کا منصب سنہ ۴۰ جلوس تک دو صدی تھا۔

رائے بھوج ہاڈا

رائے سرجن ہاڈا کا بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین قلعہ بوندی کی حکومت پر بجائے اپنے بھائی دودا کے سرفراز ہوا۔ مدتون کنور مان سنگھ کے ساتھ متعین رہا۔ اور معرکہ اُڈیسہ مین خاص نام پیدا کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوالفضل کے ساتھ ہم دکن مین مامور ہوا۔ سنہ ۴۹ جلوس تک منصب ہزاری سے سربلند تھا۔

شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر جگت سنگھ پسر راجہ مان سنگھ کی لڑکی سے جو رائے بھوج کی نواسی تھی شادی کرنا چاہا۔ رائے بھوج نے اِس قرابت کی مخالفت کی۔ بادشاہ کو اُسکی جانب سے ملال پیدا ہوا۔ ارادہ کیا کہ کابل سے واپس ہونے پر تدارک کیا جائیگا۔ لیکن قبل واپسی بادشاہ کے اِس نے سنہ ۱۰۱۶ھ مین انتقال کیا۔ اِس کے بیٹے راؤ رتن کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔

راجہ باسو

پنجاب کے شمالی پہاڑون مین دوآبہ باری سے ملی ہوئی مئو اور پٹھان کے نام سے ایک راست واقع تھی۔ ہمایون کے عہد مین اُس پہاڑی مُلک پر راجہ بخت مل حکمران تھا۔ جب ہمایون کا انتقال ہوا۔ اور سکندر سور نے جو پنجاب کے پہاڑون مین موقع وقت کا متلاشی تھا فتنہ و فساد برپا کیا۔ یہ راجہ بخت مل بھی اُس سے مل گیا۔ سنہ ۲ جلوس مین جب اکبری اقبال نے سلطان سکندر کو کوہستان جالندھر مین محصور کیا۔ اور اکبری لشکر قلعہ مان کوٹ کو گھیرے پڑا تھا۔ بخت مل سلطان سکندر

راجہ بخت مل

لی تباہی دیکھکر اُس کے ساتھ سے علیحدہ ہوا۔ اور بادشاہی لشکر سے آملا۔ خانخانان
بیرم خان نے اُسکی شورہ پشتی کے خیال سے اُسکا کام تمام کر دیا۔ اور بجائے اُسکے
تخت مل اُس کے بھائی کو جانشین مقرر کیا۔ اُس کے بعد راجہ باسو گدی پر بیٹھا۔ تخت مل
یہ اول تو مدت تک اکبر کی اطاعت اور فرمان برداری کرتا رہا لیکن جس زمانے
مین کہ بادشاہ پنجاب مین مقیم تھے۔ نہ معلوم کیا سمجھکر بگڑ بیٹھا۔ بادشاہ نے سنہ ۳۱
جلوس مین حسن بیگ کو اُسکی تنبیہ پر مامور کیا۔ راجہ ٹوڈرمل نے بھی خط لکھکر سمجھایا۔
اسپر حسن بیگ کے ساتھ دربار شاہی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اطاعت و فرمانبرداری
کا وعدہ لے کر پھر وطن کو رخصت کیا۔ لیکن چونکہ وحشی مزاج تھا۔ اور تہذیب و شائستگی
سے بالکل بے بہرہ تھا۔ خود بخود کبھی اطاعت کرنے لگتا۔ اور کبھی بغاوت پر آمادہ ہو جاتا
تھا۔ آخر کار جہانگیر کے عہد مین حاضر دربار ہوا۔ اور منصب سہ ہزار و پانصدی پر سربلند ہو کر
مہم دکن مین متعین ہوا۔ اور وہین پر سنہ ۱۰۲۲ جلوس مین وفات پائی۔ سورج مل اور
جگت سنگھ دو بیٹے تھے۔ دونون کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ باسو نے کانگڑہ کے قریب موضع دھمری مین ایک عالیشان قلعہ۔
اور دیگر عمارتین تعمیر کرا کر جہانگیر کے نام نورالدین پر اُس کو نورپورہ کے نام سے نورپورہ
موسوم کیا تھا۔ سنہ ۱۶ جلوس مین جب بادشاہ قلعہ کانگڑہ کی سیر کو تشریف لیگئے تھے
واپسی کے وقت اِس موضع مین بھی مقام ہوا۔ اور ان عمارتون کا ملاحظہ کیا۔
لیکن پسند نہ آئین۔ چونکہ منظر بہت بھلا معلوم ہوا۔ حکم دیا کہ ایک لاکھ روپیہ کے صرف
سے اِس جگہ پر عالیشان عمارت تعمیر کیجاوے۔

میرزا۔ راجہ بھاؤ سنگھ کچھواہا

راجہ مان سنگھ کے چھوٹے بیٹے۔ اور اُمرائے عہد اکبری مین منصب ہزاری پر

سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر پہلے سال جلوس مین منصب ہزار و پانصدی
اور تیسرے سال منصب دو ہزاری ذات و دو ہزار سوار پر سربلند کیا۔
سنہ ۱۰۲۳ھ مین راجہ مان سنگھ کے انتقال کے بعد بادشاہ نے اِن کو راجہ کا
جانشین مقرر فرمایا۔ اور منصب چار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سربلند کر کے
خطاب میرزا۔ راجہ سے موصوف کیا۔ اس موقع پر جہانگیر نے اپنی توزک مین لکھا
ہے "مرزا بھاؤ سنگھ اُس کا (مان سنگھ کا) خلف رشید تھا شاہزادگی کے ایام مین میری
خدمت زیادہ سے بھی زیادہ کرتا تھا۔ ہندؤن کے رسم و رواج کے بموجب
مہان سنگھ پسر جگت سنگھ (راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا) کو ریاست پہونچتی تھی۔ کہ سب
بھائیون مین بڑا تھا (یعنی جگت سنگھ) اور وہ راجہ کی زندگی ہی مین مرگیا۔ مین نے
اِس بات کی رعایت نہ کی۔ بھاؤ سنگھ کو میرزا۔ راجہ کا خطاب دیکر چار ہزاری ذات
تین ہزار کے منصب پر ممتاز کیا۔ اور آنبیر کا علاقہ کہ اُس کے باپ دادا کا وطن
تھا۔ مرحمت کیا اور اِس خیال سے کہ مہان سنگھ بھی راضی رہے۔ اُس کے منصب
مین پانصدی کا اضافہ کر کے گڈھ کا مُلک اُسے انعام مین عطا کیا۔"
۲۲۔ محرم سنہ ۱۰۲۴ھ کو راجہ بھاؤ سنگھ رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوئے
چلتے وقت بادشاہ نے بھوپ شیری کا خلعت مرحمت فرمایا۔
سنہ ۱۲ جلوس مین منصب پنجہزاری سے سرفراز ہوئے۔ اور جہانگیر سے اجازت
لے کر ملک گیری کے میدان مین کارنامے دکھانے کے واسطے دکن پہونچے۔ لیکن
موت نے زیادہ موقع نہ دیا۔ اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۳۰ھ مین نوجوانی کے عالم مین شراب
خانہ خراب کے شکار ہوئے۔
جہانگیر نے صفر سنہ ۱۰۳۱ھ کو اپنی توزک مین لکھا ہے "اِس وقت معلوم ہوا کہ راجہ
بھاؤ سنگھ نے صوبہ دکن مین سفر آخرت اختیار کیا۔ کثرت شراب نوشی سے نہایت ضعیف

اور ناتوان ہو گیا تھا۔ اسی حالت مین غش آگیا۔ ہرچند طبیبون نے کوشش کی مگر ہوش نہ آیا۔ ایک رات دن بیہوش ہو کر دوسرے دن گذر گیا۔ دو رانیان اور آٹھ لونڈیان اُس کی آتش وفا مین ستی ہوئین۔ اُس کے بڑے بھائی جگت سنگھ اور بھتیجہ مہان سنگھ نے بھی کثرت شراب نوشی ہی مین اپنی عزیز جانین ضائع کی تھین۔ افسوس کہ اُس نے اُن سے بھی عبرت حاصل نہ کی۔ اور اپنی جان شیرین کو آب تلخ (شراب) پر نثار کیا۔ نہایت خوبصورت۔ عقلمند۔ اور نیک ذات تھا۔ ایام شاہزادگی سے میری خدمت مین تھا۔ اور میری تربیت سے منصب عالی پنجہزاری پر پہونچ گیا تھا۔ چونکہ اُس نے کوئی بیٹا نہین چھوڑا۔ اس واسطے مین نے اُس کے بڑے بھائی کے پوتے (جے سنگھ) کو باوجود صغیرسن ہونے کے خطاب راجگی سے سرفراز کیا۔ اور منصب دو ہزاری۔ ہزار سوار پر سربلند کر کے پرگنہ آنبیر جو اُن کا وطن ہے بدستور سابق جاگیر مین مقرر کیا۔ تاکہ جمعیت اُسکی متفرق نہ ہو جائے۔"

بسونت راؤ (کارطلب خان)

مرہٹون مین سے تھا۔ عہد جہانگیری مین اُمرائے تیموریہ کے سلک مین منسلک ہو کر منصب دو ہزاری۔ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے شرف اسلام سے مشرف اور خطاب کارطلب خان سے موصوف ہوا۔

شاہجہان کے عہد مین سنہ ۳ جلوس مین منصب سہ ہزاری۔ دو ہزار سے ممتاز ہوا اور تمام عمر دکن مین فوجی خدمات انجام دیتا رہا۔

سنہ ۱۰۶۸ھ مین اورنگ زیب و رجسونت سنگھ کی لڑائی اُجین مین اورنگ زیب کے ساتھ تھا۔ اور اِس لڑائی کے تھوڑے عرصے کے بعد انتقال کیا۔

رائے بہاری داس بخشی

قوم کے برہمن تھے۔ جہانگیر کے عہد مین بزمرۂ اہل قلم ملازم ہوے۔ رفتہ رفتہ ترقی کرکے احدیون کے بخشی ہوگئے۔ اس کے بعد صوبہ برہان پور کے واقع نویس مقرر ہوئے۔ اور اس عہدے کا کام اس عمدگی سے انجام دیا۔ کہ بادشاہ نے خوش ہوکر خطاب رائے سے موصوف کیا۔ اور کل صوبہ دکن کا دیوان مقرر کردیا۔ سنہ ۱ جلوس مین رانا کرن کے پاس بادشاہی سفیر مقرر ہوکر روانہ کئے گئے۔ اس کے بعد کاکچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

رائے نولی داس

جہانگیر کے عہد مین فیل خانہ شاہی کے داروغہ تھے۔ سنہ ۱۴ جلوس مین منصب ششش صدی ۶۰۰ ذات یکصد وبست ۱۲۰ سوار پر ممتاز ہوکر خطاب رائے سے موصوف ہوئے۔ اور اپنی لیاقت وکاروانی سے ترقی پاتے ہوئے شاہجہان کے عہد مین منصب ہزاری ۱۰۰۰ پر سربلند ہوئے۔ سنہ ۸ جلوس مین وفات پائی۔

راجہ بھارت بندیلہ

رام چند بندیلہ — رام چند پسر راجہ مدھکر بندیلہ کا پوتا تھا۔ رام چند اپنے وطن اوندچھ (اُرچھا) مین بادشاہ کی نافرمانی اور طرح طرح کی فتنہ انگیزیون مین اوقات بسر کرتا تھا۔ سنہ ۲ جلوس جہانگیری مین جبکہ اوندچھ کے دربار مین دسہرہ کا جشن اور کوچہ و بازار مین تیوہار کی خوشیان اور رسوم منائے جارہے تھے۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ اپنی جاگیر کالپی سے چل کر اوندچھ پر باز کی طرح جھپٹا۔ اور رام چند کو اپنے چنگل مین

لے کر دربار شاہی مین لا کھڑا کیا۔ بادشاہ نے بند حراست سے رہا کرا کر خلعت مرحمت فرمایا اور راجہ باسو کے سپرد کیا۔ کہ ضامن لے کر چھوڑ دے۔ اِس کے بعد اندوچھ کی حکومت راجہ نرسنگھ دیو کو مرحمت ہوئی۔ رام چند مذکور اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سنہ ۴ جلوس مین رام چند نے اپنی بیٹی کو پرستاران خاص مین داخل کیا اور مورد نوازش ہوا سنہ ۵ جلوس مین اُس کے انتقال کے بعد اُس کا پوتا راو بھارت منصب عمدہ اور خطاب راجگی سے موصوف ہوا سنہ ۱۴ مین منصب ششصدی ذات چہارصد سوار پر سرفراز ہو کر فیل مرحمت ہوا اور صوبہ دکن مین متعین کیا گیا سنہ ۱۷ مین دربار مین طلب ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر ممتاز ہوا۔ اخیر عہد جہانگیری تک منصب دوہزار و پانصدی ذات۔ دوہزار سوار تک ترقی پائی پہلے سال جلوس شاہجہانی مین خلعت وجمدھر مرصع۔ اور اسپ وعلم مرحمت ہو کر منصب سہ ہزاری دوہزار و پانصد سوار پر سربلند ہوا۔ اور خدمت فوجداری اٹاوہ پر مامور ہوا۔ اِسی سال نقارہ کا اعزاز حاصل ہوا سنہ ۲ جلوس مین خواجہ ابوالحسن کے ساتھ خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا سنہ ۳ جلوس مین راو رتن کے ساتھ مہم تلنگانہ مین کارہائے نمایان انجام دیے جس کے صلے مین منصب سہ ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اِس کے بعد نصیر خان کے ساتھ قلعہ قندہار (دکن) کے محاصرے مین متعین ہوا سنہ ۴ جلوس مین وہان سے دربار مین آ کر منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار سوار سے ممتاز ہوا۔ اور تلنگانہ کی سرحد پر متعین ہوا سنہ ۶ جلوس مین قصبہ وکلور کو فتح کیا۔ اور اِس حسن خدمت کے صلے مین منصب چہار ہزاری ذات۔ سہ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا سنہ ۱۳ جلوس مین اُسی جگہ فوت ہوا۔

راجہ دیبی سنگھ اُس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

بھرجی

دکن اور گجرات کے درمیان بگلانہ کی زمینداری چودہ سو برس سے بھرجی کے خاندان مین چلی آتی تھی یہ لوگ اپنے آپ کو راجہ جے چندر راٹھور (والی قنوج) کی نسل سے شمار کرتے تھے۔ اِن لوگون مین جو گدّی نشین ہوتا وہ بھرجی کے خطاب سے موصوف ہوتا تھا کسی وقت مین یہ سردار صاحب سکہ تھے۔ شاہان اسلام کے عہد مین یہ سردار کبھی شاہان گجرات اور کبھی شاہان دکن کی خدمت مین پیشکش پیش کیا کرتے تھے۔

۹۸۰ھ مین جب صوبہ گجرات اکبر کے قبضے مین آیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو فرمان روایان تیموریہ کا باجگذار سمجھنے لگے۔ جس زمانے مین کہ اکبر بندر سورت مین رونق افروز تھا۔ بھرجی زمیندار نے مرزا شرف الدین حسین کو جو اُس کی حدود زمینداری سے گذرنا چاہتا تھا۔ گرفتار کر کے حضور شاہی مین پیش کیا۔ اور انعام سے سرفراز ہوا۔ اُس وقت سے سرداران بگلانہ ہمیشہ پیشکش پیش کرتے رہے۔ اور ضرورت کے وقت حسب الطلب صوبہ داران دکن کی خدمت مین حاضر ہو کر فوجی خدمات بھی انجام دیتے تھے۔

شاہجہان کے عہد سلطنت مین شاہزادہ اورنگ زیب نے جبکہ وہ دکن کا صوبہ دار تھا کسی بات پر بھرجی سے خفا ہو کر محمد طاہر (وزیرخان) اور مانوجی۔ اور زاہد خان کوکہ۔ اور سید عبدالوہاب خاندیسی کو بگلانہ کی تسخیر پر مامور کیا۔ جب اِن لوگون نے جا کر قلعہ مولہیر فتح کر لیا۔ بھرجی شاہزادے کی ملازمت مین حاضر ہوا۔ اور سنہ ۱۲ جلوس مین دربار شاہجہانی سے منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اور پرگنہ سلطان پور بہ طریق وطن جاگیر مین مرحمت کیا گیا۔ بقیہ زمینداری بگلانہ

صوبہ خاندیس مین شامل کر لی گئی۔ اسی سال جُھرجی نے انتقال کیا۔

جُھرجی کے مرنیکے بعد اُس کا بیٹا پرم جی شرف اسلام سے مشرف ہوکر دولتمند کے خطاب سے موصوف ہوا۔ اور منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر مفتخر ہوکر بجائے پرگنۂ سُلطان پور کے پرگنۂ پونار خاندیس جاگیر مین مرحمت ہوا۔ پونار مین اُس کی عالیشان عمارتون کے آثار صاحب مآثر الامرا کے عہد ۱۱۷۲ھ تک موجود تھے۔ دولتمند خان

جگ راج۔ بکرماجیت بُندیلہ

راجہ جُجہار سنگھ بُندیلہ کا بیٹا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور رہا۔ اور اِس مہم مین نہایت شجاعت و بہادری دکھائی جس کے انعام مین منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز ہوکر خلعت اور مرصع تلوار اور علم و نقارہ مرحمت ہوا اور خطاب جگ راج سے موصوف ہوا۔ اِس کے بعد مہمات دکن خصوصًا محاصرہ قلعہ دولت آباد مین جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔

۸ھ جلوس شاہجہانی مین جب اِس کا باپ آگرہ سے بھاگا۔ یہ بھی باپ کے ساتھ ہولیا۔ راستے مین شاہی لشکر کے سپاہیون کے ہاتھ سے جوان کے تعاقب مین تھے مارا گیا۔ اور درجن سال اُس کا بیٹا قید ہوا۔

راجہ بدن سنگھ بھدوریہ

راجہ کشن سنگھ بھدوریہ کا بھتیجہ تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد ۱۰۵۳ھ مین اُس کا جانشین مقرر کیا گیا۔ اور خطاب راجگی اور خلعت۔ اور اسپ بادرفتار مرحمت ہوکر

منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اِسی سال جشن شمسی کے موقع پر فیل خانہ خاص سے ہاتھی مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۲ جلوس شاہجہانی مین ایک دن معہ چند ساتھیون کے کورنش شاہی کے واسطے جھروکہ[۱] درشن کی طرف جارہا تھا۔ راستے مین اُس کے ساتھیون مین سے ایک کو ایک مست ہاتھی نے آپچھاڑا۔ راجہ بدن سنگھ جمدھر کھینچکر اُس پر جھپٹا۔ اور متواتر ایسے جمدھر ہاتھی پر مارے کہ اُس کا مُنہ پھر گیا۔ اور وہ بھاگ گیا۔ بادشاہ جھروکہ درشن مین بیٹھے ہوئے یہ حال دیکھ رہے تھے۔ راجہ کی اس تہور، ہمت جرأت کو دیکھکر ایسے خوش ہوئے کہ فوراً دربار مین بُلایا اور خلعت عطا فرماکر مُلک بھدا ور کی پیشکش سالانہ مبلغ دو لاکھ روپیہ مین سے پچاس ہزار روپیہ سال ہمیشہ کے واسطے معاف کردیا۔

سنہ ۲۲ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات[۱۵۰۰]۔ ہزار و پانصد سوار[۱۵۰۰] پر سرفراز فرماکر شاہزادۂ اورنگزیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور کیا۔ سنہ ۲۵ مین دوسری مرتبہ اور سنہ ۲۶ مین تیسری مرتبہ مہم قندہار مین متعین ہوا۔ اور اُسی جگہ انتقال کیا۔ بادشاہ نے مہا سنگھ اُس کے بیٹے کو جس کا حال علیحدہ لکھا جاے گا۔ اُس کا جانشین مقرر کیا۔

---

[۱] ہندوستان کے لوگ صبح کو بادشاہ کے دیدار کو بہت مبارک سمجھتے تھے۔ شاہان مغلیہ نے ہندؤن کے تالیف قلوب کے واسطے جہان بہت سے اور رسوم اختیار کر رکھے تھے۔ یہ بھی رسم جاری کر رکھی تھی۔ کہ بادشاہ ہر روز صبح کو قلعۂ آگرہ مین جمنا کے کنارے شرق رویہ کھڑکیون مین جنھین جھروکہ درشن کے نام سے موسوم کر رکھا تھا آکر بیٹھتے تھے۔ جو لوگ دریا پر اشنان کو آتے۔ مرد عورتین۔ بچے امیر غریب سب ڈنڈوت کرتے۔ مہابلی بادشاہ سلامت کہتے اور خوش ہوتے تھے۔ بادشاہ بھی اپنے بچون سے زیادہ اِنھین دیکھکر خوش ہوتے تھے بہت سے لوگ جو درشنی کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ وہ جبتک بادشاہ کا درشن نہ کر لیتے کھانا تک نہ کھاتے تھے۔

موضع بٹ ایشر اور جمنا کا خوشنما منظر

موضع بٹ ایشر جو تحصیل باہ ضلع آگرہ مین دریائے جمنا کے کنارے پر واقع ہے اور جو اپنے مشہور میلے کی وجہ سے دور دور تک مشہور رہے۔ ہندؤن کے متبرک مقامات مین شمار ہوتا ہے اس جگہ جمنا کے کنارے کنارے برابر ایک میل تک خوشنما بسراتین بنی ہوئی ہین اور اُن کے اوپر راجگان بھداور کے بنائے ہوئے عظیم الشان مندر۔ دھرم شالے۔ محلات واقع ہین جو زبان حال سے راجگان موصوف کی گذشتہ عظمت کو بیان کرتے ہین۔ اِس موقع پر ایک عجیب اور دلچسپ منظر یہ بھی ہے۔ کہ راجگان موصوف کی عظمت کے سامنے دریائے جمنا نے بھی اپنا عجز تسلیم کرکے سر تسلیم کو خم کیا ہے۔ اور ان بسراتون اور مندرون کی پابوسی کرتی ہوئی تین چار میل تک اُلٹی پورب سے پچھم کی طرف بہ کر پھر اپنے اصلی بہاؤ یعنی پچھم سے پورب کی طرف مُڑی ہے جس سے یہ مقام ایک عجیب خوشنما منظر بن گیا ہے۔ اِس کے نسبت اس جگہ طرح طرح کی افواہین مشہور ہین۔ جن مین سے لکھنے کے قابل صرف یہ ہے کہ بادشاہی عہد مین کسی بادشاہ نے اُس عہد کے راجہ بھداور سے دریافت کیا۔ کہ بھداور سے بٹ ایشر دریائے جمن کے کس جانب ہے۔ اُس کے مُنہ سے نکل گیا۔ کہ موضع بٹ ایشر بھداور مین داخل ہے حالانکہ اُس وقت دریا جو بھداور اور ملحقہ علاقہ مین حد فاصل تھا۔ سیدھا بہتا تھا۔ اور بھداور سے بٹ ایشر کو دریا عبور کرکے جانا پڑتا تھا۔ غرضکہ راجہ جی کہتے تو کہہ گئے۔ مگر فوراً خیال آیا۔ کہ اگر بادشاہ نے تحقیقات کی۔ یا کسی چغلخور نے چغلی کھائی۔ اور جھوٹے پڑے تو خیر نہین ہے۔ اُسی وقت آدمیون کو دوڑایا۔ اور ہزارون لاکھون آدمی کام پر لگا کر تین چار میل دریا کو اُلٹا بہا کر بٹ ایشر کو بھداور مین داخل کرا لیا۔ اور جس جگہ سے دریا کو موڑا تھا اُس جگہ بہت مضبوط پُشتے بنا کر یہ بسراتین بنا دی ہین۔ یہ روایت صحیح ہو یا غلط مگر یہ ضرور ہے کہ برسات کے دنون مین دریا ان بسراتون سے خوب ٹکر کھاتا ہے۔ اور جس

سال پانی کا بہت زور ہوتا ہے تو سیڑھیون اور بلند چبوترے پر ہوتا ہوا - اپنے سیدھے بہاؤ پر چلنے لگتا ہے -

راجہ بیتھلداس گوڑ

سرزمین میواڑ اور مارواڑ راجگان راٹھور اور سیسودیہ سے پہلے گوڑ گوت کے راجپوتون کے قبضے مین تھی - جب راٹھورون اور سیسودیون کا زور ہوا - ان کے قبضے سے نکل کر اُن کے پاس پہونچ گئی - لیکن چھوٹے چھوٹے مقامات پر اکثر گوڑ گوت کے راجہ بدستور قابض رہے - راجہ گوپال داس گوڑ شاہجہان کے ایام شاہزادگی کا وفادار اور جان نثار غلام - اور اُن کی طرف سے آسیر کا قلعدار تھا جس زمانہ مین کہ شاہ مزاج بیگم نورجہان نے کہ جو شہنشاہ جہانگیر کے دل وجان پر حکمران تھین - بادشاہ کو اپنے پیارے بیٹے سے برافروختہ کر رکھا تھا - اور شاہجہان باپ کی فوج کے تعاقب سے اِدھر اُدھر مارا پھرتا تھا - راجہ گوپال داس معہ اپنے بڑے بیٹے بلرام کے اُس کی رفاقت مین سایہ کی طرح ساتھ ساتھ تھا - اور ٹھٹہ کے محاصرے مین اپنی شجاعت وبہادری کے جوہر دکھا کر معہ اپنے بیٹے بلرام کے اپنی عزیز جان کو حق نمک پر فدا کر گیا - (راجہ گوپال داس گوڑ)

اُس کے مارنے جانے کے بعد اُس کا بیٹا بیتھلداس اپنے وطن جنیر سے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوا - شاہزادے نے بہت تسلی وتشفی کر کے انعام واکرام سے مالا مال کیا - اور تخت نشین ہونے کے بعد تین ہزار روپیہ نقد - اور خلعت - علم اسپ فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے موصوف کیا اور منصب سہ ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز فرمایا -

پہلے سال جلوس مین جُھجھار سنگھ بندیلہ کی تنبیہ - اور دوسرے سال خانجہان لودی

کے تعاقب پر مامور کیا راجہ موصوف نے دوسرے ساتھیون کا انتظار نہ کیا۔ اور
گھوڑا سرپٹ اُڑائے ہوے دہولپور کے قریب خانجہان کو جا پکڑا۔ اور بہادر رجپوتوں کی
طرح پیادہ ہوکر اُس سے برسرپیکار رہا۔ اور گلگونہ زخم سے سرخروی حاصل کرکے
عنایت نقارہ اور اضافہ پانصد سوار سے ممتاز ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین راجہ گج سنگھ کے
ساتھ دوبارہ خانجہان لودی کی سرکوبی کے واسطے متعین ہوا۔ اور خدمات
شائستہ بجالایا۔

چونکہ خطاب راجگی بغیر خدمت کسی قلعداری کے معزز نہ سمجھا جاتا تھا لہذا سنہ
جلوس مین حسب خواہش اپنے عظیم الشان شاہی قلعہ رن تھنبور کی حکومت پر
سربلند ہوا۔ سنہ ۶ مین مرزا مظفر کرمانی کی جگہ اجمیر کا فوجدار بھی مقرر ہوا۔ اِس کے
بعد شاہزادہ شجاع کے ساتھ محاصرہ قلعہ پرینده (دکن) مین اپنی دلاوری کے جوہر دکھائے
سنہ ۸ جلوس مین صوبہ داری اجمیر پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۹ مین ولایت دھندیرہ فتح
کی۔ اور اِس کے صلے مین منصب چہارہزاری سہ ہزار سوار پر سربلند ہوکر ولایت
مذکور کی حکومت پر بہ طریق وطن یعنی بہ طور استحقاق حکومت موروثی پر مفتخر ہوا۔
سنہ ۱۱ جلوس مین جبکہ بادشاہ دارالخلافت اکبرآباد سے لاہور کو روانہ ہوئے۔
راجہ موصوف کو قلعداری اکبرآباد کی خدمت پر متعین کیا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین بادشاہی حکم
کے بموجب اکبرآباد سے کُل خزانہ دہلی پہونچایا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین وزیرخان صوبہ دار
اکبرآباد کے انتقال کے بعد منصب پنجہزاری ذات سہ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر قلعداری
کے ساتھ دارالخلافت کی صوبہ داری کی معزز خدمت بھی سپرد ہوئی سنہ ۱۹ مین منصب
پنجہزاری۔ چہار ہزار سوار پر ممتاز ہوکر شاہزادہ مرادبخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین
مامور ہوا۔ سنہ ۲۰ مین وہان سے طلب ہوکر حاضر دربار ہوا۔ سنہ ۲۱ جلوس مین دہلی کے
جشن مین منصب پنجہزاری پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی۔ اور صوبہ کابل

مین متعین ہوا سنہ مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا - اور ایک ہزار سوار منصب کے دو اسپہ سہ اسپہ اور قرار پائے اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ ہوا سنہ مین وہان سے واپس آکر رخصت حاصل کی - اور وطن روانہ ہوا سنہ جلوس مین اِس دار ناپائدار سے کوچ کیا -

حویلی و آہو خانہ راجہ بیتھلداس

راجہ بیتھلداس نے اپنی ایام صوبہ داری اکبرآباد مین ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی - اُس کے قریب چالیس بیگہ آراضی مین ایک پُر فضا باغ لگایا تھا - جسمین نہرین - اور چشمے جاری تھے - کنارے پر تالاب تھا اُس مین سے نہرون اور چشمون - اور فوارون مین پانی جاتا تھا باغ کے ایک گوشہ مین آہو خانہ بنا تھا - جس مین بہت سے خوش رنگ ہرن پلے ہوئے تھے اور اِسی لحاظ سے یہ باغ آہو خانہ راجہ بیتھلداس کے نام سے موسوم تھا - اُنیسوین صدی عیسوی کے مؤرخ منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ مین اِس کا ذکر بیان کیا ہے -

راجہ بیتھلداس کے چار بیٹے تھے - انرودہ - ارجن - بھیم - ہرجس - مرنے کے بعد دس لاکھ اُس کے خزانہ سے نقد برآمد ہوا - بادشاہ نے چھ لاکھ روپیہ نقد اور کل جنس انرودہ کو - اور تین لاکھ روپیہ ارجن کو - اور ساٹھ ہزار روپیہ بھیم کو - اور چالیس ہزار روپیہ ہرجس کو عنایت کیے - انرودہ بڑے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے -

ارجن پسر بیتھلداس

دوسرا بیٹا ارجن باپ کی زندگی مین شاہی منصبدار تھا جب راؤ امر سنگھ راٹھور نے صلابت خان میر بخشی کو سر دربار قتل کر ڈالا - یہ نہایت بہادری سے اپنی تلوار کھینچ کر اُس پر دوڑا اور کئی وار کیے سنہ ۱۹ جلوس شاہجہانی مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین مامور ہوا سنہ ۱۲ مین منصب ہزاری ذات ہفتصد سوار - اور سنہ ۲۲ مین منصب ہزاری ذات - ہشت صد سوار - اور سنہ مین

باپ کے مرنے کے بعد ہزار و پانصدی ذات۔ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ اِس کے بعد مہم قندھار پر متعین ہوا۔۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا۔حالت لڑائی مین رام رام کا نعرہ مارتا ہوا۔اورنگ زیب کے لشکر مین جا گھُسا۔اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔

بھیم پسر بیٹھلداس

تیسرا بیٹا بھیم باپ کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی مین شامل ہوا۔۱۰۶۸ھ مین سمرگڈہ کی لڑائی مین داراشکوہ کے ساتھ تھا۔یہ بھی حالت جنگ مین نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے لشکر مین جا گھُسا۔اور مارا گیا۔

ہرجس پسر بیٹھلداس

چوتھا بیٹا ہرجس باپ کی وفات کے بعد شاہی منصبدارون مین شامل ہوا اور عہد عالمگیری مین بھی ملازمت شاہی مین داخل۔اور شاہی خدمتین بجا لاتا تھا۔

بلبھدر شیخاوت

کچھواہہ راجپوتون کی گوت شیخاوت سے تھا۔شاہجہان کے عہد مین منصب ہزاری ذات۔شش صد سوار پر سرفراز ہوا۔پہلے سال جلوس مین جھجھار سنگھ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور رہا۔۳ جلوس مین نظام شاہ کی مہم مین اپنی شمشیر آبدار کے جوہر دکھائے۔اِس کے بعد خانجہان لودی کی مہم مین مامور ہوا۔اور اِسی مہم مین اپنی جان کو حق نمک پر فدا کرکے سُرخرو دنیا سے سدھارا۔

کھنگ پسر بلبھدر

کھنگ۔اِس کا بیٹا پانصدی ذات و دو صد سوار کا منصبدار مقرر ہوا۔

بہاری داس کچھواہا

اُمرائے عہد شاہجہانی سے تھا۔پہلے سال جلوس مین خلعت مرحمت ہوکر اول منصب ہزار و پانصدی ذات۔ہفتصد سوار پر سرفراز ہوا۔اِس کے بعد منصب

ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر ترقی پائی - اور صوبہ کابل مین متعین ہوا سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہزار دو صد سوار سے سربلند ہوا - اور اسی سال وفات پائی -

راجہ بھیم راٹھور

امرائے عہد شاہجہانی سے تھا - سنہ ۹ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشتصد سوار پر سربلند ہو کر مہم ساہو جی بھونسلا پر متعین ہوا - اور برہان پور سے زمینداران گونڈوانہ سے پیشکش وصول کرنے پر مامور رہا - دو لاکھ روپیہ نقد ساٹھ ہاتھی - زمیندار چاندہ سے اور ایک لاکھ روپیہ نقد اور تیس ہاتھی زمیندار جابنا سے وصول کر کے داخل خزانہ شاہی کئے - اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات - ہزار سوار پر ممتاز ہوا - اور متفرق معرکون مین خدمات انجام دے کر سنہ ۱۸ جلوس مین انتقال کیا -

رائے بلوی چوہان

ابتدا مین رانا راج کنور پسر رانا جگت سنگھ کی ملازمت مین تھا - ۱۵ رجب سنہ ۴۶ھ کو رانا موصوف کے ساتھ دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا - رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت - اور اسپ مرحمت فرمایا - اس کے بعد رانا مذکور کی ملازمت ترک کر کے بہ امید ملازمت دربار شاہی مین حاضر ہوا - بادشاہ نے منصب عمدہ پر سرفراز فرمایا - سنہ ۱۹ جلوس مین راجہ بیٹھلداس گوڑ کی ماتحتی مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور رہا - اور اس مہم کے معرکون مین دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھ کر اپنی شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھائے - اس کے صلے مین

بادشاہ نے منصب مین ترقی کرکے خلعت و اسپ سے ممتاز کیا۔ سنہ ۱۰۶۸ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنگ اُجین مین شریک تھا۔ اِس کے بعد اُسی کے ساتھ بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا اور کھجوہ کی لڑائی سے اُس کے ساتھ بھاگ گیا۔ پھر کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

رائے بہاری مل دیوان

شاہجہان کے عہد مین اول معمولی متصدیون کے زمرے مین بھرتی ہوئے اور اپنی لیاقت و کاردانی سے ترقی کرتے ہوئے دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہوگئے سنہ ۱۲ جلوس مین صوبہ ملتان کی دیوانی پر تبدیل ہوئے۔ اِس کے بعد خالصہ شاہی کے دیوان (نائب دوم وزیر اعظم) مقرر ہوئے سنہ ۱۵ جلوس مین کل صوبہ پنجاب کی دیوانی پر تبادلہ ہوا۔ اِس کے بعد اِن کی ملازمت شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار مین منتقل ہوگئی۔ اور شاہزادہ کی سرکار کے دیوان کل مقرر ہوئے سنہ ۲۰ جلوس مین پھر شاہی ملازمت پر واپس ہوکر منصب ہزاری ذات۔ صد و پنجاہ سوار سے ممتاز ہوئے۔

راؤ بھاؤ سنگھ ہاڈا

راؤ ستر سال ہاڈا کا بیٹا تھا۔ جو جنگ سموگڈھ مین مارا گیا۔ یہ پہلے سال جلوس عالمگیری مین وطن سے دربار مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے علم و نقارہ۔ اور خطاب راؤ مرحمت فرماکر منصب سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور اُس کا وطن بوندی وغیرہ جاگیر مین عطا کیا۔

شاہزادہ شجاع کی لڑائی مین توپ خانہ شاہی کا اہتمام اِس کے سپرد کیا گیا۔

اور اُس کی شکست کے بعد شاہزادہ محمد سلطان کے ساتھ تعاقب پر مامور رہوا۔ اور اس مہم سے فارغ ہو کر صوبہ دکن مین متعین ہوا سنہ جلوس مین امیرالامرا شایستہ خان کے ساتھ محاصرہ قلعہ اسلام آباد عرف چاکنہ مین جانفشانی کا حق ادا کیا۔ اس کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ سیواجی کی تنبیہ پر مامور رہوا۔ اور جب مہاراجہ جسونت سنگھ کی جگہ مرزا راجہ جے سنگھ اس مہم پر مامور ہوئے اُن کی ماتحتی مین نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتین بجا لایا۔

سنہ ۹ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ زمیندار چاندہ کی تنبیہ پر مامور رہوا۔ اس کے بعد اورنگ آباد مین متعین ہوا۔ اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۸۱ھ مین وفات پائی۔ راؤ بہاؤ سنگھ کی بہن کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ سے ہوئی تھی جب مہاراجہ جسونت سنگھ نے اورنگ زیب سے بغاوت کرنا چاہی۔ اپنی اس رانی کو بلا کر اُس سے بھائی پر بہت دباؤ ڈلوایا کہ وہ بھی بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے مین اُس کا ساتھ دے۔ لیکن راؤ بہاؤ سنگھ نے خاندانی تعلقات پر حق نمک کو مقدم سمجھا اور صاف انکار کر کے کہدیا۔ کہ مین بادشاہ کا نمک حلال جان نثار ہون۔ نمک حرامی کا داغ لے کر دنیا سے نہین جانا چاہتا۔

انرودہ سنگھ ہاڑا

راؤ بہاؤ سنگھ نے لاولد انتقال کیا۔ بادشاہ نے اُس کے بھائی بھگونت سنگھ کے پوتے انرودہ سنگھ پسر کشن سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کر کے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا سنہ جلوس مین درجن سنگھ ہاڑہ نے بوندی کا محاصرہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ اُس وقت انرودہ سنگھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر تھا۔ بادشاہ نے یہ خبر سُن کر خلعت رخصت۔ اور اسپ و فیل اور نقارہ اُس کو مرحمت فرمایا۔ اور مغل خان کو معہ فوج کے اُس کی امداد کے واسطے ساتھ کیا۔ درجن سنگھ نے اس فوج کا مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر پہاڑون مین جا گھسا۔ اور بوندی پر

انرودہ سنگھ کا قبضہ ہو گیا۔

بدھ سنگھ پسر انرودہ سنگھ ہاڈا رام راجہ

انرودہ سنگھ کی وفات کے بعد بدہ سنگھ اُس کے بیٹے کو بادشاہ نے وطن کی حکومت پر سرفراز فرمایا۔ اور بہادر شاہ کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین کیا۔ شہنشاہ عالمگیر کی وفات کے بعد بہادر شاہ نے اُس کو منصب سہ ہزاری و پانصدی ذات و سوار پر ممتاز کر کے خطاب رام راجہ سے موصوف کیا۔ اور کوٹہ اور موید آنہ کی زمینداری جو رام سنگھ۔ مادھو سنگھ کے پوتے کے متعلق تھی اور جو شاہزادہ اعظم شاہ کی رفاقت مین داد شجاعت دے کر مارا گیا تھا انعام مین مرحمت کی۔

امید سنگھ ہاڈہ

بدہ سنگھ کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا امید سنگھ ہاڈہ جانشین مقرر رہا۔ اور اُسکے بعد کشن سنگھ اُس کا پوتا مسند نشین ہوا۔

راجہ بیر بہادر

بھرجی سرکر

بھرجی سرکر کا بیٹا تھا۔ بھرجی کے بزرگ قدیم سے نواح اناکونڈی مین جو دریائے تنگ بھدرا کے کنارے پر واقع ہے سکونت پذیر تھے۔ بھرجی نے وہان کی سکونت ترک کر کے بیجاپور کے قریب سکونت اختیار کی۔ اور رنبیا سنیدھیا کی سفارش سے نواب نظام الملک آصف جاہ کے عہد مین ملازمت شاہی اختیار کی۔ اُسکے مرنے کے بعد اکاجی اُسکا بڑا بیٹا بادشاہی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور رفتہ رفتہ ترقی کر کے منصب ہفت ہزاری سے ممتاز۔ اور خطاب راجہ بیر بہادر سے موصوف ہوا۔

اکاجی جو عام طور سے اپنے خطاب راجہ بیر بہادر کے نام سے مشہور تھا۔ صوبہ دکن مین خدمات شاہی بجا لا کر سنہ ۱۱۹۰ھ مین مرگیا۔ اُس کے مرنے کے بعد

سدہ رام اُس کے بیٹے نے ملازمت شاہی ترک کرکے اپنی موروثی جاگیر پر قناعت اختیار کی۔

راجہ بیربہادر زبان فارسی مین بہت اچھی لیاقت رکھتا تھا۔بھاشا زبان مین بھی اُس نے بہت سے کبت اور دوہرے موزون کیئے تھے۔

رائے رایان۔راجہ بکرماجیت پتر داس (پیتمبر داس)

اصلی نام (پیتمبر) پتر داس تھا۔قوم کے کھتری۔اور داروغہ فیل خانہ کے عہدے پر سرفراز تھے۔اکبر کو ہاتھیون کا بڑا شوق تھا۔یہ شوق معمولی شوق نہ تھا بلکہ عشق کے درجے تک پہونچا ہوا تھا۔اِسی شوق کے بدولت اکثر مہین قائم ہوگئین جنمین نہ صرف لاکھون کروڑون روپیہ ہی صرف ہوا۔بلکہ ہزارون عزیز جانین بھی ضائع ہوگئین۔بادشاہ اور راجہ تو ہمیشہ سے ہاتھیون کو لڑاتے آئے ہین اکبری مین ہاتھیون نے بادشاہون اور امیرون کو لڑادیا۔

اکبر کے اس شوق کی وجہ سے پتر داس بہت جلد روشناس ہوکر اپنی کارگزاری کے صلے مین معزز خطاب رائے رایان سے موصوف ہوئے۔

سنہ ۱۲ جلوس مین قلعہ چتوڑ کے محاصرے مین حسین خان ٹکریہ کے ساتھ خاص بادشاہی مورچہ کے اہتمام پر مامور تھے۔سنہ ۲۴ جلوس مین کل صوبہ بنگالہ کے دیوان مقرر ہوئے۔سنہ ۲۵ جلوس کی بغاوت بنگالہ مین باغیون نے قلعہ مین گھُس کر مظفر خان کو قتل کرڈالا۔یہ بھیس بدل کر غریب رعایا مین مل گئے۔اور فصیل کود کر باہر نکل آئے۔اور بھاگ کر دربار مین آموجود ہوئے۔اِس کے بعد پھر مہم بنگالہ مین متعین ہوئے سنہ ۳۱ مین صوبہ بہار کے دیوان مقرر ہوئے۔سنہ ۳۸ جلوس مین قلعہ باندھو کی تسخیر کے واسطے مامور ہوئے۔سنہ ۴۳ جلوس مین دیوان کل کے معزز عہدے پر سرفراز ہوئے۔سنہ ۴۴ جلوس

مین قلعہ باندھو کے انتظام کے واسطے روانہ کیئے گئے۔ سنہ ۴۶ جلوس مین منصب سہ ہزاری پر ترقی پا کر نواح گوالیار کے فوجدار مقرر ہوئے۔ سنہ ۴۷ مین بادشاہ نے شیخ ابوالفضل کے بیٹے عبدالرحمن کے ساتھ نرسنگدیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ دونون مدت تک جنگلون اور پہاڑون مین اُس کے پیچھے مارے مارے پھرنے مگر وہ کہین نہ ٹھہرا۔ لڑتا رہا بھاگتا رہا۔ آخرکار بادشاہ نے مجبور ہو کر سنہ ۴۸ جلوس مین واپس بُلا لیا۔

سنہ ۴۹ جلوس مین منصب اعلیٰ پنجہزاری پر جس سے بڑھکر اُس عہد مین کوئی منصب نہ تھا سرفراز ہوئے شہنشاہ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر اپنے توپ خانہ کا مہتمم مقرر کر کے راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ توپخانہ رکاب مین پچاس ہزار توپچی (گولہ انداز) اور تین ہزار گاڑیان ہمیشہ رہا کرین۔ اور پندرہ زرخیز پرگنے جاگیر مین مرحمت فرمائے۔ اِس کے بعد گجرات کی مہم پر مامور ہوے۔ اِن کی وفات کا حال کسی تاریخ مین نظر سے نہین گذرا۔

شہنشاہ جہانگیر نے توزک جہانگیری مین اِن کے نسبت ایک مقام پر حسب ذیل رائے ظاہر فرمائی ہے۔

بکرماجیت مذکور از طائفہ کہتریان ست۔ در خدمت پدر من از مشرفی فیل خانہ بدیوانی و مرتبۂ اُمرائے رسید۔ خالی از توشہ سپاہگری و مدبری نیست۔

موہن داس / پسر بکرماجیت: موہن داس راجہ بکرماجیت کا بیٹا منصب ہشت صدی پانصد سوار پر سرفراز تھا۔

راجہ پہاڑ سنگھ بُندیلہ

راجہ نرسنگھدیو بُندیلہ کا بیٹا تھا۔ شاہجہان نے تخت نشین ہو کر منصب دو ہزاری ذات

ہزار و دو صد سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور پہلے ہی سال جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر ترقی پاکر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ جہار سنگھ بُندیلہ کی تنبیہ پر مامور رہا ۳ سنہ جلوس مین خطاب راجگی سے موصوف ہوکر مہم دکن مین متعین ہوا۔ اور ہنگام محاصرہ قلعہ دولت آباد اور قلعہ پرنیدہ کے داد مردانگی دے کر خاص نام پیدا کیا۔ اور اِس حُسن خدمت کے انعام مین برہان پور کا ناظم مقرر ہوا ۹ سنہ جلوس مین ساہوجی بھونسلا کی تادیب پر مامور رہا ۱۵ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے۔ اور چنپت بُندیلہ کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا ۱۸ سنہ جلوس مین امیر الامرا علی مردان خان کے ساتھ۔ اور ۱۹ سنہ جلوس مین بہ اضافہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ اور اِس کے بعد شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین شریک ہوکر جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔

۲۴ سنہ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز ہوکر سردار خان کی جگہ چورا گڈہ کی حکومت پر تعینات ہوا۔

۲۵ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ۔ اور ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر متعین ہوا ۲۷ سنہ جلوس مین رخصت حاصل کرکے وطن روانہ ہوا۔ اور اُسی جگہ ۲۸ سنہ جلوس ۱۰۶۴ھ مین انتقال کیا۔ سجان سنگھ اور اندر من دو بیٹے تھے سجان سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

اندرمن کو بادشاہ نے منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار پر سرفراز کیا۔ راجہ اندرمن بندیلہ
عالمگیر کے عہد مین خطاب راجگی سے موصوف ہوکر امارت کے درجے پر پہونچا۔ ۳۰ سنہ جلوس ۱۰۹۷ھ مین مرگیا۔

صاحب مآثر الامرا تحریر فرماتے ہین کہ اورنگ آباد کے احاطہ کے باہر

پچھم اور اُتر کے کونے پر راجہ بہارسنگہ کا آباد کیا ہوا پورہ اب تک آباد ہے۔

پرتھی راج راٹھور

شاہجہان کے ایام شاہزادگی کے ملازمون مین سے تھا سلہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا سنہ جلوس مین خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور رہوا۔ اور اپنے ساتھیون کے ساتھ گھوڑے اُڑائے ہوئے دھولپور کے قریب اُس کو جا پکڑا۔ اور بہادر راجپوتون کے طریق پر گھوڑے سے کود کر خانجہان پر برچھے کا وار کیا۔ دونون مین تُرکی بہ تُرکی خوب مقابلہ ہوا۔ اور رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے۔ آخرکار دونون سخت زخمی ہو کر ایک دوسرے سے جُدا ہوئے۔ قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ طویلۂ خاص سے گھوڑا اور فیل خانے سے ہاتھی مرحمت فرما کر عزت افزائی کی اور منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ممتاز کیا۔

سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سربلند ہو کر خواجہ ابوالحسن کے ساتھ قلعہ ناسک کی تسخیر کے واسطے مامور رہوا۔ اسکے بعد خانخانان مہابت خان کے ہمراہ منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سربلند ہو کر دکن مین متعین ہوا۔ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد مین کارہائے نمایان انجام دیئے جنکے انعام مین منصب سو سوارون کا اضافہ ہوا۔

سنہ مین منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز ہوا سنہ مین اکبرآباد کا قلعدار مقرر ہوا سنہ مین جب بادشاہ لاہور مین مقیم تھے ایک کروڑ روپیہ اکبرآباد کے خزانہ سے حضور شاہی مین پہونچایا۔ اور اُس مین سے پچاس لاکھ روپیہ مہم بلخ و بدخشان کے خرچ کے واسطے لے کر بلخ و بدخشان روانہ ہوا۔ رخصت کیوقت

بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا معہ رُپہلی زین کے مرحمت فرمایا سنہ ۱۲ جلوس مین راجہ بیٹھلداس کے ساتھ علی مردان خان کی امداد کے واسطے کابل روانہ ہوا۔ اور اسی طرح دیگر خدمات بجالاکر سنہ ۱۰۶۰ھ مین انتقال کیا۔ بادشاہ نے اُس کے بھائی رام سنگھ اور اُس کے لڑکے کیسری سنگھ کو منصب مناسب پر سرفراز کیا۔

پرسُوجی بھونسلا

قوم کا مرہٹہ اور کھیلوجی بھونسلا کا چھوٹا بھائی تھا۔ کھیلوجی۔ مالوجی۔ پرسوجی تینون بھائی شجاعت وبہادری مین شہرۂ آفاق اور ارکان سلطنت نظام شاہیہ سے تھے۔ کھیلوجی پہلے سال جلوس شاہجہانی مین مہابت خان کے وسیلے سے ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ اور منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے ممتاز ہوکر خلعت۔ جمدھر مرصع۔ علم ونقارہ۔ اسپ معہ زین طلا۔ اور فیل خاصہ سے سرفراز ہوا۔ ۲۰۔ رجب سنہ ۱۰۳۹ھ سنہ ۲ جلوس مین بادشاہ نے اُس کے حسن خدمات کے صلے مین پچاس ہزار روپیہ انعام مرحمت فرمایا۔ سنہ ۶ جلوس مین جبکہ قلعہ دولت آباد کے محاصرے مین مصروف تھا۔ پورانے نمک نے پھر زور مارا۔ خیال آیا کہ اگر قلعہ فتح ہوگیا تو دولت نظام شاہیہ برباد ہوجائیگی۔ یہ خیال کرکے لشکر شاہی سے بھاگ گیا اور پھر نظام شاہی ملازمت اختیار کرلی۔ — کھیلوجی بھونسلا

کھیلوجی کے بھاگنے کے بعد اُس کے دونون بھائی مالوجی اور پرسوجی خانخانان مہابت خان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور جان نثاری اور وفاداری کا عہد وپیمان کرکے ملازمت شاہی مین داخل ہونے کے امیدوار ہوئے۔ غرضکہ مہابت خان کی سفارش سے پرسوجی منصب سہ ہزاری ذات۔ دوہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اور ہمیشہ صوبہ داران اور سپہ سالاران متعینہ دکن کے ساتھ عقیدت و — پرسوجی

اخلاص سے خدمتین بجالاتا رہا۔ ۱۰۶۷ھ مین شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ نے اورنگ زیب کی قوت کم کرنے کے واسطے جملہ اُمرائے متعینہ دکن کو جو شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی مین متعین تھے دربار مین طلب کیا۔ اُن مین پرسوجی بھی شامل تھا۔ یہ بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے اکبرآباد روانہ ہوگیا۔ جب اکبرآباد پہونچا۔ شاہزادۂ داراشکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اورنگ زیب کے روکنے کے واسطے صوبۂ مالوہ کو روانہ کیا۔

پرسوجی جنگ اجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ہمراہ تھا۔ اُس کی شکست کے بعد بھاگ کر داراشکوہ کے پاس اکبرآباد پہونچا۔ اِس کے بعد سموگر کی لڑائی مین سپہر شکوہ کے ساتھ داراشکوہ کی میسرہ فوج مین شامل ہوا۔ اور داراشکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا۔ اور ۳ سنہ جلوس تک اپنے منصب موجودہ پر قائم رہکر خدمات شاہی مین سرگرم رہا۔

عالمگیر کا دو ہندو ملازمون کو برخاست کرکے اُنکی بیش قرار پنشن مقرر کرنا۔

شہنشاہ عالمگیر کو پہلے ہی سے کسی بات پر دونون بھائیون سے ملال تھا۔ لہذا ۳ سنہ جلوس مین دونون کو ملازمت سے برخاست کیا لیکن خدمات سابقہ کا لحاظ فرماکر بڑے بھائی مالوجی کی تیس ہزار روپیہ سالانہ اور چھوٹے بھائی پرسوجی کی بیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کردی۔

بادشاہ عالمگیر نے سترھوین صدی مین جو فیاضانہ برتاؤ اپنے ان ہندو ملازمون سے کیا اُس کی نظیر اُس زمانہ مین توکیا آج بیسوین صدی مین بھی ملنا مشکل ہے مگر اس پر بھی بہت سے متعصب مورخون نے اُس کی سلطنت پر جا و بیجا الزام لگانا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ پرسوجی نے بالکل مغلیہ طرز معاشرت اختیار کرلی تھی۔ جب وہ بیش قرار پنشن پر ملازمت سے علیحدہ ہوا۔ اَسّی ہزار روپیہ مین جل گانون مضاف صوبہ برار کی زمینداری خریدلی۔ اور اُس کے منافع اور پنشن سے بقیہ عمر نہایت آرام

اور آسائش سے بسر کی۔

پرسوجی نے اورنگ آباد مین ایک پورہ آباد کیا تھا جو حصار شہر کے اندر ہے۔ پرسوجی کے نام سے مشہور ہے۔

راجہ پرتاب چند اجینیہ

بھوجپور صوبہ بہار کا رہنے والا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر سربلند ہو کر خطاب راجگی۔ اور عنایت فیل سے مفتخر ہوا۔ کئی مرتبہ بادشاہ سے وطن کی حکومت کی آرزو کر کے وہان کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ جب کئی برس تک اہل وطن پر حکومت کی خود مختاری کا شوق چرّایا۔ یہان تک کہ ۹ سنہ جلوس مین قلعہ کو مستحکم کر کے خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا۔ بادشاہ نے اِس نمکحرامی کا حال سُنکر عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ کو جو اُس زمانے مین صوبۂ بہار کے صوبہ دار تھے سرکوبی کے واسطے حکم بھیجا۔ مُنگیر سے مختار خان۔ اور گورکھپور سے فدائی خان یہ حال سُن کر عبداللہ خان سے آملے۔ اور تینون نے ملکر قلعہ بھوجپور کا محاصرہ کیا۔ چونکہ قلعہ بہت مضبوط اور جنگل مین واقع تھا۔ چھ مہینے تک محاصرہ رہا۔ روزانہ توپ و تفنگ سے لڑائیان ہوتی رہین۔ آخر کار قلعہ فتح ہو گیا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد بھی پرتاب سنگھ خوب جم کر لڑا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور خودکشی کرنا چاہا جب یہ نہ ہوسکا تو تمام ہتھیار اور کپڑے اُتار کر صرف لُنگی پہنے ہوے رومال سے ہاتھ باندھکر عبداللہ خان کے پاس چلا آیا۔ اُس نے اول قید مین رکھا۔ اور بادشاہ کے حکم پہونچنے پر عدم آباد کو رخصت کیا۔

راجہ پرتھی چند

چنبہ کے راجہ کا بیٹا تھا۔جب ۸ جلوس شاہجہانی مین جگت سنگھ راجہ جمون نے باغی ہوکر چنبہ کے راجہ کو قتل کرڈالا۔اور خود اُس کے ملک پر قابض ہوگیا۔ تو شاہجہان نے اُس کی سرکوبی کے واسطے فوج روانہ کی۔پرتھی چند امرائے متعینہ مہم مذکور کی خدمت مین حاضر ہوا۔اُنھون نے بادشاہ کے پاس بھیجدیا بادشاہ نے خلعت اور جدھر مرصع اور گھوڑا مرحمت فرماکر منصب ہزاری ذات۔چہار صد سوار پر سرفراز فرمایا۔اور خطاب راجگی سے موصوف کیا۔اِس کے بعد مہم مذکور پر مامور کیا اِس مہم سے فارغ ہوکر بارگاہ شاہجہانی مین حاضر ہوا۔بادشاہ نے ۲۰ صفر ۱۰۵۲ھ کو ایک ہاتھی مرحمت فرماکر عزت افزائی کی۔اس کے بعد مدتون تک دربار مین حاضر رہا۔۲۷ محرم ۱۰۵۳ھ کو بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت فرماکر وطن کو رخصت کیا۔اِس کے بعد اُس کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

پرم دیو سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا۔اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ابتدا مین رانا کی سرکار مین ملازم تھا ۱۲ جلوس شاہجہانی مین رانا کی ملازمت چھوڑکر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔بادشاہ نے منصب ہشت صدی ذات۔چہار صد سوار پر سرفراز فرمایا ۲۰ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔پانصد سوار پر مفتخر ہوکر مہم قندھار پر متعین ہوا ۲۳ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات پانصد سوار اور ۲۵ مین منصب ہزار و پانصدی ہفتصد سوار سے ممتاز ہوا۔اِسی سال دوبارہ مہم قندھار پر مامور ہوا ۲۶ مین منصب دو ہزاری۔ہشت صد سوار

اور سنہ ۲۲ مین منصب دوہزاری۔ ہزار سوار۔ اور سنہ ۲۸ مین منصب دوہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سربلند ہوا۔ اِسی سال بادشاہ نے کسی بات پر خوش ہو کر دس ہزار روپیہ کے جواہرات انعام مین مرحمت فرمائے۔

سنہ ۲۹ جلوس مین اُس کی لڑکی کی شادی مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور سے قرار پائی۔ اور وہ سرانجام شادی کے واسطے رخصت لے کر متھرا روانہ ہوا۔

سنہ ۳۱ جلوس مین منصب سہ ہزاری۔ ہزار سوار سے ممتاز ہو کر شاہزادہُ اورنگ زیب کے ساتھ صوبہ دکن مین متعین ہوا۔ اور جب سنہ ۱۰۶۸ھ مین شاہجہان کی بیماری کی حالت مین دارا شکوہ نے امرائے متعینہ دکن کو دربار مین طلب کرالیا۔ یہ بھی دربار مین حاضر ہوا۔

سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ سموگڈہ مین دارا شکوہ کی فوج ہراول کا سردار تھا اور اُسکی شکست کے بعد بارگاہِ عالمگیری مین حاضر ہوا۔ جنگِ شاہزادہ شجاع اور محاربہ دوم دارا شکوہ مین عالمگیر کے لشکر کے ساتھ خدماتِ شاہی مین سرگرم تھا۔ اِس کے بعد دکن مین متعین ہوا۔

سنہ ۱۰ جلوس مین خلعت مرحمت ہو کر راجہ رام سنگھ کچھواہہ کے ساتھ مہم آسام مین مامور رہا۔ اور وہان سے واپس ہو کر سنہ ۱۲ جلوس مین صف شکن خان فوجدار متھرا کے ساتھ متھرا مین تعینات ہوا۔ اور اِسی سال انتقال کیا۔

رائے تلوک چند شیخاوت

رائے منوہر کا پوتا۔ اور شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۶ جلوس مین مہم دولت آباد مین متعین ہو کر اپنی تلوار کے جوہر دکھائے۔ سنہ ۹ مین مہم ساہو جی بھونسلا پر مامور رہا۔ سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہشت صدی ذات۔ پانصد سوار سے

سرفراز تھا سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا اور میدان جنگ مین شجاعت و بہادری کے خوب خوب کارنامے دکھائے۔ اور فتح بلخ کے بعد نواب سعد اللہ خان کی سفارش سے منصب ہزاری ذات۔ و پانصد سوار پر سرفراز ہوا اسکے بعد دیگر مہمات مین شریک ہوکر شاہی خدمتین بجالاتا رہا۔

مؤتمن الدولہ۔ عمدۃ الملک راجہ ٹوڈرمل

شہنشاہ اکبر کے مشہور و معروف وزیر راجہ ٹوڈرمل ذات کے ٹنڈن گوت کے کھتری۔ اور لاہور کے رہنے والے تھے بعض کہتے ہین کہ چونیان ضلع لاہور کے رہنے والے تھے۔ اور وہان اُن کے بڑے بڑے عالیشان مکانات موجود ہین کلکتہ کی مشہور علمی مجلس ایشیاٹک سوسائٹی نے اُن کے وطن کی تحقیقات کرکے موضع لاہرپور علاقہ آودہ کا رہنے والا قرار دیا ہے۔

اُن کے خاندان اور عہد طفلی کا حال صرف اِس قدر معلوم ہوا ہے۔ کہ حالت صغیر سنی ہی مین اِن کے باپ نے انتقال کیا۔ اور بیوہ مان نے اِن کو بڑی تنگی اور افلاس کی حالت مین پالا تھا۔ خواجہ مظفر خان کی دیوانی کے عہد مین (سنہ ۹۷۱ھ مین مظفر خان دیوان اور وکیل مطلق مقرر ہوئے) اول عام متصدیون کے زمرے مین ملازمت شاہی مین بھرتی ہوئے۔ اور مدتون اُن کی ماتحتی مین کام کرتے رہے طبیعت مین ابتدا ہی سے غور و خوض کا مادہ موجود تھا۔ قواعد کی پابندی اور کام کی صفائی کی عادت تھی شب و روز محنت کرکے اپنے اور دوسرے متصدیون کا کام انجام دیتے تھے۔ کام کا قاعدہ ہے کہ جو اُسے سنبھالتا ہے۔ چارون طرف سے سمٹ کر اُسی کی طرف ڈھلکتا ہے۔ چنانچہ اسی طریقے سے رفتہ رفتہ بہت سے کارخانے اور خدمتین اِن کے متعلق ہوتی گئین۔ اور یہ اکثر بادشاہ کے سامنے حاضر ہوکر خود

کاغذات پیش کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ہر کام مین انھین کا نام زبان پر آنے لگا۔ یہانتک کہ خواجہ مظفر خان ہی کے عہد مین یہ بادشاہ کے ایسے منظور نظر ہوگئے۔ کہ دونون مین رقابت پیدا ہوگئی۔ اور دونون بالیاقت اہلکار ایک دوسرے پر وار کرنے لگے ایک دوسرے سے نہ دبتا تھا۔ اکبر کی نظر دونون پر برابر تھی۔ دونون کارگذار دن کو دونون ہاتھون پر برابر لئے چلتا تھا۔ آخر کو تو تو مین مین ہونے لگی۔ راجہ نے ایک دن سر دربار خواجہ سے کہا کہ تم مسلمان بہت نوکر رکھتے ہو۔ اُنھون نے جواب دیا۔ کہ تم کون ہوتے ہو۔ تم ہندو نوکر رکھو اور اپنا کام چلاؤ۔

جب راجہ ٹوڈرمل پر بادشاہ کی اس قدر نظر عنایت ہوئی۔ انھین اپنی لیاقت دکھانے کا بڑا موقع ملا علاوہ دفتر کے انتظام کے اُنھون نے پیادہ۔ سوار۔ توپخانہ۔ بہیر۔ رسد وغیرہ کے پورانے طریقون مین اصلاحین کرنا شروع کین۔ بادشاہ اُنکے انتظامات کو دیکھکر سمجھ گئے کہ ٹوڈرمل قلم ہی کا دھنی نہین بلکہ سپاہگری و سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے۔ اُسوقت سے مہمات مُلکی مین بھی مامور ہونے لگے۔ چنانچہ چتوڑ۔ رن تھنبور۔ سورت کی فتحون مین جو جو خدمتین اُنھون نے عقیدت و اخلاص سے کین۔ اُن کے نقش اکبر کے دل مین بیٹھ گئے۔ اور اُن کی شجاعت و دلاوری اور قلعہ گیری کی تدبیرون کا عالم مین ڈنکا بج گیا۔

۹۷۲ھ مین اکبر نے میر معزالملک کو بہادر خان کے مقابلے پر قنوج روانہ کیا۔ اِس کے بعد راجہ ٹوڈرمل کو حکم دیا کہ تم جا کر سرشور نمک خوارون کو سمجھاؤ۔ اگر راہ پر آجائین تو بہتر ہے۔ ورنہ سزا کو پہونچاؤ۔ بہادر خان لڑنا نہ چاہتا تھا۔ جب بادشاہی لشکر پاس پہونچا۔ جہان تھا۔ وہین تھم گیا۔ معزالملک کے پاس وکیل بھیجا۔ اور پیغام دیا کہ خانزمان کی منعم خان کے ذریعے سے عرض معروض ہو رہی ہے ہمارے لیئے تم بارگاہ شاہی مین سفارش کرو۔ کہ خطائین معاف ہوجائین معزالملک

اپنی بہادری کے سامنے کسی کو نہ سمجھتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ جو مین ہون سو کون۔ ایک نہ سُنی۔ یہ پیغام سلام ہو ہی رہے تھے کہ راجہ جا پہونچے۔ اِن کا بھی نیا جوش تھا۔ اور مُلک گیری اور شمشیر زنی کے جوہر دکھانا چاہتے تھے۔ اِنھون نے بھی صلح پر لڑنے کو ترجیح دی۔ اور لڑ پڑے۔ بہادر خان نام ہی کا بہادر نہ تھا۔ بلکہ شجاعت و بہادری مین اپنا ثانی نہ رکھتا تھا جب مجبور ہو گیا۔ بقول شخصی مرتا کیا نہ کرتا۔ مارنے مرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور بادشاہی فوج پر باز کی طرح آ کر گرا۔ معز الملک نرے بان کے بہادر تھے نہ کہ میدان جنگ کے۔ ٹوڈر مل بہادر تھے مگر اپنی سخت گیری کی وجہ سے امیرون اور سپاہیون کو خوش نہ رکھ سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر خان نے معز الملک کو تو پہلے ہی حملہ مین اُلٹ کر پھینکدیا۔ ٹوڈر مل شام تک تو الگ الگ لڑتے رہے۔ رات کو کھسک گئے۔ امراے ہمراہی جان بوجھکر پہلو دے گئے۔ اُدھر دربار مین خانزمان کے ساتھ بہادر خان کا بھی قصور معاف ہو چکا تھا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا فرمایا خیر۔ اب ہم تو خانزمان کے ساتھ سب کا قصور معاف کر چکے۔ تھوڑے دنون مین ٹوڈر مل چُپ چُپاتے دربار مین آ موجود ہوئے۔

۹۸۰ھ مین صوبہ گجرات کے مہتمم بندوبست مقرر ہو کر بھیجے گئے۔ اور چند روز مین جملہ کاغذات مرتب کر کے حاضر دربار ہوئے۔

مہم بہار ۹۸۱ھ مین خانخانان منعم خان کی امداد کے واسطے صوبہ بہار روانہ کیے گئے اور اُن کے لشکر مین شامل ہو کر خوب مقابلہ کیا۔ اور پٹنہ کے فتح ہونے پر علم اور نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوئے۔

مہم بنگالہ اس مہم کے بعد جب بنگالے کی مہم کے واسطے اُمرا منتخب ہوئے۔ اُن مین پھر اِن کا نام لکھا گیا۔ چنانچہ اِنھون نے اس مہم کے ہر معرکہ خصوصاً معرکہ ٹانڈہ مین شجاعت و بہادری۔ اور حُسن تدبیر کا پورا حق ادا کیا۔ اور نازک نازک موقعون پر اپنی

جان کو جان نہین سمجھا۔

۹۸۲ھ مین جب داؤد خان کا حال بہت تنگ ہوا۔ صلح کی التجا کی خانخانان منعم خان کا آئین سپہداری ہمیشہ صلح پر تھا۔ اُمرائے شاہی بھی روز روز کی لڑائیون اور مُلک کی آب وہوا کی خرابی کیوجہ سے تنگ ہو رہے تھے۔ جلسۂ مشورت مین سب صلح پر راضی ہو گئے۔ لیکن ٹوڈرمل راضی نہ ہوئے۔ اور یہی کہتے رہے کہ دشمن کی جڑ اُکھڑ چکی ہے۔ اور تھوڑی سی ہمت مین سب افغان نیست و نابود ہو جائینگے۔ اُن کی التجاؤن اور اپنے آرامون پر نظر نہ کرو۔ اور برابر دھاوے کیئے جاؤ۔ اور اِن کا پیچھا نہ چھوڑو۔ خانخانان اور اُمرائے لشکر نے اِنھین بہت سمجھایا۔ مگر یہ کسی طرح راضی نہ ہوئے۔ اگرچہ صلح ہو گئی۔ اور اُسکا جشن بڑی شان وشوکت سے منایا گیا۔ مگر ٹوڈرمل اِس جشن مین نہ شریک ہوئے نہ صلحنامہ پر اپنی مُہر کی۔

جب اِس صلح ہو جانے پر بنگالہ کی طرف سے بادشاہ کا اطمینان ہو گیا۔ تو اِنھین دربار مین بُلا بھیجا۔ جب یہ دربار مین حاضر ہوئے ۵۴ہاتھی کہ نہایت عمدہ اور تمام بنگالہ مین نامی تھے۔ اور بہت سے نادر ونایاب تحفہ حضور مین لاکر پیش کیئے۔ اور جملہ معرکون کی تفصیل بیان کی۔ اکبر بہت خوش ہوئے۔ اور عالی منصب دیوانی عطا فرمایا۔ اور چند ہی دن مین تمام مُلکی اور مالی خدمتین سپرد ہو کر وزارت کل اور وکالت مستقل کے معزز عہدے پر سرفراز ہوئے۔ جب منعم خان کا انتقال ہو گیا۔ داؤد خان پھر باغی ہو گیا۔ اور تمام بنگالہ مین بغاوت پھیل گئی بادشاہ نے خانجہان کو ممالک مذکورہ کا انتظام سپرد کیا۔ اور ٹوڈرمل کو ساتھ کیا۔ اِنھون نے اپنی لیاقت وکاردانی سے بگڑے ہوئے کام کو جلد بنا لیا۔ اخیر معرکہ مین دونون طرف کے بہادر اِس ہمت سے لڑے کہ دلون کے ارمان

نکل گئے۔ اِس معرکہ مین خانجہان قلب مین اور ٹوڈرمل بائین پرے پر تھے۔ اکبری اقبال کے ساتھ خانجہان اور ٹوڈرمل کی بہادری کام کر گئی۔ داؤد خان گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ اور اُس کے خاتمے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ ٹوڈرمل موچھون پر تاؤ دیتے ہوئے ہنسی خوشی دربار مین حاضر ہوئے۔ ۳۰۴ ہاتھی نذر گذرانے کہ یہی بنگالہ کا بڑا تحفہ تھا۔

راجہ ٹوڈرمل کے بنگالہ سے واپسی کے تھوڑے دنون بعد دربار مین خبر آئی۔ کہ وزیر خان کی بے تدبیری سے گجرات اور سرحد دکن کا حال تباہ ہے۔ راجہ کو حکم ملا کہ جلد وہان پہونچکر انتظام مناسب عمل مین لائین۔ یہ حسب الحکم دربار سے روانہ ہوئے۔ اور سُلطان پور ملک ندربار۔ بندر سورت۔ بھڑوچ۔ بڑودہ۔ جانپر۔ گجرات کا دورہ کرتے ہوئے۔ اور دفتر وغیرہ کا معاینہ کرتے ہوئے پٹن مین پہونچے۔ اور وہان کے دفتر کے ملاحظہ مین مصروف تھے کہ وزیر خان کا قاصد دوڑا ہوا آیا۔ اور معلوم ہوا کہ گلرخ بیگم نے جو شاہزادۂ کامران کی بیٹی اور ابراہیم حسین مرزا کی بیوی ہے اپنے نوجوان بیٹے مظفر کو ساتھ لیکر گجرات پر حملہ کیا ہے۔ اور اُمرائے شاہی اُس کے مقابلے کی تاب نہ لاکر قلعہ مین محصور ہین۔ راجہ جس ہاتھ مین قلم لیئے ہوئے دفتر کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ اُسی ہاتھ مین تلوار لے کر فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور یلغار کر کے گجرات جا پہونچے۔ وزیر خان کو مدد بنا کر قلعہ سے باہر نکالا۔ اور باغیون کی طرف روانہ ہوئے۔ باغی بڑودہ مین پڑے ہوئے تھے۔ راجہ کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے۔ راجہ نے تعاقب کیا اور جب پیچھا نہ چھوڑا تو دولقہ کے تنگ میدان مین جا کر رُکے۔ اور لاچار ہو کر مقابلہ کیا۔ اِس لڑائی مین گلرخ بیگم نے عجیب مردانہ کام کیا تھا۔ عورتون کو مردانہ کپڑے پہنا کر گھوڑون پر سوار کیا تھا جو بجائے چشم و ابرو کے تیر و تلوار سے بڑے بڑے

بہادر مردون کو گھائل کرتی تھین۔ آخرکار بڑے کُشت وخون کے بعد غنیم بہت سی غنیمت چھوڑ کر بھاگے۔ بہت سے باغی گرفتار ہوئے۔ ٹوڈرمل نے لوٹ کے اسباب اور ہاتھیون کے ساتھ اِن قیدیون کو بھی اصلی ہیئت مین بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ کہ زنانی مردانگی کا نمونہ بھی بادشاہ دیکھ لین۔ راجہ کے بیٹے دھارنے اِن قیدیون کو بادشاہ کے روبروپیش کیا۔

بغاوت بنگالہ

سنہ ۹۸۶ھ مین صوبہ بنگالہ مین فساد اُٹھا۔ اِس مرتبہ اُمرائے شاہی مین بگاڑ تھا۔ اور اُمرا اور سپاہی سپہ سالار سے ناراض ہوکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے تھے۔ اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو روانہ کیا۔ اِنھون نے اِس نازک موقع پر شمشیر سے زیادہ تدبیر سے کام لیا۔ بہتون کو حکمت عملی سے کھینچ لیا۔ جنھون نے نمکحرامی پر کمر باندھی۔ اُنھین تلوار کے گھاٹ اُتارا۔ غرضکہ نہایت جانکاہی اور جانفشانی سے خدمتین بجا لاکر اس فساد کو فرو کیا۔ اِسی مہم مین بعض نمکحرامون نے سازش کی تھی۔ کہ لشکر کی موجودات لیتے وقت راجہ کا کام تمام کردین۔ بلوہ کا خون ہوگا جس کا کسی خاص شخص پر ثبوت پہونچنا ناممکن ہوگا۔ لیکن راجہ کو بھی وقت پر خبر مل گئی۔ اور وہ نہایت ہوشیاری سے اِس موقع سے صاف الگ ہوگئے۔

سنہ ۹۸۹ھ مین بنگالے کے انتظام سے فارغ ہوکر دربار مین واپس آئے۔ اور اپنے اصلی عہدے وزارت کے دربار مین مصروف ہوئے۔

سنہ ۹۹۰ھ مین راجہ ٹوڈرمل نے بادشاہ کی دعوت کی۔ نہایت دھوم دھام سے جشن منعقد کیا۔ بادشاہ جشن مین راجہ کے گھر تشریف لیگئے۔ اور اُن کی عزت افزائی فرمائی۔

سنہ ۹۹۳ھ مین منصب عالی چہار ہزاری سے مفتخر ہوئے۔

مہم یوسف زئی

اِسی سال راجہ بیربر کوہستان یوسف زئی وسواد وغیرہ کی مہم پر مارے گئے۔

جب بادشاہ کو خبر ہوئی بہت رنج ہوا۔ دوسرے دن انھین روانہ کیا۔ مان سنگھ جمرود کے مقام پر تھے۔ اُنھین حکم پہونچا کہ راجہ ٹوڈرمل سے جاکر ملو۔ اور اُن کی صلاح سے کام کرو۔ راجہ ٹوڈرمل نے وہان پہونچکر کوہ لنگر کے پاس سواد کے قریب اپنی چھاؤنی ڈالی۔ فوجون کو اِدھر اُدھر پھیلایا۔ بہت سے افغان مارے گئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ کچھ پہاڑون مین جا چھپے۔ اِس خدمت کو انجام دے کر یہ سُرخرو دربار مین واپس آئے۔

۹۹۶ھ مین ایک کھتری نے رات کے وقت اِن پر تلوار کا وار کیا۔ اور بھاگ گیا۔ بادشاہ کو مسلمان امیرون کی طرف سے بدگمانی پیدا ہوئی کہ عداوت مذہب سے کسی نے یہ حرکت کی ہے۔ جب تحقیقات ہوئی تو اصل حال کھُلا کہ راجہ نے ایک کھتری کو بداعمالی کی سزا دی تھی وہ غصّے کے مارے اندھا ہو رہا تھا۔ اُس نے موقع پاکر وار کیا۔ آخرکار وہ اور اُس کے ساتھی سب پکڑے گئے۔ اور سزایاب ہوئے۔

۹۹۷ھ مین اکبر کشمیر جنّت نظیر کی سیر کو تشریف لے چلے۔ راجہ ٹوڈرمل کو راجہ بھگوان داس کے ساتھ لاہور مین چھوڑا۔ یہ یہان کچھ بیمار ہوئے۔ بادشاہ کو عرضی لکھی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ بیماری نے بڑھاپے سے سازش کر کے زندگی پر حملہ کیا ہے۔ اور غالب آگئی ہے۔ موت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ اجازت ہو تو سب سے ہاتھ اُٹھا کر گنگا جی کے کنارے جا بیٹھون۔ اور خدا کی یاد مین آخری سانس نکالون۔

بادشاہ نے اول تو اِن کی خوشی کے لیئے فرمان اجازت بھیج دیا تھا۔ کہ وہان افسردہ طبیعت شگفتگی پر آجائیگی۔ مگر دوسرا فرمان پھر پہونچا کہ کوئی خدا پرستی عاجز بندون کی غمخواری کو نہین پہونچتی۔ بہت بہتر ہے کہ اِس ارادہ سے رُک جاؤ۔

اور اخیر دم تک انھین کے کام مین رہو۔ اور اسی کو آخرت کا سفر خرچ سمجھو۔ پہلے فرمان کی اجازت پر تن بیمار اور جان تندرست کو لے کر ہردوار چلے تھے۔ لاہور کے پاس اپنے ہی بنوائے ہوئے تالاب پر ڈیرا تھا۔ جو دوسرا فرمان پہونچا۔ کہ چلے آؤ۔

راجہ ٹوڈرمل اس فرمان کے پہونچتے ہی جہان تھے۔ وہین رُک گئے۔ بیمار تو پہلے ہی سے تھے۔ گیارھوین دن اس دار ناپائدار سے رخصت ہوئے۔

مذہب اخلاق و عادات۔

راجہ ٹوڈرمل اپنے مذہب کے پکے۔ اور ہمیشہ گیان دھیان مین مصروف رہتے تھے۔ پوجا پاٹ اور دیگر فرائض مذہبی کو کمال سرگرمی سے انجام دیتے تھے۔ وہ جب تک پوجا سے نہ فارغ ہو لیتے کوئی دنیوی کام نہ کرتے۔ یہان تک کہ کھانا تک نہ کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ جبکہ بادشاہ کے ساتھ اجمیر سے پنجاب جا رہے تھے ایک دن کوچ کی گھبراہٹ مین ٹھاکرون کا آسن کہین رہ گیا یا وزیر سلطنت کا تھیلا سمجھکر کسی نے چرا لیا۔ اُس کی تلاش مین کئی وقت کا فاقہ ہو گیا۔ تمام لشکر مین اسی کا چرچا ہونے لگا۔ دربار مین بیربر جیسے کئی مقدس پنڈت۔ اور بہت سے دھیان وان موجود تھے خدا جانے بادشاہ کے سامنے کیا کیا مذاق اُڑائے ہون گے۔ بادشاہ نے راجہ کو بُلایا۔ اور فرمایا کہ ٹھاکر چوری گئے تو جانے دو۔ اَن داتا تمھارا ایشور ہے وہ تو چوری نہین گیا۔ اشنان کر کے اُسے یاد کرو۔ اور کھانا کھاؤ۔ خودکشی کسی مذہب مین ثواب نہین ہے۔ راجہ نے بادشاہ کی اس تقریر کو سُن کر نصیحت پر عمل کیا۔ اور اشنان کر کے ٹھاکرون کا دھیان کیا۔ اور فارغ ہو کر کھانا کھایا۔

راجہ کے اخلاق و عادات کی نسبت شیخ ابوالفضل تحریر کرتے ہین ”کہ اگر تعصب کی پرستاری۔ تقلید کی محبت۔ اور کینہ کشی نہ ہوتی۔ اور اپنی بات پر مغرور ہو کر نہ اَڑتا۔ تو بزرگانِ معنوی سے ہوتا“ جب راجہ دیوان کل کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ اُس مقام پر لکھتے ہین ”بادشاہ نے مقدمات مُلکی اور مالی اسکے

فہم و فراست پر حوالہ کرکے دیوان کل ہندوستان کا مقرر فرمایا۔ وہ راستی اور کم طمعی مین عمدہ خدمت گذار تھا۔ بے لالچ کاروبار کرتا تھا۔ کاش کینہ کش اور انتقام جو ہوتا کہ طبیعت کے کھیت مین ذرا ملائمت پھوٹ نکلتی۔ یہ بھی سہی۔ تعصب مذہبی چہرہ پر رنگ نہ پھیرتا تو اتنا قابل ملامت نہ ہوتا۔ باوجود اسکے عام اہل زمانہ کو دیکھکر کہنا چاہیئے۔ کہ سیردلی اور بے طمعی کے ساتھ عرق ریز۔ کاروان۔ قدروان خدمت گذار تھا۔ اور کم نظیر نہین۔ بے نظیر تھا"

راجہ ٹوڈرمل کے دامن شہرت پر خواجہ شاہ منصور کے قتل کی سازش کا بدنما دھبہ خیال کیا جاتا ہے۔ خواجہ موصوف حساب کتاب۔ معاملہ فہمی اور تحریر و تقریر مین کارگذار اہلکار تھے۔ ترقی کرتے کرتے ۹۸۴ھ مین بادشاہ کی جوہر شناسی سے دیوان کل ہوگئے۔ اور امور ملکی مین راجہ ٹوڈرمل کے شریک غالب ہوکر کام کرنے لگے۔ دو کارگذار اہلکارون کا ایک کام پر رہنا غضب ہے دونون مین چشمک پیدا ہوگئی۔ اور ایک دوسرے پر وار کرنے لگا۔ مرزا حکیم اکبر کا سوتیلا بھائی کابل کا حاکم تھا۔ وہ بغاوت کرکے لاہور تک بڑھ آیا۔ اکبر نے آگرہ سے فوج روانہ کی۔ اور پھر خود بھی روانہ ہوا۔ مرزا حکیم بھاگ گیا۔ اکبر سرہند پر پہونچا۔ خواجہ اُس وقت سرہند کے صوبہ دار تھے۔ یار لوگون نے مرزا حکیم کے فرمان اور اُس کے اُمرا کی طرف سے جعلی خطوط خواجہ کے نام۔ کچھ خواجہ کے خط اُس کے نام بناکر پیش کیئے۔ موقع ایسا تھا۔ کہ اکبر کو بھی یقین آگیا۔ قید کرکے ضامن مانگا۔ بُرے وقت مین کون کس کا ساتھی ہوتا ہے۔ اِن بیچارے کی ضمانت پر کوئی نہ کھڑا ہوا۔ اور انبالہ کے قریب کچھ کوٹ کی منزل پر بیچارے کو بے جرم و بے خطاب پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ ثانی منصور حلاج ۹۸۹ھ تاریخ ہوئی۔ جب مرزا حکیم کی مہم کا خاتمہ ہوا۔ تو کابل مین پہونچکر اکبر نے بہت

تحقیقات کی لیکن سازش کی بو بھی کہین سے نہ نکلی۔ یہ پتہ چلا کہ راجہ ٹوڈرمل کی اشتعال سے کرم اللہ۔ شہباز خان کنبوہ کے بھائی اور بعض دیگر اُمرائے یہ فقیلے بنائے تھے۔ اکبر نے اِس کے خون ناحق سے اور اِس نظر سے کہ ایسا کاردان اہلکار ہاتھ سے گیا بہت افسوس کیا اور کہا کرتے تھے کہ جبدن سے خواجہ مرا۔ تمام حساب درہم برہم ہوئے ہین اور محاسبہ کا سرشتہ ٹوٹ گیا۔

ٹوڈرمل پابندیٔ آئین۔ تعمیل احکام اور محاسبات عمل درآمد مین کسی کی بال بھر بھی رعایت نہ کرتے تھے۔ اُمرائے عالیشان سے لیکر غریب سپاہی تک اور صاحبان مُلک سے لیکر ادنیٰ معافیدار تک سب کا حساب وکتاب اِنھین کے ذمہ تھا۔ حساب کتاب مین لوگ حجتین کرتے۔ اور جب اِن کے سامنے کسی کی کچھ پیش نہ جاتی۔ طرح طرح کے الزام لگاتے اور پھبتیان اُڑا کر اپنے دل کے بُخار نکالتے تھے۔ کسی نے سجع لکھا ہے۔

تصنیف وتالیف اور علمی لیاقت

آنکہ شد کار ہند از و مختل — راجہ راجہاست ٹوڈرمل

راجہ ٹوڈرمل نے حساب کتاب مین ایک رسالہ لکھا ہے۔ اُس کے گُر یاد کرکے بنیہ اور مہاجن طلسمات کا عالم دکھاتے ہین۔ اور اُن کے سامنے بڑے بڑے کالجون کے بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے۔ مُنہ تکتے رہ جاتے ہین۔

کتاب خازن اسرار بھی اُنھین کے نام سے مشہور ہے۔ جو دو حصون پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ مین دھرم گیان۔ اشنان۔ پوجا پاٹ وغیرہ کا بیان ہے۔ دوسرے مین کاروبار دنیوی کا ذکر ہے۔ دونون مین بہت سے چھوٹے چھوٹے باب ہین۔ ہر چیز کا تھوڑا تھوڑا بیان ہے مگر سب کچھ ہے۔ دوسرے حصے مین علم الاخلاق کے علاوہ اختیار ساعات۔ موسیقی شگون آواز طیور پرواز طیور وغیرہ تک کے حالات لکھے ہین۔

اُن کی علمی لیاقت کا حال صرف اِس قدر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے دفتر کی تحریرون کو بخوبی لکھ پڑھ لیتے تھے۔

دفتر کا انتظام اور نئے قواعد۔

راجہ ٹوڈرمل اول درجہ کے محاسب تھے۔ ہر معاملہ مین اصول و قواعد کی پابندی کو ضروری سمجھتے تھے اُنھون نے کاغذات دفتر کو از سر نو مرتب کیا۔ نئی نئی اصلاحین نکالین۔ اگرچہ اِن کے ساتھ فیضی۔ میر فتح اللہ شیرازی۔ حکیم ابوالفتح۔ حکیم ہمام۔ نظام الدین احمد بخشی وغیرہ نے بیٹھکر قواعد بنائے۔ اور سب دفترون مین اُنھین کے بموجب کام جاری ہوا۔ خواجہ شاہ منصور اور مظفر خان نے دفتر کے انتظام مین بڑے بڑے کام کیئے۔ مگر اِن کی شہرت نے سب کے کامون پر پانی پھیر دیا۔ اور راجہ نئی اصلاحین اور الفاظ۔ اور دفتر کے آئین و قوانین اِنھین کے نام سے مشہور ہو گئے۔ جن مین سے بہت سی اصلاحین اور الفاظ آجتک مالگذاری اور حساب کے سرکاری کاغذات مین چلی آتی ہین۔

صاحب دربار اکبری بحوالہ خلاصۃ التواریخ تحریر فرماتے ہین "کہ وہ رازدان سلطنت تھا۔ وقائق سیاق اور حقائق حساب مین بے نظیر تھا۔ محاسبون کے کاروبار مین باریکیان نکالتا تھا۔ ضوابط و قوانین وزارت۔ آئین سلطنت۔ مُلک کی معموری۔ رعیت کی آبادی۔ دفتر دیوان کے دستور العمل۔ حقوق بادشاہی کے اصول۔ افزونی خزانہ۔ رستون کی امنیت۔ مواجب سپاہ۔ شرح دامی پرگنات۔ تنخواہ جاگیر۔ مناصب اُمرا کے قواعد۔ سب کچھ اِسکی یادگار ہین۔ اور سب جگہ اِنھین قواعد اور ضوابط پر عمل درآمد ہے۔

(۱) جمع دہ بدہی پرگنہ وار اُس نے باندھی۔ (۲) طنابی جریب خشکی اور تری مین گھٹ بڑھ جاتی ہے اور ۵۵ گز تھی۔ اُس نے ۶۰ گز کی جریب بانس یا نرسل کی قرار دی۔ اور لوہے کی کڑیان بیچ مین ڈالین۔ کہ کبھی فرق نہ پڑے۔

(۳) اُس کی تجویز سے ۹۸۲ھ مین کل ممالک محروسہ بارہ صوبون مین منقسم ہوا۔
اور دہ سالہ بندوبست ہو گیا۔ چند گانوٗن کا پرگنہ۔ چند پرگنون کی سرکار۔ چند
سرکارون کا ایک صوبہ قرار پایا (۴) روپیہ کے چالیس دام[۱] ٹھہرائے۔ پرگنہ
کی شرح دامی دفتر مین مندرج ہوئی (۵) کروڑ دام کی تحصیل پر ایک عامل مقرر
کر کے کرڑوڑی (تحصیلدار) اُس کا نام رکھا (۶) اُمرا کے ماتحت نوکر ہوتے تھے۔
اُن کے گھوڑون کے لیئے داغ کا آئین مقرر کیا۔ کہ ایک جگہ کا گھوڑا دو دو تین
تین جگہ دکھا دیتے تھے۔ عین وقت پر کمی سے بڑا ہرج پڑتا تھا۔ اِس مین کبھی
توسوارون کی دغابازی ہوتی تھی۔ کبھی اُمرا خود بھی دغا دیتے تھے کہ جب موجودات
ہوتی تو فوراً سوار سپاہی نوکر رکھ لیئے اور لفافہ چڑھا کر موجودات دلوا دی۔
اِدھر سے رخصت ہوئے۔ اُدھر جا کر سپاہیون کو موقوف کر دیا۔ (۷) بندہاے
بادشاہی کی سات ٹولیان باندہین۔ ہفتے کے سات دن کے بموجب ہر ٹولی
سے باری باری سے آدمی لئے جاتے تھے۔ اور چوکی مین حاضر ہوتے تھے۔
(۸) ہر روز کے واسطے ایک چوکی نویس مقرر ہوا۔ کہ ہر اہل خدمت کی حاضری
بھی لے۔ اور جو عرض معروض حکم احکام ہون۔ جاری کرے اور جا بجا پہونچائے۔
(۹) ہفتے کے لیے سات واقع نویس مقرر ہوئے۔ کہ تمام دن کا حال (روزنامچہ)
ڈیوڑھی پر بیٹھے لکھا کرین۔ (۱۰) اُمرا اور خوانین کے علاوہ چار ہزار یکہ سوار خاص
رکاب شاہی کے لیئے قرار دیئے۔ اِنھین کو احدی کہتے تھے کہ یکّہ کا ترجمہ ہے۔
اِن کا داروغہ بھی الگ مقرر ہوا۔ (۱۱) کئی ہزار غلام۔ کئی لڑائیون کے گرفتار
غلامی سے آزاد ہوئے۔ اور چیلہ اُن کا خطاب ہوا۔ کیونکہ خُدا کے بندے آزاد ہین

[۱] درم وزن مین ایک تولہ کا ہوتا تھا۔ دلّی کے پیسے کی طرح مرصع تھا۔ ایک طرف اکبر کا نام معمولی
طور پر۔ اور دوسری طرف ددم نہایت خوش خط خط ثلث مین لکھا ہوتا تھا۔

اُنھین غلام یا بندہ کہنا روا نہین ہے۔ غرض سیکڑون جزئیات۔ آئین و قواعد
کے ایسے باندھے۔ کہ بعد اُس کے امرا اور وزرا نے کوشش کی اور کرتے ہین
مگر آگے نہین نکل سکتے۔ اِس کے بعد منصب کالت مرزا عبدالرحیم خانخانان کو
مرحمت ہوا۔ اُس نے بھی منصب مذکور اور اُمورات وزارت کو باحسن وجوہ
رونق دی۔ کہ مورد تحسین ہوا۔ (۱۲) ہندوستان مین خرید و فروخت دیہات
کی جمع بندی تحصیل مال۔ نوکرون کی تنخواہون کا حساب کیا راجاؤن اور کیا
بادشاہون مین تنگون پر تھا۔ مگر پیسہ دیا کرتے تھے۔ چاندی پر ضرب لگتی تھی۔
تو چاندی کے تنگے کہلاتے تھے۔ اور ایلچیون اور ڈومون کو انعام مین دیا کرتے
تھے عام رواج نہ تھا۔ چاندی کے مول بازار مین بک جاتے تھے۔ ٹوڈرمل
نے منصبدارون اور ملازمون کی تنخواہ مین اُنھین کو جاری کیا اور آئین باندھا
کہ تنگہ کے حِگہ دیہات سے روپیہ وصول ہوا کرے۔ اِس کا ۱۱ ماشہ وزن رکھا۔
روپیہ کے چالیس درم قرار دئیے۔ اِس کا آئین یہ کہ تانبے پر ٹکسال کا خرچ
لگائین۔ نو روپیہ کے پورے پورے ۴۰ دام پڑتے ہین۔ وہی نوکرون کو تنخواہ
مین ملتے تھے۔ اُسی کے بموجب جمع کل دیہات و قصبات پرگنات کے دفتر
مین لکھی جاتی تھی۔ اُس کا تام عمل نقد جمع بندی رکھا۔ محصول کا یہ آئین باندھا
کہ غلہ زمین بارانی مین۔ نصف کاشتکار تھا۔ نصف بادشاہ کا غیر بارانی مین
ہر قطعہ پر ⅓ اخراجات اور اُس کی خرید و فروخت کی لاگت لگا کر غلہ مین ¼
بادشاہی نیشکر وغیرہ مین کہ جنس اعلیٰ کہلاتی تھی۔ اور پانی اور نگہبانی اور
کٹائی وغیرہ کی محنت غلہ سے زیادہ کھاتی ہے۔ ¼۔ ⅕۔ ⅙۔ ⅐ حسب مراتب
حق بادشاہی ہے۔ باقی حق کاشتکار اگر محصول لین۔ تو جنس مین مربع بیگہ پر زر نقدی
لین۔ اُس کا دستورالعمل بھی جنس وار لکھا ہوا ہے۔

ہندؤنکا فارسی پڑھنا اور فارشاہی میں فارسی زبان کا عام طور سے رائج ہونا۔

سنہ ۹۰۰ھ مین سونے سے تانبے تک کل سکون مین راجہ کی تجویز سے اصلاحین ہوئین۔ سکندر لودی کے زمانے تک عام طور سے ہندو فارسی یا عربی نہ پڑھتے تھے۔ اِن کا نام ملکش بدھیا رکھ چھوڑا تھا۔ جب سکندر لودی کو فارسی خوان ہندؤن کی ضرورت ہوئی۔ تو اُس نے ایک دن دربار مین کہا "کہ کدام ہندو بچہ است کہ فارسی می داند" جواب ملا۔ کہ کوئی نہین۔ اِس پر بادشاہ نے اول برہمنون کو طلب کر کے فارسی پڑھنے کے واسطے کہا۔ اُنھون نے جواب دیا۔ کہ ہمارا راجہ ہمکو اپنے دھرم کرم و دیا سے کہان فرصت ہے۔ جو فارسی پڑھین۔ پھر چھتریون کو بُلا کر کہا سو وہ بولے۔ کہ ہم اہل سیف ہین اہل قلم بنا نہین چاہتے اسی طرح ویشون نے عذر کیا۔ کہ ہم تجارت پیشہ ہین۔ ہمین اس قدر فرصت نہین کہ فارسی پڑھین۔ جب شودرون مین کایتون کی باری آئی جو پہلے سنسکرت کی کتابت سے اوقات بسری کرتے تھے۔ اُنھون نے خوشی سے قبول کر لیا۔ اور تھوڑے ہی دنون مین فارسی پڑھ کر مُلکی عہدون پر مامور ہونے لگے۔ اُن کی دیکھا دیکھی اور ہندو بھی فارسی پڑھنے لگے۔ اور سکندر لودی ہی کے زمانے مین اکثر ہندو فارسی۔ عربی مین کامل ہو کر اِن علوم کا درس دینے لگے۔ پنڈت ڈونگرمل شاعر بن گئے۔ جن کا یہ مطلع مشہور ہے۔

دِل خون نشدے چشم تو خنجر نشدے گر ‏ ‏ رہ گم نشدے زُلف تو ابتر نشدے گر

لیکن چونکہ ہندی مُلکی زبان تھی۔ اور ہزارون ایسے ہندو جو فارسی نہین جانتے تھے مختلف محکمون خصوصاً محکمہ مال مین ملازم چلے آتے تھے۔ اِس کے علاوہ سکندر لودی کے بعد سے اکبر کے عہد تک مُلکی انقلاب بھی جلد جلد ہوتا رہا۔ اور کسی بادشاہ کو اتنی فرصت نہ ملی کہ اِدھر توجہ کرتا لہذا راجہ ٹوڈرمل کے عہد تک دفترون کا انتظام کچھ تیتر بٹیر رہا۔ جہان ایسے ہندو تھے جو

فارسی نہین جانتے تھے۔ وہان ہندی کاغذون مین کام چلتا تھا۔ جہان مسلمان اور فارسی خوان ہندو تھے۔ وہ فارسی مین کاغذ رکھتے تھے۔ جب راجہ ٹوڈرمل نے دیکھا کہ اس دوعملی سے کام مین بہت ہرج ہوتا ہے۔ اور ہندو بادشاہ وقت کی زبان نہ جاننے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی ترقی پانے سے محروم رہتے ہین۔ تو اُس نے کل قلمرو ہندوستان کے دفاتر مین یک قلم فارسی زبان کو رائج کردیا۔ اگرچہ راجہ کے اس حکم سے اسوقت ہندؤون مین ایک عام اضطراب پیدا ہوگیا۔ اور چند روز تک طرح طرح کی مشکلین بھی پیش آئین لیکن عام طور سے ہندو فارسی پڑھنے لگے اور چند ہی مدت کے عرصے مین بہت سے ہندو فارسی خوان ہوکر نہ صرف دفترون بلکہ امرا اور دربار کے زمرے مین نظر آنے لگے۔ اور چونکہ بہ نسبت مسلمان اہلکارون کے یہ اپنے افسرن کی اطاعت و فرمانبرداری زیادہ کرتے تھے اس وجہ سے اُنسے ترقی بھی زیادہ پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ دفترون مین اُنکی تعداد بڑھتی گئی۔ اور اکبر ہی کے عہد مین سب امیرونکی سرکارون مین بھی ہندو ہی منشی اور دیوان نظر آنے لگے۔ چنانچہ جب کسی موقع پر مسلمان اُمرا نے اکبر سے راجہ ٹوڈرمل کے اختیارات اور ترقیات متواتر کو دیکھکر بعض امورات مین اُس کی شکایت کی۔ اور یہ بھی کہا کہ حضور نے ایک ہندو کو مسلمان پر اس قدر اختیار اور اقتدار دیدیا ہے۔ ایسا مناسب نہین۔ تو بادشاہ نے بے ساختہ جواب دیا۔ ہر کدام شمادر سرکار خود ہندوے دارد۔ اگر ماہم ہندوے داشتہ باشیم چرا از و بد باید بود۔ یعنی تم سب کی سرکارون مین ہندو منشی ہین۔ ہمنے ایک ہندو رکھا تو تم کیون بُرا مانتے ہو۔

جہانگیر۔ شاہجہان۔ بلکہ اورنگزیب کے عہد تک ہندو اہل قلم مسلمان اہلکارون کا پہلو دباتے ہوئے برابر ترقی کرتے گئے۔ اور اورنگزیب کے عہد مین دیوانی۔ پیشکاری۔ کروڑیی (تحصیلداری) وغیرہ عہدون پر تمام ہندو ہی ہندو

سرفراز تھے۔ اب یاتو بادشاہ کے سامنے مسلمان امیرون نے شکایت کی ہو۔ یاست نمائی قتبرا اور دیگر ہندو رعایا کی بغاوت۔ اور ان ہندو اہلکارون اور عہدے دارون کے اُن کے ساتھ شامل ہو جانے یا دانستہ اپنے فرائض منصبی سے غفلت کرنے کی وجہ سے جس کا ثبوت پورے طور سے تاریخ سے چلتا ہے۔ بادشاہ کو خود خیال پیدا ہوا ہو ۱۰۸۲ھ مین پہلا فرمان جاری ہوا کہ محالات خالصہ کے کٹوڑی مسلمان مقرر کیئے جایا کرین۔ اور دیوانی اور پیشکاری کے عہدون پر بھی مسلمانون کا تقرر کیا جائے۔ لیکن اسی سال پھر دوسرا فرمان صادر ہوا۔ کہ تمام دفاتر دیوانی۔ اور بخشیان سرکار کے محکمون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر کیا جایا کرے۔ اگرچہ بادشاہ نے اس فرمان کی تعمیل پر بھی زیادہ زور نہ دیا اور بقول صاحب منتخب اللباب اس حکم کی پوری کیا بالکل بھی تعمیل نہ ہوئی لیکن اس زمانہ مین متعصب مورخون نے اتنی ہی سی بات پر پرکا کوا بنا کر اورنگ زیب پر یہ الزام گڑھ لیا ہے کہ اُس نے ہندؤن کو تعصب مذہبی کی وجہ سے ملازمت شاہی سے خارج کیا۔ حالانکہ تاریخ سے سوائے امر مندرجہ بالا کے اُن کے اس الزام دہی کی کوئی اصلیت نہین معلوم ہوئی۔ بلکہ برعکس اس کے مسلمانون کے آخری عہد تک ہندو برابر ترقی کرتے رہے۔ اور ٹوڈرمل کا یہ فیض نہ صرف مسلمانون کے آخری عہد تک جاری رہا بلکہ پورانے مسلمان رئیسون کی سرکار مین ابتک ہندو متصدی نظر آتے ہین۔ اور اسی نظیر سے برٹش گورنمنٹ کے عہد مین ہندؤن نے فائدہ اُٹھا کر بادشاہ وقت کی زبان سیکھنے مین پیش قدمی کی اور ترقی کی گھوڑدوڑ مین اپنے مسلمان بھائیون سے بہت آگے نکل گئے۔

دفاتر مین فارسی زبان رائج ہونے سے دوسرا فائدہ جو ہندؤن اور مسلمانون

دونون کا مفاد یہ ہے۔ کہ فارسی اور عربی الفاظ عام طور سے ہندؤون کی زبان پر آنے لگے۔ اور ہندو مسلمانون کے اتفاق اور اتحاد کی مبارک یادگار زبان اُردو کی بنیاد پڑی۔

یادگارین

راجہ ٹوڈرمل نے لاہور اور پنجاب کے اکثر مقامات پر عالیشان پختہ تالاب۔ اور دیگر عمارتین تعمیر کرائی تھین۔ اکبرآباد (آگرہ) اور فتحپور سیکری مین اُن کی عالیشان حویلیون کے نشانات اب تک موجود ہین۔ اکبرآباد کی حویلی دریائے جمنا کے کنارے روضۂ تاج باغ کے قریب واقع۔ اور حویلی دیوان جی کے نام سے موسوم تھی۔

اولاد (دھارا)

راجہ ٹوڈرمل کے بیٹے راجہ کلیان کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔ بڑا بیٹا دھارا باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین داخل تھا۔ ہم ٹھٹہ مین خانخانان میرزا عبدالرحیم خان کے ساتھ ہوکر خوب بڑھ بڑھ کر لڑا۔ اور پیشانی پر نیزے کا زخم کھا کر گھوڑے سے گرا۔ خوشانصیب کہ سُرخرو دنیا سے گیا۔ منصب ہفت صَدی پر سرفراز تھا۔

راجہ۔ رائے ٹوڈرمل افضل خانی

ابتدا مین علامی افضل خان وزیر اعظم شاہجہان کی سرکار مین معمولی منشیون کے زمرے مین ملازم ہوئے۔ اور اپنی لیاقت و کاروانی۔ اور رسلامت روی سے بہت جلد منظور نظر ہوکر ترقی پاتے رہے۔ علامی موصوف کی وفات کے بعد جوہر کاروانی سے منتخب ہوکر بادشاہی ملازمت مین منسلک ہوئے۔ ۸۔ جمادی الاولےٰ سنہ ۱۰۵۰ھ ۱۳ سلہ جلوس کو خدمت دیوانی اور امینی اور فوجداری سرکار سہرند سے مفتخر ہوکر خطاب رائے سے موصوف ہوئے ۱۵ سلہ جلوس مین

فوجداری لکھی جنگل کی خدمت بھی اُنھین کو مرحمت ہوئی۔
رائے ٹوڈرمل راجہ ٹوڈرمل کے صرف ہمنام ہی نہ تھے بلکہ انتظامی قابلیت اور حسن تدبیر کے ساتھ رعایا پروری مین اُن کے نقش قدم پر چلتے تھے ۱۵ سنہ جلوس مین اُن کی رعایا پروری اور انتظامات سے بادشاہ نے خوش ہو کر منصب ہزاری ذات ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سرفراز فرمایا۔
سنہ ۲ جلوس مین اول پانسو سوار دو اسپہ سہ اسپہ منصب مین اضافہ ہو کر اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہوئے۔ اور سرکار دیپالپور۔ اور پرگنہ جالندھر۔ اور پرگنہ سلطان پور کی دیوانی بھی اُنھین کو مرحمت ہوئی۔ اور جب اِن کی خوش لیاقتی اور حسن کارگذاری سے اِن پرگنات کی مالگذاری پچاس لاکھ روپیہ تک پہونچ گئی تو بادشاہ نے خوش ہو کر سنہ ۲۱ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے ممتاز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔
سنہ ۲۳ جلوس مین عَلَم مرحمت ہوا۔
سنہ ۶۸ھ مین جب شاہزادہ دارا شکوہ سموگڈھ کی شکست کے بعد اکبرآباد سے پنجاب کی طرف بھاگا اور راستے مین سہرند کی طرف سے ہو کر گذرا۔ تو لکھی جنگل کے نام سے راجہ ٹوڈرمل کا جمع کیا ہوا بیس لاکھ روپیہ جو اُس نواح مین مدفون تھا تلاش سے اُس کے ہاتھ لگا شہنشاہ عالمگیر نے تخت نشین ہو کر راجہ ٹوڈرمل کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا۔ اور اُسی جگہ اُنھون نے ۷۶ھ مین انتقال کیا۔

راجہ جگناتھ کچھواہا

راجہ ٹوڈرمل کے چھوٹے بیٹے۔ اور راجہ مان سنگھ کے چچا تھے۔ اکبر نے

مرزا شرف الدین حسین کو میوات کا حاکم کرکے روانہ کیا تھا۔ اُسنے قرب وجوار کے علاقون پربھی دست اندازی شروع کی اور آنبیر کو جو کچھواہا خاندان کا دارالحکومت تھا لینا چاہا۔ راجہ بہاڑا مل کا ایک بھتیجہ شرکت ریاست کی وجہ سے مرزا سے آن ملا۔ اور ساتھ ہوکر لشکر لے گیا۔ مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈہائے مرزا غالب آیا۔ اور راجہ بہاڑا مل پر کچھ خراج مقرر کرکے اُن کے دو بھتیجون اور ایک بیٹے یعنی انھین جگناتھ کو بطور یرغمال اپنے ساتھ لے گیا۔

۹۶۹ھ مین راجہ بہاڑا مل اُمرائے اکبری مین داخل ہوئے۔ اُنکے بیٹے پوتے عزیز و قریب سب کے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر ہوئے۔ راجہ جگناتھ بھی مرزا کے پاس سے طلب ہوکر اُمرائے شاہی مین داخل ہوئے۔ اور شرافت اطوار اور جوہر اعتبار سے منتخب ہوکر حضوری رکاب مین عزت پائی۔

سنہ ۲۱ جلوس مین رانا پرتاب کی لڑائی مین غنیم کی صفون کو تہ و بالا کر دیا۔ رام داس جیمل کا بیٹا کہ نامور ان لشکر رانا سے تھا۔ مقابلے پر آیا اور مارا گیا۔ اکبر اُن کی اِس بہادری کا حال سُن کر بہت خوش ہوئے۔ اور انعام و اکرام سے مالامال کیا۔

سنہ ۳۱ جلوس مین پنجاب کے صوبہ دار مقرر ہوئے۔ اِس کے بعد کابُل وغیرہ کی مہمات مین کارہائے نمایان انجام دے کر سنہ ۳۶ جلوس مین شاہزادہ مراد کے ساتھ مہم دکن پر مامور ہوئے۔ اکبر کے آخر عہد مین راجہ جگناتھ منصب اعلیٰ پنجہزاری سے سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر خلعت کے ساتھ ایک نہایت اعلیٰ درجے کی جڑاؤ تلوار مرحمت فرمائی۔

رام چند کچھواہا
رام چند (کرم چند) راجہ جگناتھ کا بیٹا جہانگیر کے عہد مین منصب دوہزار ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز خدمات شاہی مین سرگرم تھا۔

راجہ منروپ کچھواہا

دوسرا بیٹا منروپ شاہجہان کے وقت مین خطاب راجگی سے موصوف ہوکر سنہ ۱ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ یک ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ یہ شاہجہان کے ایام شاہزادگی کے وفادار ملازمون سے تھا شاہجہان نے تخت نشین ہوکر خلعت۔ جمدھر مرصع۔ علم۔ اسپ معہ زین نقرہ کے علاوہ پچیس ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت فرمایا۔ سنہ ۳ جلوس مین مرگیا۔

تیسرا بیٹا بالا شاہجہان کے عہد مین منصب ہفت صدی ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز تھا۔ وہ بھی سنہ ۳ جلوس مین مرگیا۔

راجہ منروپ کا بیٹا گوپال سنگھ سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات۔ شش صد سوار پر سرفراز تھا۔

جگمل کچھواہا

گوپال سنگھ کچھواہا

راجہ بہاڑا مل کچھواہا کا چھوٹا بھائی تھا۔ راجہ موصوف کے ساتھ ملازمت اکبری مین داخل ہوا ۸ سنہ جلوس مین میرٹھ (مارواڑ) کا قلعدار مقرر ہوا۔

سنہ ۱۸ جلوس مین جب اکبر یلغار کرکے گجرات روانہ ہوا۔ جگمل کو اُردوئے شاہی کی حفاظت پر متعین کیا۔

جگمل منصب ہزاری ہی پر پہونچنے پایا تھا۔ کہ اُس کا انتقال ہوگیا۔

کنگار کچھواہا

جگمل کا بیٹا کھنگار اپنے چچا راجہ بہاڑا مل کے ساتھ اکبرآباد مین رہتا تھا ابراہیم حسین مرزا کی بغاوت کے ایام مین راجہ نے اُس کو فوج دے کر دہلی کی حفاظت کے واسطے روانہ کیا۔ سنہ ۲۱ جلوس مین کنور مان سنگھ کے ساتھ رانا پرتاب کی مہم پر مامور رہوا۔ اِس کے بعد شہباز خان کنبوہ کی ماتحتی مین صوبۂ بنگالہ مین متعین ہوا۔

راجہ جے مل کچھواہا

راجہ روپ سی کچھواہا کا بیٹا۔ اور راجہ بہارا مل کا بھتیجہ تھا۔ راجپوتون مین سب سے پہلے اُمرائے تیموریہ کے زُمرے مین شامل ہونے کا فخر اسی کو حاصل تھا۔ ابتدا مین مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات کی ملازمت مین منسلک ہو کر میرٹھ (مارواڑ) کا تھانہ دار مقرر ہوا۔ جب مرزا کا کاروبار برہم ہوا۔ دربار اکبری مین حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا۔

۱۷ سنہ جلوس مین خان اعظم کے ساتھ گجرات روانہ ہوا۔ اور اکبر کی مشہور یلغار گجرات مین جس مین کہ ۲۷ یا ۲۸ منزلون کو جنھین شاہان سلف نے مہینون مین طے کیا تھا۔ اُس نے آٹھ نو دن مین طے کیا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ تھا۔

اِس مہم مین جب اکبر لڑائی کے واسطے میدان جنگ مین صفون کو درست کر رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ راجہ جے مل بہت بھاری بکتر پہنے ہوئے ہے۔ اکبر نے سبب دریافت کیا۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اِسوقت یہی ہے۔ زرہ جلدی کی وجہ سے وہین رہ گئی۔ اکبر نے اُسی وقت وہ بھاری بکتر اُتروایا۔ اور اپنے خاصہ کی زرہ پہنوا دی۔ راجہ جے مل سلام کر کے ہنسی خوشی اپنے رفیقون مین جا ملا۔ تھوڑی دیر مین بادشاہ نے راجہ کرن کو جو راجہ مالدیو والی جودھپور کا پوتا تھا۔ دیکھا کہ اُس کے پاس رہا بکتر کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے راجہ جے مل کا بکتر اُسے پہنوا دیا جے مل کے باپ روپ سی کی جودھپور والون سے کچھ خاندانی عداوت چلی آتی تھی۔ جب اُس کو یہ حال معلوم ہوا اُس نے اُسی وقت بادشاہ کے پاس آدمی بھیجا۔ کہ حضور میرا بکتر میرے بزرگون کی یادگار چلا آتا ہے اور بڑا مبارک اور فتح نصیب ہے۔ وہ مرحمت فرمایا جائے۔ جب بادشاہ نے یہ پیغام سُنا خیال آیا

کہ ان دونون کے درمیان خاندانی کھٹک چلی آتی ہے۔ فرمایا کہ خیر ہمنے اسیواسطے خاصہ کی زرہ انھین دیدی ہے۔ کہ فتح ونصرت کا تعویذ اور اقبال کا پیش خیمہ ہے بجائے اپنے بکتر کے اسے اپنے پاس رکھو۔ روپ سی سے اور تو کچھ بن نہ پڑا اسلحہ جنگ اُتار کر پھینک دیئے اور کہا۔ کہ خیر۔ مین میدان جنگ مین یونہی جاؤن گا۔ اِس نازک موقع پر جس نقش سلیمانی سے اکبر نے راجپوت دیودنکو مسخر کیا۔ وہ عجیب وغریب ہے۔ اُس نے یہ حال سُن کر فوراً اپنی زرہ بکتر اُتارنی شروع کی۔ اور کہا۔ کہ جب ہمارے جان نثار ننگے میدان جنگ مین لڑینگے۔ تو ہمسے یہ نہین ہو سکتا کہ زرہ بکتر مین چھپ کر میدان جنگ مین جائین۔ ہم بھی برہنہ تیر و تلوار کے منہ پر جائین گے۔ جب راجہ بھگوان داس نے جو خاندان کے سردار تھے یہ حال دیکھا۔ فوراً گھوڑا بڑھا کر جے مل اور روپ سی کے پاس پہونچے۔ دونون کو سمجھایا۔ لعنت ملامت کی اُن کے کہنے سے دونون نے پھر ہتھیار باندھے۔ یہ وہان سے بادشاہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ روپ سی نے آج بھنگ زیادہ پی لی تھی۔ اُس کی لہرونکی ترنگ مین یہ گستاخی ہوئی۔ اب بہت شرمندہ ہے۔ اکبر سُن کر ہنسنے لگے۔ اور یہ نازک جھگڑا اس عمدگی سے طے ہو گیا۔ اِس قسم کی محبت کی باتین ہوا کرتی تھین جن کی وجہ سے راجپوت اکبر کے طلسم محبت مین کھنچکر جان تک دینے کو فخر سمجھتے تھے ۹۸۴ھ جلوس مین دودا پسر رائے سرجن کی تنبیہ کیواسطے مہم بوندی پر مامور ہوا۔

۹۹۱ھ مین اکبر نے کسی ضروری کام کے واسطے ڈاک چوکی پر بنگالہ روانہ کیا۔ یہ وفادار جان نثار بندہ گھوڑے کی ڈاک پر بیٹھ کر دوڑا۔ گرمی کا موسم تھا۔ زور شور سے لوئین چل رہی تھین۔ تقدیر کی خوبی کہ چوسا کے گھاٹ تک

پہونچنے پایا تھا۔ کہ تھکن نے بٹھادیا اور تھوڑی دیر مین لٹا کر بستر مرگ پر ہمیشہ کیلئے سُلادیا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا۔ محل مین گئے۔ تو سُنا کہ اُدے سنگھ جے مل کا بیٹا اور چنڈا اور جاہل راجپوت اپنی جہالت کی وجہ سے جے مل کی رانی کو جو موٹہ راجہ کی بیٹی ہے زبردستی ستی کرنا چاہتے ہین۔ خدا ترس بادشاہ کو ترس آیا۔ دل مین خیال کیا کہ ممکن ہے کہ کسی امیر کو بھیجدون۔ مگر اُس کے سینے مین اپنا دل اور پھر دل مین یہ درد کیونکر ڈالون اِس خیال کے آتے ہی تڑپ کر فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُڑا۔ راجہ جگناتھ اور راجہ رائے سال اور چنڈا اور جان نثارون کو ساتھ لیا۔ اور موقع واردات پر جا کھڑا ہوا راجہ جگناتھ۔ اور راجہ رائے سال نے آگے بڑھکر اُدے سنگھ اور دیگر راجپوتون کو سمجھایا۔ اور سمجھا بجھا کر حضور مین لاکر حاضر کردیا۔ جب اکبر نے دیکھا کہ اپنے کیئے پر پشیمان ہین۔ جان بخشی کا حکم دیا۔ لیکن چند روز تک ادب خانہ زندان مین رکھا۔

کنور جگت سنگھ کچھواہا

راجہ مان سنگھ کے بڑے بیٹے تھے۔ باپ کے ساتھ ملازمت شاہی مین داخل ہو کر منصب نہ صدی سے سرفراز ہوئے۔ اکبر کی اِن پر خاص نظر عنایت تھی اِس وجہ سے دربار مین زیادہ حاضر رہتے تھے۔ سنہ ۱۰۰۶ھ ۴۲ جلوس مین مرزا جعفر (آصف خان) کے ساتھ راجہ باسو کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔

سنہ ۱۰۰۸ھ جلوس مین اکبر نے راجہ مان سنگھ کو شاہزادہ سلیم کے ساتھ رانا امر سنگھ کی تنبیہ پر مامور کیا اور بنگالہ کی حکومت پر کنور جگت سنگھ کو سرفراز فرمایا۔ نوجوان کنور خوشی خوشی آگرہ مین تہیۂ سفر مین مصروف تھا۔ کہ موت کے فرشتے نے

آپکارا۔ اور عین نوجوانی کے عالم یعنی ۲۳ برس کی عمر مین شراب خانہ خراب کا شکار ہوگیا۔ تمام قوم کچھوا ہہ کے گھر گھر ماتم پڑ گیا۔ اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اسکے صغیر سن بیٹے جہان سنگھ کو باپ کی جگہ دی اور بنگالہ کی روانگی کا فرمان صادر کیا۔

شہنشاہ جہانگیر نے ۳ سنہ جلوس مین کنور جگت سنگھ کی بیٹی کی خواستگاری کی اور ۱۶۔ محرم ۱۰۱۷ھ کو اسّی ہزار روپیہ بطور رسم ساچق راجہ مان سنگھ کے گھر بھیجا۔ ۴۔ ربیع الاول ۱۰۱۷ھ کو دُلہن نہایت دھوم دھام سے حرم سرائے شاہی مین داخل ہوئی۔ مریم زمانی (والدۂ جہانگیر) کے دولت خانہ پر مجلس عقد منعقد ہوئی۔ راجہ مان سنگھ نے لاکھون روپیہ کے زیورات اور مرصع آلات۔ اور طرح طرح کے سازوسامان جہیز مین دئیے۔ جس مین ساٹھ ہاتھی بھی تھے۔

جادون راؤ

سیواجی مرہٹہ کا نانا اور اصلی نام لکھوجی تھا۔ مرہٹون کا ستارہ اقبال اسکی حسن قابلیت اور شجاعت رُستمانہ سے عالم مین چمکا اس سے پہلے گولکنڈا بیجاپور اور احمد نگر کے مسلمان بادشاہون کے وقت مین مرہٹون کو قلعون وغیرہ کے پیدل سپاہیون مین نوکریان ملا کرتی تھین۔ مگر جب معلوم ہوا کہ جنگی سوارون مین بھی اچھی خدمت دے سکتے ہین۔ تو رسالون مین بھی بھرتی ہونے لگے۔ اور ان مین ایسے لوگ جو پٹیل (چودھری) اور دیس مُکھ (نمبردار) ہوتے تھے موروثی عزت کے باعث سے رسالداریون اور جمعداریون کے عہدون تک مامور ہوجاتے تھے۔ سولھوین صدی عیسوی سے پہلے نہ تو مرہٹے بطور ایک قوم ہی کے مشہور تھے۔ اور نہ ان مین کوئی ایسا سردار تھا جو پولٹیکل لحاظ سے نامور اور ذی اقتدار

گنا جاتا ہو۔ مگر اِس صدی کے آغاز مین ملک عنبر نے جو احمد نگر کی نظام شاہی سلطنت کا ایک مشہور اور نہایت زبردست امیر تھا اور جو امارت کے نام سے درحقیقت فرمان روائی کرتا تھا۔ مرہٹون کو اپنی فوج مین سوارون کے زمرہ مین زیادہ بھرتی کیا۔ اور اُن کو سپاہگری کا فن سکھایا اور زرخیز جاگیرین عطا کرکے امارت اور سپہ سالاری کے درجے تک پہونچا دیا۔

اِسی ملک عنبر کی فوج مین مرہٹون مین سب سے پہلے لکھوجی نے جس کو بطور اعزازی لقب کے جادون راؤ کہتے تھے سب سے زیادہ ترقی پائی۔ اور اپنی شجاعت وکارگذاری کے جوہر دکھاکر درجۂ امارت اور دس ہزار سوارونکی سرداری کے منصب پر سرفراز ہو گیا۔ اور یہان تک اقتدار حاصل کیا۔ کہ جب سنہ ۱۱ جلوس جہانگیری مین شاہزادۂ خورم (شاہجہان) ملک عنبر کی فوج سے برسرپیکار تھا۔ اور یہ اپنے آقا سے بیوفائی کرکے اُس سے آملا۔ تو ملک عنبر کی تقدیر اُلٹ گئی۔ اور لڑائی ہار گیا۔

غنیم کے ایسے نامور اور عالی ہمت سردار کے ٹوٹ آنے کو شاہزادہ نے بہت غنیمت سمجھا۔ نہایت دلداری اور خاطرداری سے اُس کا دل بڑہایا۔ اور دربار مین سفارش کرکے منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار اُس کا مقرر کرا دیا اُس کے بیٹون۔ پوتون۔ اور دیگر متعلق سب کا علیحدہ علیحدہ منصب مقرر ہوا۔ کل خاندان کا منصب چوبیس ہزاری ذات۔ پندرہ ہزار سوار شمار مین آیا۔ اُس کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز پرگنے صوبہ دکن کے جاگیر مین مرحمت ہوئے۔ اور وہ نہایت عزت وعظمت سے زندگی بسر کرنے لگا۔

سنہ ۲ جلوس مین جب بادشاہ برہان پور مین مقیم تھے نہ معلوم کیا خیال کرکے اپنے سب ہمراہیون کے ساتھ لشکر شاہی سے بھاگ گیا۔ اور نظام شاہ

کے پاس جا پہونچا۔ وہ اُسکی پہلی نمکحرامی سے بہت جلا ہوا تھا حکمت عملی سے
اُس کو اپنے قابو مین لاکر معہ دو بیٹون اُجلا (اُجالا)۔ اور رگھو اور ایک پوتے
بسونت رائے کے قتل کرادیا۔

گرجا بائی زوجہ جادون رائو
گرجا بائی یا گرجا بائی اُسکی عورت بڑی عقلمند۔ بہادر۔ دوراندیش۔ اور مدبر
عورت تھی۔ وہ بجائے اِس کے کہ خاوند کے ساتھ ستی ہوتی یا خاوند اور بیٹونکے
سوگ مین بیٹھتی۔ میدان ہمت مین قدم جما کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور اپنے بیٹے
بہادرجی اور دیور جگدیو رائے کو ساتھ لے کر نقارے بجاتی ہوئی دولت آباد
سے اپنے وطن سندھکر کو جہان اُس کے شوہر کا بنایا ہوا قلعہ موجود تھا چلدی۔
بڑے بڑے سپہ سالار اور بہادر مردمنہ تکتے رہ گئے مگر اُس کے سامنے کسی
کی اتنی ہمت نہ پڑی کہ اُسکی طرف نظر اُٹھا کر بھی دیکھتا۔

گرجا بائی نے اپنے وطن مین پہونچکر نہایت عجز و عاجزی سے درگاہ شاہجہانی
مین عفو تقصیر کی عرضی لکھی خداترس بادشاہ کو اُس کی حالت زار پر رحم آگیا۔
قصور معاف فرما کر اعظم خان صوبہ دار دکن کے نام فرمان لکھایا۔ کہ ما بدولت
نے از راہ مراحم خسروانہ اِن لوگون کا قصور معاف فرمایا۔ تم کو لازم ہے
کہ اِن لوگون کو اپنی خدمت مین طلب کرکے حسب حیثیت اُن کے منصب کے
واسطے رپورٹ کرو۔ اعظم خان نے اِس فرمان کے پہونچنے پر اِن لوگون کو اپنے
پاس بُلایا۔ اور اُس کی سفارش سے حسب ذیل اشخاص اُمرائے شاہی کے
سلک مین منسلک ہوئے۔

ونت جی
ونت جی کو جو رکن خاندان تھا۔ ایک لاکھ تیئس ۲۳ ہزار روپیہ نقد مدد خرچ
کے واسطے مرحمت ہوا۔

جگدیو رائے
جگدیو رائے۔ جادون رائے کا بھائی منصب چہار ہزاری ذات۔ سہ ہزار

سوار پر سرفراز ہوا اور دکن مین خدمات شاہی بجا لا کر سنہ ۸ جلوس مین مرگیا۔

تلنگ (تپنگ) رائے (جادون رائے ثانی)

تلنگ رائے۔ جادون راؤ کا پوتا اور بسونت رائے کا بھائی منصب ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہو کر خطاب جادون رائے سے موصوف ہوا ۱۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو دربار شاہی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع عطا فرما کر پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ سنہ ۹ جلوس مین ساہوجی بھونسلا کی تنبیہ پر مامور رہا۔

بیٹھوجی

بیٹھوجی اُجلا کا بیٹا اور جادون راؤ کا پوتا منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ ۴۔ جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۱ھ کو دربار شاہی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت اور خنجر مرصع اور اسپ و فیل مرحمت فرمایا۔ سنہ ۹ جلوس مین مہم ساہوجی بھونسلا پر مامور رہا۔ اِس کے بعد مدت تک صوبہ دکن مین خدمات شاہی بجا لاتا رہا۔

بہادرجی

جادون راؤ کا بیٹا بہادرجی ۱۵۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو بارگاہ شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ بادشاہ نے خلعت اور کھپوہ مرصع کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ اور منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے سرفراز کر کے علم و نقارہ سے سربلند کیا۔ اور ایک گھوڑا معہ سونے کی زین کے اور ایک ہاتھی عطا کیا۔ سنہ ۶ جلوس مین قلعہ دولت آباد کے محاصرہ مین جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا۔ سنہ ۸ جلوس مین وفات پائی۔

دتا (دیاجی پسر بہادرجی)

بہادرجی کی وفات کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے دیا (دتا) جی کو منصب سہ ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ سنہ ۹ جلوس مین ساہوجی کی مہم پر مامور رہا۔ اس کے بعد عالمگیر کے عہد تک صوبہ دکن مین عقیدت و اخلاص سے خدمتین

بجا لاتا رہا۔ اور جب عالمگیر کے عہد مین مرہٹون کی کسی لڑائی مین مارا گیا۔ تو بادشاہ نے اُس کے بیٹے کو خطاب جگدیو رائے سے موصوف کرکے عہدہ منصب پر سرفراز کیا۔ جگدیو رائے پسر راجی

راجہ جھجھار سنگھ بُندیلہ

راجہ نرسنگھدیو بُندیلہ کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ جہانگیر کے آخری عہد مین منصب چہار ہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر سرفراز تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین خلعت وجمدھر مرصع مرحمت ہوکر علم ونقارہ کا اعزاز حاصل ہوا۔ اور ہفت ہنرار ی سے سرفراز ہوا جہانگیر کی راجہ نرسنگھدیو اور جھجھار سنگھ پر خاص نظر شفقت تھی۔ اور اُس کے عہد مین دونون باپ بیٹون نے بہت سا روپیہ جا وبیجا طور سے پیدا کیا تھا۔ اور اپنے وطن اوندچھ (ارچھا) کے قرب وجوار کے اکثر علاقون پر قابض ہوگئے تھے۔ جب شاہجہان کے عہد مین دیکھا۔ کہ پابندی آئین اور محاسبات عمل درآمد مین کسی کی بال بھر بھی رعایت نہین ہوتی توخوف پیدا ہوا اور ایک دن آدھی رات کے وقت اکبرآباد سے بھاگ گیا۔ بادشاہ نے مہابت خان وغیرہ کو تعاقب پر مامور کیا۔ لیکن وہ بھاگا بھاگ اوندچھا پہونچا جب شاہی فوج نے اوندچھ کا محاصرہ کیا۔ اور بہت تنگ ہوا تو بارگاہ شاہی مین عفو تقصیر کی عرضی لکھی۔ فرمان روایان مغلیہ کی بارگاہ مین در توبہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ دعا قبول ہوگئی۔ اور قصور معاف ہوگیا ۲ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوا۔ پندرہ لاکھ روپیہ نقد۔ ایک ہزار اشرفیان۔ ۴۰ ہاتھی بطور تاوان جنگ پیش کیے۔ اس کے بعد مہم دکن مین مامور ہوا۔ اور خدمتین بجا لاتا رہا۔

سشہ جلوس مین پھر شامتِ اعمال نے گھیرا۔ صورت یہ ہوئی کہ رخصت لے کر وطن مین مقیم تھا وہان سے کسی بات پر برافروختہ ہوکر بھیم نرائن زمیندار چوراگڈہ پر چڑہ دوڑا۔ اور اُس بیچارے کو قتل کرکے اُس کا تمام مال واسباب ضبط کرلیا۔ اور اُسکی زمینداری پر قابض ہوگیا۔ اَب جہانگیر کا عہد تو تھا نہین کہ بادشاہ کی نظرِ عنایت کی وجہ سے کوئی نہ بولتا۔ شاہجہان کے عہد کا باضابطہ انتظام تھا۔ دربار سے بازپُرس شروع ہوئی۔ اور محاسبہ کے پھندے پھکنے لگے۔ اُس نے اپنے بیٹے بکرماجیت کو جو مہم دکن پر ماموُر تھا بُلالیا اور پھر نمکحرامی پر کمر باندھکر باغی ہوگیا۔ بادشاہ نے سید خانجہان بارہ اور عبداللہ خان بہادر فیروزجنگ اور خانِ دوران خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو سرکوبی پر متعین کیا۔ وہ اِس عظیم الشان لشکر کی ٹکر نہ اُٹھاسکا۔ اوندچھ سے دہاموُنی۔ اور وہان سے چوراگڈھ بھاگا۔ اور جب ملک الموت کیطرح شاہی لشکر نے وہان بھی پیچھا نہ چھوڑا تو جنگل مین گھُس گیا۔ وہان گونڈون نے اُس کو پکڑ کر معہ بکرماجیت اُس کے بیٹے کے قتل کرڈالا۔ خانِ دوران خان نے دونون کے سر کٹواکر بادشاہ کے پاس بھیج دیئے۔ ایک کڑوڑ روپیہ اُس کے دفینون سے برآمد ہوکر خزانہ شاہی مین داخل ہوا۔

راجہ جگت سنگھ

راجہ باسو کا چھوٹا بیٹا تھا۔ راجہ باسو کی وفات کے بعد جہانگیر نے اُس کے بڑے بیٹے سورج مل کو باپ کا جانشین مقرر کیا۔ دونون بھائیون مین مخالفت تھی۔ بادشاہ نے اِس کو بھی کسی ادنیٰ منصب پر ماموُر کرکے صوبہ بنگالے مین متعین کردیا۔

سنہ۱۳ جلوس مین سورج مل نے نمکحرامی کی۔ اور باغی ہوگیا۔ بادشاہ نے اُسے صوبہ بنگالہ سے طلب کرکے منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز کرکے خطاب راجگی۔ خنجر مرصع۔ اسپ وفیل۔ اور بیس ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ اور راجہ بکرماجیت (سندرداس) کے پاس جو سورج مل کی تنبیہ پر مامور ہوا تھا روانہ کیا۔ اور سورج مل کے مارے جانے کے بعد وطن کی حکومت پر سربلند ہوا۔ اِس خاندان مین نہ معلوم بغاوت کا کیا اثر تھا کہ سنہ۱۸ جلوس مین اِسنے بھی بیوفائی پر کمر باندھی۔ اور خود مختار بن بیٹھا۔ جب صادق خان تنبیہ پر مامور ہوا اور اُس نے پہاڑون مین گھُس کر اِس کو پے درپے شکست دی تو اِس نے تنگ ہوکر نورجہان بیگم کا دروازہ کھٹکٹایا۔ اور بیگم کی سفارش سے قصور معاف ہوگیا۔ جہانگیر کے اخیر عہد تک جگت سنگھ نے منصب سہ ہزاری ذات۔ دوہزار سوار تک ترقی پائی۔ شاہجہان نے تخت نشین ہوکر یہی منصب قائم رکھا۔ سنہ۴ جلوس مین بنگش کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ سنہ۱۰ جلوس مین صوبہ کابل مین متعین ہوا۔ اور کریمداد پسر جلالہ کے گرفتار کرنے مین مورد تحسین ہوا۔ سنہ۱۱ جلوس مین جب علی مردان خان نے قندھار کا قلعہ شاہجہان کے حوالے کردیا اور ایرانی فوج مقابلے کے واسطے آئی۔ یہ شاہی فوج کا ہراول مقرر ہوا۔ اور اِس مہم مین نہایت شجاعت و دلاوری سے اول قلعہ ساربان اور اُس کے بعد قلعہ بست کو فتح کیا۔ اِس کے بعد لاہور مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ازراہ قدردانی ایک نہایت قیمتی موتیون کی مالا مرحمت فرمائی۔ اور فوجداری بنگش پر متعین ہوا۔

سنہ۱۴ جلوس مین اپنی خواہش سے دامن کوہ کانگڑہ کی فوجداری اور تحصیلداری پر بہ تعین چارلاکھ روپیہ جمع سالانہ کے سرفراز ہوا۔ رخصت کے وقت

بادشاہ نے خلعت اور گھوڑا مرحمت فرمایا۔ ۱۵ سنہ جلوس مین کسی شکایت پر تعلقہ مذکور سے تبدیل ہوکر دربار مین طلب ہوا۔ لیکن موروثی مرض بغاوت نے پھر زور کیا۔ اور بگڑ بیٹھا۔ بادشاہ نے سید خانجہان بارہ۔ سعید خان ظفر جنگ اصالت خان۔ اور شاہزادۂ مرادبخش کو سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اِس نے اول اِس فوج کا خوب مقابلہ کیا۔ لیکن جب مئو اور نورپور بادشاہی فوج نے فتح کرلیا اور کچھ کرتے دھرتے نہ بنا تو سید خانجہان کی وساطت سے پھر عفو تقصیر کی خواستگاری کی۔ خاندان مغلیہ کے فرمان روا۔ بابر۔ ہمایون۔ اکبر جہانگیر۔ شاہجہان۔ عالمگیر۔ بہادر شاہ کا برتاؤ خطابخشی کے معاملے مین نہ صرف قابل تعریف بلکہ سلسلۂ تاریخ مین بے نظیر ہے۔ اِن کے سامنے دشمن بھی آتا تھا تو آنکھ جھپک جاتی تھی۔ بلکہ اُس کی جگہ خود شرمندہ ہوجاتے تھے۔ خطا پر خطا معاف کرتے تھے مگر مونہ میلا نکرتے تھے اور اِس معاملے مین اپنے اُمرا اور رعایا کے ساتھ اولاد کا معاملہ رکھتے تھے ۔

غرضکہ پھر قصور معاف ہوگیا۔ اور ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۵۱ھ کو ہاتھ باندھی ہوئے معہ بیٹون کے حاضر دربار ہوا۔ بادشاہ نے منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر بحال کرکے خلعت مرحمت فرمایا۔ اِس کے بعد اسی سال شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا۔

۱۸ سنہ جلوس مین خلعت اور شمشیر مرصع اور اسپ معہ زین نقرہ کے مرحمت ہوکر مہم بلخ و بدخشان مین متعین ہوا۔ اور میدان جنگ مین کارنامے دکھا کر بوجہ بیماری واپس آیا۔ پشاور تک آنے پایا تھا کہ ماہ ذی الحجہ ۱۰۵۵ھ ۱۹ جلوس مین اِس دُنیا سے سدھارا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے راجروپ کو جس کا حال علیحدہ لکھا جائیگا جانشین مقرر کرکے خلعت تعزیت ارسال فرمایا۔

راجہ جے رام بڑگوجر

راجہ انوپ سنگھ کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین شامل اور اکثر مہمات مین شریک تھا۔ سنہ ۱ جلوس مین باپ کے مرنے کے بعد خلعت مرحمت ہو کر خطاب راجگی۔ اور منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲ جلوس مین منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سر بلند ہوا۔ سنہ ۱۳،۱۴ جلوس مین صوبہ کابل مین متعین رہا۔ سنہ ۱۵ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر ممتاز ہو کر شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر مامور رہا۔ اور بعد فتح بلخ بہادر خان کے ساتھ نذر محمد خان والیِ بلخ کے تعاقب پر متعین ہوا۔ اور اِس مہم کی حُسن خدمت کے صلے مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی ہنوز وہان سے واپس نہ آیا تھا کہ پیغام اجل آگیا۔ اور اُسی جگہ سنہ ۱۰۵۶ھ مین انتقال کیا۔

راجہ امر سنگھ بڑگوجر

بادشاہ نے اُس کے بیٹے امر سنگھ کو جو پہلے سے ملازمان شاہی مین منسلک تھا خطاب راجگی مرحمت فرمایا اور منصب مین ترقی کر دی۔

جگرام کچھواہا

ہردے رام کچھواہا کا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین داخل تھا۔ سنہ ۱۰۴۲ھ مین بادشاہ نے ہاتھی مرحمت فرما کر سر بلند کیا۔ سنہ ۱۰۴۸ھ مین صوبہ کابل سے مہم قندہار پر مامور ہوا۔ رخصت کے وقت بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب مین اضافہ فرمایا۔ سنہ ۱۰۵۵ھ مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور رہا۔ اور اِس مہم مین جان نثاری کے جوہر دکھائے۔ اور تیغ آبدار سے دشمنون کی صفونکو درہم برہم کر دیا

اِس حسن خدمت کے انعام مین بادشاہ نے منصب ہفتصدی ذات ششصد سوار پر سرفراز کیا۔ اُس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور

راجہ گج سنگھ راٹھور کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اُس زمانہ مین راٹھورون مین عام راجپوتون کے رواج جانشینی کے خلاف یہ دستور تھا۔ کہ راجہ کو اپنی جس رانی سے محبت زیادہ ہوتی تھی اُسی کے بیٹے کو وہ اپنا ولی عہد کر کے جانشینی کے واسطے وصیت کرتا تھا۔ اِسی رسم کے مطابق راجہ گج سنگھ نے جسونت سنگھ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے بادشاہ سے اُس کی جانشینی کے واسطے وصیت کی تھی چنانچہ جب ۲۔ محرم ۱۰۴۸ھ کو راجہ گج سنگھ نے انتقال کیا۔ شاہجہان نے جسونت سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کر کے خلعت۔ اور جمدھر مرصع۔ علم و نقارہ۔ اسپ معہ زین طلا۔ اور فیل مرحمت فرما کر خطاب راجگی سے مفتخر کیا۔ اور منصب چہار ہزار سوار سے ممتاز کر کے راج سنگھ راٹھور کو جو راجہ گج سنگھ کا وکیل مطلق تھا منصب ہزاری ذات۔ چہارصد سوار پر مقرر کر کے اُس کا اتالیق مقرر کیا جسونت سنگھ نے ہزار اشرفیان بارہ ہاتھی اور چند مرصع آلات پیشکش کیے۔ ۱۸۔ رمضان ۱۰۴۹ھ کو منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پر ترقی پائی۔ ۹۔ ذیقعدہ ۱۰۴۹ھ کو رخصت حاصل کر کے اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہوا۔ ۱۶ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ کو دربار مین واپس آیا۔ ۱۱۔ محرم ۱۰۵۱ھ کو منصب کے ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے۔

۱۰۵۲ھ مین خلعت۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ۔ علم و نقارہ۔ اسپ و فیل عطا ہو کر شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر متعین ہوا۔ اور وہان سے واپس آ کر ۱۲۔ ربیع الثانی ۱۰۵۳ھ کو پھر رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا۔ ۲۰۔ رمضان

۳۳؍ سنہ کو بمقام اجمیر ملازمت شاہی مین حاضر ہوا۔ سلخ ذی الحجہ ۳۴؍ سنہ کو عارضی طور سے صوبہ دار الخلافت اکبر آباد کی حکومت عطا ہوئی۔ ۴۔ ربیع الثانی ۳۶؍ سنہ کو جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ۔ عربی گھوڑا معہ سنہرے ساز کے۔ مرحمت ہو کر عزت افزائی ہوئی۔ ۸۔ ربیع الثانی ۵۰؍ سنہ کو منصب پنجہزاری۔ پنجہزار سوار۔ دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوا۔ ۴۔ ذی الحجہ ۵۶؍ سنہ کو پانصد سوار منصب کے اور دو اسپہ سہ اسپہ قرار پائے۔

۲۱؍ سنہ جلوس مین منصب پنجہزاری۔ پنجہزار سوار۔ سہ ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوا۔ ۲۲؍ سنہ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ ہوا۔

۲۶؍ سنہ جلوس مین منصب شش ہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ حاصل ہوا۔ ۲۹؍ سنہ جلوس مین منصب شش ہزاری ذات۔ شش ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر سربلند ہو کر خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہوا۔ اور اسی سال رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا۔

۳۲؍ سنہ جلوس مین شاہجہان ایسا بیمار ہوا۔ کہ عام طور سے مرنے کی خبر اُڑ گئی۔ شجاع بنگالے سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش دکن و گجرات سے اپنی اپنی فوجین لے کر دار الخلافت کو روانہ ہوئے۔ ولی عہد سلطنت دارا شکوہ نے ان کے مقابلے اور روکنے کے واسطے فوجین روانہ کین۔ چنانچہ جو فوج اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے روانہ کی گئی۔ اُس کی سپہ سالاری مہاراجہ جسونت سنگھ کے سپرد ہوئی۔ رخصت کے وقت بادشاہ یا دارا شکوہ نے ایک لاکھ روپیہ نقد سو گھوڑے۔ ایک ہاتھی۔ اور حکومت صوبۂ مالوہ مہاراجہ کو عطا فرما کر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار

سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز فرمایا۔

اُجین سے سات کوس کے فاصلے پر موضع دھرمات پور کے قریب دونون لشکر ایک دوسرے سے ایک کوس کے فاصلے پر آپڑے۔ اب اول تو اورنگ زیب نے اپنے معمولی پولٹیکل جوڑ توڑ شروع کر کے کاغذی گھوڑے دوڑانا شروع کیے مقصود یہ تھا کہ اگر ہو سکے تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ ملا لیجیے۔ ورنہ پیغام سلام کی حیلے سے اپنے ہارے۔ تھکے لشکر کو ذرا آرام ہی مل جائے۔ اِس لیے اپنے معتمد ملازم کُبّ رائے۔ (سندر) کو جو ایک ہوشیار اور فہیم برہمن تھا راجہ کے پاس بھیجکر پیغام سلام شروع کیے۔ اور کہلا بھیجا کہ ہم بادشاہ کی خدمت مین حصول ملازمت کے واسطے جاتے ہین اول تو مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس حاضر ہو جاؤ۔ اور اگر یہ نہین ہو سکتا تو راستہ چھوڑ کر اپنے وطن جودھپور کو چلے جاؤ"۔ مگر جب راجہ نے کوئی بات نہ مانی اور لشکر نے بھی ذرا دم لے لیا تو ۲۲۔ رجب ۱۰۶۸ھ کو لڑائی شروع کر دی۔ سخت جوش اور سرگرمی سے مقابلہ ہوا جسونت سنگھ اور اُس کے ساتھی راجپوتون نے نہایت شجاعت و دلاوری سے حملہ آورون کو ہر ہر قدم پر روکا اور جان بازی کو حد سے گذار دیا۔ اگرچہ اورنگ زیب کی تیغ اقبال سے کھیرے اور ککڑی کی طرح راجپوت کٹ کٹ کر گرتے تھے مگر رام رام کا نعرہ مارتے ہوئے اُس کے لشکر مین گھُسے چلے آتے تھے۔ لیکن باوجود اِس بہادری کے قسمت نے یاوری نہ کی۔ اور آٹھ ہزار راجپوتون مین صرف پانسو نے بھاگ کر اپنی جانین بچائین۔ بقیہ اپنی جانون کو حق نمک پر فدا کر گئے۔ جسونت سنگھ خود بھی زخمی ہوا۔ اور بہ مشکل میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگا۔

فارسی مورخون نے باوجود راجپوتون کی بہادری کی تعریف و توصیف کرنیکے

اس شکست کو زیادہ تر راجہ کی سوے تدبیری اور ناواقفیت فن جنگ سے منسوب کیا ہے اور لکھا ہو کہ اُس نے اپنے لشکر کو ایسی اونچی نیچی جگہ پر قائم کیا تھا اور ندی سے کچھ پانی کاٹ کر لشکر کے اِرد گرد کیچڑ کر دی تھی جس سے اُسکی سوار فوج لڑائی کے وقت اچھی طرح کام نہ دیسکی۔قاسم خان جو دوسرا امیر راجہ کے ساتھ تھا۔اگرچہ وہ بھی لڑائی مین خفیف زخمی ہوا۔مگر اُس پر اورنگ زیب سے سازش کر جانے کا شبہ کیا جاتا ہے۔کیونکہ اُس نے میدان جنگ مین کچھ بہادری ظاہر نہین کی۔

جسونت سنگھ کی رانی کے بہادرانہ خیالات کی عجیب و غریب روایت

جب جسونت سنگھ اِس لڑائی سے بھاگ کر اپنے وطن جودھپور پہونچا۔ اور اُس کی رانی نے جو رانا اُدے پور کے خاندان سے تھی۔سُنا۔کہ راجہ پانسو سپاہیون کے ساتھ معرکہ سے جان بچا کر نکل آیا ہے۔تو اُس نے بجائے اس کے کہ اِس آفت سے بچنے کی مبارکباد دیتی۔اور تسلی کرتی۔فوراً حکم دیا کہ "قلعہ کے دروازے بند کر دو۔ایسے بے غیرت نامردے کو مین قلعہ مین ہرگز نہ آنے دونگی۔ایسا شخص۔اور میرا شوہر۔میرے بہادر باپ کا داماد۔اور ایسا بیغیرت مین ہرگز اُس کا مُنہ نہین دیکھنا چاہتی۔جو شخص ایسے نامور رانا کا رشتہ دار ہو۔چاہیئے کہ اُسکی شجاعت اور نیکنامی کی تقلید اور پیروی کرے۔اور اگر فتح نہ پاسکے تو بہادری سے جان دیدے۔"

اِس کے بعد اُس کے دل مین کچھ اور خیالات گذرے۔اور کہا۔کہ میرے لئے ابھی چتا تیار کرو۔مجھے دھوکا ہوا۔میرا شوہر حقیقت مین مارا گیا۔اور یہی سچ ہے۔پس اب مین زندہ رہنا نہین چاہتی۔اور تھوڑے عرصے بعد پھر غصہ مین آکر بدستور لعن طعن کرنے لگی۔اِسی حالت مین اُس کو آٹھ دن گذر گئے۔اور شوہر کا منہ نہ دیکھا۔آخرکار جب اُس کی ماں اُس کے پاس آئی۔اور بہت تسلی اور تشفی کر کے

سمایا کہ گھبراؤ نہین۔ راجہ از سر نو فوج جمع کر کے اورنگ زیب پر پھر حملہ کریگا۔ اور اپنی شجاعت و بہادری کے نام کو بدستور قائم رکھے گا۔ اُس وقت لُٹنے راجہ کا مُنہ دیکھا۔ اور اُس کے پاس آئی۔

کھجوہ کی لڑائی اور مہاراجہ جسونت سنگھ کی دغابازی اور اورنگ زیب کا استقلال۔

سموگڈہ کی لڑائی اور دارا شکوہ کی شکست کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ مرزا راجہ جے سنگھ کی وساطت سے دربار عالمگیری مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے راجہ کو دہلی سے اپنے ساتھ لیا۔ اور شاہزادہ شجاع کے مقابلے کے واسطے ۔ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کے لشکر سے کوڑہ جہان آباد مین جاملا دہان سے ۱۹ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو خیمہ گاہ اور کارخانجات شاہی کو اُسی جگہ کھڑا چھوڑ کر نوے ہزار سوارون کے ساتھ لڑنے کو روانہ ہوا۔ کھجوہ کے مقام پر میدان کارزار قائم ہوا۔ چونکہ شجاع کی سپاہ اور توپ خانہ کے پیچھے ہٹ جانے سے اورنگ زیب کو شب خون کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ اِس لئے رات کو وہ اپنی لشکرگاہ کو واپس نہ گیا۔ بلکہ اُسکی تمام فوج اور تمام امیر حسب ترتیب سے میدان جنگ مین قائم تھے۔ وہین اُتر پڑے۔ بادشاہ کا حکم تھا۔ کہ گھوڑونکے زین۔ اور سپاہیون کی کمرین اُسی طرح بندھی رہین۔ نماز عشا کے وقت تک بادشاہ میرجملہ اور دیگر امیرون اور سردارون کو ہوشیار اور خبردار رہنے کی تاکید کرتا پھرا۔ اور نماز سے فارغ ہو کر اپنے مختصر خیمہ گاہ مین جو میدان جنگ مین لگا دیا گیا تھا جاکر سو رہا۔ آخر شب کو ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ نے جو اورنگ زیب کی طرف سے کبیدہ خاطر اور اپنی شکست کے بدلا لینے کے واسطے موقع اور وقت کا متلاشی تھا اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور شجاع سے کہلا بھیجا۔ کہ اِدھر مین شور و فساد برپا کرتا ہون۔ اُدھر سے آپ آئین اور اِس تدبیر سے اورنگ زیب کو تباہ کر ڈالین۔ غرضکہ اس قرارداد

سے بموجب جسونت سنگھ جو اُس وقت لشکر کے داہنے پرے پر متعین تھا بڑے بڑے راجپوت امیرون کو ساتھ لے کر میدان جنگ سے پیچھے کو نکل بھاگا اور اوّل شاہزادۂ محمد سلطان کے کیمپ کو جو سر راہ واقع تھا اور بعد ازان اور امیرون اور خود بادشاہ کے لشکر گاہ اور کارخانجات کو خوب بے دھڑک لوٹتا ہوا چلا گیا۔ اِس حادثہ سے اورنگ زیب کے لشکر مین عجیب پریشانی اور ابتری پیدا ہوئی۔ اور بہت سے لوگ رات ہی کو شجاع سے جا ملے۔ مگر ابھی کچھ رات باقی تھی کہ اورنگ زیب اِس حال کی خبر پا کر تخت روان پر سوار ہوا اور کمال استقلال سے ہنس ہنس کر اپنے رفیقون امیرون کو اور تسلّی دینے لگا کہ خوب ہوا کہ ہمارا لشکر منافقون کے خس وخاشاک سے پاک ہو گیا۔ اگرچہ اِس ناگہانی فساد کی وجہ سے نصف فوج رہگئی تھی۔ مگر واہ رے اورنگ زیب تیرا اقبال اور استقلال۔ آناً فاناً مین باقی ماندہ فوج کو از سر نو ترتیب دے کر مناسب مقامات پر جما دیا۔ اور صبح ہوتے ہی ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ کو گرما دیا۔ اور ایسا دل توڑ کر لڑا کہ شجاع ۱۱۴ توپین بہت سے ہاتھی۔ اور دیگر مال واسباب چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بادشاہ نے میر جملہ اور شاہزادۂ محمد سلطان کو تو اُس کے تعاقب پر روانہ کیا۔ اور خود نہایت چستی سے دارا شکوہ اور جسونت سنگھ کی طرف پھرا اور آگرہ ہوتا ہوا اجمیر جا پہونچا۔

مہاراجہ جسونت سنگھ نے شجاع کی شکست کا حال سُن کر جب دیکھا کہ معاملہ برعکس ہو گیا۔ تو لوٹ کا مال واسباب لے کر جلد جلد کوچ کرتا ہوا آگرہ پہونچ گیا۔ ڈاکٹر برنیر کا بیان ہے کہ "آگرہ مین یہ افواہ اُڑ گئی تھی کہ اورنگ زیب شکست کھا کر قید ہو گیا ہے۔ اور شجاع فوج لیکر آگرہ آ رہا ہے۔ اگر جسونت سنگھ ایسی حالت مین ذرا جرأت کر کے لوگون کو کچھ دھمکاتا۔ اور کچھ بڑے بڑے وعدے کر کے آئندہ

کی بہتری کا متوقع کرتا۔ تو بیشک شاہجہان کو قید سے چھوڑا سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اُنکو اصل واقع کی اطلاع تھی۔ اُسنے ایسے بکھیڑون مین پڑنا مناسب نہ جانا اور صرف شہر مین سے ہوتا ہوا اپنے مُلک کو چلا گیا"

جسونت سنگھ نے جودھپور پہونچکر اُس مال و دولت سے جو کچھ وہ سے لوٹکر لایا تھا ایک مضبوط فوج بھرتی کرنا شروع کی۔ اور دارا شکوہ کو جو اُس وقت گجرات مین تھا لکھبھیجا۔ کہ "آپ بلا توقف آگرہ چلے آئیے۔ مین راستے مین معہ اپنی تمام فوج کے آملونگا" چونکہ گجرات مین دارا شکوہ کے پاس بھی بائیس[۲۲] ہزار سوار۔ اور ایک اچھا توپ خانہ فراہم ہوگیا تھا۔ لہذا وہ اِس متلوّن مزاج راجہ کی عرضی پہونچنے پر احمد آباد سے چل کھڑا ہوا جسونت سنگھ بھی جودھپور سے ۲۰ کوس آگے بڑھ آیا تھا۔ کہ مرزا راجہ جے سنگھ کا خط[۱] اور اورنگ زیب کا فرمان ملا۔ اور اُس سے متنبہ ہوکر واپس لوٹ گیا۔ اجمیر کے قریب دارا شکوہ اور اورنگزیب سے لڑائی ہوئی۔ اور دارا شکوہ شکست کھا کر پھر بھاگا۔

اِس لڑائی کے تھوڑے دنون بعد جسونت سنگھ کو چارو ناچار دربار عالمگیری مین حاضر ہونا پڑا۔ بادشاہ نے بھی اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اور اُسکی تقصیرات سے چشم پوشی کرکے خطاب و منصب بدستور قائم رکھا۔ اور صوبہ گجرات کی صوبداری پر سرفراز فرمایا۔

۱۰۷۳ھ جلوس مین سیواجی مرہٹہ کی سرکوبی کے واسطے دکن مین مامور ہوا۔ لیکن چونکہ اورنگ زیب کی طرف سے دل مین کدورت تھی۔ کوئی کار نمایان انجام نہ دیا۔ بلکہ اُلٹا اُس سے سازش کرگیا۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھکر مرزا راجہ جے سنگھ کو اس مہم پر مامور کیا۔ اور اِسے واپس بُلا لیا۔

۱۰۷۹ھ جلوس مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبہ کابل مین تعینات ہوا۔

[۱] اس خط اور فرمان کا مضمون مرزا راجہ جے سنگھ کے حال مین دیکھو۔

سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۷۷ھ مین وہان سے طلب ہو کر شاہزادۂ موصوف کے ساتھ پھر مہم دکن پر مامور ہوا۔

سنہ ۱۴ جلوس ۱۰۸۱ھ مین جمرود مضافات صوبہ کابل کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ اور اُسی جگہ ۶۔ ذیقعدہ ۱۰۸۹ھ کو انتقال کیا۔ کنور پرتھی سنگھ اُس کا بیٹا اُس کی زندگی ہی مین مرچکا تھا۔ اُس کی وفات کے وقت دو رانیان حاملہ تھین۔ اُن کے بطن سے بمقام لاہور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام اجیت سنگھ اور دوسرے کا نام دل تھمن رکھا گیا۔ دونون کا حال اجیت سنگھ کے حال مین لکھا جا چکا ہے۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو شاہجہان کے عہد مین بادشاہ کے ننہال مین ہونے کی وجہ سے بڑا اقتدار اور اعزاز حاصل تھا۔ علاوہ جلد جلد منصب مین ترقی ہونے کے خلعت و اسپ۔ انعام و اکرام سے مالامال ہوتے رہتے تھے۔ جب عالمگیری اقبال کا نشان آفتاب کی طرح چمکا۔ اِن کا ستارۂ اقبال غروب ہو گیا۔ شروع ہی سے دونون مین مخالفت شروع ہو گئی۔ نہ یہ عقیدت و اخلاص سے خدمتین بجالاتے تھے۔ نہ بادشاہ دلداری اور خاطرداری سے اِن کے دل بڑہانے کی کوشش کرتے تھے۔ اکثر مورخین کی رائے ہے کہ "چونکہ شروع ہی سے اِنھون نے ناز و نعمت سے پرورش اور ترقی پائی تھی۔ لہذا دُنیاداری کے سلیقہ سے بالکل بے بہرہ تھے"۔

یادگارین

مہاراجہ جسونت سنگھ کی امیرانہ یادگار سے آگرہ مین جمنا کے کنارے موضع گھٹواسن کے سوانہ مین اُن کی کچہری کا مکان اِس وقت تک موجود ہے۔ جو چھتری راجہ جسونت سنگھ کے نام سے موسوم اور آگرہ کی قابل دید عمارتون مین سمجھا جاتا ہے۔

صاحب مآثر الامراء تحریر فرماتے ہین۔ کہ اورنگ آباد (دکن) مین جادہ دیواری کے باہر شرق رویہ اُن کا آباد کیا ہوا پورہ اسوقت تک موجود ہے۔ اُس زمین

ایک عالیشان تالاب اور اُس کے قریب سنک بست کی ایک عمدہ عمارت تعمیر کرائی تھی ۔ تالاب اب تک موجود ہے اور عمارت کے صرف نشان باقی رہگئی ہین

مرزا ۔ راجہ ۔ جے سنگھ کچھواہا

راجہ مہان سنگھ کے بیٹے ۔ اور مرزا ۔ راجہ ۔ مان سنگھ کے پرپوتے تھے ۔ امارت خاندانی کے ساتھ شجاعت و بہادری لیاقت و تدبیر کے جوہر سے موصوف تھے ۔ نہایت سلیم الطبع ۔ دور اندیش ۔ صُلح جو ۔ متحمل مزاج ۔ اور ہر شخص بلکہ زمانہ کا مزاج پہچانے ہوئے تھے ۔ اور اپنے انھین اوصاف کی وجہ سے باوجود زمانے کی رنگارنگی کے ابتدائے عمر سے انتہائے زندگی تک نہایت عزّت و عظمت شان و شوکت سے زندگی بسر کی ۔ اور برابر ترقی کے زینہ پر چڑھتے گئے جس طرح نیک نیتی اور وفاداری کے ساتھ ہر بادشاہ کی خدمت کر کے اِنھون نے جانفشانی اور جان بازی کا حق ادا کیا ۔ اُسی طرح ہر بادشاہ نے کمال مرحمت سے تحسین و آفرین کے طرّے اِن کے سر پر لٹکا کر عظمت بڑہائی ۔

راجہ جے سنگھ نو دس برس ہی کے تھے ۔ کہ باپ کا مبارک سایہ سر سے اُٹھگیا جہانگیر کا عہد تھا ۔ اُس نے نوجوان کنور کو دیکھنے کے واسطے بُلا بھیجا ۔ ۱۲ سنہ جلوس جہانگیری مین بارہ برس کی عمر مین یہ دربار مین آئے ۔ اور ایک زنجیر فیل پیشکس کی ۔ قدردان بادشاہ نے اِسی عمر مین منصب ہزاری ذات ۔ پانصد سوار پر سرفراز کردیا ۔ اور از راہ مراحم خسروانہ ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی ۔

سنہ ۱۶ جلوس مین مرزا راجہ بہاؤ سنگھ کی وفات کے بعد منصب دو ہزاری ذات ۔ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر اور خطاب راجگی سے سربلند ہوئے ۔ اور آنبیر کی موروثی گدی کے جانشین مقرر ہوئے ۔

سنہ ۱۲ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوے۔
اِس کے بعد مہمات دکن مین مامور ہوئے۔

شاہجہان کی تخت نشینی کے بعد جب خانجہان لودی ناظم صوبہ دکن نے علم بغاوت بلند کیا۔ اُس وقت راجہ اُسکی ماتحتی مین متعین تھے۔ اول اِنھون نے بہ مجبوری اُس کا ساتھ دیا۔ اور موقع ملتے ہی وہان سے بھاگ کر دربار شاہجہانی مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت۔ جمدھر مرصع۔ علم و نقارہ مرحمت فرماکر منصب چہار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور قاسم خان جوینی کے ساتھ سرکشان مہابن کی تادیب کے واسطے مامور کیا۔ اور اِس مہم کے بعد خانخانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے کے واسطے جس نے کابل پر حملہ کیا تھا۔ روانہ ہوئے۔

سنہ ۲ جلوس مین خواجہ ابوالحسن تربتی کے خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوئے۔

سنہ ۳ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر سربلند ہوکر امیر الامرا شایستہ خان کے ساتھ خانجہان لودی اور نظام الملک والیِ احمدنگر کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے

سنہ ۴ جلوس مین یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھانے۔ اور اِس مہم سے فارغ ہوکر رخصت حاصل کرکے وطن کو روانہ ہوئے۔

سنہ ۶ جلوس مین بارگاہ شاہجہانی مین حاضر ہوئے۔ اِسی سال ایک مست ہاتھی نے ہاتھیونکی لڑائی سے بھاگ کر شاہزادہ اورنگ زیب پر حملہ کیا۔ راجہ نے نہایت دلاوری سے آگے بڑھکر ہاتھی پر برچھا مارا۔ اور اُس کو بھگا دیا۔

اسی سال خلعت اور اسپ معہ سونے کی زین کے مرحمت ہو کر شاہزادہ محمد شجاع کے ساتھ مہم دکن پر متعین ہوئے۔ اور جنگ کے مختلف معرکون مین ایسی لیاقت اور ہمت دکھائی کہ اُنکی کاروانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گئی۔

۸ سنہ جلوس مین مہم کے خاتمے پر خانزمان کے ساتھ دولت آباد مین تعینات ہوئے۔ اور منصب پنجہزاری ذات۔ چہار ہزار سوار پر ترقی پائی۔ اور ۱۴۔ ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ کو دربار مین حاضر ہوئے۔

۹ سنہ جلوس مین خاندوران خان کے ساتھ ساہوجی بھونسلا کی تادیب پر مامور ہوئے۔ اور نہایت دلاوری سے مختلف مقامات پر غنیم کو شکست پر شکست دے کر اپنے حملہ ہائے شیرانہ اور شمشیر دلیرانہ سے کئی قلعونکو فتح کر لیا۔

۱۰ سنہ جلوس مین ۱۸۔ رجب ۱۰۴۶ھ کو جب بادشاہ اجمیر سے اکبرآباد جاتے ہوئے قصبہ معزآباد سے جو راجہ جے سنگھ کی جاگیر مین تھا گذرے۔ راجہ کی طرف سے چند عمدہ گھوڑے۔ ایک ہاتھی بیس ہزار روپیہ نقد بطور پیشکش کے پیش کیا گیا بادشاہ نے گھوڑے اور ہاتھی قبول فرمائے۔ اور زر نقد واپس مرحمت فرمایا۔

اسی سال ۲۵۔ شوال ۱۰۴۶ھ کو راجہ دربار مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے خدمات دکن کے صلے مین خلعت خاصہ۔ کھپوہ مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اسپ معہ زین طلا کے عنایت فرما کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے مفتخر فرمایا۔ اور پرگنہ جانسوار (چالسو) جو صوبۂ اجمیر مین راجہ کے وطن کے قریب واقع اور محالات خالصہ مین شامل تھا جاگیر مین مرحمت کیا۔ اور چونکہ راجہ مہمات دکن مین لگاتار خدمتین انجام دے چکے تھے۔ لہذا ۱۹ ذی الحجہ ۱۰۴۶ھ کو شاہ بندہ نواز نے خلعت۔ ایک ہاتھی۔ بیس گھوڑیان عنایت کر کے راجہ کو وطن رخصت کیا۔ کہ کچھ مدت تک آرام حاصل کرین۔

سنہ ۱۱ جلوس مین ۲۴۔ شوال سنہ ۱۰۴۷ھ کو وطن سے واپس آئے۔ اور خلعت اور اسپ معہ زین مطلا۔ اور فیل عطا ہو کر شاہزادۂ محمد شجاع کے ساتھ صوبہ کابل کو روانہ کیئے گئے۔

سنہ ۱۲ جلوس مین وہان سے طلب ہوئے۔ اور راولپنڈی کے مقام پر ۲۳۔ ذیقعد سنہ ۱۰۴۸ھ کو بادشاہ کی ملازمت مین پہونچے۔ بادشاہ نے ایک ہاتھی اور موتیون کی مالا مرحمت فرمائی۔

۱۲ ذی الحجہ سنہ ۱۰۴۸ھ کو قدردان بادشاہ نے راجہ کے حسن خدمات کا لحاظ فرما کر موروثی خطاب میرزا راجہ سے مفتخر فرمایا۔

سنہ ۱۳ جلوس مین ۲۷۔ رجب سنہ ۱۰۴۹ھ کو رخصت لے کر پھر وطن کو روانہ ہوئے جہان سے سنہ ۱۴ جلوس مین ۱۲۔ ذیقعد سنہ ۱۰۵۰ھ کو واپس آئے۔ اور ۹ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۰ھ کو خلعت۔ جمدھر مینا کار معہ پھول کٹارہ۔ اسپ معہ زین مطلا۔ مرحمت ہو کر شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ صوبۂ کابل مین تعینات ہوئے۔ وہان سے راجہ جگت سنگھ کی تادیب پر مامور ہوئے۔

سنہ ۱۵ جلوس مین ہم مذکورالصدر مین نہایت شجاعت وبہادری اور عرقریزی سے قلعہ مئو کو فتح کیا۔ اُس کے انعام مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہو کر منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوئے۔ اور قلعہ مذکور کی محافظت اِن کے سپرد ہوئی۔ اور جب راجہ جگت سنگھ کا قصور معاف ہو گیا۔ یہ اُس کو اپنے ساتھ لیکر ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۰۵۱ھ کو دربار مین حاضر ہوئے۔ اور ۲۰۔ محرم سنہ ۱۰۵۲ھ کو خلعت۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ۔ اور اسپ وفیل سے سربلند ہو کر شاہزادۂ داراشکوہ کے ساتھ مہم قندھار پر روانہ کیئے گئے۔

سنہ ۱۶ جلوس ۱۰۵۲ھ مین ۱۲- رجب سنہ ۱۰۵۲ھ کو قندہار سے واپس آئے- اور ۲۲- شعبان سنہ ۱۰۵۲ھ کو رخصت لے کر آنبیر روانہ ہوئے۔

سنہ ۱۷ جلوس ۱۰۵۳ھ مین بادشاہ اجمیر تشریف لیگئے- جوائی پرگنہ چاتسو مین یکم رمضان سنہ ۱۰۵۳ھ کو راجہ بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے- اور تیسرے دن ۹ گھوڑے ایک ہاتھی پیشکش کیا- ۸- رمضان کو اجمیر شریف کے مقام پر راجہ نے اپنے سوارون کو بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کیا- پانچہزار سوار شمار مین آئے- ۱۵- رمضان کو بادشاہ نے راجہ کو خلعت مرحمت فرماکر آنبیر کو رخصت کیا- یکم ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۴ھ کو دربار مین حاضر ہوئے- اور ایک ہاتھی پیشکش کیا۔

سنہ ۱۸ جلوس ۱۰۵۴ھ مین دکن کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔

سنہ ۲۰ جلوس ۱۰۵۶ھ مین وہان سے طلب ہوئے- اور ۱۴- ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۶ھ کو کابل کے مقام پر بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوئے- ۱۱- جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۵۶ھ کو خلعت و جمدھر اسپ و فیل عنایت ہو کر منصب پنجہزاری ذات- پنجہزار سوار دو ہزار دو اسپہ سہ اسپہ سے ممتاز ہوئے- اور بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ نقد عطا فرماکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے پاس مہم بلخ پر رخصت کیا۔

سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۵۸ھ مین منصب کے ایک ہزار سوار اور دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے- اور شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوئے- اور وہان سے واپس آکر منصب پنجہزاری ذات- پنجہزار سوار چار ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے سرفراز ہوئے- اور پرگنہ کلیانہ جس کی مالگذاری ستر لاکھ دام (۷۰ لاکھ دام = ایک روپیہ تھی) جاگیر مین مرحمت ہوا۔

سنہ ۲۵ جلوس ۱۰۶۱ھ مین شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندھار پر روانہ ہوئے۔

۱۰۶۲ھ ۲۶ جلوس مین شاہزادۂ سلیمان شکوہ کے ساتھ صوبۂ کابل مین متعین ہوئے اور وہین سے دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوئے۔

۱۰۶۳ھ ۲۷ جلوس مین رخصت لے کر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوئے۔ اور ۱۰۶۴ھ ۲۸ جلوس مین وہان سے واپس آکر نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ قلعہ چتوڑ کی منہدمی کے واسطے روانہ ہوئے۔

۱۰۶۷ھ ۳۱ جلوس مین شاہجہان ایسے بیمار ہوے۔ کہ زیست کی امید نہ رہی ایام بیماری مین شاہزادۂ دارا شکوہ کا جو ولی عہد سلطنت اور باپ کے پاس موجود تھا۔ ایسا اقتدار بڑھا۔ کہ تمام مالی ملکی انتظامات اُسی کی رائے سے انجام پانے لگے۔ دوسرے شاہزادون۔ محمد شجاع۔ اورنگ زیب۔ مراد بخش نے اِس اختیار و اقتدار کو رشک وحسد کی نگاہ سے دیکھا۔ اور اپنی اپنی حصول سلطنت کے منصوبون کے خلاف تصور کر کے درپردہ جنگی تیاریان شروع کر دین۔ دارا شکوہ نے بادشاہ کی بیماری کو مخفی رکھنا چاہا۔ راستے بند کر دیئے۔ مسافرون کو چلنے سے روکا۔ مگر اِس طرزعمل نے اُلٹا نتیجہ پیدا کیا۔ اور شاہزادون نے باپ کو مردہ یا قریب بمرگ سمجھ کر خودمختاری کا ڈنکا بجادیا۔ اور اپنی اپنی فوجین لے کر دارالخلافت کی طرف کوچ کیا جب انکے کوچ کی خبرین دارالخلافت مین پہونچین۔ ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اگرچہ شاہجہان نے جسے اِس عرصے مین بہت کچھ صحت ہو چکی تھی۔ اور اُسکی لائق بیٹی جہان آرا بیگم نے اپنی آب تدبیر سے اِس آگ کو بجھانا چاہا۔ شاہزادون کے پاس قاصد پر قاصد دوڑائے کہ "ما بدولت کو اب آرام ہے۔ اگر تم اپنے صوبون کو لوٹ جاؤ گے تو تمھاری اِس حرکت سے چشم پوشی کی جائے گی"۔ لیکن شاہزادے یہی کہتے اور سمجھتے رہے کہ جو خطوط دربار سے شاہی مہرین لگ کر آتے ہین۔ وہ جعلی اور بالکل دارا شکوہ کی بناوٹ اور ایجاد ہین۔ حضرت یا تو مر چکے یا قریب مرگ ہین۔ اور

اگر بالفرض ہماری خوش نصیبی سے وہ زندہ ہین تو ہم اُن کی قدمبوسی کے مشتاق ہین۔

غرضکہ شجاع بنگالہ سے اور اورنگ زیب اور مراد بخش متفق ہوکر دکن سے چل کھڑے ہوئے۔ اور جب باوجود فہمائش کے یہ اپنے اپنے صوبون کو واپس نہ ہوئے۔ تو بادشاہ یا داراشکوہ نے اِن کے روکنے اور تنبیہ کے واسطے بجائے کاغذی گھوڑدون کے فوجی طاقت سے کام لینا چاہا جسونت سنگھ کو تو اورنگ زیب اور مراد بخش کے مقابلے پر مالوہ کو رخصت کیا[۱]۔

جنگ شجاع و سلیمان شکوہ۔

راجہ جے سنگھ منصب شش ہزاری ذات شش ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ پر مفتخر ہوکر شاہزادہ سلیمان شکوہ کے ساتھ شجاع کے مقابلے کے واسطے رَوانہ کئے گئے۔ ڈاکٹر برنیر لکھتے ہین کہ "شاہجہان نے راجہ جے سنگھ کو جو اُس وقت کے راجاؤن مین سب سے زیادہ قابل شخص تھا۔ بطور مشیر خاص پوتے کے ساتھ کیا۔ اور اُس کو پوشیدہ یہ ہدایت کی۔ کہ حتی الامکان جنگ نہ ہونے دینا۔ اور شجاع کو اِس امر کی فہمائش مین کہ وہ اپنے متعلقہ صوبہ کو واپس چلا جائے۔ کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھنا۔ لیکن سلیمان شکوہ کی بلند حوصلگی اور نوجوانی سے راجہ کی کوششین انسداد جنگ کے باب مین سب بے سود رہین۔ اور دونون فوجین ایک دوسرے سے ملتے ہی (بنارس کے قریب) برسر پیکار ہوگئین۔ دونون طرف سے بڑی سختی اور سرگرمی سے حملے ہوئے اور ایک بڑی کوشش کے بعد شاہزادہ شجاع کو ایسا مغلوب ہونا پڑا۔ کہ آخرکار سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلا اور اگر قصداً راجہ جے سنگھ اور دلیر خان پیچھے نہ ہٹے رہتے تو صرف شجاع کی فوج ہی نہ تباہ ہوجاتی بلکہ خود وہ بھی گرفتار ہوجاتا۔ لیکن دوراندیش راجہ نے ازراہ دانائی مناسب نہ جانا کہ شاہی خاندان کے شاہزادے

[۱] اورنگ زیب اور جسونت سنگھ کی لڑائی اُجین کا حال مہاراجہ جسونت سنگھ کے حال مین ملاحظہ ہو۔

اور اپنے آقا کے بیٹے پر ہاتھ ڈالے۔ اور شجاع کو بھاگ جانے کی مہلت دینے مین بادشاہ کی ہدایتون پر عمل کیا!

اِس لڑائی کے بعد راجہ جے سنگھ منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار۔ پنجہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ سے سربلند ہوئے۔ اور حسب الطلب شاہزادۂ دارا شکوہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوئے۔

اَب اُدھر کی سنو۔ اِسی عرصے مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج اُجین مین جسونت سنگھ اور سموگڈہ مین دارا شکوہ سے میدان مار چکی تھی اور خاص دار الخلافت مین عالمگیری اقبال کا پھریرہ اُڑنے لگا تھا۔ جب راجہ جے سنگھ اور دلیر خان۔ سلیمان شکوہ کے ساتھ الہ آباد سے تین منزل اور آگے بڑہ آئے۔ یہ حال سُنا۔ اور عالمگیری اقبال کے طلسم کاری کو دیکھکر دنگ رہ گئے۔

عالمگیر نے سموگڈہ کی فتح پاکر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کی رفاقت سے توڑنا چاہا۔ کاغذی گھوڑون کے ذریعے سے منتر چلنے لگے۔ جے سنگھ اور دلیر خان اول تو متردد اور متامل رہے۔ لیکن آخر کار عالمگیر کی حُبّ کے عمل سے تسخیر ہو گئے۔ باوجود اِس کے اِس دوراندیش راجہ نے شاہزادۂ سلیمان شکوہ پر ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کیا۔ اور اُس کو کل واقعات سے مطلع کر کے یہ نیک صلاح دی۔ کہ اول تو جس طرح ممکن ہو دہلی پہونچکر اپنے باپ کے ساتھ شامل ہو جائیے۔ اور اگر یہ نہو سکے تو آپ سری نگر کے پہاڑون مین چلے جائیے۔ وہان کا راجہ آپ کو بہت خاطرداری سے رکھے گا۔ اور اُس محفوظ جگہ مین کچھ دن ٹھہر کر آپ حالات اور واقعات پر نظر رکھیئے۔ اور حسب مقتضائے وقت کاربند ہوجیئے۔

اِس کے بعد فارسی تاریخون کے بیان کے مطابق راجہ جے سنگھ سلیمان شکوہ

اورنگ زیب کے اقبال کی پیک دست

سلہ اس لڑائی کا حال راؤ ستر سال ہاڈا کے حال مین دیکھو۔

کی رفاقت چھوڑ کر متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہو گئے۔ اور ایک کروڑ دام سالانہ کی آمدنی کے محال سے مفتخر ہو کر دریاے ستلج کے پار سے خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر برنیر نے اپنے سفرنامے مین لکھا ہے کہ "جب اورنگ زیب دارا شکوہ کے تعاقب سے ملتان سے لوٹ کر اپنی معمولی سرعت کے ساتھ کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا۔ راجہ جے سنگھ کو چار پانچ ہزار جرار راجپوتون کے ساتھ اپنی طرف آتا دیکھکر حیرت مین آگیا یہ اُس وقت حسب معمول تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اپنی فوج سے آگے تھا۔ اور اُس کو پہلے خبر لگ چکی تھی کہ راجہ دہلی مین ہے۔ مگر اُس نے ایسی عجیب سرعت سے ایسی بعید مسافت طے کی۔ کہ لاہور اور ملتان کے راستے مین آملا۔ لیکن اورنگ زیب کی ہوشیاری۔ متانت۔ اور اُس کی اُس عام لیاقت نے کہ وہ کسی ناگہانی مشکل کے پیش آجانے پر نہایت چستی سے اُس کا فی الفور انتظام کر لینے کی لیاقت رکھتا تھا اُسے بڑی مصیبت سے بچا لیا چنانچہ اُس نے مطلق کچھ خوف و اضطراب ظاہر نہ کیا۔ بلکہ یہ دکھانے کو کہ اُنکا آنا اُس کی بڑی خوشی کا باعث ہے گھوڑا بڑھا کر نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ تھے جلد آئیے جلد آئیے۔ کا اشارہ کرتا ہوا۔ آگے بڑھا۔ اور پکار کر کہا۔ سلامت باشید راجہ جی۔ سلامت باشید باجی۔ اور جب دونون نزدیک ہو گئے تو پھر کہا خوش آمدید خوش آمدید۔ مین بیان نہین کر سکتا کہ مجھے آپ کے آنے کا کس قدر انتظار تھا۔ بہت ہی خوب ہوا کہ آپ آگئے۔ مگر لڑائی ختم ہو گئی۔ اور دارا شکوہ تباہ و برباد خاک چھانتا پھرتا ہی۔ مین نے میر باباکو اُسکے پیچھے بھیجدیا ہے۔ امید کہ جلد گرفتار ہو جائیگا اس کے بعد نہایت مہربانی اور التفات کے اظہار کی غرض سے موتیون کی مالا جو خود پہنے ہوئے تھا اُتار کر راجہ کے گلے مین ڈال دی اور کہا کہ ہماری فوج

بہت تھکی ہوئی ہے۔اِس لئے آپ کو بہت جلد لاہور پہونچ جانا چاہیے۔مبادا وہان کچھ بدانتظامی اور شورش ہو جاوے۔اور مین آپ کو لاہور کا صوبہ دار مقرر کرکے کل نظم ونسق کا اختیار دیتا ہون۔اور مین بھی آپ کے پاس پہونچتا ہون۔لیکن رخصت کرنے سے پہلے مجکو واجب ہے۔کہ سلیمان شکوہ کے معاملے مین جو آپنے کارگذاری کی ہے۔اُس کا شکریہ ادا کرون۔مگر آپ نے دلیرخان کو کہان چھوڑا۔مین اُس کو خوب سزا دون گا۔آپ جلدی لاہور تشریف لیجائیے۔ اچھا خدا حافظ"۔

جب دارا شکوہ لاہور سے مُلتان کی طرف بھاگا۔راجہ جے سنگھ کے نام حکم پہونچا۔کہ ہمارے آنے تک لاہور مین مقیم رہو۔جب بادشاہ لاہور پہونچے۔ نہ معلوم کسی مصلحت یا خود راجہ کی خواہش سے راجہ کو وطن جانے کی رخصت مرحمت فرمائی۔اور خود شجاع کے مقابلے کے واسطے بنگالے کی طرف روانہ ہوئے۔[1]

جب جسونت سنگھ نے کھجوہ کی لڑائی مین اورنگ زیب سے بیوفائی کی۔ اور لشکر سے مال واسباب لوٹ کر بھاگا۔تو فوج بھرتی کرکے دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہا۔راجہ جے سنگھ نے اِس موقع پر اُس کو ایک خط لکھا۔اور اِسی مضمون کے شاہی فرمان کے ساتھ ایک خاص آدمی کے ہاتھ اُس کے پاس روانہ کیا۔جس کا یہ نتیجہ ہوا۔کہ وہ جودھپور سے ۲۰ کوس کے فاصلے پر آکر لوٹ گیا۔اِس خط کا یہ مضمون تھا۔

راجہ جے سنگھ کا خط جسونت سنگھ کے نام

مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم دارا شکوہ کا ساتھ دینا چاہتے ہو۔نہ معلوم تمنے اِسمین کیا فائدہ سوچا ہے۔کہ ڈوبتے کے ساتھی بنتے ہو۔اگر تم اِسی بات پر قائم رہو گے

[1] شجاع اور اورنگ زیب کی لڑائی کا حال جو کھجوہ کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے۔ راجہ جسونت سنگھ کے حال مین دیکھو۔

تو اُس کا کچھ فائدہ ہوتا تو معلوم ۔ مگر ہان ۔ تمھارا خاندان اور تم بیشک برباد ہو جاؤ گے۔
اور چونکہ مین بھی راجہ ہون ۔ اِس لیے تمسے بہ منّت التماس کرتا ہون ۔ کہ بیچارے
راجپوتون کا خون کرانے سے باز آؤ ۔ اور اس گھمنڈ مین نہ رہو ۔ کہ اور راجہ
بھی تمھارے شریک ہو جائین گے ۔ کیونکہ یہ مین کبھی نہ ہونے دون گا ۔ اور
چونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہر ایک ہندو شخص سے تعلق رکھتا ہے ۔ اِس لیئے آپکو
ایسی آگ کے بھڑکانے کی کسطرح اجازت دی جا سکتی ہے جو تمام ملک مین پھیل جائے۔
اور پھر کوئی بھی اُس کو نہ بجھا سکے ۔ اور اگر آپ دارا شکوہ کو بحال خود چھوڑ دینگے۔
تو اورنگ زیب آپ کی پچھلی خطائین سب معاف کر دیگا ۔ اور اُس شاہی خزانہ
کا بھی مطالبہ نہ کرے گا ۔ جو آپ نے کھجوہ کی لڑائی مین لوٹ لیا تھا ۔ بلکہ آپ فوراً
گجرات کی صوبہ داری پر سرفراز کیئے جائین گے ۔ اور ایسے صوبہ کی حکومت مین
جو آپ کے علاقہ سے متصل ہے جو فوائد ہین وہ آپ بخوبی سمجھ سکتے ہن ۔ اور
وہان آپ بغیر کسی قسم کے خوف و خطر کے نہایت آرام سے رہین گے ۔ اور
اِن وعدون کا کامل طور سے پورا کرانا میرے ذمے ہے ۔

۲۹ ۔ جمادی الثانیہ ۱۰۶۹ھ کو اجمیر کے قریب موضع دیورائی ۔ مین داراشکوہ
اور اورنگ زیب سے لڑائی ہوئی[۱] ۔ اس لڑائی مین راجہ جے سنگھ اورنگ زیب
کے ساتھ تھے ۔ بیچارے داراشکوہ کی قسمت نے مطلق یاوری نہ کی ۔ اگرچہ اُس نے
میدان ہمت مین بہت قدم جمایا ۔ لیکن بدقسمتی نے ایسا دھکا دیا ۔ کہ پھر بھاگنا
پڑا ۔ عین حالت جنگ مین راجہ جے سنگھ ایسے مقام پر پہونچ گئے تھے ۔ کہ داراشکوہ
بالکل اُن کے قابو مین تھا ۔ لیکن اِس نامور اور عالی ہمت راجہ نے اُسکا
بہت ادب کیا ۔ اور کہلا بھیجا ۔ کہ اگر گرفتاری سے بچنا منظور رہے ۔ تو فوراً میدان

[۱] اس لڑائی کا حال راجہ راجروپ کے حال مین دیکھو ۔

جنگ سے علیحدہ ہوجاؤ۔ شاہزادہ نے راجہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور اہل وعیال کو لے کر فوراً چلتا ہوا۔ داراشکوہ کے بھاگنے کے بعد بادشاہ نے راجہ جے سنگھ اور بہادر خان کو اُس کے تعاقب پر مامور کیا۔

اب بادشاہ کو صرف سلیمان شکوہ کی فکر باقی رہگئی۔ سلیمان شکوہ سری نگر کے پہاڑون مین پہونچ گیا تھا۔ راجہ جے سنگھ کی معرفت راجہ سری نگر کو خط لکھا گیا۔ کہ اگر سلیمان شکوہ کو پکڑ کر بھیجدینگے تو بڑے بڑے انعام ملین گے۔ ورنہ آپ کے حق مین بہت بُرا ہوگا۔ اول تو راجہ سری نگر نے یہی جواب دیا کہ خواہ میرا تمام مُلک چھن جاوے مگر مین کبھی ایسی بے عزتی اور نامردی کی حرکت کا مرتکب نہ ہونگا لیکن جب بادشاہ نے تربیت خان۔ اور رعد انداز خان وغیرہ کئی امیرون کو سری نگر کی تسخیر کے واسطے بھیجا۔ اور راجہ جے سنگھ نے پھر خط لکھا تو وہ راجہ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کردینے کا وعدہ کرکے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور راجہ کے بیٹے کنور رام سنگھ سری نگر جاکر سلیمان شکوہ کو لے آئے۔

جب سب جھگڑے طے ہوگئے۔ بادشاہ نے کمال مرحمت سے اول ایک لاکھ نقد۔ اور ۱۰۷۱ھ سنہ جلوس مین ایک کروڑ دام کی مالگذاری کا محال راجہ جے سنگھ کو انعام مین مرحمت فرمایا۔ اور اُن کا اعزاز واکرام کرنے لگا۔

مہم سیواجی بھونسلا

۱۰۷۴ھ سنہ جلوس مین بادشاہ نے راجہ کو سیواجی مرہٹہ کی تنبیہ پر مامور کیا۔ اور جسونت سنگھ کو اس مہم سے واپس بُلا لیا۔ راجہ اپنے دوست دلیر خان۔ اور راجہ رائے سنگھ سیسودیہ اور دس بارہ ہندو اور مسلمان سردارون کے ساتھ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) سوارونکی فوج لے کر اورنگ آباد پہونچے۔ اول شاہزادۂ محمد معظم سے ملاقات کی بعد ازان پونا مین جاکر راجہ جسونت سنگھ سے مہم کا چارج لیا۔ اس کے بعد کام شروع کردیا اور قلعہ رودرمال وغیرہ خصوصاً سیواجی کے کلان تر قلعہ پورن دھر کو

جس مین اُس کا بہت سا ساز و سامان۔ اور چار ہزار سپاہی۔ تین ہزار عورت مرد اور بعض عزیز و اقارب تھے۔ دلیر خان اور راجہ کے بیٹے کیرت سنگھ نے گھیر لیا سیواجی معہ اہل و عیال کے قلعہ راج گڈھ مین جو اِس موقع سے قریب تھا موجود تھا لیکن حملہ آورونکی لیاقت اور شجاعت کی وجہ سے قلعۂ پورن دھر کے بچاؤ سے مایوس ہوگیا اور مجبور ہو کر عجز و نیاز کا اظہار شروع کیا۔ راجہ اُس کی چالاکیون سے خوب واقف تھے۔ صاف کہلا بھیجا کہ اگر مجرمون کی طرح ہتھیار رکھو لکر حاضر ہوگے۔ تو اطاعت قبول کیجاویگی۔ آخرکار سیواجی مجبور ہو کر سنہ ۸ جلوس ماہ رجب ۱۰۷۵ھ کو اِسی طرح حاضر ہو گیا۔ راجہ نے اُسکی بہت خاطر اور دلداری کی اور اول قلعہ پورن دھر کو جو قریب الفتح ہو گیا تھا معہ کل سامان جنگ وغیرہ اُس سے لے کر اِن شرائط پر صلح کر لی۔ کہ ملک کوکن کے پینتیس ۳۵ قلعون مین سے جو اُس کے قبضے مین تھے تیئیس ۲۳ قلعے معہ بند و بست چیول و علاقجات جمعی دس ۱۰ لاکھ ہن (ایک سونیکا سکہ تھا جو دکن مین مروج تھا) کے سرکار شاہی مین آگئے۔ اور باقیماندہ بارہ قلعے معہ علاقہ جمعی ایک لاکھ ہُن کے سیواجی کے پاس چھوڑے گئے۔ اور اُس کے ہشت سالہ بیٹے سنبھاجی کے نام پنجہزاری۔ پنجہزار سوار کا منصب عطا ہو گیا۔ اور سیواجی نے یہ بھی قبول کر لیا کہ اُس نواح مین اگر کوئی مہم پیش آویگی تو بذات خود شاہی فوج مین شامل ہو کر خدمت کرونگا۔ غرضکہ جب شرطین طے ہوچکین۔ اور سنبھاجی بھی راجہ کے لشکر مین پہونچ گیا تو سیواجی کو جو بغیر ہتھیار باندھے دربار مین آیا کرتا تھا۔ راجہ جے سنگھ نے اپنے سامنے ہتھیار بندھوا دیئے اور خلعت دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ بادشاہ نے راجہ کے اِس حسن خدمت کے انعام مین منصب مین دو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ کی ترقی دیکر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر مفتخر فرمایا۔

مہم بیجاپور — ۵،۱۷ء ۱۱ھ جلوس مین عادل شاہ والی بیجاپور نے خراج سالانہ کے پہونچنے مین تساہل کیا۔ بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو بیجاپور پر فوج کشی کرنے کا حکم بھیجا۔ ۱۲۷۹ھ جلوس مین راجہ نے بیجاپور پر فوج کشی کی۔ سیوا جی پندرہ سو سوارون اور سات ہزار پیادون کے ساتھ اِس مہم مین شریک ہوا۔ ۲۴۔ رجب ۱۰۷۶ھ کو عادل شاہ کی طرف سے دیانت رائے معہ تحفہ تحائف کے راجہ کی خدمت مین حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا۔ راجہ نے بادشاہ کو لکھا۔ چونکہ موسم برسات کا آگیا تھا۔ بادشاہ نے لڑائی کے ملتوی کر دینے کا حکم بھیجا۔ اور راجہ وہان سے روانہ ہو کر اورنگ آباد مین آکر مقیم ہوئے۔

وفات — ۱۰۷۷ھ جلوس مین راجہ جے سنگھ اورنگ آباد سے دربار کو روانہ ہوئے۔ راستے مین بیمار پڑے۔ اور برہان پور پہونچکر ۲۸۔ محرم ۱۰۷۸ھ کو اِس دار ناپائدار سے رخصت ہوئے۔ بادشاہ کو بہت رنج ہوا۔ کنور رام سنگھ کو جو مورد عتاب تھا خلعت تعزیت مرحمت فرما کر خطاب راجگی اور دیگر نوازش ہائے شاہانہ سے مفتخر کیا۔

اولاد — راجہ جے سنگھ کے دو بیٹے تھے۔ کنور رام سنگھ۔ اور کیرت سنگھ۔ دونون کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا جائے گا۔

یادگارین — راجہ جے سنگھ کی یادگار سے اورنگ آباد مین چاردیواری کے باہر غرب رویہ اُن کا آباد کیا ہوا پورہ جے سنگھ پورہ کے نام سے مشہور ہے۔

اکبر آباد (آگرہ) مین بھی اُنھون نے اکثر نفیس عمارتین تعمیر کرائی تھین۔ اور اُسی مقام پر ایک محلہ آباد کر کے اُس کو جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم کیا تھا۔ ایک سو دس بیگہ اراضی مین یہ عمارتین اور ایک عمدہ باغ واقع تھا۔ شروع اُنیسوین صدی کا ایک مورخ اِس باغ اور عمارت کی تعریف مین لکھتا ہے۔

ہر طرفش چشمۂ کوثر سرشت | گلبن و گل رشکِ ریاضِ بہشت
طرفہ عمارات ملائک مقام | زبدہ چمن سیرگہِ خاص و عام
آمدہ فوارہ بعرشِ جواب | نعرہ زنان آب ببانگ ہربر
نکہتِ گل روکشِ مشک ختن | رشک وہ غنچۂ پروین پرن

لیکن افسوس ہے کہ اب اِن عمارتون مین ایک کا بھی نشان باقی نہین البتہ وہ مقام اب تک جے سنگھ پورہ کے نام سے موسوم ہے۔

اکبرآباد مین جس قطعہ زمین پر روضۂ ممتاز محل (روضۂ تاج گنج) واقع ہی۔ یہ بھی راجہ جے سنگھ کی تھی جب شاہجہان نے اپنی پیاری بیگم کے مقبرہ کے واسطے یہ مقام پسند فرمایا تو راجہ جے سنگھ کو اس کا معاوضہ دینا چاہا۔ راجہ نے معاوضہ کے لینے سے اِنکار کر کے بطور پیشکش (نذرانہ) اِس اراضی کو دینا چاہا۔ بادشاہ نے ازراہ احتیاط اِس بات کو قبول نہ کیا۔ اور اُس کے معاوضہ مین خالصہ شریفہ سے ایک وسیع مقام راجہ کو مرحمت کیا۔

علمی لیاقت — راجہ جے سنگھ علم سنسکرت مین خوب مہارت رکھتے تھے۔ ترکی۔ فارسی۔ عربی زبانون کو سمجھتے تھے۔

دھیراج۔ راجہ جے سنگھ سوائی

اصلی نام بجے سنگھ تھا سلطنت مغلیہ کے دورِ آخری کے مشہور ارکان سلطنت سے تھے۔ معزز خاندان کچھواہہ کے سردار۔ راجہ بشن سنگھ کے بیٹے۔ اور مرزا راجہ جے سنگھ کے پرپوتے تھے۔

سنہ ۴۴ جلوس عالمگیری مین باپ کی وفات کے وقت منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر سرفراز تھے۔ اب بادشاہ نے منصب ہزار و پانصدی ذات۔

ہزار سوار پر مفتخر فرما کر خطاب راجہ جے سنگھ سے موصوف کیا۔ اور یہ عالمگیری خطاب ایسا چمکا کہ اصل نام سے زیادہ مشہور چلا آتا ہے۔

سنہ ۴۵ جلوس مین جدۃ الملک اسد خان کے ساتھ قلعہ کھیلنا (سخر لنا) کی تسخیر پر مامور ہوئے اور باوجود نوجوانی اور ناتجربہ کاری کے کہ اُس وقت تک حد بلوغ پر بھی نہ پہونچے تھے۔ اپنے حملہ ہائے شیرانہ اور شمشیر دلیرانہ سے قلعہ کو فتح کر لیا۔ بادشاہ نے اِس شجاعت اور کارگذاری کے صلے مین منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سرفراز کر دیا۔

شہنشاہ عالمگیر کے انتقال کے بعد یہ اوّل شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کی رفاقت مین دکن سے ہندوستان روانہ ہوئے۔ لیکن لڑائی کے دن اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے انجام کو پہچانکر بہادر شاہ سے جا ملے اور فتح کے بعد نوازشات شاہی سے مالا مال ہوئے۔

بجے سنگھ برادر راجہ جے سنگھ

راجہ جے سنگھ کا چھوٹا بھائی جو اپنے باپ کی وفات کے بعد دربارِ عالمگیری سے خطاب بجے سنگھ سے موصوف ہو کر شاہزادۂ محمد معظم (بہادر شاہ) کے ساتھ صوبۂ کابل مین متعین تھا۔ اب شاہزادۂ موصوف کی رفاقت مین منصب سہ ہزاری پر سرفراز تھا۔ اِس فتح کے بعد دونون بھائیون مین آنبیر کی حکومت پر تنازع پیدا ہوا۔ بہادر شاہ کو دونون کی خاطر عزیز تھی۔ اور کسی کی دل شکنی گوارا نہ تھی لہذا تا تصفیہ وہان کے انتظام کو سرکار شاہی کے اہتمام مین لے کر سید حسین خان بارہ کو وہان کا فوجدار مقرر کر دیا۔

سنہ ۱۱۱۹ھ مین جب بہادر شاہ شاہزادۂ کام بخش کے مقابلے کے واسطے دکن روانہ ہوئے۔ اُجین کے پڑاؤ سے راجہ جے سنگھ معہ اجیت سنگھ راٹھور اور دوسرے راجپوت سردارون کے شکار کا بہانہ کر کے رفوچکر ہو گئے۔ اور سید حسین خان سے

کرمیعتر کرآنبیر پر قبضہ کرلیا جب ۱۱۲۱ھ مین بہادر شاہ اس مہم سے واپس ہوئے۔ انکی تنبیہ کے واسطے فوجین مامور کین۔ اسی عرصے مین پنجاب سے سکھون کے تاخت وتاراج کی خبر آئی۔ اور بادشاہ کو وہان جانا ضروری معلوم ہوا۔ ادھر راجپوتون نے بھی خانخانان معظم خان اور مہابت خان کے ذریعے سے اپنے عفو تقصیر کی خواستگاری کی۔ اور بادشاہ نے مصلحت وقت کا خیال کرکے محض زبانی وعدۂ اطاعت پر سب کا قصور معاف کردیا[۱]۔

فرخ سیر کی عہد سلطنت مین راجہ جے سنگھ خطاب دھیراج سے مفتخر ہوئے۔ ۱۱۳۱ھ مین چورامن جاٹ کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔ اور اُس سرکش کو ایسا تنگ کیا۔ کہ اُس نے پیشکش پیش کرکے قطب الملک سید عبداللہ خان کے وسیلے سے اپنے تقصیرات کی معافی حاصل کی۔ چونکہ یہ معافی بلا امتزاج راجہ کے عمل مین آئی تھی۔ لہذا وہ بادل ناخواستہ مہم مذکور سے واپس آکر اپنے وطن کو روانہ ہوگیا۔

فرخ سیر کے عہد سے لےکر محمد شاہ کے شروع عہد تک امیر الامرا سید حسین علیخان اور قطب الملک سید عبداللہ خان دونون بھائیون کا دور دورہ رہا۔ اور اُنھون نے امارت و وزارت کے نام سے بادشاہی کی۔ اور تاریخ مین بادشاہ گر کے لقب سے موسوم ہوئے۔ اِن کی راجہ جے سنگھ سے ہمیشہ کھٹ پٹ رہی۔ لیکن باوجود اِس عظمت اور اقتدار کے راجہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکے۔ جب محمد شاہ کے عہد مین دونون بھائیون کی تُرکی تمام ہوئی۔ راجہ جے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے بہت اعزاز و احترام کیا۔ اور ۱۱۳۵ھ مین اکبرآباد کی صوبہ داری پر سرفراز کرکے چورامن جاٹ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ انھون نے غنیم کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے سیدھا کیا۔ اور ۹ صفر ۱۱۳۵ھ کو تھون کا قلعہ فتح کرلیا۔

---

[۱] اس معافی کا حال مہاراجہ اجیت سنگھ کے حال مین دیکھو۔

۱۱۴۵ھ مین صوبۂ مالوہ کی حکومت پر ممتاز ہوئی۔ جب مرہٹون نے مالوہ مین
لوٹ کھسوٹ مچائی تو راجہ جے سنگھ نے اپنے دوست محمد خان بنگش سے مدد چاہی
اُس کا حال شکستہ حال ہو رہا تھا اُس نے جواب مین لکھا کہ "آپ کے پاس علاوہ
اپنی موروثی وطن کی ریاست جس کی آمدنی ایک صوبہ کی آمدنی کے برابر ہی
ایک ثلث صوبۂ مالوہ۔ ایک چہارم صوبہ دہلی۔ اور تمام نظامت اکبرآباد کی ہے
مرہٹہ اسوقت راجپوتون کے ساتھ موافقت ظاہر کرتے ہین۔ لیکن یہ صرف اُنکی
فیلسوفی ہے۔ خدا جانے وہ کہان تک کی خبر لین گے۔ ایک ہندوستان مین
کیا۔ وہ تمام بنگالہ مین پھیلے ہوئے ہین۔ اس امر کا غالباً آپ کو یقین واثق ہوگا
کہ جب کبھی اُنھون نے کہین محفوظ مقام پا لیا۔ تو وہ آپ کو بھی گدّی سے اُتار دینگے
اور جن مقامات کی وہ حفاظت کا اقرار کرتے ہین۔ اُنھین پر قبضہ کرنے کا
قصد کرینگے۔

اِس کے بعد راجہ نے بہت اصرار سے محمد خان کو بُلایا۔ زرِ نقد بطور امداد
کے بھیجا۔ جاگیر کا وعدہ کیا۔ ۷۔ رمضان ۱۱۴۸ھ کو محمد خان نے معہ اپنی فوج کے
کوچ کیا۔ لیکن اِس عرصے مین مرہٹون کا مالوہ مین ایسا قدم جم چکا تھا کہ اُن کا
نکالنا مشکل ہوگیا۔ آخر کار بہت سے پیغام وسلام اور خط وکتابت کے بعد اِس کا
تصفیہ ہوا۔ کہ باجی راؤ بادشاہ کی اطاعت قبول کرے۔ اور بادشاہ کی طرف
سے صوبۂ مالوہ کی حکومت اُس کو عطا کی جائے۔ چنانچہ اِس قرارداد کے بموجب
۸۔ ربیع الاول ۱۱۴۹ھ کو راجہ نے صوبۂ مالوہ کی حکومت کا چارج باجی راؤ کو دیدیا
اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے وطن جا پہونچے۔ اور مدت تک حکومت کرکے
دسہرہ کے دن ۱۰۔ شعبان ۱۱۵۶ھ کو وفات پائی۔ اُن کی وفات کے بعد اُنکے
بیٹے راجہ ایشر سنگھ۔ اور اُن کے بعد راجہ پرتھی سنگھ پسر راجہ۔ ایشر سنگھ۔ اور اُنکے بعد

راجہ پرتاب سنگھ برادر راجہ پرتھی سنگھ جانشین ہوئے۔

علمی قدردانی

راجہ جے سنگھ کی زندگی کی نہایت دلاویز تصویر جس سے اُن کا نام آئندہ نسلون مین ہمیشہ عزت وادب سے لیا جائیگا۔ اُن کے علوم وفنون کا شوق۔ اور علمی قدردانی کا جوش تھا۔ اٹھارھوین صدی عیسوی مین جبکہ ہندوستان کی طوائف الملوکی۔ روزمرہ کے کُشت وخون۔ اور لوٹ۔ مار سے ہندوستان کی علمی دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھا رہا تھا۔ اُس اندھیرے مین اُن کا نام لعل بدخشان کی طرح سے چمکتا نظر آتا ہے۔ زبان برج بھاشا کی حسن خوبی اُنھین کی قدردانی اور کمال پروری سے ظاہر ہوئی۔ تمام ہندوستان کے عالم۔ فاضل گنوان پنڈت اُن کے علمی دربار مین حاضر رہتے۔ اور دریا مثال ہاتھ سے سرسبز وشاداب ہوکر معمولی دوہرون۔ کبتون کے صلے مین ایک ایک اشرفی سے لے کر ایک ایک لاکھ روپیہ تک کے انعام لوٹتے تھے۔ جے پور کے کتب خانے مین ایک ایسی کتاب کا موجود ہونا بیان کیا جاتا ہے جس مین صرف وہ دوہرے جمع کیئے گئے ہین جن کے انعام مین اُنکی کمال پرور سرکار سے ایک ایک لاکھ روپیہ مرحمت ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اس بیان مین کچھ مبالغہ ہو۔ مگر اس مین کچھ شک نہین ہے کہ اُنھون نے لاکھون روپیہ لُٹا کر نہ صرف اپنی ریاست بلکہ دہلی اور نواح دہلی مین برج بھاشا کے شوق کو پھیلا کر مقبول خاص وعام کیا۔

راجہ موصوف علوم ریاضی سے ماہر اور اُسمین بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اُنھین کے حکم سے علمائے ہاندنی شرح چغمینی وغیرہ کتب ہندسہ کا عربی سے بھاشا مین ترجمہ کیا۔

زیج محمد شاہی

راجہ موصوف نے مرزا خیر اللہ بیگ کے ذریعے سے جو علوم ریاضی مین بےنظیر عالم تھے۔ اُجین۔ جے پور۔ شاہجہان آباد (دہلی) مین بیس بیس لاکھ روپیہ کے

صرف سے اجرام فلکی کے مشاہدے کے واسطے رصدگاہین بنواکر اُن کو زیچ محمد شاہی کے نام سے موسوم کیا۔ لیکن چونکہ عمل رصد کی تکمیل کے واسطے تیس برس کی مدّت کی جو کہ مدت تمام دورۂ زحل کی ہے ضرورت تھی اور راجہ موصوف قبل اختتام اِس مدت کے انتقال کرگئے لہذا یہ عظیم الشان علمی کام ناتمام رہا۔ اور آئندہ پھر کسی نے اِس طرف توجہ نہ کی۔ اُجین وغیرہ مین اِن رصدگاہون کی عمارت کے نشانات ابتک موجود ہین۔

شہر جے پور کا آباد ہونا

راجہ جے سنگھ نے آنبیر سے چار کوس کے فاصلے پر ایک عظیم الشان شہر آباد کیا۔ اُس مین قصرہائے عالی سنگین اور چوڑے چوپڑ کے بازار۔ اوپر ہوادار بالاخانے اُنمین جابجا کھڑکیان۔ نیچے مدرسے۔ کارخانے۔ جابجا مندر۔ شرفا غربا سب کے واسطے ایک سے مکان ایک رنگ ایک طرز کے بنوائے آبادی کے چارون طرف پتھر اور چونے کی دوہری فصیلین تعمیر کراکر باہر خوشنما باغ لگائے۔ اور اُس کو اپنے خطاب گرامی کی مناسبت سے جے پور کے نام سے موسوم کرکے دارالحکومت مقرر کیا۔ یہ شہر اِس وقت تک ہندوستان کے عظیم الشان اور قابل دید شہرونمین شمار ہوتا ہے۔ اور بلحاظ خوشنمائی خصوصاً سڑکون کی چوڑائی اور اپنے مشہور و معروف عجائب خانہ کے ہندوستان مین بےنظیر ہے۔

مہاراؤ جانوجی جسونت نبالکر

راؤ رنبھاکا (جو کہ عہد عالمگیر کے اُمرائے متعینہ دکن سے تھا) بیٹا تھا۔ چونکہ وہ اکثر لڑائیون مین بادشاہ کی طرف سے مرہٹون سے لڑچکا تھا۔ لہذا فرخ سیر کے عہد مین امیرالاُمرا حسین علی خان نے مرہٹون سے صلح ہونے کے بعد اُنکی شکایت پر اُسے قید کرلیا۔ لیکن نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے

محمد انورخان کی سفارش پر اُسے قید سے رہا کرکے مالوہ سے اپنے ساتھ لیا اور دکن مین پہونچکر اُسکی قدیمی جاگیر عطا کرکے منصب سابقہ پر سرفراز کردیا۔ چونکہ رعایا پروری اور سلیقۂ جاگیرداری کے جوہر سے موصوف تھا۔ لہذا بہت جلد اپنی حالت درست کرکے دکن کے محاربات مین شریک ہوتا رہا۔ نواب ناصر جنگ شہید کے عہد مین خطاب مہاراؤ۔ اور جسونت سے موصوف ہوا۔ اور سنہ ۱۱۷۶ھ مین مرگیا۔ چونکہ اُس کا بیٹا انند راؤ اُس کے سامنے مرچکا تھا لہذا دوسرا بیٹا مہاراؤ اور پوتا راؤ رنبھا پسر انند راؤ اُسکے جانشین مقرر ہوکر موروثی جاگیر پر قابض ہوئے۔ اور خدمات شاہی بجا لاتے رہے۔

چتربھوج چوہان

لکھمی سین چوہان کا پوتا۔ اور عہد شاہجہانی کا منصبدار تھا۔ سنہ ۱۰۵۰ھ مین خدمات نمایان کے صلے مین بادشاہ نے خلعت و اسپ سے سرفراز کیا۔ سنہ ۱۰۵۵ھ مین مہم بلخ و بدخشان پر مامور رہوا۔ اور اِس مہم مین اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھاکر سنہ ۱۰۵۰ھ مین منصب ہفت صدی ذات پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ مدتون خدمات شایستہ بجا لاکر انتقال کیا۔

چندربھان نروکا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۶ جلوس ۱۰۴۲ھ مین بہ ایام محاصرہ قلعہ دولت آباد فدویت کے جوہر دکھائے اور عنبرکوٹ کی محافظت پر مامور رہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس ۱۰۴۶ھ تک منصب پانصدی ذات۔ چہارصد سوار پر سرفراز تھا۔ سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ھ مین مہم بلخ و بدخشان مین متعین ہوا۔ اور اصالت خان کے ساتھ میدان ہمت مین قدم جماکر غنیم کو

شکست فاش دی۔ اور فتح کے بعد خلعت واسپ عطا ہو کر منصب ہفت صدی پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

منشی رائے چندربہان

قوم کے برہمن اور لاہور کے رہنے والے تھے۔ حساب کتاب۔ معاملہ فہمی۔ تحریر و تقریر مین کارگذار اہلکار اور انشاپردازی۔ اور مطلب نویسی مین بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ موزون طبع اور برہمن تخلص کرتے تھے۔ اول میر عبد الکریم میر عمارت لاہور کیساتھ تھے۔ اِس کے بعد یاوری بخت سے علامی افضل خان وزیر اعظم شاہجہان کی سرکار مین جا پہونچے۔ اور اپنی لیاقت کاردانی سے بہت جلد صاحبِ اعتبار ہو کر اُس سرکار کے دیوان ہو گئے۔

علامی موصوف کی وفات کے بعد ۱۲ سنہ جلوس شاہجہانی مین لاہور کے مقام پر بادشاہ نے حکم دیا کہ افضل خان کے متعلقین اور ملازمین حضور مین پیش کیے جائین۔ اِس تقریب سے یہ بھی حضور مین پیش ہوئے اِنھون نے ایک رُباعی موزون کر کے اور خط شکستہ مین لکھکر پیشی کے وقت پیش کی۔ بادشاہ کو اِن کا خط بہت پسند آیا۔ اور نوازش ہائے شاہانہ سے مسرور کر کے ملازمان اہل قلم کے سِلک مین منسلک کیا وہ رُباعی یہ ہے۔ رُباعی۔

شاہے کہ مطیع او دو عالم گردد ۔۔۔ ہر جا کہ سریست پیش او خم گردد
از بسکہ بدورش آدمی یافت شرف ۔۔۔ خواہد کہ شرف نیز آدم گردد

کچھ عرصے کے بعد شاہزادۂ دارا شکوہ نے اِنکی حسن لیاقت۔ اور تحریر و تقریر کا حال سُن کر بادشاہ سے اِن کو مانگ لیا۔ اور اپنا میر منشی مقرر کیا۔ مدت تک یہ اِسی عہدے پر مامور رہے۔ ۱۰۶۶ھ مین علامی سعد اللہ خان

سلہ آگرہ کا روضۂ ممتاز محل بھی اِنھین کے اہتمام سے تعمیر ہوا تھا۔

وزیر اعظم کے انتقال کے بعد بادشاہ نے پھر اپنے یہان بُلالیا۔ اور خطاب رائے سے مفتخر کر کے دفتر شاہی کا میر منشی مقرر کر دیا۔

باغ چندربھان

رائے چندربھان نے ۱۰۶۸ھ مین انتقال کیا۔ اُنھون نے اپنے ایام امارت مین بمقام اکبرآباد ایک وسیع تالاب۔ اور ایک خوشنما باغ تیار کرایا تھا باغ کے اندر اپنی کچہری کے واسطے بہت نفیس عمارت تعمیر کرائی تھی افسوس ہے کہ آگرہ کی صدہا دیگر عمارات کیطرح یہ تالاب اور عمارت بھی ہستی ناپائدار سے مفقود ہوگئی صرف باغ اور عمارت کا نفیس اور خوشنما سنگ سُرخ کا دروازہ اپنے بانی کی عظمت کی یادگار مین اسوقت تک موجود ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کے زمانے مین یہ باغ ایک انگریز کے قبضے مین تھا۔ اُس نے آگرہ کے ایک ساہوکار لالہ سورج بھان ساکن محلہ بیلن گنج کے ہاتھ اِس شرط پر فروخت کر دیا۔ کہ عمارت قدیم مین کوئی دست اندازی نہ کی جاوے۔ اور وہ بدستور اپنی حالت مین قائم رکھی جائے۔ یہ بھی مشہور ہی کہ لالہ سورج بھان کو اس باغ سے ایک بہت بڑا دفینہ بھی دستیاب ہوا۔ بہرحال لالہ سورج بھان بہت تعریف کے مستحق ہین کہ اُنھون نے نہ صرف اِس آثار قدیمہ ہی کو محفوظ رکھا۔ بلکہ باغ کو بھی خوب رونق دی اور اب اُن کے انتقال کے بعد اُن کے بیٹے لالہ چندربھان قابض اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چل رہے ہین یہ باغ سکندرہ کی سڑک پر آگرہ اور سکندرہ کے درمیان مین واقع ہے۔ اور بانی کی نیک نیتی کہیئے خواہ اتفاق وقت سمجھیئے کہ بانی یا جانشین مُشتری کے نام سو باغ چندربھان کے نام سے موسوم چلا آتا ہے۔

لطیفہ

علامی افضل خان کے عہد وزارت مین دربار مین ایک دن مشاعرہ تھا۔ رائے چندربھان نے جب اپنا یہ شعر پڑھا۔

مرا دلے است بہ کفر آشنا کہ چندین بار ... بہ مکہ بُردم و بازش برہمن آوردم

نہ معلوم بادشاہ اُس وقت کس خیال مین تھے کہ بہت ناگوار گذرا۔ علّامی موصوف بادشاہ کا چہرہ دیکھکر تاڑ گئے۔ اور اُسی وقت اُس کے جواب مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھا۔ ؎

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکّہ رود ٭ چون بیاید ہنوز خر باشد

بادشاہ یہ جواب سُن کر ہنس پڑے۔ اور بات گئی گذری ہوئی۔

انشاپردازی اور موزونیِ طبع

رائے چندر بہان نے اپنے رقعات اور تحریرات کو خود جمع کر کے ایک مجموعہ رنگین مرتب کیا ہے۔ منشی سیل چند لکھتے ہین کہ "اُنھون نے انشاپردازی مین علّامی ابوالفضل کا تتبع کیا ہے"۔ اِس مقام پر اُن کے مجموعۂ رنگین سے چند مقام ناظرین کے ملاحظے کے واسطے نقل کیے جاتے ہین۔

افسانۂ عشرت پیرائے۔ در وقتیکہ رایاتِ فیروزی شعار لفرخندگی وفیروزی متوجہ سیرِ خطۂ دلکشائے عشرت سرشت کابل گردید۔ در اثنائے راہ غزلے از زادہ ہائے طبع بوساطت بخشی الملک معتمد خان کہ از بندہائے سخن سنج سخنگوئی درگاہ والا بود بسمع مبارک رسیدہ درجۂ قبول یافت۔

غزل

رویت بہ آفتاب دہد آب وتاب را ٭ اے از تو صد شرفِ شرف آفتاب را
دریادلی و دستِ تو چون موج در عطاست ٭ دستِ تو دادہ شیوۂ بخشش سحاب را
بوئے بہارِ لطفِ تو آفاق را گرفت ٭ دیگر چہ اعتبار بود مشکناب را
از دستِ تو چو آب شود آتشِ ستم ٭ خوش کردہ چشمِ فتنہ بدورِ تو خواب را
شاہان بخاکِ راہِ تو سرہا فگندہ اند ٭ در پیشِ موجِ بحر چہ وقع حباب را
ہان برہمن مدام دُعا کن زروے صدق ٭ شاہِ بلند اختر گردون جناب را
ہر روز را خجستہ چو نوروز و عید باد ٭ در دور او شرفِ شرف آفتاب را

افسانۂ میمنت قرین - چون رایات جہان پیمان فلک فرسا عالم نورد از مستقر الخلافت اکبر آباد بعزم سیر ممالک پنجاب باہتزاز آمد - وقصبۂ دلنشین سہرند مضرب خیام ظفر فرجام گشت نسیم عنبر شمیم بہار رباعث طراوت حدیقۂ دلہا - وموجب انشراح غنچۂ خاطرہا گردید - مجلس نوروز جہان افروز بہ آئینے کہ شایان این دولت خداداد ازل بنیاد است - در دولت خانۂ بادشاہی کہ بمقتضائے طراوت - ونظرت - ووسعت وفسحت - نظیر وعدیل ندارد - آرائش تازہ یافت - وسطح روئے زمین بہ انواع نقش ونگار رشک صحیفۂ روزگار چرخ دوّار شد - بادشاہ جہان پناہ چون آفتاب جہان تاب برتخت دولت جلوس فرمودہ صلائے جود وکرم وبخشش وانعام عام دادہ دامن آرزوئے جہانیان لبریز گردانیدند - کمترین بندگان کہ از خانہ زادان این دودمان دولت نشان است - بوساطت عمدۃ السلطنت اسلام خان رُباعی از نظر انور اقدس گذرانید - از غایت ذرہ پروری - وبندہ نوازی کہ سرشتۂ ذات مَلکی ملکات مقدس است - بدست مبارک گرفتہ برزبان معجز بیان خواندہ تحسین فرمودند - رُباعی -

روز نو وسال نومبارک بادا ملک نو ومال نومبارک بادا
اے آنکہ خیال مُلک گیری داری پیوستہ خیال تومبارک بادا

بہ عنایت الٰہی واقبال بلند حضرت شاہنشاہی در اندک فرصت آثار آن بہ ظہور آمد - وفتح ممالک بدخشان نصیب اولیائے دولت ابد پیوند گشت -

مجلس خسروی موجب انشراح وانبساط خاطرہا وباعث اہتزاز وشگفتگی دلہا گردیدہ - جمیع بندگان درگاہ والا از اُمرائے نامدار وخوانین بلند اقتدار وارباب اہل خدمت درخور حالت ومنزلت بہ عنایت شاہنشاہی از مرحمت فیل واسپ وخلعت ہائے فاخرہ - واضافۂ منصب وانعام نقد سرفراز گردیدند -

و اصحابِ فضل و کمال و اہل احتیاج از درویشان و گوشہ نشینان و دُعاگویان و وظیفہ داران وامید وران۔ میراث ذخیرۂ عمر ہائے دراز اندوختند۔ و ارباب فصاحت و بلاغت از شعرائے فصیح زبان مثل محمد خان قدسی۔ و طالب کلیم و میر الٰہی و مُلّا اُمی۔ و میر بخشی وغیرہ قصیدہ۔ و مثنوی۔ و رُباعی در تعریف آن جشن گرامی گفتہ بہ انعام نقد و عنایت خلعت سربلند گشتند۔ و مجلسیانِ شیرین زبان۔ و برہمنان ہندی بیان۔ و کبیشران۔ و منجمان۔ و امثال آن بہ مرحمت خلعت سرفرازی حاصل کردند۔ و ارباب نغمہ و نشاط۔ و اہل سرود و انبساط از خوانندگان و سازندگان عراق و خراسان و نغمہ سازان و ترانہ پردازان کابل و کشمیر۔ و کلانوت و طوایف ہندی بہ عنایت خلعت ہائے گوناگون مفتخر گردیدند و بہ مکرمت زرہا از اندازۂ بیرون دامن اُمید را لبریز گردانیدند وجمع کہ در معالجۂ آن رابعۂ ثانی (جہان آرا بیگم) از روئے اخلاص کوشش نمودہ بودند بہ اضافہ منصب و عنایت اسپ و فیل و نقد و خلعت و انواع مرحمت سرفراز گشتند۔ وچون این برہمن عقیدت کیش کہ در منشیان این درگاہ آسمان جاہ منسلک است و در روز ہائے عظیم مثل نوروز و جہان افروز میگذرانید۔ در جشن مبارک فرخندہ آئین نیز رباعی خواندہ بہ عنایت خلعت سرفرازی یافت۔ رُباعی۔

در جشن مبارک شہنشاہ جہان — شاہنشہِ آفاق خدیو گیہان

دریا شدہ از آب گہر روے زمین — ہر خانہ شد از لعل بدخشان کان

امید کہ اللہ تعالیٰ سایۂ عنایت و ظلّ مکرمت این دولت ابد پیوند را بر مفارق جہان و جہانیان مستطیل و مستدام داراد۔

رائے موصوف صاحب دیوان ہین۔ اُن کا یہ شعر بہت مشہور ہے۔

بہ بین کرامتِ بتخانۂ مرا اے شیخ — کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد

سچ ہے بد اچھا بد نام برُا۔ لوگون نے مشہور کر رکھا ہے کہ عالمگیر نے اپنے عہد
مین ایک مندر توڑنے اور بجائے اُس کے مسجد تعمیر کرانے کا حکم دیا۔ اُسوقت
وہان کے پجاری برہمن نے مندرجۂ بالا شعر موزون کر کے بادشاہ کے سامنے
پڑہا۔ اور اُس کو شرمندہ کر دیا۔ عالمگیر پر اس قسم کے جسقدر الزام گڑھے جائین
وہ اُس پر بخوبی تھپ جاتے ہین۔

چندر من بندیلہ

راجہ نرسنگہ دیو کا چھوٹا بیٹا تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ۱۰۰۰
ذات ششش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سکہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ۱۵۰۰ ذات
ہفت صد سوار پر ترقی پائی۔ جب سشہ جلوس مین اُس کے بھائی جھجہار سنگہ بندیلہ
نے بغاوت پر کمر باندھی۔ یہ خان دوران خان کی ماتحتی مین صوبۂ دکن مین متعین
تھا حسب الحکم شاہی خان موصوف کے ساتھ اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوا
اور اِس مہم کے اختتام کے بعد پھر مہم دکن پر متعین ہوا اور قلعہ اودگیر اور اڈیسہ
کی تسخیر مین خاص نام پیدا کیا۔ سکلہ جلوس مین خلعت و اسپ مرحمت ہو کر صوبۂ
کابل مین تعینات کیا گیا۔ سشلہ جلوس مین کابل سے جگت سنگہ کی مہم پر مامور رہا۔
اور مہم کے خاتمے پر خلعت۔ اسپ و علم سے مفتخر ہوا۔ سالہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان
مین شریک ہوا۔ سکلہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ۱۵۰۰ ذات۔ ہشت صد سوار
پر سربلند ہوا۔ اسکے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ چندر سین جادون

مرہٹون کی گوت جادون سے تھا۔ اس کا باپ دھناجی جادون مرہٹون کا

مشہور سردار تھا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانہ مین فرخ سیر کے دربار سے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور رہالکی وغیرہ محالات صوبہ بدرجاگیر مین مرحمت ہوئے۔ اِس نے دریائے کرشنا کے پاس ایک پہاڑی پر ایک مختصر قلعہ بنا کر اُسکو چندر گڈہ کے نام سے موسوم کیا۔ یہ نہایت شجاع اور بہادر تھا چار ہزار سوار ہمیشہ اُسکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ اُس کی بہت خاطر کرتے تھے۔ ۱۱۵۶ھ مین مرگیا رام چند اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔

راجہ چھبیلا رام ناگر

قوم کے ناگر برہمن تھے۔ اِن کا بھائی دیارام ناگر شاہزادۂ عظیم الشان کی سرکار مین کسی مالی خدمت پر مامور تھا۔ یہ بھی بھائی کے ساتھ احمد آباد گجرات مین کام کرتے تھے۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکی جگہ پر مامور ہو گئے۔ اور ترقی پا کر کڑہ جہان آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو گئے۔

۱۱۲۳ھ مین جب فرخ سیر نے جہاندار شاہ پر چڑہائی کی۔ تو یہ اپنے یہان کے سرکاری خزانے کو لے کر اوّل جہاندار شاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ مگر جب اِس لشکر کا طور بے طور دیکھا تو انجام کار پر خیال کر کے کسی بہانہ سے کھسک گئے اور معہ خزانہ کے فرخ سیر کے لشکر مین جا پہونچے۔ جب فرخ سیر نے فتح پائی۔ اور اُمرائے ہمراہی ادائے خدمت اور رفاقت کے صلے مین خلعت ومنصب اور انعام واکرام سے سرفراز ہوئے۔ یہ منصب پنجہزاری پر ممتاز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوئے۔ اور دیوانی تن اور خالصہ کی خدمت کا خلعت مرحمت ہوا۔ ۱۱۲۴ھ مین اول اکبر آباد اور اُس کے بعد الٰہ آباد کی صوبہ داری پر سربلند ہوئے

امیرالاُمرا حسین علیخان اور اِن سے دلون مین رنج تھا۔ امیرالاُمرا نے الہ آباد کو اِن سے چھیننا چاہا۔ اِنھون نے قلعہ کو خوب مستحکم کیا۔ سنہ ۱۱۳۱ھ مین امیرالاُمرا فوج لے کر اِن کے مقابلے کے واسطے روانہ ہونے والے تھے کہ اُسی عرصے مین الہ آباد سے اِن کے وفات کی خبر آئی۔ ان کی وفات کے بعد راجہ گردھر بہادر اِن کے جانشین مقرر ہوئے جن کا حال علیحدہ لکھا جائے گا۔

رائے خوشحال چند

محمد شاہ کی عہد سلطنت مین خطاب رائے سے موصوف ہو کر پیشکار میر بخشی کے عہدے پر سرفراز ہوئے۔ سنہ ۱۱۵۱ھ مین برہان الملک سعادت خان۔ اور امیرالاُمرا خاندوران خان کے ساتھ نادر شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوئے۔ اِس لڑائی مین اِن کا بیٹا رتن چند نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔ بادشاہی فوج کو شکست اور نادر شاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ نواب نظام الملک آصف جاہ نے دو کروڑ روپیہ نادر شاہ کو دینے کا وعدہ کر کے اُسی جگہ سے واپس چلے جانے پر رضامند کر لیا۔ محمد شاہ نے اِس حُسن خدمت کے صلے مین نواب موصوف کو امیرالاُمرائی کا منصب عطا فرمایا۔ ہندوستان کی پھوٹ مشہور ہے۔ برہان الملک نے جب سُنا کہ امیرالاُمرائی کا خلعت نواب آصف جاہ کو مرحمت ہوا ہے۔ آتش حسد سے جل کر کباب ہو گیا۔ فوراً جا کر نادر شاہ کو بہکایا۔ اور کہا کہ محمد شاہ کے لشکر مین سوائے آصف جاہ کے اور کسی سے خوف نہین ہے۔ دو کروڑ روپیہ پر جو آپ نے صلح کر لی ہے۔ وہ ہندوستان کی دولت کے سامنے بالکل بے حقیقت ہین۔ اتنا تو مین اکیلا ہی حضور کو دے سکتا ہون اگر آپ دہلی تشریف لے چلین تو بہت کچھ روپیہ مل سکتا ہے۔ نادر شاہ نے

یہ بات سُن کر آصف جاہ کو بُلایا۔ اور نظر بند کرکے اول برہان الملک کے اپنے ایک امیر طہماسپ نامی کو دہلی روانہ کیا اور پیچھے سے خود روانہ ہو کر ۸۔ ذیحجہ سنہ ۱۱۵۱ھ کو قلعہ دہلی مین داخل ہوا۔ اور ایک بڑے قتل عام کے بعد کروڑون روپیہ کا مال و اسباب لے کر ۲۔ صفر سنہ ۱۱۵۲ھ کو دہلی سے کوچ کیا۔ اور ہزارون جانین اور کروڑون روپیہ کا مال و اسباب آتشِ حسد مین جلکر تباہ ہو گیا۔

نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست

کاغذات دار الانشاے شاہی ریاست بھوپال سے نادر شاہ کے فتوحات کی فہرست کی نقل ایک معتبر ذریعے سے حاصل ہوئی ہے جو ذیل مین درج کیجاتی ہے۔ اِسے دیکھکر تعجب ہوتا ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ محمد شاہ کے عہد مین سلطنت کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا۔ اِس پر بھی معمولی عہدہ دارون کو اِس قدر تمول حاصل تھا۔ کہ دو۔ دو۔ تین۔ تین لاکھ روپیہ نادر شاہ اُن سے وصول کر لے گیا۔ رائے خوشحال چند پیشکار میر بخشی کے عہدے پر مامور تھے۔ ڈھائی لاکھ روپیہ اِن سے بھی وصول کیا گیا۔

نقد از خزانہ سلطنت۔	جواہرات از جواہر خانہ شاہی۔	آلات طلائی۔
۸ کروڑ۔ ۵۰ لاکھ روپیہ۔	۱۵ کروڑ۔	ایک کروڑ۔ ۵۰ لاکھ۔

تخت طاؤس و اسباب متفرق از خوشبوخانہ۔ و باورچیخانہ۔ و قورخانہ۔ و فراش خانہ۔ و آبدار خانہ۔	از آصف جاہ نظام الملک۔	پیشکش نواب ابو المنصور خان معرفت
۱۵۔ کروڑ۔	۴۔ کروڑ۔	۲۔ کروڑ۔

راجہ مہا نرائن۔ برائے خلعت صوبۂ اودھ۔	ضبطی خانہ خاندوران خان و مظفر خان میر آتش
۲۔ کروڑ۔ ۷۰ لاکھ۔	۲ کروڑ

از وزیرالمالک قمرالدین خان۔ از لطف اللہ خان صادق داروغہ جواہرخانہ۔
یک کڑوڑ ۹ لاکھ
از نواب محمد خان بنگش۔ از رائے خوشحال چند پیشکار بخشیگری۔ از متصدیان دفتر
۲۔ کڑوڑ ۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۷۵ ہزار۔
عمائد شہر۔ از شیخ سعد اللہ دیوان تن۔ از راجہ ناگرمل دیوان خالصہ۔ از
۳۔ لاکھ ۳۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار
سیتارام خزانچی۔ از سبحان رائے وکیل دکھنیا۔ از نونده رائے۔ متفرق جواہر
۴۰۔ لاکھ ۲۔ لاکھ۔ ۶۰ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۷۵ ہزار۔ ۲۔ لاکھ۔ ۵۰ ہزار۔
ونقدی۔ میزان کل۔
۵۲ کڑوڑ۔ ۳۰ لاکھ۔ ۶۰ ہزار۔

رائے درگاداس سیسودیہ

چندراوت کا رہنے والا تھا۔ جوکہ پرگنہ رام پور مین قلعہ چیتوڑ کے قریب واقع ہے۔ اول رانا اودے سنگھ کی سرکار مین ملازم تھا۔ وہان سے ملازمت ترک کرکے دربار اکبری مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اُمرائے خاص کے سلسلے مین منسلک کیا۔ سنہ ۲۶ جلوس اکبری مین شاہزادۂ مراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی ہم پر ماموٗر ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین مرزا خان کے ہمراہ باغیان گجرات کی تادیب کے واسطے روانہ ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس مین خان اعظم کے ساتھ ہم دکن پر متعین ہوا۔ سنہ ۳۶ جلوس مین شاہزادۂ مراد کے ساتھ صوبہ مالوہ مین تعینات ہوا۔ سنہ ۴۵ جلوس مین شیخ ابوالفضل کے ساتھ ہم ناسک مین شریک ہوکر کارہائے نمایان انجام دیے۔ سنہ ۴۶ جلوس مین دربار مین حاضر ہوکر پھر صوبہ دکن مین ماموٗر ہوا۔ سنہ ۲ جلوس جہانگیری مین

بیاسی برس کی عمر مین انتقال کیا۔ جہانگیر نے لکھا ہے کہ "رائے درگا نے میرے پدر بزرگوار کی چالیس برس سے زیادہ خدمت کی تھی۔ منصب چہار ہزاری پر سرفراز اور سپاہگری مین شہرۂ آفاق تھا"۔

رائے درگا داس کا بیٹا چاندہ اوائل جلوس جہانگیری مین منصب ہشت صدی پر سرفراز تھا۔ رفتہ رفتہ ترقی کر کے منصب عمدہ او رخطاب رائے سے مفتخر ہوا۔ اور مدتون خدمات شاہی انجام دے کر مر گیا۔

اُس کا بڑا بیٹا راؤ دودا جانشین مقرر ہوا۔ جس کا حال علیحدہ قلمبند کیا جائیگا۔

ہری سنگھ ولد رائے چاندا

دوسرا بیٹا ہری سنگھ شاہجہان کے عہد مین منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار سے سرفراز تھا۔ سنہ ۹ جلوس مین مر گیا۔

رائے دلیپ سنگھ

رائے رائے[1] سنگھ بیکانیری کا بڑا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔ سنہ ۴۳ جلوس مین خانخانان عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹہ مین مامور ہوا۔ لڑائی کے دن باوجود اس کے کہ جمعیت معقول رکھتا تھا کچھ ہمت نہ دکھائی اور دور سے تماشہ دیکھتا رہا۔ سنہ ۴۵ جلوس مین بلا رخصت بیکانیر چلا گیا۔ اور وہان جاکر شورش برپا کی۔ باپ دربار مین موجود تھا۔ یہ حال سُنکر رخصت لے کر بیکانیر گیا۔ اور بیٹے کو ساتھ لاکر بادشاہ کے قدمون پر گرا دیا۔ بادشاہ نے قصور معاف کر کے پھر منصب پر بحال کر دیا۔

جہانگیر کے عہد مین باپ کے ساتھ پھر بیکانیر چلا گیا۔ جب شاہی فوجین باپ بیٹے کی سرکوبی پر مامور ہوئین۔ یہ بیکانیر سے بھاگا۔ زاہد خان اور شیخ عبدالرحمن نے

[1] رائے رائے سنگھ کا حال دیکھو۔

ناگور کے قریب جا گھیرا۔ یہ خوب جمکر لڑا۔ لیکن شکست کھائی۔ اور بہ ہزار دشواری پہاڑون مین گھس کر جانبر ہوا۔ سنہ جلوس مین خانجہان کی خوشامد کی اور اُن کی سفارش سے قصور معاف ہو کر دربار مین طلب ہوا۔ اور منصب پر بحال ہو کر صوبہ دکن مین متعین ہوا۔

سنہ جلوس مین باپ کے مرنیکا حال سُنکر دربار مین حاضر ہوا۔ چھوٹا بھائی سورج سنگھ بھی موجود تھا۔ باپ کو سورج سنگھ کی مان سے زیادہ محبت تھی اسوجہ سے وہ سورج سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا۔ جب دربار مین جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا سورج سنگھ خوردسالی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے سر دربار بول اُٹھا۔ کہ باپنے مجھے اپنا جانشین مقرر کر کے ٹیکہ دیا ہے۔ بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری خفا ہو کر فرمایا۔ کہ اگر باپ نے تجھے ٹیکہ دیا ہے۔ تو مین دلیپ سنگھ کو سرفراز کر کے ٹیکہ دیتا ہون۔ اُسی وقت اپنے ہاتھ سے دلیپ سنگھ کی پیشانی پر ٹیکہ کھینچکر خطاب رائے سے موصوف کیا۔ اور بیکانیر کی موروثی حکومت پر سرفراز کیا۔

دلیپ سنگھ کم عقل اور سخت نالائق تھا۔ اگر راہ راست پر چلتا تو بہت ترقی کر جاتا مگر اُس پر نحوست کی گھٹا چھا رہی تھی۔ بادشاہ نے منصب مین پانصدی کا اضافہ کر کے مرزا رستم صفوی کی کمک پر ٹھٹہ جانے کا حکم دیا۔ اُس کے دماغ مین خودی کا کیڑا زور مار رہا تھا راستے سے بیکانیر چل دیا۔ بادشاہ نے سورج سنگھ کو فوج دیکر اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُسنے بیکانیر پہونچکر اُسکو شکست دیکر بھگا دیا۔ راستے مین ہاشم خان خوستی فوجدار شاہی نے گرفتار کر کے دربار مین بھیجدیا۔ چونکہ کئی مرتبہ بغاوت کر چکا تھا۔ بادشاہ نے قتل کرادیا۔

راجہ دیبی سنگھ بُندیلہ

راجہ بھارت بُندیلہ کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد سنہ جلوس شاہجہانی مین

منصب دو ہزاری پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا۔ شمہ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر خاندوران خان بہادر کے ساتھ جھجھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا اوندچھ (اُرچھا) کی گدی قدیم سے راجہ دیبی سنگھ کے مورثان کے قبضہ مین چلی آتی تھی۔ جہانگیر نے اپنے عہد سلطنت مین وہان کی حکومت راجہ نرسنگھدیو کو مرحمت کی تھی۔ جھجھار سنگھ اُس کا بیٹا تھا۔ چنانچہ جب اوندچھ بادشاہی فوج نے فتح کر لیا بادشاہ نے سردار قوم بندیلہ کا منصب راجہ دیبی سنگھ کو مرحمت کر کے اوندچھہ کی حکومت پر سرفراز کر دیا۔

سنہ ۹ جلوس مین اوندچھ کے انتظام سے فارغ ہو کر راجہ بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے سید خانجہان بارہ کے پاس مہم بیجاپور مین متعین کیا۔ راجہ نے اِس مہم مین اپنی شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ سنہ ۱۰ جلوس مین سید خانجہان کی سفارش سے علم و نقارہ مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوئے۔ اور اس مہم مین اپنے حملہ ہائے مردانہ اور شمشیر دلیرانہ سے کئی موقعون پر غنیم کی فوج کو پسپا کیا۔ اور ایسی بہادری دکھائی کہ اُن کی کاروانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گئی۔ اور اس کے انعام مین سنہ ۲۰ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سوار سے مفتخر ہوئے۔

سنہ ۲۲ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور اِس کے بعد دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار مین شریک ہوئے۔ سنہ ۲۶ھ مین بہلسہ (صوبہ مالوہ) کی حکومت پر سربلند ہوئے۔

سنہ ۳۰ جلوس مین معظم خان میر جملہ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب کے پاس صوبہ دکن مین متعین ہوئے۔ اور سنہ ۳۱ جلوس مین حسب الطلب دربار مین

حاضر ہوئے۔

۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین مین جسونت سنگھ کے ساتھ تھے۔ لیکن جسونت سنگھ نے کسی وجہ سے اِنھین قید کر رکھا تھا۔ جب اُس کو شکست ہوئی۔ قید سے رہائی پاکر شاہزادۂ مراد بخش کے توسل سے بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوئے۔ عالمگیر نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار سے سربلند کیا۔ جنگ سموگڈھ اور محاربۂ دوم دارا شکوہ مین شریک ہو کر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھلائے۔ اِس کے بعد راجہ عالم سنگھ جگہ ہبلسہ کی فوجداری پر مامور ہوئے۔

۳ سنہ جلوس مین چنپت بُندیلہ کی تادیب پر متعین ہوئے۔

۱۰ سنہ جلوس مین شمشیر خان کے ساتھ یوسف زئی پٹھانون کی سرکوبی کے واسطے روانہ ہوئے۔

۱۳ سنہ جلوس مین محمد امین خان صوبہ دار کابل کے ساتھ کابل مین تعینات ہوئے۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

اورنگ آباد مین چار دیواری کے باہر پچھم اور دکن کے گوشہ مین راجہ کا آباد کیا ہوا پورہ اُن کے نام سے مشہور ہے۔

راؤ دودا سیسودیہ

راؤ چاندہ کا بیٹا۔ اور رائے درگا داس کا پوتا تھا۔ ۱۳ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہو کر اول ہمراہ اعظم خان مہم جانجہان لودی پر مامور ہوا۔ اِس کے بعد یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوا۔ اور اِس مہم سے فارغ ہو کر خانخانان مہابت خان کے ساتھ صوبۂ دکن مین مامور ہوا۔

سنہ ۶ جلوس مین بہ ایّام محاصرہ قلعہ دولت آباد اُس نے اور اُس کے ساتھیون نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا اور غنیم کی صفون مین گھس گھسکر کشتون کے پُشتے لگادیئے۔ اِسی عرصے مین اُسکے بھی چند ساتھی کام آئے وہ اُنکی لاشین میدان جنگ سے اُٹھانے گیا۔ اُس مقام پر غنیم کا زیادہ غلبہ تھا۔ جب گھر گیا تو بہادر راجپوتون کے طریق پر گھوڑے سے کودکر پیادہ ہوا۔ اور شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھاکر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا۔

راؤ ہتی سنگھ — قدردان بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ اُس کے بیٹے ہتی سنگھ کو جو اپنے وطن مین تھا خلعت ارسال کرکے منصب ہزار و پانصدی ذات ہزار سوار پر سرفراز فرمایا۔ اور خطاب راؤ مرحمت فرماکر صوبۂ دکن کی تعیناتی کا حکم صادر کیا۔

۱۲۔ جمادی الثانیہ ۱۰۳۶ھ کو جب بادشاہ دکن سے واپس آرہے تھے۔ موضع کھجوری پرگنہ رام پور (میواڑ) مین مقام ہوا۔ یہ راؤ ہتی سنگھ کا وطن تھا۔ راؤ مذکور نے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔ اور خلعت سے سرفراز ہوا۔ اِسی سال خانزمان کے ساتھ قلعہ جنیبر کے محاصرہ اور تسخیر مین خدمات نمایان انجام دین۔ اِس کے بعد دکن مین خدمات شاہی بجالاکر ۷ سنہ جلوس مین لاولد انتقال کیا۔ بادشاہ نے اس کے چچازاد بھائی روپ سنگھ پسر روپ مکند کو جانشین مقرر کیا۔ اُس کا حال علیحدہ قلمبند کیا جاویگا۔

راجہ دوارکاداس کچھواہا

راجہ گردھر کچھواہا کا بیٹا تھا۔ پہلے سال شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار سے سرفراز ہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین مہم نظام الملک دکھنی مین شریک ہوکر ایسی دلاوری دکھائی کہ اُسکی بہادری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی اور

بادشاہ نے اس کارگذاری کے صلے مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سربلند کر دیا۔

نرسنگھ داس کچھواہا

سنہ جلوس مین خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور رہا۔ اور نہایت بہادری سے لڑکر تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے نرسنگھ داس کو منصب پانصدی ذات۔ چار صد سوار سے ممتاز کیا۔ ۱۰۵۰ھ مین منصب ہشت صدی ذات۔ ہشت صد سوار سے سرفراز ہو کر قلعہ کابل وصوبہ برار کا قلعدار مقرر کیا۔

رائے۔ رایان۔ دیانت رائے گجراتی

قوم کے ناگر برہمن۔ اور گجرات کے رہنے والے تھے۔ تحریر و تقریر حساب و کتاب۔ ہیئت و ہندسہ مین عمدہ لیاقت رکھتے تھے۔ اور زبان ہندی۔ اور تاریخ دانی مین بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ اول علامی افضل خان کے عہد وزارت مین معمولی منشیون کے زمرے مین ملازم ہوئے۔ اِس کے بعد اپنی حسن لیاقت دیانت و امانت سے جلد جلد ترقی پاتے ہوئے سنہ جلوس شاہجہانی مین عہدے دیوانی خالصہ شریفہ (نائب دوم وزیر اعظم) پر سرفراز ہو گئے۔

سنہ ۱۰۴۰ھ جلوس مین منصب ہزاری سے ممتاز ہو کر خلعت دیوانی تن (نائب اول وزیر اعظم) کا مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۲ جلوس مین علامی افضل خان کی وفات کے بعد خطاب رائے۔ رایان سے موصوف ہو کر تا تقرر وزیر اعظم قائم مقام وزیر اعظم مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۵ جلوس مین دیوانی بیوتات کا خلعت عطا ہوا۔

سنہ ۱۷ جلوس مین بادشاہ کی خدمت مین درخواست پیش کی۔ کہ اگر اجازت ہو

تو کارِ دُنیوی سے ہاتھ اُٹھا کر آخری وقت معبودِ حقیقی کی یاد مین گنگا جی کے کنارے بنارس مین جا کر صرف کرون۔ ۸۔ شعبان ۱۰۵۳ھ کو بادشاہ نے فرمان اجازت صادر فرمایا۔ اور یہ بنارس روانہ ہوئے۔

۲۱ جلوس ۱۰۵۷ھ مین دنیا کی محبت نے پھر زور مارا۔ اور اُس کے دام الفت مین پھنسکر مقدس مقام بنارس کو چھوڑ کر پھر بارگاہ شاہجہانی کا رُخ کیا۔ اِن کی کاروانی بادشاہ کے منقوش خاطر تھی۔ منصب سابقہ سے سر بلند کر کے خدمت دیوانی کُل صوبۂ دکن اور فوجداری صوبۂ بکلانہ پر مامور کر دیا۔ اور اِسی خدمت پر یہ اپنی اخیر زندگی تک سرفراز رہے۔

علامی افضل خان کے عہد مین کل وزارت کا کام اِنھین کے سپرد تھا۔ جسے چاہین رکھین جسے چاہین برخاست کرین۔ اگر کوئی امیر علامی موصوف سے کیسکی سفارش کرتا۔ یا کچھ حال دریافت کرنا چاہتا تو ہمیشہ یہ ہی جواب ملتا تھا۔ کہ دیانت راؤ سے کہو۔ یا دیانت رائے سے پوچھو۔ جب علامی موصوف کا انتقال ہوا ایک ظریف نے ازراہ ظرافت اُن کا مرثیہ کہا۔ اور اُس مین یہ مضمون باندھا کہ جب منکر نکیر قبر مین سوال و جواب کے واسطے آئے۔ اور اُنھون نے علامی سے سوال کرنے شروع کیئے تو اُنھون نے ہر سوال کے جواب مین یہ ہی جواب دیا۔ کہ دیانت رائے سے جا کر دریافت کرو۔ وہی تمہارے سوال کا جواب دے گا۔

راوت دیال داس جھالا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ سنہ ۹ جلوس مین مہم ساہوجی بھونسلا پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین منصب پانصدی ذات۔ دو صد و پنجاہ سوار ۲۵۰ پر سرفراز ہوا۔

سنہ جلوس مین خلعت و اسپ مرحمت ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر مامور رہوا۔ اور اِس مہم کے حسن خدمات کے صلے مین منصب ہفت صدی ذات۔ پانصد سوار پر ممتاز ہوا۔ اِس کے بعد مہم قندہار وغیرہ مین شریک ہو کر ترقی پاتا رہا۔ سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اِس لڑائی مین دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا۔ اور نہایت بےجگری سے رام رام کا نعرہ مارتا ہوا اورنگ زیب کے توپ خانہ پر جا پڑا۔ اور نہایت دلاوری سے لڑکر مارا گیا۔

راؤ دلیپ سنگھ[۵] بندیلہ

راؤ سبھکرن بندیلہ کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱ جلوس عالمگیری مین منصب دو صد پنجاہی ذات۔ ہشتاد سوار پر سرفراز ہوا۔ اِس کے بعد منصب سہ صدی ذات و سہ صدی سوار پر ترقی پائی۔

سنہ ۲۱ جلوس مین باپ کے مرنے کے بعد منصب پانصدی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہو کر صوبہ دکن مین متعین ہوا۔

سنہ ۲۲ جلوس مین کسی بات پر خانجہان بہادر ناظم صوبہ دکن سے ناراض ہو کر دربار مین حاضر ہوا۔ اور ہمراہ شاہزادہ محمد اعظم کے پھر صوبہ دکن مین مامور ہوا۔ اور حسن علی خان عالمگیری کے ہمراہ ضلع کوکن کی مہم مین شریک ہو کر نہایت جانفشانی اور جان بازی سے خدمت بجا لایا۔ اور اِس خدمت کے صلے مین سنہ ۲۳ جلوس مین منصب شش صدی ذات شش صد سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۲۴ جلوس مین منصب ہفتصدی ذات۔ ہفتصد سوار پر ترقی پائی۔

[۵] بعض جگہ دلپت سنگھ نام لکھا ہے۔

سنہ ۲۹ جلوس مین غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کے لشکر مین جو محاصرہ بیجاپور مین مامور تھا۔ نہایت دلاوری اور جانفشانی سے جبکہ غنیم چارون طرف سے راستہ روکے ہوئے تھے رسد پہونچائی۔ اور اس جان بازی کے انعام مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہو کر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا۔

سنہ ۳۰ جلوس مین اودنی (امتیاز گڈہ) کی قلعداری پر مامور ہو کر منصب دو ہزار و پانصدی ذات ہزار و پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور نقارہ مرحمت ہوا۔

سنہ ۳۴ جلوس مین شاہزادۂ کام بخش کے ساتھ متعین ہوا۔ اور ذوالفقار خان کے پاس قلعہ جنجی مین رسد پہونچائی۔

سنہ ۴۴ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار اور سنہ ۴۹ مین منصب سہ ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔

عالمگیر کے انتقال کے بعد راؤ دلیپ سنگھ نے شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کی رفاقت اختیار کی۔ اور منصب پنجہزاری سے سربلند ہو کر دکن سے روانہ ہوا۔ اور شاہزادۂ عظیم الشان کے مقابلے مین فوج ہراول کا سردار تھا اور نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

رام چند بندیلہ

راؤ دلیپ سنگھ کے تین بیٹے تھے۔ رام چند۔ بہارتی چند۔ پرتھی چند۔ تینون مین وطن کی حکومت پر جھگڑا ہوا۔ رام چند بھائیون سے لڑ کر غالب آیا۔ اور وطن کی حکومت حاصل کر کے بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد تک خدمات شاہی بجا لاتا رہا۔ محمد شاہ کے عہد مین۔ بھگونت سنگھ زمیندار کٹرہ جہان آباد کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور اسی لڑائی مین مارا گیا۔

راجہ رام چند چوہان

بدن سنگھ چوہان کا بیٹا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے مین امرائے اکبری کے سلسلے مین منسلک ہوا۔

۱۷ جلوس مین یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا۔ ۲۶ جلوس مین شاہزادۂ مُراد کے ساتھ مرزا محمد حکیم کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوا۔

۳۰ جلوس مین مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبہ مالوہ مین متعین ہوا۔ اسکے بعد دکن کی مہمات مین شریک ہوکر خدمات نمایان انجام دیتا رہا۔ اجمادی الثانیہ ۱۰۰۵ھ کو مرزا عبدالرحیم خان کے ساتھ سہیل خان عادل کے سپہ سالار کے مقابلے مین دائین پرے پر متعین تھا۔ سہیل خان کو اِس معرکے مین اپنے توپ خانہ پر بڑا گھمنڈ تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ یہ بہادر اور پُرجوش افسر نہایت پُھرتی سے اُس کے توپ خانہ پر جا پڑا۔ دکھنی پیچھے ہٹے۔ مگر حکمت عملی کے ساتھ۔ آخرکار شام کے وقت پھر گولہ اندازی شروع ہوئی۔ مگر یہ بہادر جگہ سے نہ سرکا۔ اور بڑی بہادری اور ثابت قدمی سے ڈٹ کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کرگیا۔

راجہ روپسی کچھواہا

راجہ بہارا مل کچھواہہ کا بھائی تھا۔ ۹۶۹ھ مین اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار مبارک کی زیارت کے واسطے اجمیر جارہے تھے۔ جب قصبۂ دیوسہ مین مقام ہوا۔ تمام قصبہ خالی نظر آیا۔ بادشاہ نے سبب دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ لشکر شاہی کی آمد سُنکر تمام قصبے کے لوگ اپنے عیال و اطفال کو لیکر پہاڑون مین جا چھپے ہین۔ دادگر بادشاہ کو یہ حال معلوم کرکے سخت تعجب اور

افسوس ہوا۔ اور فرمایا کہ ہماری ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ رعایا کو ہمسے فیض پہونچے پھر اِس خوف کی کیا وجہ ہے۔ چغتی خان نے کہا کہ مرزا شرف الدین حسین حاکم میوات نے اِس نواح کے زمینداروں خصوصًا راجہ بہاڑا مل وغیرہ پر بڑی زیادتی کی ہے۔ اُس کے خوف سے بیچارے پہاڑون مین گھسکر گذارہ کررہے ہین۔ اَب بادشاہ کی آمد سُنکر رعایا بھی ڈر کے مارے قصبہ چھوڑکر بھاگ گئی ہے۔ اکبر نے اِس قصبے کے زمیندار کی بلائے جانیکا حکم دیا۔ اور چغتی خان کو راجہ بہاڑا مل کے لانے کے واسطے روانہ کیا۔ روپسی اِس قصبہ کا زمیندار تھا وہ ڈر کے مارے خود تو نہ آیا اپنے بڑے بیٹے جے مل کو دربار مین روانہ کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہے۔ وہ خود آئے آخرکار روپسی خود دربار مین حاضر ہوا۔ اکبر نے بہت خاطر کی اور نوازش ہائے شاہانہ سے مسرور کیا۔ اکبر کی اِس عنایت کو دیکھکر قُرب وجوار کے زمینداروں کے دل سے خوف جاتا رہا اور وہ دربار مین حاضر ہونے لگے۔ سانگانیر کے مقام پر چغتی خان نے راجہ بہاڑا مل وغیرہ کو بھی لاکر پیش کیا۔ اکبر نے نہایت دلداری اور خاطرداری سے سب کی تسلی اور تشفی کی۔ ہر ایک کے لیئے علیحدہ علیحدہ منصب مقرر کرکے اُمرائے خاص مین داخل کیا۔ اور سوائے راجہ بہاڑا مل کے سب کو ساتھ لے کر آگے روانہ ہوئے۔

روپسی سنہ ۱۷ جلوس تک منصب ہزاری سے سرفراز تھا۔ اکثر مہمات مین عقیدت واخلاص سے خدمتین بجالاتا رہا۔ سنہ ۱۸ جلوس کی مشہور یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا۔ جے مل اِس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہوچکا ہے۔



راجہ رام چند اوڑیسہ

ملک اوڑیسہ کا ایک فرمان روا تھا۔ جب ۹۹۵ھ مین راجہ مان سنگھ بہار کی صوبہ داری پر مامور ہوئے اور قتلو خان وغیرہ سے معرکے ہوئے تو اِسنے اِن معرکون مین راجہ کو مدد دی۔ لیکن کسی خوف سے اِن کے دربار مین خود نہ آیا اپنے بیٹے کو بھیجدیا۔ مان سنگھ نے کہا کہ بیٹے کا آنا ٹھیک نہین۔ راجہ کو خود آنا چاہیئے۔ اِس پر بھی یہ راجہ کے دربار مین نہ آیا۔ مان سنگھ نے سب خدمتون کو بالاے طاق رکھکر بیٹے کو فوج دیکر اُس کے ملک پر روانہ کیا۔ اُس نے جاتے ہی کئی قلعے فتح کرلئے۔ راجہ قلعبند اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا۔ مان سنگھ کے نام فرمان بھیجا۔ کہ اگر راجہ رام چند اِس وقت نہین آیا۔ تو پھر آجائیگا۔ ایسا ہرگز نہ چاہیے۔ ملک و دولت کی ترقی اِن باتونسی نہین ہوتی۔ جلد محاصرہ اُٹھالو۔ کہ یہ امر آئین حق شناسی کے خلاف ہے مان سنگھ نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اور بیٹے کو واپس بلالیا۔ بادشاہ کی اِس عنایت سے رام چند کے دل مین محبت و وفا کا جوش پیدا ہوا۔ اور وہ دربار مین حاضر ہوا۔ اکبر نے منصب پانصدی سے سرفراز کیا۔ ۴۰ھ جلوس تک اِسی منصب پر مامور تھا۔

راجہ راج سنگھ کچھواہا

راجہ آسکرن کا بیٹا۔ اور راجہ بہارا مل کا بھتیجہ تھا۔ اپنے باپ کے مرنیکے بعد خطاب راجگی سے موصوف ہوا مدتون صوبۂ دکن کی مہمات مین شریک ہوکر عقیدت و اخلاص سے خدمتین بجالاتا رہا۔ ۴۴ھ جلوس مین قلعہ گوالیار کا قلعدار

مقرر ہوا۔ ۴۷ سنہ جلوس مین رائے رایان بکرماجیت کے ساتھ نرسنگھ دیو قاتل شیخ ابوالفضل کی سرکوبی پر متعین ہوا۔

۵۰ سنہ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر منصب چہار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ شہنشاہ جہانگیر نے ۳ سنہ جلوس مین صوبہ دکن مین تعینات کر دیا۔ اور اُسی جگہ ۱۰۲۲ھ مین انتقال کر گیا۔ اُس کا بیٹا راجہ بختاور ۲۴ ربیع الاول ۱۰۳۸ھ کو شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے خلعت کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد عنایت فرمایا۔

راجہ بختاور

دوسرا بیٹا رام داس اپنے باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزاری ذات۔ چہار صد سوار پر سرفراز ہوا۔ ۱۱ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر ترقی پائی۔ ۱۲ سنہ جلوس مین خطاب راجگی سے موصوف ہو کر منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہفتصد سوار سے مفتخر ہوا۔ ۱۸ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سربلند ہوا۔

راجہ رام داس کچھواہا

راج سنگھ کا پوتا پرسوتم سنگھ ۶ سنہ جلوس شاہجہانی مین ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۰۴۲ھ کو شرف اسلام سے مشرف ہو کر سعادت مند کے خطاب سے موسوم ہوا۔ بادشاہ نے خلعت و اسپ عطا کر کے زر نقد سے سرفراز کیا۔

پرسوتم سنگھ کچھواہا (سعادتمند)

راجہ رائے سال درباری

راجہ سُرجا کے بیٹے اور رائے رائے مل کے پوتے تھے۔ حسن خان سور شیر شاہ کے باپ ابتدا مین اِسی رائے مل کی سرکار مین ملازم تھے۔ راجہ رائے سال کچھواہہ راجپوتونکی گوت شیخاوت[1] (سیکھاوٹ) سے تھے۔ انھون نے

[1] شیخاوت گوت کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔ کہ اِس خاندان کے مورث اعلیٰ کی اولاد نہین ہوتی تھی۔ ایک م

ملازمت شاہی مین داخل ہوکر اپنی حسن لیاقت اور کاردانی سے اکبر کے مزاج مین ایسا دخل اور اعتبار پیدا کیا۔ کہ حرم سرائے شاہی کے محافظت کی خدمت اِن کے سپرد کی گئی۔ یہ چونکہ ہمیشہ بادشاہ کی حضوری مین دربار مین حاضر رہتے تھے لہذا درباری کے خطاب سے مشہور ہو گئے۔ ۲۸ سنہ جلوس اکبری تک منصب دو ہزاری پر سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر منصب مین اضافہ کرکے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ اِس کے بعد صوبۂ دکن مین متعین ہوئے۔ اور مدت دراز تک وہین تعینات رہکر انتقال کیا۔

راجہ رائے سال بہت کثیر الاولاد تھے۔ اکیس ۲۱ بیٹے اور بہت سے پوتے اُن کی وفات کے وقت زندہ تھے جن مین سب سے زیادہ راجہ گردھر نے ترقی کی۔ اُسکا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔ ایک بیٹا بھوج رائے شاہجہان کے عہد مین اول منصب ہشت صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز تھا۔ بقیہ چھوٹے چھوٹے منصب پر مامور تھے۔

بھوج رائے

بھوج رائے ۱۳ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سربلند ہوا۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ رام چند بگھیلا

مُلک بہتہ کا راجہ تھا۔ یہ ہندوستان کے راجگان عظیم الشان سے تھا۔ بابر نے توزک بابری مین ہندوستان کے جن تین بڑے راجاؤن کا ذکر کیا ہے

کہ صاحب کمال درویش جو شیخ کے لقب سے موصوف تھے۔ وارد ہوئے۔ اور اُنکی بشارت اور دعا سے اُسکے لڑکا پیدا ہوا۔ باپ نے اُن بزرگ کے نام پر اُسکا نام شیخ رکھا۔ اور اُسکی نسل اسی مناسبت سے شیخاوت یا سیکھاوٹ کے خطاب سے مشہور ہو گئی (ماخوذ از ماثر الامرا)۔

اِن مین تیسرا یہی راجہ رام چند تھا۔ میان تانسین نام مشہور کلانوت کہ بےنظیر گویّا تھا۔ ابتدا مین اِسی کی سرکار مین نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ بسر کرتا تھا جب اُس کے کمالات کا شہرہ اکبر کے کان تک پہونچا۔ تو ۷ سنہ جلوس مین جلال خان قورچی کو راجہ کے پاس بھیجکر اُس کو طلب کیا۔ اگرچہ راجہ کو اِس صاحبِ کمال کی جُدائی سخت ناگوار تھی۔ مگر اکبری اقبال سے خوف کھا کر نہایت اعزاز کے ساتھ دربار اکبری مین اُس کو روانہ کر دیا۔ بادشاہ نے بھی اُس کی بہت قدردانی کی۔ اور پہلے ہی دن دو کروڑ درم انعام مین مرحمت فرمائے۔

۸ سنہ جلوس مین غازی خان تنّور نے جو قلعہ گڈھ پر قابض تھا۔ اُمراے اکبری سے شکست کھا کر راجہ رام چند کے پاس پناہ لی۔ اکبر نے راجہ کی تنبیہ کے واسطے فوج بھیجی۔ راجہ شکست کھا کر قلعہ باندھو مین محصور رہا۔ اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر کی التجا کر کے بہت سے راجاؤن سے سفارشین بھی کرائین۔ آخرکار بادشاہ نے قصور معاف کر کے محاصرہ اُٹھا لیا۔

سنہ ۹۵۲ھ مین کالنجر کے قلعہ پر شیر شاہ نے چڑھائی کی تھی۔ حالت محاصرہ مین ایک گولے کے پھٹنے سے میگزین مین آگ لگ گئی۔ بہت سے سپاہی سردار کباب ہو گئے۔ شیر شاہ کا حال بھی بُرا تھا۔ مگر اُسی حالت مین للکار للکار کر حملے کا حکم دیئے جاتا تھا۔ اِدھر کسی نے قلعہ کی فتح کی خوشخبری سُنائی اُدھر اُس بیچارے کی جان نکل گئی۔ یہ قلعہ جو اِس مشکل سے ایک بادشاہ اور بہت سے سردارون۔ سپاہیون کی جانین نثار ہو کر فتح ہوا تھا۔ عدلی عہد کی طوائف الملوکی مین راجہ رام چند نے بہار خان کے متبنی بیٹے مجلی خان سے چھین لیا تھا۔

سنہ ۱۶ جلوس مین اکبر نے اِس قلعہ پر چڑہائی کی۔ راجہ رام چند نے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی۔ اور قلعہ بادشاہی ملازمون کے حوالہ کردیا۔

سنہ ۹۹۱ھ مین بادشاہ نے زین خان کوکہ اور راجہ بیربر کو راجہ کے پاس روانہ کیا۔ راجہ نے معہ اپنے بیٹے بیر بہدر کے دربار شاہی مین حاضر ہوکر بھاری پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے اُمرائے خاص کے سلسلے مین منسلک کرکے رخصت کیا۔ اور ایک سَو ایک عمدہ نسل کے گھوڑے رخصت کے وقت مرحمت کیئے۔

مہاراجہ بیربہدر

راجہ رام چند نے سنہ ۳۷ جلوس مین وفات پائی۔ اُس کا بیٹا بیربہدر سنہ ۹۹۱ھ سے ملازمت شاہی مین داخل۔ اور دربار شاہی مین حاضر تھا۔ اکبر نے اُسکو خطاب مہاراجہ سے مفتخر کیا تھا۔ جب راجہ رام چند کے وفات کی خبر معلوم ہوئی۔ اُس کو باپ کا جانشین مقرر کرکے نہایت اعزاز و احترام سے وطن کو رخصت کیا۔ بیچارہ خوشی خوشی جارہا تھا۔ کہ راستے مین سنگھاسن سے گرا۔ اور خون ڈالکر اپنے باپ کے پاس جا پہونچا۔ راجہ رام چند کے نوکرون اور رشتہ دارون نے یہ حال سُنکر اُس کے خورد سال بیٹے بکرماجیت کو بلا اجازت بادشاہ کے گدّی نشین کیا۔ اور خود مختاری کا دم بھرنے لگے۔ بادشاہ نے راجہ بکرماجیت دیبرداس کو اُنکی تنبیہ پر مامور کیا۔ جب بکرماجیت نے بکرماجیت کا بہت سا ملک فتح کرکے قلعہ باندھو کا محاصرہ کیا۔ اِن لوگون نے تنگ ہوکر بادشاہ کو عرضی لکھی۔ کہ اگر کسی امیر کو بھیجدیا جاوے تو ہم بکرماجیت کو اُسکے ساتھ حضور مین روانہ کرکے قلعہ کو خالی کردینگے۔ بادشاہ نے اسمٰعیل قلی خان کو روانہ کیا۔ اُن لوگون نے بکرماجیت کو تو بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ مگر قلعہ خالی نہ کیا۔ بادشاہ نے اِس بات کو منظور نہ کیا۔ اور اُس بچے کو اُن کے پاس واپس بھیجکر پھر محاصرہ کا حکم دیا۔ آخرکار

آٹھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سنہ ۲۲ جلوس مین قلعہ باندھو فتح ہو گیا۔

سنہ ۲۷ جلوس تک کل مُلک پر بادشاہی قبضہ رہا۔ اِس سال بادشاہ نے راجہ کے پوتے دُرجودھن کو جو اِس وقت تک نابالغ تھا خطاب راجگی سے موصوف کر کے ملک مفتوحہ کی حکومت سے سرفراز کر دیا اور بھارتی چند کو اُس کا اتالیق مقرر کر کے ساتھ کیا۔ راجہ درجودہن

راجہ دُرجودھن کے بعد امر سنگھ اُس کا پوتا جانشین ہوا۔ اور سنہ ۱۲ جلوس جہانگیری مین حاضر دربار ہو کر عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوا۔ اِس کے بعد سنہ ۸ جلوس شاہجہانی مین عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ کے ساتھ راجہ رتن پور کی تادیب پر مامور رہا۔ اور اِس مہم کے بعد ججھار سنگھ بُندیلہ کے تعاقب مین بھی خان موصوف کے ساتھ شریک تھا۔ راجہ امر سنگھ

راجہ امر سنگھ کے مرنے کے بعد انوپ سنگھ اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ سنہ ۲۴ جلوس شاہجہانی مین راجہ پہاڑ سنگھ بُندیلہ جاگیردار چوراگڈھ کے ایک مفسد زمیندار کو اِس نے پناہ دی۔ راجہ پہاڑ سنگھ اُسکے صدر مقام ریوان پر چڑھ دوڑا۔ انوپ سنگھ اُس سے شکست کھا کر پہاڑون مین جا گھُسا۔ اور سنہ ۳۰ جلوس مین صلابت خان صوبہ دار الہ آباد کے ساتھ بارگاہ شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور باندھو وغیرہ اُس کے قدیمی محالات جاگیر مین عطا کیئے۔ راجہ انوپ سنگھ

راجہ رام داس کچھوا ہا۔

راجہ رام داس کسی بانام ونشان خاندان سے نہ تھے۔ بلکہ اپنے حسُن لیاقت اور قوت بازو سے حالتِ افلاس سے اِمارت کے درجے پر پہونچے۔ اِن کا باپ اُروت یا اُوّت اپنے وطن لونی مین نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت مین ایام گذاری کرتا تھا

رام داس اول رائے سال درباری کے ملازم ہوئے۔ اور اُنہی کے توسل سے بندگان اکبری مین داخل ہوئے۔ اور اپنی حسن قابلیت سے بہت جلد معمولی ملازمون کے زمرے سے ترقی پاکر منصب پانصدی پر سرفراز ہوئے۔ اور جو کام بادشاہ نے سپرد کیا اُسکو اس خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ اُنکی کاروانی بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ جب ۳۱ء جلوس مین راجہ ٹوڈرمل مہم پٹنہ پر مامور ہوئے۔ تو بادشاہ نے انھین دیوانی کا خلعت عطا فرماکر دفتر شاہی کا تمام کام سپرد کردیا۔

رفتہ رفتہ اِنھون نے اپنی حاضر باشی اور مزاج شناسی سے بادشاہ کے دل مین ایسا گھر پیدا کیا۔ کہ جو کچھ حضور مین عرض کرتے۔ وہی منظور ہوتا تھا۔ بڑے بڑے راجہ مہاراجہ۔ ٹھاکر۔ سردار اِنکی سفارش سے اپنے مقاصد مین کامیاب ہوتے۔ اور لاکھون کڑوڑون روپیہ نذر و نذرانہ مین پیش کرتے تھے۔ اکبرآباد مین ہتیاپول دروازے کے سامنے اِنھون نے ایک عالیشان حویلی تعمیر کرائی تھی لیکن خود اُس مین نہ رہتے تھے بلکہ ہمیشہ نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے بادشاہ کی چوکی پر حاضر رہتے تھے۔ جب بادشاہ حرم سرا مین تشریف لیجاتے۔ یہ نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے دروازہ پر ٹہلا کرتے تھے۔

۱۰۱۴ھ مین جب اکبر بیمار پڑے۔ خان اعظم اور راجہ مان سنگھ کے آدمی شاہزادۂ خسرو کی ہواخواہی مین ہتھیار باندھے ہوئے چارون طرف پھیلے ہوئے تھے۔ چارون طرف سازشون کا بازار گرم ہو رہا تھا۔ یہان تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ خود جہانگیر بھی چپکے سے قلعہ سے نکلکر شیخ فرید بخاری کے گھر جا بیٹھا تھا۔ اِس حالت مین راجہ رام داس نے جہانگیر کی ہواخواہی مین تمام شاہی کارخانون اور خزانون مین اپنے سپاہی متعین کردیئے۔ اور نہایت جانفشانی اور تندہی سے ایسا انتظام کیا۔ کہ کوئی چیز ضائع نہ ہونے پائی۔

جہانگیر نے تخت نشین ہوکر دو ہزاری منصب سے سہ ہزاری منصب پر سرفراز کردیا۔ سنہ ۱۰۲۰ھ مین راجہ کا آفتاب اِقبال غروب ہونے لگا۔ صورت یہ ہوئی کہ عبد اللہ خان بہادر

فیروز جنگ گجرات کے صوبہ دار ہم دکن پر متعین ہوئے۔ بادشاہ نے راجہ کو تجربہ کار اور سلیم الطبع خیال کر کے خطاب راجگی کے ساتھ خطاب راجہ کرن سے بھی موصوف کیا۔ اور خلعت فاخرہ۔ اور نقارہ اور اسپ وفیل۔ اور قلعداری رن تھنبور سے مفتخر کر کے خان موصوف کے ساتھ کیا۔ اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خان موصوف کے حالات اور احکامات کی نگرانی رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ شجاعت وبہادری کے جوش مین آکر وہ کوئی کام خلاف مصلحت وقت کے کر بیٹھے۔

راجہ رام داس کو یہ خطاب اور اعزاز مبارک نہ ہوا۔ ملک عنبر کی تدبیر عاقلانہ اور شجاعت رستمانہ نے اِس فوج کو اُلٹے پاؤن بھگا دیا۔ جہانگیر کو اِس شکست سے بہت رنج ہوا۔ اور نہایت غصّے سے اُن سب امیرون کی جو اس لڑائی مین شریک تھے تصویرین کھنچوا کر سرِ دربار ایک ایک تصویر کو ہاتھ مین لیا اور کچھ نہ کچھ غصّے کے الفاظ کہے۔ جب راجہ کی تصویر کا نمبر آیا تو اُس کو ہاتھ مین لے کر فرمایا "تو ایک تنکہ یومیہ کا رائے سال کے یہان نوکر تھا۔ میرے باپ نے تیری تربیت کی۔ اور امارت کے درجے پر پہونچا دیا راجپوتون مین لڑائی سے بھاگنا سخت عیب ہے افسوس کہ تجھے راجہ کرن کے خطاب کی بھی شرم نہ آئی۔ امید ہے کہ دین دنیا مین نامراد رہے گا۔"

اِس شکست کے بعد جہانگیر نے راجہ کو دربار مین آنے سے منع کرا بھیجا۔ اور بالا بالا ہم بنگش پر جانے کا حکم صادر کیا۔ راجہ شکستہ دل ہو کر ہم مذکور پر روانہ ہوا۔ اور اُسی جگہ ۱۰۲۲ھ مین اِس دارِ ناپائدار سے سدھارا۔ پندرہ رانیان رنگتہ جلال آباد مین راجہ کی دستار کے ساتھ ستی ہوئین۔

راجہ رام داس بخشش وسخاوت مین بےنظیر تھے۔ ایک ایک لطیفہ پر ہزارون لاکھون روپیہ بخش دیتے تھے۔ ہزارون برہمن۔ بھاٹ۔ چارن۔ (شاعر) گوتے۔ سازندے اُنکی سرکار سے وظیفہ پاتے تھے جس کسی کو ایک مرتبہ اُن کی سرکار سے انعام ملگیا

وہ ہمیشہ جاری رہتا تھا۔ ہر سال اُسی تاریخ پر وہ آتا۔ اور اُن کے خزانچی سے بلا کہے سُنے اپنا وظیفہ گنا لیجاتا تھا۔ خزانچی کو حکم تھا۔ کہ ہر سال پوچھنے گچھنے کی کچھ ضرورت نہین ہے

راجہ کو چوسر کھیلنے کا بہت شوق تھا۔ دو دو رات دن گذر جاتے تھے۔ مگر بازی نہ اُٹھتی تھی۔ اکبر نے کشمیر مین ایک پُر فضا موضع انچ راجہ کو عطا کیا تھا۔ راجہ نے اُس مقام پر عالیشان اور نفیس عمارتین۔ باغ اور حوض تعمیر کرائے تھے۔ جہانگیر اِس کی نسبت لکھتا ہے "رام داس در دامن کوہ و فراز چشمہ۔ عمارات۔ و حوضہا ساختہ۔ بے تکلف سر منزلے است۔ در غایت لطافت و نفاست۔ آبش در کمال صفا و عذوبت ماہی بسیار در وشناور ست

در تہ آبش ز صفا ریگ خورد — کور تواند بدل شب شمرد

راجہ رام داس کا بیٹا مَتن داس بادشاہی منصبدارون مین تھا۔ ۱۳۷۷ھ جلوس اکبری مین بادشاہ سے رخصت لے کر وطن گیا۔ وہان اوباشونکی صحبت مین بیٹھکر رعایا پر ظلم و ستم کرنے لگا۔ باپ نے بیٹے کی شکایت بادشاہ سے کی۔ بادشاہ نے شاہ قلی خان کو حکم دیا کہ اپنے نوکرون کے ذریعے سے اُس کو گرفتار کرا کر دربار مین پیش کرے شاہ قلی خان نے اپنے آدمی بھیجے۔ اُس نے اُن کا مقابلہ کیا۔ اور مارا گیا۔ جب باپ کو معلوم ہوا۔ بہت صدمہ ہوا۔ کئی دن گھر سے نہین نکلا۔ بادشاہ کو بھی رنج ہوا۔ تعزیت کے واسطے راجہ کے مکان پر گئے اور بہت تسلّی اور تشفی کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔ متن داس پھوا ہا

دوسرا بیٹا دلب نرائن بھی شاہی ملازمت مین تھا۔ اور ترقی کر کے امارت و سرداری کے مرتبے پر پہونچا۔ لیکن عین نوجوانی کے عالم مین باپ کو داغ مفارقت دے گیا۔ دلب نرائن کچھوا ہا

رائے رائے سنگھ بیکانیری

رائے کلیان مل راٹھور والی بیکانیر کا بیٹا تھا۔ ۱۵ھ جلوس اکبری مین باپ کے ساتھ ملازمت اکبری مین منسلک ہوا۔ ۱۷ھ جلوس مین جبکہ بادشاہ گجرات تشریف لے گئے۔ رائے سنگھ کو گجرات کی سرحد پر متعین کیا۔ کہ باغیون کو گجرات سے اسطرف کے ملک مین نہ گھسنے دے۔ جب ابراہیم حسین مرزا سرنال کی لڑائی مین شکست کھاکر ناگور کی طرف آیا۔ رائے سنگھ نے خبر پاتے ہی اُسے دم لینے کی فرصت نہ دی اور معہ فرخ خان وغیرہ اُمرائے ہمراہی کے اُس پر جاگرا۔ ابراہیم حسین مرزا شکست کھاکر بھاگ گیا۔

۱۸ھ جلوس کی یلغار گجرات مین اکبر نے رائے سنگھ کو پہلے سے روانہ کردیا تھا اس مہم مین شریک ہوکر اُس نے اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ اور مورد تحسین ہوا۔

۱۹ھ جلوس مین شاہ قلی خان کے ساتھ چندرسین پسر راجہ مالدیو کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اُس کو دباتا ہوا قلعہ سوانا مین محصور کردیا۔ جب محاصرہ نے طول کھینچا۔ فوج کو محاصرہ پر چھوڑکر دربار مین حاضر ہوا۔ اور تازہ دم فوج ساتھ لیکر واپس گیا لیکن قلعہ بہت مضبوط تھا۔ فتح نہ ہوسکا۔ ۲۱ھ جلوس مین اکبر نے شہباز خان کنبوہ کو اس مہم پر مامور کرکے اِسے واپس بلالیا۔

اِسی سال ترسون محمد خان کے ساتھ زمیندار جالور اور سروہی کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اور دونون کو تدبیر کے زور سے زیر کرکے دربار شاہی مین روانہ کیا۔ اِس کے بعد سید ہاشم بارہ کے ساتھ قصبۂ نادوت سرحد اُدے پور پر تعینات ہوا جب زمیندار سروہی دربار سے بلا اجازت اپنے وطن چل دیا۔ یہ پھر اُسکی تادیب پر مامور ہوا۔

اور قلعۂ بابوگڈہ کو فتح کرکے حسب الحکم واپس آیا۔

۲۶ سنہ جلوس ۹۸۹ھ مین محمد حکیم مرزا کے جو اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا۔ ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر گرم ہوئی۔ اکبر نے خود پنجاب چلنے کا ارادہ کیا۔ اول رائے سنگھ کو بہت سے منصبدارون ہاتھیون۔ اور سامان جنگ کے ساتھ روانہ کیا پیچھے سے خود بھی روانہ ہوئے۔ محمد حکیم لاہور تک آکر پھر گیا۔ اکبر نے راجہ مان سنگھ اور رائے سنگھ کو شاہزادہ مُراد کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ اور اِن کے جانے کے بعد خود بھی کابل روانہ ہوئے۔ اِس فوج نے کئی خونریز معرکے مار کر مرزا محمد حکیم کو شکست پر شکست دی۔ جب کابل مین پہونچے۔ آخر بھائی ہی تھا خطا معاف کی۔ اور دوبارہ ملک بخشی کرکے واپس چلے آئے۔ راستے مین رائے سنگھ کو صوبۂ پنجاب مین تعینات کر دیا۔

۳۰ سنہ جلوس مین اسمٰعیل قلی خان کے ساتھ بلوچون کی تنبیہ پر مامور ہوئے۔

۳۱ سنہ جلوس مین اکبر نے اِس خاندان سے بھی سلسلۂ قرابت قائم کرنا مناسب سمجھا۔ رائے سنگھ کی دختر نیک اختر کی خواستگاری شاہزادۂ سلیم کے واسطے کی۔ رائے سنگھ نے بھی اکبر کی محبت مین کچھ عذر نہ کیا۔ اور نہایت خوشی اور دھوم دھام کے ساتھ اپنی لڑکی کا عقد شاہزادۂ سلیم کے ساتھ کر دیا۔ اور ساعتِ سعید مین یہ بیکانیری بیگم محلسرائے شاہی مین داخل ہوئی۔

۳۵ سنہ جلوس مین رائے سنگھ رخصت لے کر بیکانیر گئے۔ اور ۳۶ سنہ جلوس مین وہان سے واپس آکر خانخانان مرزا عبدالرحیم خان کی کمک پر مہم ٹھٹہ مین مامور ہوئے

۴۳ سنہ جلوس مین راجہ رام چند بگھیلا مرگیا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے بیر بھدر کو جو رائے سنگھ کا داماد تھا خلعتِ حکومت باندھو وغیرہ عطا کرکے دربار سے روانہ کیا۔ بیچارہ سنگھاسن پر سوار جارہا تھا کہ راستے مین اُس پر سے گر پڑا۔ اور خون ڈال کر ہزارون امیدین لیئے ہوئے ملک عدم کو سدھارا۔ اکبر کو بہت رنج ہوا۔ تعزیت کیواسطے

رائے سنگھ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ بہت تسلّی تشفی کی۔ اور نوازش ہائے شاہانہ سے سربلند کیا۔

رائے سنگھ کے ایک نوکر نے کسی غریب کو ستایا۔ وہ روتا پیٹتا دربار شاہی مین آیا۔ رحم دل بادشاہ کو یہ بات ناگوار گذری۔ اُس نوکر کو رائے سنگھ سے طلب کیا۔ انھون نے اُسے بہکا دیا۔ اِس قصور مین چند روز تک مورد عتاب رہے۔ پھر قصور معاف ہوگیا۔ جب مہم دکن کی روانگی کا حکم ہوا۔ اکبرآباد سے چلکر راستے سے بیکانیر کو مُڑ گئے۔ بادشاہ نے کئی فرمان بھیجے صلاح الدین سے زبانی کہلا بھیجا۔ کہ اگر دکن جانا منظور نہین ہے تو دربار مین حاضر ہو۔ لیکن یہ نہ دکن گئے۔ نہ دربار مین آئے۔ اکبر نازبرداری کے اوصاف مین بے نظیر تھے۔ کچھ نہ بولے۔ آخرکار جب اکبر کی نازبرداری حد سے گذر گئی تو پشیمان ہوکر خودبخود دربار مین آموجود ہوئے۔

۴۵ سنہ جلوس مین شیخ ابوالفضل کے ساتھ مہم ناسک پر متعین ہوئے۔ اِسی عرصے مین اُنکے بیٹے دلیپ سنگھ نے بیکانیر مین شورش برپا کی۔ یہ بادشاہ سے اجازت لے کر بیکانیر روانہ ہوئے۔ اور بیٹے کو ساتھ لے کر ۴۶ سنہ جلوس مین واپس آئے۔

۴۷ سنہ جلوس مین شاہزادہ سلیم کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوئے۔

رائے سنگھ اکبر کے آخری عہد تک منصب چہار ہزاری پر سرفراز تھے۔ جہانگیر نے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر منصب پنجہزاری پر سربلند کیا۔ جب شاہزادہ خسرو باپ سے باغی ہوکر پنجاب کی طرف بھاگا۔ جہانگیر اُس کے تعاقب مین خود پنجاب روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت رائے سنگھ کو اکبرآباد مین چھوڑ کر حکم دیا۔ کہ جس وقت بیگمات طلب ہون اُنکی سواری کے ہمراہ آنا۔ جب بیگمات کی طلبی کا حکم آیا۔ یہ سواری کے ہمراہ اکبرآباد سے روانہ ہوئے۔ جب متھرا پہونچے۔ مختلف افواہین سُنین اور بیکانیر کو سیدھے ہولیئے۔ بادشاہ نے تنبیہ کیواسطے فوجین روانہ کین ۲ سنہ جلوس مین

نہایت پشیمان اور شرمندہ ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے دربار مین چلے آئے۔ امیر الامرا شریف خان نے جہانگیر سے بہت سفارش کی۔ باہمت بادشاہ نے قصور معاف کرکے پھر منصب پنجہزاری پر بحال کردیا۔ ۱۲۱۰ھ جلوس مین وفات پائی۔ دلیپ سنگھ اور سورج سنگھ دو بیٹے تھے دونون کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ رائے سنگھ جھالا

علاقہ گجرات کے کسی مقام کا راجہ تھا۔ نوجوانی کے عالم مین برات لیکر اپنی شادی کرنے گیا تھا جب دولھن کا ڈولا لئے ہوئے نقارہ بجاتا ہوا ہنسی خوشی واپس آرہا تھا تو جستا راجہ کچھ کے چچازاد بھائی کے مُلک مین سے ہوکر گذرا جب دھوم دھام اور شان وشوکت سے اُس کے محلون کے پاس سے برات گذری۔ تو جستا کا پیام آیا۔ کہ ہمارے محلون کے قریب نقارہ نہ بجاؤ اور دور دور نکل جاؤ۔ اور اگر مرد ہو۔ تو تلوار نکالو۔ اور لڑو۔ اگرچہ اِس مہم عشرت مین مہم جنگ کا ساز وسامان موجود نتھا مگر بہادر دولہا لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ اور جہان تھا وہین تلوار کھینچکر کھڑا ہوگیا۔ تو جستا بھی اپنی فوج لیکر آموجود ہوا۔ بڑا سخت رن پڑا جب جستا نہایت بہادری سے لڑکر اپنی جہالت اور حماقت کی سزا کو پہونچا۔ یعنی مارا گیا۔ تو اُس کا چھوٹا بھائی رائو صاحب آیا اور وہ بھی بہت جلد اپنے بھائی سے جا ملا۔ راجپوتون مین قدیم سے رسم چلی آتی ہے کہ لڑائی کے موقع پر جب جوش مین آتے ہین تو تلوارین سونت کر اِس خیال سے گھوڑون سے کود پڑتے ہین کہ شاید گھوڑا بے قابو ہوکر لے بھاگے۔ یا سواری کی حالت مین اپنی نیت بدل جائے۔ اِس لڑائی مین فریقین کے بہادر اِسی طرح اپنی جانون سے ہاتھ دھوکر میدان جنگ مین اُتر پڑے تھے جب دولہا اور اُس کے رفیق فتحیاب ہوکر موچھون پر تاؤ دیتے ہوئے اپنے گھوڑون پر سوار ہوئے۔ سپاہ مغلوب کے

پیادون کو جو گھوڑے لئے کھڑے تھے جوش آیا۔ اور گھوڑون کو چھوڑ کر تلوارین سونت لین۔ اور ان سوارون پر جا پڑے۔ ایسا سخت مقابلہ ہوا۔ کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی۔ کسی نے کسی کو نہ پہچانا کہ کس کی لاش کہان رہی۔ دولہا زخمون سے چور ہو کر گر پڑا۔ برات کے جو آدمی بچ رہے وہ دُلہن کا ڈولا لے کر اپنے ملک مین جا پہونچے۔ راجہ کی کئی رانیان ستی ہو گئین۔ مگر دُلہن کو اپنے دولہا کے مارے جانیکا پورا یقین نہ تھا۔ وہ ستی نہ ہوئی۔ اور پرمیشر کی یاد مین اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔

اب دولہا کی سنیئے۔ وہ زخمون سے چور لاشون مین پڑا سسک رہا تھا۔ رات کو ایک جوگی اُدھر سے گذرا۔ اور لاشون مین اُسکو سسکتا پاکر اپنی جھوپڑی مین اُٹھا لے گیا۔ زخمون کو دھویا مرہم پٹی کی حیات مستعار باقی تھی بچگیا۔ اور چند روز مین تندرست ہو کر یہ احسان کا بندہ جوگی کا چیلہ بنگیا۔ ۱۹۔ برس تک رائے سنگھ سے اتبت چیلا بنا ہوا اور جوگی جی کی خدمت کرتا ہوا جنگلون اور پہاڑون مین مارا مارا پھرا۔

مرزا عبدالرحیم خانخانان جن کی امارت و دریا دلی کے کارنامے ابتک بچہ بچہ کی زبان پر ہین امیرون سے زیادہ فقیرون اور غریبون کے یار تھے۔ ان کی دریا دل سرکار مین امیر۔ غریب۔ جوگی۔ سب برابر تھے سنہ ۹۹۱ھ مین جبکہ وہ گجرات کی مہم مین مصروف تھے۔ کسی مقام پر جوگی جی بھی درشن نصیب ہوے۔ جوگی جی اِنسے ملکر ایسے خوش ہوئے کہ اپنا اور چیلے کا سب حال کہہ سُنایا۔ خانخانان بہت خوش ہوئے۔ دونون کو بہت اعزاز و احترام سے اپنے پاس رکھا۔ جب سنہ ۹۹۵ھ مین دربار مین آئے تو گجرات اور دکن کے دوسرے تحفون کے ساتھ گرو اور چیلے کو بھی بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا۔ اکبر راجہ کی عجیب و غریب کہانی کو سُنکر بہت محظوظ ہوا

دونون کو بہت خاطرداری سے رکھا۔ چیلے کو خلعت شاہی پہنوا کر پھر راجہ رائے سنگھ بنایا۔ اور ملازمان خاص کے سلک مین منسلک کرکے نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ وطن کو رخصت کیا۔

جب راجہ رائے سنگھ اپنے گھر پہونچے۔ سب عزیز و قریب جمع ہوئے۔ دیکھکر پہچانا بڑی خوشیان منائی گئین۔ سمجھ لو کہ رانی کے دل مین محبت کا کیا عالم ہوگا۔ مدتون کے بچھڑے ملے۔ راجہ نے راج سنبھالا۔ خیرخواہان دولت نے شکر الٰہی کے ساتھ خانخانان اور اکبر کے شکرانے ادا کیئے۔ اور ہمیشہ اطاعت و فرمان برداری کرتے رہے۔

راجہ روزافزون

راجہ سنگرام

اِس کا باپ راجہ سنگرام صوبہ بہار کے مقام مہدا کا فرمان روا تھا۔ اکبر کے عہد مین جب شہباز خان کنبوہ صوبۂ بنگالہ اور بہار مین متعین تھا۔ کسی موقع پر اُس کا گذر قلعۂ مذکور کے قریب ہوا۔ اُس نے اِس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ راجہ نے اپنے آپ کو کمزور پاکر قلعہ شہباز خان کے حوالے کردیا۔ اگرچہ وہ ملازمت اکبری مین شامل نہین ہوا۔ مگر وقت پر ہمیشہ صوبہ داران بنگالہ اور بہار کی کمک پر حاضر ہوتا تھا۔ پہلے سال جلوس جہانگیری مین جہانگیر قلی خان ناظم صوبہ بہار نے کسی بات پر خفا ہوکر اُس کے مُلک پر فوج کشی کی۔ راجہ سنگرام اِس فوج سے لڑکر مارا گیا۔ اور اُسکا مُلک صوبۂ بہار مین شامل کردیا گیا۔

راجہ سنگرام کا بیٹا روزافزون اُس وقت خوردسال تھا۔ جہانگیر قلی خان نے اُس کو دربار مین بھیجدیا۔ بادشاہ نے اُس کو اپنے پاس رکھا۔ تعلیم تربیت کے واسطے اعلیٰ درجے کا انتظام کردیا۔ وہ بالغ ہوکر مسلمان ہوگیا۔ سنہ جلوس مین جہانگیر نے

ایک ہاتھی اور خلعت مرحمت کرکے اُس کا موروثی ملک اُس کو مرحمت فرمایا۔ اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا۔

راجہ روز افزون جہانگیر کے اخیر عہد تک منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہفتصد سوار پر سرفراز تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین مہابت خان کے ساتھ صوبہ کابل مین متعین ہوا۔ اِس کے بعد جہار سنگھ بُندیلہ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ سنہ ۶ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن پر تعینات ہوا۔ سنہ ۸ جلوس ۱۰۴۴ھ مین منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور اُسی سال وفات پائی۔

راجہ بہروز

راجہ روز افزون کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اُس کے بیٹے بہروز کو خطاب راجگی سے مفتخر کرکے باپ کا جانشین مقرر کیا۔ ۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور ہوا۔ ۲۰ سنہ جلوس مین منصب ہفتصدی ذات۔ پانصد و پنجاہ سوار پر سرفراز ہوا۔ اخیر عہد شاہجہانی مین ہفت صدی ذات۔ ہفت صد سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۸ جلوس عالمگیری مین انتقال کیا۔

سربلند رائے۔ رام راج۔ راؤ رتن ہاڈا

راؤ بھوج ہاڈا کا بیٹا تھا جب راؤ بھوج پر جہانگیر کا عتاب نازل ہوا تو باپ کے ساتھ یہ بھی چندروز تک موردِ عتاب رہا۔ سنہ ۳ جلوس مین حاضر دربار ہو کر تین ہاتھی پیشکش کیے۔ جن مین سے بادشاہ کو ایک بہت پسند آیا۔ اور اُس کا نام رتن گج رکھا۔

جہانگیر نے راؤ رتن کا قصور معاف کرکے خطاب سربلند رائے سے مفتخر کیا۔ سنہ ۸ جلوس مین شاہزادہ خورم کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین مہم دکن پر مامور ہوا۔

سنہ جلوس مین شاہجہان سا رشید اور سعادت مند بیٹا نورجہان بیگم کے جوڑ توڑ سے مجبور ہو کر باپ سے باغی ہوگیا۔ مہابت خان اور اُمرا کو حکم ملا۔ کہ شاہجہان کو گرفتار کر لاؤ۔ راؤ رتن بھی اس مہم مین تعینات ہوئے۔ شاہزادہ کے تعاقب مین اِنھون نے ایسی کارگذاری دکھائی۔ کہ منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے ممتاز ہو کر معزز خدمت رام راج سے جو دکن مین بکرماجیت کے خطاب کی برابر معزز سمجھا جاتا تھا موصوف ہوئے۔

جب زمانے نے کروٹ بدلی۔ اور شاہجہانی اقبال آفتاب عالمتاب کیطرح چمکا۔ راؤ رتن خوف کے مارے اپنے وطن بوندی کو چل دیئے۔ لیکن پھر کچھ سوچ سمجھکر ۸۔ رجب ۱۰۳۷ھ کو دربار مین حاضر ہوگئے۔ شاہجہان نے نہایت عالی ہمتی سے پہلی باتون کو بالکل دل سے بُھلا دیا۔ اور خلعت وجمدھر مرصع۔ علم ونقارہ۔ اسپ وفیل مرحمت کر کے منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار پر سرفراز کر دیا۔ پہلے سال جلوس مین خانخانان مہابت خان کے ساتھ مہم کابل پر متعین ہوئے۔

۳ سنہ جلوس مین بہت سے اُمرا اور منصبدارون کے ساتھ مہم تلنگانہ پر مامور ہو کر روانہ ہوئے۔ ۲۹ صفر ۱۰۴۰ھ حسب الحکم حضور مین حاضر ہوئے۔ اور یمین الدولہ آصف خان کے ساتھ پھر دکن مین مامور کیئے گئے۔ بالاگھاٹ مین پہونچکر ۱۶ جمادی الاولی ۱۰۴۰ھ کو وفات پائی۔

گوپی ناتھ بڑا بیٹا اِن کی زندگی ہی مین مرچکا تھا۔ بادشاہ نے اُس کے بیٹے ستر سال کو اِن کا جانشین مقرر کر کے ولایت بوندی اور رکنکر معہ پرگنات قرب وجوار کے مرحمت فرمائے۔ دوسرے بیٹے مادھو سنگھ کو کوٹہ وغیرہ جاگیر مین دیا۔ اِن دونون اور اندر سال ہاڈہ دوسرے پوتے کا حال علیحدہ علیحدہ لکھا گیا ہے۔

سلہ یہ حال بکرماجیت۔ سندر داس کے حال مین دیکھو۔

روپ چند گوالیاری

شہنشاہ جہانگیر کے عہد کے منصب دار گوالیار کے رہنے والے تھے۔ ۱۵ جلوس مین قلعۂ کانگڑے کی تسخیر ہائے نمایان انجام دیئے۔ اور اس کے صلے مین وطن کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔ بادشاہ نے ازراہ عنایت خسروانہ یہ بھی حکم صادر کیا۔ کہ گوالیار کی جاگیر کی نصف آمدنی تنخواہ منصب مین سمجھی جاوے۔ اور بقیہ انعام مین محسوب ہو۔ اور بجائے اُس کے تنخواہ مین دوسری جاگیر مرحمت کی جاوے۔

شاہجہان کے عہد مین ۳ جلوس مین منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوئے۔ ۸ جلوس مین نجابت خان فوجدار دامن کوہ کانگڑے نے راجہ سری نگر کی تنبیہ کے واسطے دو ہزار سوار کی بادشاہ سے امداد مانگی۔ بادشاہ نے روپ چند کو اِس مہم پر متعین کیا۔ نجابت خان کی ناتجربہ کاری۔ اور ضعف تدبیر نے کام بگاڑ دیا۔ رسد بند ہوگئی۔ اور لشکر بھوکون مرنے لگا۔ راجہ سری نگر نے اول اپنے وکیل بھیجکر دس لاکھ روپیہ پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نجابت خان کو دینے کا وعدہ کرکے عفو تقصیر کی التجا کی۔ اور اس حیلے اور وعدے وعید اور پیغام وسلام مین جنگ کو دو تین مہینے تک ٹالے رکھا جب برسات کا موسم آگیا۔ اور چارون طرف کے راستے بند ہوگئے۔ تو لشکر مین رسد کی اِس قدر کمیابی ہوئی کہ روپیہ کے سیر بھر گیہون بھی مشکل سے ملتے تھے۔ اسی عرصے مین راجہ سری نگر دھوکا دیکر نجابت خان کی فوج پر یکایک آپڑا۔ نجابت خان سے کچھ کرتے دھرتے نہ بنا۔ فوراً بھاگ گیا۔ اُس کے بھاگتے ہی سب کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ جدھر جس کا مُنہ اُٹھا۔ اُدھر ہی بھاگ نکلا۔ روپ چند کی غیرت مردمی نے

ننگ فرار کو گوارا نہ کیا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری سے میدان جنگ مین جم کر اپنی جان عزت پر قربان کر گیا۔

راجہ رام داس نروری

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا۔ ۲ سنہ جلوس مین راجہ جہان سنگھ کا اتالیق مقرر ہوکر مہم بنگش پر متعین ہوا۔ ۸ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ شاہجہان کے عہد مین ۱ سنہ جلوس مین خانخانان مہابت خان کے ساتھ جہار سنگھ بُندیلہ کے تعاقب پر مامور رہوا۔ ۳ سنہ جلوس مین راؤ رتن ہاڈہ کے ساتھ مہم تلنگانہ مین شریک ہوا۔ ۶ سنہ جلوس مین ہمراہ شاہزادہ شجاع قلعہ پرنیدہ (دکن) کو تسخیر کے واسطے روانہ ہوا۔ ۸ سنہ جلوس مین سید خانجہان بارہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین تعینات ہوا۔ اور اس مہم سے فارغ ہوکر اپنے اصلی عہدہ قلعداری نرور پر واپس ہوا۔ ۱۳ سنہ ۱۰۴۹ھ جلوس مین وفات پائی۔ راجہ امر سنگھ نروری جس کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔ اسکا پوتا تھا۔

راجہ رائے سنگھ راٹھور

راو امر سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ گج سنگھ راٹھور کا پوتا تھا۔ اپنے باپ کے مارے جانے کے پانچ مہینے بعد ۱۲۔ ذیقعد ۱۰۵۴ھ کو دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ اور چار ہاتھی پیشکش کیئے بادشاہ نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات ہفت صد سوار پر سرفراز کیا۔ دوسرے سال یعنی ۱۹ سنہ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا۔

۲۵ سنہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہشت صد سوار سے ممتاز ہوکر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ۔ اور ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ

مہم قندھار مین شریک ہوا۔ ۲۸ سنہ جلوس مین نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے ساتھ منہدمی قلعۂ چتوڑ کی خدمت پر روانہ کیا گیا۔ ۱۰۶۸ سنہ ھ مین سموگڈھ کی لڑائی کے بعد متھرا کے مقام پر بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوکر خلیل اللہ خان کے ساتھ دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور رہا۔ اس کے بعد کھجوہ کی لڑائی مین شریک ہوکر اپنی شمشیر کے جوہر دکھائے۔ اور جب جسونت سنگھ بادشاہی کارخانجات کو لوٹ کر کھجوہ سے بھاگ کر جودھپور پہونچا۔ تو عالمگیر نے رائے سنگھ کو ایک لاکھ روپیہ نقد مرحمت فرماکر خطاب راجگی سے موصوف اور منصب چہار ہزاری ذات چہار ہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور خلعت اور اسپ و فیل۔ اور شمشیر مرصع۔ اور نقارہ عطا کرکے۔ قبیلہ راٹھور کی سرداری اور جودھپور کی حکومت کا امیدوار کیا۔ اور فتحپور کے مقام سے محمد امین خان میر بخشی کے ساتھ جسونت سنگھ کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ جب مہاراجہ جسونت سنگھ کا قصور معاف ہوگیا۔ رائے سنگھ حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکر جنگ دوم دارا شکوہ مین شریک ہوا۔ ۸ سنہ جلوس مین مرزا۔ راجہ جے سنگھ کے ساتھ سیواجی بھونسلا کی تنبیہ پر مامور رہا۔ اور اس مہم کے حسن خدمت کے صلے مین خلعت و اسپ اور نقد انعام سے سربلند ہوا۔ اس کے بعد ۹ سنہ جلوس مین راجہ موصوف کے ساتھ مہم بیجاپور پر متعین ہوا۔

۱۰ سنہ جلوس مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ صوبۂ دکن مین مامور رہا۔

۱۸ سنہ جلوس مین جبکہ خانجہان بہادر کوکلتاش کی ماتحتی مین صوبہ دکن مین تعینات تھا۔ عبد الکریم میانہ کے مقابلہ مین اپنی فوج کی صفین درست کرتا رہا کہ فرشتۂ اجل نے آدبایا اور نہ معلوم کیا مرض پیدا ہوا کہ تھوڑی ہی دیر مین کام تمام ہوگیا۔

۱؎ دیکھو مہاراجہ جسونت سنگھ کا حال۔

اورنگ آباد کے باہر راؤ رائسا پورہ اُس کا آباد کیا ہوا موضع اُس کی یادگار ہے باقی ہے۔ راجہ اندر سنگھ راٹھور اس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

راجہ رائے سنگھ سیسودیہ

مہاراجہ بھیم

مہاراجہ بھیم کا بیٹا۔ اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ ۹ سنہ جلوس جہانگیری مین شاہزادۂ خورم رانا امر سنگھ کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ جب رانا تنگ ہوا۔ شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر عفو تقصیر کی التجا کی اور اپنے بیٹے بھیم کو شاہزادہ کی مصاحبت مین داخل کیا۔ بھیم نے شرافت اطوار اور اعتبار کے جوہر سے منتخب ہوکر شاہزادہ کے مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا۔ کہ اُس کی سرکار کی بہت سی خدمتین اُس کے سپرد ہوگئین زمینداران گجرات کی تنبیہ اور مہمات دکن اور گونڈوانہ وغیرہ مین اُس کی شجاعت رُستمانہ اور شیر دلی کا سکہ تمام ہندوستان مین بیٹھ گیا۔ جب نور جہان بیگم کی حسن تدبیر سے زمانہ نے شاہجہان سے بیوفائی کی[1]۔ تو راجہ بھیم وفاداری مین ثابت قدم رہے۔ اور جانبازی کو حد سے گذار دیا۔ ہر معرکہ مین اپنی جان کو جان نہین سمجھا جب شاہجہان بنگالہ سے الہ آباد کی طرف آرہا تھا۔ ادھر سے خانخانان مہابت خان اور شاہزادہ پرویز شاہی فوجین لئے ہوئے جا پہونچے۔ دونون فوجون مین سخت لڑائی ہوئی۔ اور اسی لڑائی مین یہ وفادار بندہ اپنے آقاے نامدار کی خدمت مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر اپنی جان کو حق نمک پر نثار کر گیا۔ خوشا نصیب کہ دُنیا سے سُرخرو سدھارا۔

راجہ رائے سنگھ

جب شاہزادہ کا آفتاب اقبال چمکا۔ اور شاہزادگی سے شہریاری کا رُتبہ حاصل ہوا پہلے سال جلوس مین مہاراجہ بھیم کا بیٹا رائے سنگھ دربار مین حاضر ہوا۔ اگرچہ

[1] راجہ بکرماجیت سندر داس کا حال دیکھو۔

اُس وقت وہ بچہ ہی تھا۔ مگر قدر دانان بادشاہ نے باپ کی جان نثاری اور خدمات کو یاد کر کے بیس ہزار روپیہ نقد۔ خلعت فاخرہ اور سرپیچ۔ اور جمدھر مرصع اور کُل لوازمات امارت مرحمت فرما کر منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور اسی عمر مین خطاب راجگی سے بھی موصوف کیا۔

سنہ ۵ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر ترقی ہوئی۔ سنہ ۹ جلوس مین جہجھار سنگھ بُندیلہ کی سرکوبی پر مامور رہا۔

سنہ ۱۲ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر تعینات ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر سعید خان ظفر جنگ کے ساتھ راجہ جگت سنگھ کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہو کر دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد پر سربلند ہوا۔ اور اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار مین شریک ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین نواب سعد اللہ خان کے ساتھ مہم چتوڑ پر روانہ ہوا۔ سنہ ۳۱ جلوس مین میر جملہ معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک پر مہم بیجاپور مین متعین ہوا۔ اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے ایسے جوہر دکھائے کہ ایک لاکھ روپیہ نقد مرحمت ہو کر منصب پنجہزاری ذات چہار ہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اور خلعت۔ اور شمشیر مرصع۔ اور عربی گھوڑا معہ زین زرین۔ اور ہاتھی۔ اور ہتھنی عطا ہو کر وطن جانے کی رخصت مرحمت ہوئی۔

سنہ ۳۲ مین وطن سے طلب ہو کر مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ مالوے مین تعینات کیا گیا۔

جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت کے ساتھ۔ لیکن عین حالت جنگ مین اورنگ زیب اور مراد بخش کی فوج کا غلبہ دیکھکر کھسک گیا۔ اور بھاگ کر وطن جا پہونچا۔

سموگڈھ کی لڑائی کے بعد رائے سنگھ ملازمت عالمگیری مین حاضر ہوکر خدمات شاہی مین سرگرم ہوا۔ جنگ دوم دارا شکوہ کے وقت بادشاہ نے قصبہ تورہ مین جو اُس کی جاگیر مین تھا فاضل اسباب اور بیگمات کو چھوڑ دیا۔ اور رائے سنگھ کو اُنکی حفاظت پر مامور کیا۔ اِس کے بعد کھجوہ کی لڑائی مین شریک ہوکر دلاوری کے جوہر دکھائے۔

۸ سنہ جلوس مین راجہ جے سنگھ کے ساتھ اول سیواجی بھونسلا۔ اور ۸ سنہ مین مہم بیجاپور مین شریک ہوکر شجاعت وکارگذاری کا حق ادا کیا۔ اور حُسن خدمات کے صلے مین منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار پانصد سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے مفتخر ہوا۔

۱۰ سنہ جلوس مین شاہزادہ محمد معظم کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا ۱۶ سنہ ۱۰۸۴ھ جلوس مین وفات پائی۔ مان سنگھ۔ جہان سنگھ۔ انوپ سنگھ تین بیٹے تھے جو باپ کے مرنے کے بعد دربار عالمگیری مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے تینون کو خلعت مرحمت فرماکر منصب مناسب پر مقرر کیا۔

رائے سنگھ جھالا

شاہجہان کے عہد کا منصبدار تھا۔ ۱۱ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشت صدی ذات چہار صد سوار پر سرفراز ہوا۔ ۱۲ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ چہار صد سوار۔ اور ۱۴ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سربلند ہوا۔ اور اِسی سال خلعت واسپ مرحمت ہوکر راجہ جگت سنگھ کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ ۱۵ سنہ جلوس مین خلعت واسپ عطا ہوکر شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر متعین ہوا۔ ۱۹ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ ہفت صد سوار پر مفتخر

ہوکر مہم بلخ و بدخشان پر تعینات ہوا۔

راجہ روپ سنگھ راٹھور

راجہ کشن سنگھ راٹھور کا پوتا۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کا چچازاد بھائی تھا ۱۷ سنہ جلوس شاہجہانی مین جب ہری سنگھ اُس کے چچا نے لاولد انتقال کیا۔ تو شاہجہان نے اِس کو خلعت و اسپ عطا کرکے کشن گڈھ کی حکومت پر سرفراز کیا منصب ہزاری ذات۔ ہفت صد سوار پر مفتخر کیا ۲۲ سنہ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی۔ ہزار و دویست سوار پر سربلند ہوکر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا۔ ۲۳ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر ترقی پائی۔

۲۵ سنہ جلوس مین نقارہ عطا ہوا۔ اور منصب چہار ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے ممتاز ہوکر دوسری مرتبہ مہم قندہار مین متعین ہوا ۲۶ سنہ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات دو ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوکر تیسری مرتبہ شاہزادۂ داراشکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

۲۸ سنہ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات۔ سہ ہزار سوار پر سربلند ہوکر علامی سعداللہ خان کے ساتھ قلعہ چتوڑ کے انہدام کے واسطے مامور ہوا۔ اِسی سال پرگنہ مانڈل گڈہ سرکار چتوڑ بہ تعین اسی لاکھ درم جمع کے بادشاہ نے جاگیر مین مرحمت کیا۔

۱۰۶۸ھ کی جنگ سموگڈہ مین داراشکوہ نے روپ سنگھ کو اپنی فوج ہراول کا سردار مقرر کیا۔ اِس لڑائی مین اُسکی جرأت و شجاعت کا یہ عالم تھا کہ دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارتا تھا۔ آخرکار اپنی بے نظیر شجاعت سے اورنگ زیب کے توپ خانے سے گذرکر صفون کو چیرتا پھاڑتا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس

جا پہونچا۔ اور کمال دلیری کے ساتھ اپنی تلوار سے اُس کے ہاتھی کی عماری کے رسّون کو کاٹنا شروع کیا۔ اورنگ زیب اِس جوان مرد اور پُرجوش افسر کی اِس جسارت اور بہادری کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ بے اختیار چلاّیا۔ کہ خبردار اِس بہادر کو نہ مارنا۔ اور زندہ گرفتار کرلینا۔ مگر لڑائی کے ہڑبونگ مین جب تک یہ فقرہ بادشاہ کے مُنہ سے نکلا۔ آناً فاناً مین سیکڑون تلوارین اُس پر پڑ گئین جنھون نے اِس بے نظیر بہادر کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

راجہ مان سنگھ راٹھور اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔

راؤ روپ سنگھ چندراوت

چندراوت پرگنہ رام پور متصل (چتوڑ) کا رہنے والا۔ اور روپ مکند پسر راؤ چاندہ ابن رائے دُرگا داس سیسودیہ کا بیٹا تھا جب اُس کا چچازاد بھائی راؤ تہی سنگھ لاولد مرگیا۔ تو ۱۵۔ ربیع الاول ۱۰۴۸ھ کو یہ دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راؤ سے موصوف کر کے منصب نُہ صدی ذات ۹۰۰ نُہ صد سوار پر سربلند کیا۔ اور پرگنہ رام پور جاگیر مین مرحمت فرمایا۔

۱۰۵۵ھ مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ پر مامور رہا۔ اور نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلہ مین اپنی بہادری کے کارنامے دکھاکر منصب ہزار و پانصدی ۱۵۰۰ ذات۔ ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ اِس کے بعد قندہار وغیرہ کی مہمات مین شریک ہوکر منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و دویست سوار ۱۲۰۰ پر مفتخر ہوا۔

سنہ ۲۴ جلوس شاہجہانی مین لاولد انتقال کیا۔ بادشاہ نے راؤ چاندہ کے دوسرے پوتے امر سنگھ کو جس کا حال علیحدہ قلمبند ہوچکا ہے۔ اُس کا جانشین مقرر کیا۔

رتن سنگھ راٹھور

مہیش داس راٹھور مہابت خانی کا بیٹا تھا۔ باپ کی زندگی مین منصب چہار صدی دو بیست سوار پر سرفراز تھا ۵۵ھ مین باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم بلخ پر مامور ہوا۔ اِس کے بعد دیگر خدمات پر مامور ہو کر ۳۰ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار سے سربلند ہوا۔

۶۸ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ شاہزادہ اورنگ زیب اور مراد بخش کے روکنے کے واسطے صوبہ مالوے مین متعین ہوا۔ جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت دلاوری سے اورنگ زیب کے توپ خانے پر جا پڑا۔ اور وہان سے گذر کر صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا اورنگ زیب کے ہاتھی کے قریب جا پہونچا۔ اور نہایت بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔

راجہ راج روپ

راجہ باسو کا پوتا۔ اور راجہ جگت سنگھ کا بیٹا تھا ۱۲ جلوس شاہجہانی مین ملازمت شاہی مین منسلک ہو کر فوجداری کوہ کانگڑہ پر سرفراز ہوا جب باپ نے بادشاہ سے بغاوت اختیار کی۔ یہ بھی وفاداری مین ثابت قدم نہ رہا۔ اور باپ سے ملگیا جب باپ کا قصور معاف ہو گیا۔ باپ کے ساتھ دربار مین حاضر ہوا۔

۱۹ جلوس مین باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ اور پرگنہ جمّون کی خاندانی حکومت پر سرفراز ہوا۔ اِسی سال شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر مامور ہوا۔

اور اس مہم مین اپنی شجاعت و دلاوری کے کارنامے دکھا کر منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوا۔

سنہ ۲۰ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر ترقی پائی سنہ ۲۲ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار پر سربلند ہو کر خلیل بیگ کی جگہ کہمرو کا قلعدار مقرر ہوا۔

سنہ ۲۵ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار پر مفتخر ہو کر شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر متعین ہوا۔ اس کے بعد سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ کے ساتھ صوبۂ کابل مین تعینات ہوا۔

سنہ ۲۶ جلوس مین دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔

سنہ ۲۹ جلوس مین کہمرو سے دربار شاہی مین حاضر ہوا۔ اور رخصت حاصل کر کے جمون روانہ ہوا۔

سنہ ۱۰۶۸ھ مین جب دارا شکوہ سموگڈہ کی لڑائی مین شکست کھا کر بھاگا۔ راجہ راج روپ حسب الطلب اُس کے دہلی اور سہرند کے درمیان مین اُس سے آملا۔ لیکن جب دارا شکوہ لاہور سے ملتان روانہ ہوا۔ صورت حال سے انجام کار کو سمجھکر سپاہیون کے بھرتی کرنیکے بہانے سے اُس سے جُدا ہو کر دریائے بیاس کے کنارے خلیل اللہ خان سے جو دارا شکوہ کے تعاقب پر مامور تھا آملا۔ اور اُسکی سفارش سے منصب سہ ہزار و پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہو کر چاندی سرحد سری نگر پر اس غرض سے متعین ہوا۔ کہ شاہزادہ سلیمان شکوہ کو کوہستان سری نگر سے اس طرف نہ آنے دے۔

جنگ دوم دارا شکوہ

دارا شکوہ ملتان اور گجرات ہوتا ہوا حسب تحریر مہاراجہ جسونت سنگھ اجمیر آپہونچا۔ اِدھر سے اورنگ زیب بھی مقابلہ پر جا پہونچا۔ ۲۹ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۹ھ کو

موضع دیورائی مین فریقین کا مقابلہ ہوا۔ راجہ راج روپ بھی حسب الطلب اِس
مہم مین آکر شریک ہوا۔ دارا شکوہ نے اجمیر کے قرب وجوار کی پہاڑیون و گھاٹیون
کو اچھی طرح روک کر مورچہ بندی کی تھی۔ اُس کا توپ خانہ بھی اچھی جگہ قائم تھا
اِس وجہ سے دور اندیش اور تجربہ کار اورنگ زیب کا حوصلہ نہین پڑتا تھا کہ
اُس پر حملہ کرے۔ اِسی طرح دو تین دن گذر گئے۔ اور صرف توپ اور بندوق
سے دور دور کی لڑائی ہوتی رہی۔ اِسی عرصے مین راجہ راج روپ کے پہاڑی
سپاہی کوکلا پہاڑی کے نیچے ایک ایسی جگہ دیکھ آئے کہ جہان سے پیادے سپاہی
چڑھکر مخالف کے مورچہ پر حملہ کر سکتے تھے۔ راجہ راج روپ نے اورنگ زیب
کو اِس حال کی اطلاع دیکر اول اپنے کچھ پہاڑی سپاہی اُدھر روانہ کیئے۔ اور پیچھے
سے اپنی باقیماندہ فوج لیکر اُن کی امداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اتفاقاً اُس وقت
اورنگ زیب کے توپ خانے سے توپین چلنا بند ہو گئی تھین۔ اِس وجہ سے دارا شکوہ
کی فوج کے ایک ہزار سوار راجہ راج روپ پر حملہ کرنے کو اپنے مورچون سے
باہر نکل آئے۔ یہ حال دیکھکر اورنگ زیب کی طرف سے دلیر خان اور شیخ میر
اپنی فوجین لیکر ایسے زور سے جھپٹے کہ دارا شکوہ کے مورچون تک جا پہونچے۔
خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ شیخ میر جو ہاتھی پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہا تھا
بندوق کی گولی سے تیر اجل کا نشانہ ہوا۔ اُس کے ایک ہم قوم سید نے جو اُسکے
پیچھے ہاتھی پر سوار تھا۔ بڑا کمال کیا۔ وہ نہایت ہوشیاری سے اُس کے تن بیجان
کو اِس طور سے تھامے رہا جس سے دشمنون کو بلکہ خود اُس کے سپاہیون تک
کو لڑائی کے خاتمہ تک اُس کے مارے جانے کا حال معلوم نہ ہوا۔ دلیر خان
دلیری کر کے دارا شکوہ کے مورچون مین جا گھسا۔ اِسی عرصے مین راجہ راج روپ
کے سپاہیون نے کوکلا پہاڑی پر اپنا نشان جا گاڑا۔ راجہ جے سنگھ بھی معہ اپنی فوج

کے مدد کو پہونچ گیا۔ دارا شکوہ کی سپاہ اور خود دارا شکوہ راج روپ اور دلیر خان کی جرأت اور دلیری سے ہمت ہار کر بھاگ گئے۔ راجہ جے سنگھ دارا شکوہ کے اتنے قریب پہونچ گیا تھا۔ کہ اگر وہ چاہتا تو اُس کو گرفتار کر سکتا تھا۔ مگر بہ دوراندیش راجہ اس موقع کو ٹال گیا۔ اس لڑائی مین اگرچہ بہت سے امیر شامل تھے۔ مگر صاحبِ عالمگیر نامہ اِس فتح کو صرف راجہ راج روپ۔ شیخ میر۔ دلیر خان بہادر خان۔ راجہ جے سنگھ ہی کی کارگذاری سے منسوب کرتے ہین۔

مہم سری نگر

سنہ ۲ جلوس مین راجہ راج روپ۔ راجہ پرتھی سنگھ والی سری نگر کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ کیونکہ اُس نے شاہزادہ سلیمان شکوہ کے حوالے کرنے یا اپنے ملک سے نکال دینے سے انکار کر دیا تھا۔ راجہ کے بعد تربیت خان اور رعد انداز خان بھی مدد کے واسطے پہونچ گئے۔ جب پرتھی سنگھ نے اپنے ملک کی تباہی دیکھی تو راجہ جے سنگھ اور راجہ راج روپ کی معرفت سلیمان شکوہ کے سپرد کر دینے کا وعدہ کر کے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور راجہ رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ سلیمان شکوہ کو وہان سے جا کر لے آیا۔

سنہ ۴ جلوس مین راجہ سید شہامت خان کی جگہ سرحد غزنین پر تعینات ہوا۔ اور اِسی سال ۱۰۷۱ھ مین مُلکِ عدم کو روانہ ہوا۔

بہاڑ سنگھ (مرید خان)

راجہ راج روپ کا چھوٹا بھائی بہاڑ سنگھ جو باپ کے ساتھ مہم بدخشان مین شریک تھا۔ آخر سال سنہ ۳ جلوس مین مُسلمان ہو گیا۔ بادشاہ نے اُس کو مرید خان کے خطاب سے موصوف کیا۔ مدت تک غوربند کی تھانہ داری پر مامور رہا۔ صاحبِ مآثر الاُمرا تحریر کرتے ہین کہ اس وقت تک اُس کی اولاد اُس کے وطن شاہ پور بھروئین پر جو تاراگڈہ سے پچھم کی طرف واقع ہے۔ قابض چلی آتی ہے۔ اور اِنھین سے جو گدی نشین ہوتا ہے وہ مرید خان کے خطاب سے موسوم کیا جاتا ہے۔

راج سنگھ راٹھور پُردھان

کیوان راٹھور کا بیٹا تھا۔ ابتدا مین راجہ گج سنگھ راٹھور کی سرکار مین وکیل مطلق تھا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین شاہجہان نے خلعت مرحمت فرما کر منصب ہزاری ذات۔ چہار صد سوار پر مفتخر کیا۔ اور راجہ گج سنگھ کے بیٹے جسونت سنگھ کا اتالیق مقرر کیا۔ ۸ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۸ھ کو اُس نے ایک ہاتھی پیشکش کیا۔

سنہ ۱۳ جلوس مین منصب ہزاری ذات شش صد سوار پر سرفراز ہوا۔ اور سنہ ۱۴ جلوس مین انتقال کیا۔

رائے۔ رایان۔ راجہ رگھناتھ داس سعد اللہ خانی

راجہ رگھناتھ داس حساب کتاب۔ معاملہ فہمی۔ اور تحریر و تقریر۔ دیانت و امانت مین بے نظیر اہلکار تھے۔ نواب سعد اللہ خان کے عہد وزارت مین اول عام متصدیون کے زمرہ مین ملازم ہوئے۔ پھر اپنی حسن لیاقت کاروانی۔ دیانت و امانت سے خان موصوف کے منظور نظر ہو کر ترقی کرتے ہوئے اُن کی نیابت پر پہنچ گئے۔ جو کام اُن کے سپرد کیا گیا اُسے اُنھون نے نہایت سلیقہ اور شوق سے انجام دیا۔

سنہ ۱۰۶۱ھ مین کمال کے جوہری (شاہجہان) نے اُن کی کارگذاری سے خوش ہو کر خطاب رائے سے موصوف کیا۔ اور خدمت دیوانی تن کا خلعت مرحمت فرما کر سونے کا قلمدان عطا کیا۔

سنہ ۱۰۶۲ھ مین خالصہ شاہی کی دیوانی کی خدمت بھی انھین کو مرحمت ہوئی ان عہدون پر مامور ہو کر اِنھون نے ایسی لیاقت دکھائی۔ کہ اِنکی کاروانی

بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ چنانچہ جب ۱۰۶۶ھ مین نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم نے انتقال کیا تو بادشاہ نے انھین رائے رایان کے خطاب سے موصوف کر کے منصب ہزاری ذات۔ چار صد سوار پر سرفراز کیا۔ اور کُل وزارت کا کام اِن کے سپرد کر دیا۔

شاہجہان کے عہد کا عدل و انصاف

اِسی سال وقائع بندر سورت سے معلوم ہوا۔ کہ محمد امین حاکم بندر سورت تشخیص مال و ابواب مین بہت سختی کرتا ہے۔ دربار شاہجہانی سے فوراً اُس کی جاگیر اور منصب کے ضبطی کا حکم صادر ہوا۔ اور گرزبردار متعین ہوا۔ کہ اُس کو گرفتار کر کے دربار مین پیش کرے۔ جب گرز بردار نے اُس کو گرفتار کر کے دربار مین پیش کیا۔ شاہجہان نے حکم دیا۔ کہ سر بازار اِس ظالم کی آستین مین سانپ چھوڑا جاوے۔ چند اُمرا نے رحم کی سفارش کی۔ مگر نہایت سختی سے نامنظور کیگئی۔ اُس وقت مین بندر سورت شاہجہان کی بڑی بیٹی جہان آرا بیگم کی جاگیر مین تھا۔ محمد امین کے متعلقین اور دربار کے اکثر متصدیون نے جب دیکھا کہ کسی طرح اُس کی جان بچتی نظر نہین آتی تو بیگم صاحبہ کی خدمت مین نہایت عجز و لجاح کر کے سفارشی رقعہ لکھوایا۔ جب یہ سفارشی رقعہ بادشاہ کے ملاحظہ سے گذرا تو اُسکے غیض و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ محمد امین کو تو حوالات مین بھیجا اور خود محلسرامین پہونچکر بیٹی کو بہت بُرا بھلا کہا۔ کہ تم لوگ عدل سے سلطنت نہین کرنے دیتے۔ باوجود اِس کے کہ بندر سورت تمھاری جاگیر مین ہے مگر تم نے ایسے ظالم ناپاک کی سفارش کی جس نے محض اظہار خیر خواہی کے واسطے میری رعیت کو تباہ و برباد کیا ہے۔ کیا تم کو معلوم نہین ہے۔ کہ مالگذار رعیت باعث آبادی مُلک۔ موجب افزونی خزانہ و لشکر شاہی ہے۔ کیا ایسے ظلم سے رب العالمین کا غضب نازل نہین ہوسکتا۔ شاہزادی صاحبہ کو چونکہ اِن حالات کی بالکل خبر نہ تھی۔ لہذا بادشاہ سے معافی چاہی

اور سفارش سے درگذر کی۔ دوسرے روز دربار مین بادشاہ نے محمد امین کو طلب کرکے پھر وہی حکم صادر کیا۔ تمام دربار مین کسی کی اتنی جرأت نہ ہوئی۔ کہ منہ سے ایک لفظ بھی نکالے۔ اِسی سنّاٹے کے عالم مین راجہ رگھناتھ داس نے زمین خدمت کی چومی اور نہایت عجز و انکسار سے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ کہ جہان پناہ کے دولت و اقبال کا آفتاب ہمیشہ خطِ نصف النہار پر رہے۔ اگرچہ ظالم کی سفارش کرنا خود بھی اُس کے ظلم مین شریک ہونا ہے۔ اور جو ایسی شفاعت کرے وہ خود سزاوار عقوبت ہے مگر بندگانِ عالی یہ تو خیال فرمائین۔ کہ مظلوم رعایا کا بہت سا روپیہ اِس ظالم کے ذمّے ہے جب تک اُس کی تحقیقات ہو کر مظلومون کا روپیہ واپس نہ ہو جاوے۔ اُس وقت تک اِس کے قتل مین تامل فرمایا جاوے۔ شاہجہان نے اِس تقریر کو سُنکر محمد امین کو راجہ کے حوالے کیا۔ کہ اِس کو محاسبہ کے شکنجے مین کسکر جس قدر روپیہ رعایا سے زیادہ لیا گیا ہے۔ واپس کرا جائے۔ راجہ نے سزاول متعین کرکے جتنا جتنا روپیہ زیادہ وصول کیا گیا تھا۔ واپس کرا دیا۔ اور راجہ کی اِس سفارش سے محمد امین کی جان بخشی بھی ہو گئی۔ اور مظلوم رعایا بھی اپنی داد کو پہونچ گئی۔

۱۰۶۸ھ تک راجہ رگھناتھ داس کل دیوانی کا کام انجام دیتے رہے جب سموگڈھ کی فتح کے تیسرے دن اورنگ زیب آگرہ مین داخل ہوا۔ اور رفتہ رفتہ جملہ ارکان سلطنت اُس کی خدمت مین حاضر ہو گئے تو راجہ رگھناتھ داس بھی معہ اپنے کل عملہ کے بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوئے۔ اور خلعت سے سرفراز ہو کر اِسی عہدے پر قائم رہے۔

پہلے سال جلوس مین اورنگ زیب نے منصب دو ہزار و پانصدی ذات (۲۵۰۰) دو ہزار و پانصد سوار (۲۵۰۰) سے سرفراز کرکے خطاب راجگی سے مفتخر کیا۔

کھجوہ کی لڑائی مین جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی اور جنگ دوم دارا شکوہ مین راجہ رگھناتھ داس نے قلم کے بجائے تلوار کو ہاتھ مین لیا۔ اور اپنی شجاعت وبہادری کے ایسے جوہر دکھائے۔ کہ بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگیا۔ کہ وہ قلم ہی کا دھنی نہین بلکہ سپاہگری اور سرداری کا بھی جوہر رکھتا ہے۔

سنہ ۱۰۷۳ھ تک راجہ وزیر اعظم کے عہدے پر سرفراز رہے۔ بادشاہ اِن کی حُسنِ لیاقت اور تحریر وتقریر اور دیانت وامانت کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ اِس سال جب کشمیر کی سیر کو چلا۔ تو راجہ کو بھی اپنے ساتھ لے چلا۔ اِسی سفر مین کشمیر کے قریب بھونجکر ۱۱۔ ذیقعد سنہ ۱۰۷۳ھ کو اُنھون نے انتقال کیا۔ عالمگیر نے اِس بالیاقت وزیر کے مرنے کے بعد فاضل خان اور اُس کے بعد دوسرے مسلمان امیرون کو اِس عہدے پر سرفراز کیا۔ مگر اُس نے اپنے رقعات مین سوائے سعد اللہ خان اور رگھناتھ داس کے کسی وزیر کی تعریف نہین کی۔ اور اپنے خطوط اور فرمانون مین شاہزادون اور امیرون کے نام لکھے ہین۔ اِن دونون کی رایون اور کامون کو اِس طرح لکھا ہے کہ سب لوگ اُن کی پیروی کرین۔ اِس پر بھی متعصب مورخ اُس پر ہندوٗن کو ملازمت شاہی سے خارج کرنے کا الزام لگاتے ہین۔

اِس موقع پر رقعات عالمگیری سے دو رقعون کا وہ مضمون جو راجہ رگھناتھداس کے متعلق ہے نقل کیا جاتا ہے۔

رگھناتھ سعد اللہ خانی خدمات مالی بہ برادران خود نمیداد۔ ومیگفت کہ خانہ براندازِ متصدیان ہمین بلا داند۔ (رقعہ ۵۶ رقعات عالمگیری)۔

رگھناتھ سعد اللہ خانی دراحیانیکہ راتق مہمات دیوانی بود۔ میگفت کہ کار سرکار والا بہ کسے باید فرمود۔ کہ جوہر کاروانی و دماغ معاملہ آرائی داشتہ باشد

نہ علیل غرض۔ (رقعہ ۱۴۹ رقعات عالمگیری)۔

رام سنگھ راٹھور

کرمسی راٹھور کا بیٹا۔ اور رانا جگت سنگھ کا بھانجا تھا۔ سنہ ۱۳ جلوس مین اپنے ماموں کی ملازمت ترک کر کے ۱۱ ربیع الاول سنہ ۵۰ھ کو دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خلعت عطا فرما کر منصب ہزاری ذات ۶۰۰ ششصد سوار پر سرفراز کیا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ ہفت صد سوار پر مفتخر ہوا۔

سنہ ۱۵ جلوس مین خلعت و اسپ مرحمت ہو کر شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۶ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ۸۰۰ ہشت صد سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش کے ہمراہ مہم بلخ و بدخشان مین متعین ہوا۔ اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھا کر سنہ ۲۰ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہو کر قلعہ بلخ کی محافظت پر تعینات ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات ہزار و دویست سوار پر سربلند ہو کر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۳ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی ذات و ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین دوسری مرتبہ۔ اور سنہ ۲۶ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین خلیل اللہ خان کے ساتھ راجہ سری نگر کی تنبیہ پر مامور رہا۔

جنگ سموگڈہ مین دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری کے ساتھ دشمن کی فوج مین جا گھسا۔ اور حملہ ہائے مردانہ اور شجاعت رستمانہ سے صفوں کو تہ و بالا کرتا ہوا مراد بخش کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا۔ قریب تھا کہ مراد بخش کو ہاتھی سے گرا لے۔ مگر مراد بخش کی پھرتی اور شجاعت کے سبب سے

ناکامیاب رہا۔ مراد بخش اگرچہ زخمی اور راجپوتون کے نرغہ مین تھا۔ لیکن ڈھال
اپنے سات برس کے بچّے کو جو پہلو مین بیٹھا ہوا تھا بچائے ہوئے بڑے استقلال
سے بدستور لڑتا رہا۔ اور تاک کر ایسا تیر مارا۔ کہ تیر اجل کا ہو کر اِس بہادر پر لگا۔ اور
بے نظیر بہادر اپنی بہادری کا نقش چھوڑ کر اُسی وقت مُلک عدم کو سدھار گیا دارا شکوہ
کو اُس کے مارے جانیکا حال معلوم ہو کر بہت رنج ہوا۔

راجہ رام سنگھ کچھواہا

بڑا بیٹا مرزا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کا تھا۔ ۵ ذی الحجہ ۱۰۵۰ھ کو باپ کے ساتھ دربار
شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ۱۵۔ رمضان ۱۰۵۳ھ
کو خلعت و اسپ مرحمت ہوا۔ ۲۴۔ صفر ۱۰۵۶ھ کو معہ پانسو سوارون کے آنبیر
سے آکر لاہور اور کابل کے درمیان مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے
منصب ہزاری ذات ہزار سوار پر سرفراز کیا اسکے بعد منصب مین متواتر اضافہ ہو کر ۲۷ جلوس
تک منصب ۲۰۰۰ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ اور باپکے ساتھ خدمات شاہی بجالاتا رہا۔
جنگ سموگڈھ مین دارا شکوہ کے ساتھ تھا جب باپ نے عالمگیر کی رفاقت
اختیار کی۔ یہ بھی باپکے ساتھ دربار عالمگیری مین حاضر ہو کر مورد نوازش ہوا۔
۳ جلوس عالمگیری مین سلیمان شکوہ کے لانے کے واسطے سری نگر
بھیجا گیا۔ اور وہان سے سلیمان شکوہ کو لیکر دربار مین حاضر ہوا۔ اور خلعت و انعام
سے مفتخر ہوا۔
۸ جلوس مین سیواجی مرہٹہ نے صلح ہونے کے بعد اوّل اپنے بیٹے
سنبھاجی کو دربار عالمگیری مین بھیجدیا۔ اِس کے بعد مہاراجہ جسونت سنگھ کے ذریعے سے

سیواجی کا دربار مین آنا اور پھر بھاگ جانا

لہ دیکھو مرزا۔ راجہ جے سنگھ کا حال۔

اپنی جان اور عزت کی حفاظت اور حسن سلوک کا وعدہ لیکر دربار جشن سالانہ کے موقع پر بادشاہ کو سلام کرنے کے لیے خود اکبرآباد چلا آیا بادشاہ نے رام سنگھ اور مخلص خان کو اُس کے استقبال کے واسطے روانہ کیا۔ اور دربار جشن مین اُسکے کھڑے ہونے کو جگہ بھی ایسی معقول دی کہ جو اُمرائے خاص کے لئے تھی۔ اور اُسی دن کچھ اور اعزاز و اکرام بھی ہونیوالے تھے۔ اور یہ امر مقرر ہو چکا تھا۔ کہ چند روز حاضر دربار رہکر عزت و توقیر کے ساتھ رخصت کر دیا جائیگا۔ مگر سیوا جی کو اپنے کھڑے ہونے کی جگہ اور رسوم درباری کچھ ایسے ناگوار اور اپنی عزت کے منافی معلوم ہوئے کہ اُس نے رام سنگھ کو علیحدہ لیجا کر سخت شکایت کی۔ اور نہایت رنجیدگی کا اظہار کیا۔ بادشاہ کو یہ حرکت ناگوار گذری اور بغیر اُن مراسم اعزاز و عنایت کے جو اُسکے واسطے تجویز ہوئے تھے حکم دیا کہ ڈیرہ کو چلا جائے اور رام سنگھ کو حکم ملا کہ اُس کو اپنے قیام گاہ کے پاس جو شہر سے باہر تھا اُتار کر نگرانی کرتا رہے۔ اور اُس کے بیٹے سنبھاجی کو جو منصب پنجہزاری پر سرفراز ہو چکا تھا۔ کبھی کبھی اپنے ساتھ دربار مین لاتا رہے۔ اور اُس کے بھاگ جانیکے اندیشہ سے فولاد خان کوتوال کو حکم دیا کہ اُس کے ڈیرہ کے اِرد گرد پہرے مقرر کر دے۔ اور راجہ جے سنگھ کو فرمان لکھا گیا کہ اِس معاملے مین جو مناسب جانے رپورٹ کرے۔ راجہ جے سنگھ نے جواب لکھا کہ چونکہ مین اُس کے ساتھ عہد کر چکا ہون اور ہنوز مہم بیجاپور مین مشغول ہون۔ اگر درگذر کیجاوے تو اِس مین میری سُرخروئی ہے۔ اور کاروبار مہم کے لیئے بھی یہ امر مناسب اور قرین مصلحت ہے۔ اِس جواب کے آنے پر بادشاہ نے اُس کی خطا معاف کر کے پہرے اُٹھوا دیئے۔ اور سنبھاجی پر بھی کچھ اور زیادہ اظہار عنایت کرنے لگا۔ اور ارادہ تھا کہ چند روز بعد خود اُس کو بھی حاضر دربار ہونے کی اجازت دیکر باعزاز و اکرام رخصت کر دیا جائے گا۔ مگر سیوا جی کو اپنی سابقہ حرکتون کے باعث

ایسی بیقراری تھی کہ جب اُس نے دیکھا کہ پہرے اُٹھ گئے اور رام سنگھ نے بھی غفلت خواہ سازش سے نگرانی مین کوتاہی کی تو ۲۷ صفر ۱۰۷۷ھ کو بھیس بدل کر آگرہ سے ایسا بھاگا کہ پھر قابو مین نہ آیا۔ اور آٹھ نو مہینے کے بعد بڑی بڑی حکمتون اور تدبیرون سے اپنے تعاقب کرنے والون سے جان بچا کر ماہ ستمبر ۱۶۶۶ء مین راجگڈھ جا پہونچا۔

عالمگیر کو سیواجی کے اِس طرح سے بھاگ جانے سے رام سنگھ پر سازش کا شبہ پیدا ہوا۔ اور اُس کو منصب سے معطل کرکے دربار مین آنے کی ممانعت کردی۔

سنہ ۱۰ جلوس مین ۲۸ محرم ۱۰۷۸ھ کو راجہ جے سنگھ نے برہان پور مین انتقال کیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ رام سنگھ کا قصور معاف کرکے خلعت معہ جمدھر مرصع شمشیر معہ ساز مرصع۔ اسپ عربی معہ ساز طلا۔ فیل معہ جل زربفت و ساز نقرہ مرحمت کیا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کرکے منصب چہارہزاری ذات۔ چہارہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور باپ کی کُل جاگیر اُس کو عطا کی۔

اِسی سال بنگالہ کی سرحد پر گواہٹی مین آسامیون نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے راجہ کو منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے سربلند کرکے اِس مہم پر مامور کیا۔ اور رخصت کے وقت خلعت و اسپ معہ ساز طلا۔ جمدھر مرصع معہ علاقہ مروارید کے مرحمت کیا۔

سنہ ۱۲ جلوس مین منصب کے ایک ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر ہوئے۔

سنہ ۱۳ جلوس مین منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ پر ترقی ہوئی۔

سنہ ۱۹ جلوس مین خلعت و اسپ کے ساتھ بیش قیمت جواہرات انعام مین مرحمت ہوئے۔ اور اِسی سال وفات پائی۔

راجہ کشن سنگھ کچھوا ہا

راجہ رام سنگھ کا بیٹا کشن سنگھ باپ کی زندگی ہی مین ملازمت شاہی مین داخل اور صوبۂ کابل مین تعینات تھا ۱۳ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوا۔ بادشاہ نے خلعت اور سرپیچ مرصع مرحمت کیا ۱۷ سنہ جلوس مین خلعت و شمشیر اسپ و فیل اور نقد انعام سے سرفراز ہوا ۲۰ سنہ جلوس مین باپ کے مرنیکے بعد کابل سے دربار مین حاضر ہوا۔ اور خلعت و جاگیر اور خطاب راجگی سے مفتخر ہو کر چار مہینے کی رخصت لیکر اپنے وطن آنبیر کو روانہ ہوا ۲۵ سنہ جلوس مین کسی خانہ جنگی مین زخمی ہو کر دو دن بعد ۱۰۔ ربیع الثانی ۱۰۹۵ھ کو انتقال کیا۔

راجہ بشن سنگھ کچھواہا

راجہ کشن سنگھ کا بیٹا بشن سنگھ باپ کے مرنیکے بعد ۱۵۔ ربیع الثانی ۱۰۹۳ھ کو منصب ہزار و پانصدی ذات چہار صد سوار پر سربلند ہوا اور خطاب راجگی سے موصوف ہو کر اول راٹھورون کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ اسکے بعد اسلام آباد کی فوجداری پر سرفراز ہو کر ۴۴ سنہ ۱۱۱۱ھ جلوس مین وفات پائی۔ بادشاہ نے اسکے بیٹے بجے سنگھ کو خطاب راجہ جے سنگھ کا مرحمت فرمایا۔ جو راجہ جے سنگھ سوائی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اُن کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔

رام سنگھ ہاڈا

کشور سنگھ ہاڈا

مادھو سنگھ ہاڈا کا پوتا تھا جب ۲۵ سنہ ۱۰۹۲ھ جلوس عالمگیری مین جگت سنگھ مکند سنگھ ہاڈا لاولد فوت ہو گیا تو بادشاہ نے کوٹھ کی حکومت پر مکند سنگھ ہاڈا کے بھائی کشور سنگھ کو سرفراز کیا۔ اس کے بعد کشور سنگھ مذکور شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھ مہم بیجاپور مین متعین ہوا۔ اور اس مہم مین شجاعت و کارگذاری کے جوہر دکھاکر زخمی ہوا ۳۰ سنہ جلوس مین شاہزادۂ محمد معظم کے ساتھ مہم حیدرآباد مین مامور ہوا ۳۴ سنہ مین نقارہ مرحمت ہوا اور اسی سال مرگیا۔

بادشاہ نے ذوالفقار خان بہادر کی سفارش سے کوٹھ کی حکومت پر اُس کے بیٹے رام سنگھ کو سرفراز کیا۔ اور اُس کا منصب جو اُس وقت تک ششصدی تھا ہزاری کر دیا۔ رام سنگھ

رام سنگھ نے مرہٹون کی لڑائیون مین ذوالفقار خان بہادر کے ساتھ نہایت جانفشانی اور اخلاص سے خدمتین انجام دین اور اُن کے صلے مین ۴۴ سنہ جلوس مین نقارہ مرحمت ہو کر ۵۱ سنہ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار سے مفتخر ہوا۔ اور رموہ میدانہ کی زمینداری جس کی اُس کو بہت تمنا تھی مرحمت ہوئی۔

عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادہ محمد اعظم شاہ نے اُس کو منصب چہار ہزاری سے سرفراز کیا۔ وہ شاہزادہ عظیم الشان کی لڑائی مین نہایت مردانگی سے لڑ کر مارا گیا۔

رام سنگھ کے بعد بھیم سنگھ اُس کا بیٹا کوٹھ کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ ۱۱۳۱ھ مین سید دلاور علی خان اور نواب نظام الملک آصف جاہ کی لڑائی مین یہ دلاور علیخان کے ساتھ تھا۔ جب دلاور علیخان مارا گیا۔ اُس کی فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ مگر اِس بہادر نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا۔ اور میدان جنگ مین قدم جما کر خوب لڑا۔ آخر کار مارا گیا۔ بھیم سنگھ ہاڈا

رگھناتھ سنگھ سیسودیہ

اول رانا اُودے پور کی سرکار مین ملازم تھا۔ ۱۲ سنہ جلوس عالمگیری مین رانا کی ملازمت ترک کر کے دربار عالمگیری مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے جمدھر مرصع قیمتی ایک ہزار روپیہ مرحمت فرما کر منصب ہزاری سے سرفراز فرمایا۔

سنہ ۳ جلوس مین تھانہ داری سبانہ اور امان پر سربلند ہوا۔

رتن سنگھ عرف راجہ اسلام خان

گوپال سنگھ کا بیٹا۔ اور راؤ امر سنگھ چنداوت کا پرپوتا تھا سنہ ۳ جلوس عالمگیری مین جب گوپال سنگھ اس کا باپ ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ اُس نے اپنی جاگیر پرگنہ رام پور کے انتظام کے واسطے بیٹے کو وطن روانہ کیا۔ بیٹا ناخلف نکلا۔ اور تھوڑے دنون بعد باپ سے بغاوت اختیار کر کے خود مختار ہو بیٹھا۔ اور جاگیر کی آمدنی باپ کے پاس بھیجنا بند کر دی۔

سنہ ۴۲ جلوس ۱۱۰۹ھ مین مختار خان صوبہ دار مالوہ کے ذریعے سے مسلمان ہو کر راجہ اسلام خان کے خطاب سے موصوف ہوا اور خان موصوف کی سفارش سے رام پور کی حکومت پر سرفراز ہوا سنہ ۱۱۲۳ھ تک نہ صرف پرگنہ رام پور بلکہ قرب وجوار کے علاقون اور صوبۂ مالوہ کے مشہور شہر اُجین پر قابض رہا۔ جب امانت خان صوبۂ مالوہ کا ناظم مقرر ہوا۔ اور اُجین وغیرہ پر اپنا دخل کرنا چاہا۔ تو اسلام خان تین چالیس ہزار فوج کے ساتھ لڑائی کے واسطے مستعد ہوا۔ سارنگ پور کے قریب لڑائی ہوئی۔ چونکہ اسلام خان کی بدزبانی سے اُس کے تمام افسر نالان تھے۔ عین حالت جنگ مین پہلوتہی کر گئے۔ فوج بر سر پیکار تھی وہ تن تنہا گھوڑا بڑھا کر آگے بڑھا۔ راستے مین تیر اجل کی طرح گولہ لگا۔ اور مر گیا۔ امانت خان فتحیاب ہو کر رام پور کی طرف بڑھا۔ رانیون نے خبر پا کر دو ہاتھی اور کسی قدر زر نقد اُسکے پاس بھیجکر کہلا بھیجا۔ کہ راجہ نے جیسا کیا تھا اُس کی سزا پائی۔ ہم بیواؤن پر حملہ کرنا بزرگون کے طریقے کے خلاف ہے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ جب امانت خان نے یہ پیغام سُنا عالی ہمتی کو کام فرما کر اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اور رانیون کی

عقلمندی سے رام پور لوٹ مار سے بچ گیا۔

راجہ رتن چند

قوم کا بنیا اور سید عبداللہ خان صوبہ دار الہ آباد کا دیوان تھا جب جہاندار شاہ کے عہد سلطنت مین سید عبداللہ خان اور اُن کے بھائی سید حسین علی خان نے جو عظیم آباد کا صوبہ دار تھا فرخ سیر کی رفاقت اختیار کی۔ اور ۱۱۲۳ھ مین اپنی اپنی فوجین لیکر فرخ سیر کے ساتھ جہاندار شاہ کے مقابلے کو روانہ ہوئے۔ تو جہاندار شاہ نے راجی محمد خان نام ایک امیر سید عبداللہ خان کی جگھہ الہ آباد کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور سید عبدالغفار کو جو شجاعت و بہادری مین بے نظیر سمجھا جاتا تھا اُس کا نائب مقرر کرکے ساتھ کیا۔ کڑہ مانک پور کے مقام پر ابوالحسن خان بخشی سید عبداللہ خان کے لشکر اور اس فوج سے مقابلہ ہوا۔ رتن چند بھی تین چار سو سوارون کے ساتھ ابوالحسن خان کی کمک پر آموجود ہوا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ آخر مین ابوالحسن خان کی فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے۔ اور سپاہیون نے بھاگنا شروع کیا۔ اور میدان جنگ مین صرف ابوالحسن خان اور رتن چند اور تین چار سو سپاہی قدم جمائے باقی رہ گئے۔ اور وہ بھی سید عبدالغفار کے لشکر سے محصور ہو گئے۔ تو سید عبداللہ خان کے اقبال نے زور مارا۔ عبدالغفار کا فتحیاب لشکر غنیم کی لوٹ مین مصروف تھا کہ یکایک عبدالغفار کے مارے جانے کی خبر مشہور ہو گئی۔ اس خبر کا اُڑنا تھا کہ اُس کے لشکر نے اُڑنا شروع کر دیا ہر چند بہادر عبدالغفار خود چلایا کہ مین زندہ ہون مگر لڑائی اور بھاگنے کی ہڑبونگ مین کسی نے نہ سُنا۔ اس تائید غیبی کو دیکھکر رتن چند اور ابوالحسن خان نے فتح کے شادیانے بجوانا شروع کر دیئے۔ بہادر مگر بدقسمت عبدالغفار کو بھی بھاگتے ہی

بن پڑا۔ رتن چند اور ابوالحسن خان موچھون پرتا و دیتے ہوے سید عبداللہ خان
کے پاس واپس آئے

اس کے بعد جہاندار شاہ اور فرخ سیر کی لڑائی مین رتن چند نے خدمات
نمایان انجام دین۔ فتح کے بعد ۱۴ محرم ۱۱۲۴ھ کو فرخ سیر نے سید عبداللہ خان
کو قطب الملک کا خطاب دیکر منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار دو اسپہ
سہ اسپہ پر سرفراز کرکے وزیر اعظم۔ اور سید حسین علی خان کو امیر الامرا کا خطاب
دیکر میر بخشی کے عہدے پر سربلند کیا۔ اور رتن چند کو خطاب راجگی عطا کرکے
منصب دو ہزاری سے مفتخر کیا۔

رفتہ رفتہ دونون بھائیون اور ان کے ساتھ رتن چند کا ایسا اقتدار بڑھا
کہ بادشاہ کا نام برائے نام رہ گیا۔ رتن چند کو ایسا غرور اور گھمنڈ پیدا ہوا
کہ ہر کام مین دخل دینے لگا۔ دیوان خالصہ دیوان تن سب بے اختیار اور معطل
محض ہو گئے۔ مجبور ہوکر اعتصام خان دیوان خالصہ اور رائے رایان جہان شاہی
دیوان تن نے اپنے عہدون سے استعفے دیدیئے۔

احمد آباد مین ہندو اور مسلمانون کا فساد

۱۱۲۵ھ مین احمد آباد گجرات مین ہندو مسلمانون مین سخت فساد اور
کشت و خون ہوا صورت یہ ہوئی کہ ہولی کے ایام مین ایک ہندو نے جو ایسے محلہ
مین رہتا تھا جس مین ہندو مسلمان دونون آباد تھے اپنے مکان کے سامنے
کل محلہ کے مشترکہ چوک مین ہولی جلانا چاہی۔ مسلمانون نے ممانعت کی۔ بڑھتے
بڑھتے یہ مقدمہ داؤد خان صوبہ دار گجرات تک پہونچا۔ اُس نے اس حجت پر
کہ ہر شخص کو اپنے مکان کے سامنے اپنے رسوم مذہبی کے بجالانے کا اختیار حاصل
ہے اجازت دیدی اور خوب دھوم دھام سے ہولی جلائی گئی۔ دوسرے
دن اتفاق سے بارہ وفات کا دن تھا۔ مسلمانون نے اُسی حجت پر اپنے مکانوں کے

سامنے فاتحہ کے واسطے گائے کو لاکر ذبح کیا جب ہندؤن کو یہ حال معلوم ہوا
اکھٹے ہوکر مسلمانون پر حملہ کیا مسلمان تعداد مین کم تھے۔ بھاگ کر اپنے گھرون
مین جا چھپے۔ ہندؤن نے قصائی کے لڑکے کو جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی
تھی پکڑ کر اُسی مقام پر لاکر ذبح کر ڈالا جب یہ حال شہر کے مسلمانون اور فوج
معینہ احمد آباد کے پٹھان سپاہیون کو معلوم ہوا۔ اُنھین بہت جوش آیا۔ اور
سب اِکھٹا ہوکر انصاف کے واسطے قاضی شہر کے مکان پر پہونچے۔ چونکہ
داؤد خان صوبہ دار کے مزاج مین کپور چند نامی جوہری کو جو اُس کا مصاحب
اور نہایت متعصب آدمی تھا۔ بہت دخل تھا لہذا قاضی نے اُس کے خوف
سے اِس معاملے مین دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنا دروازہ بند کرکے
بیٹھ رہا مسلمانون نے انصاف سے نا اُمید ہوکر اول قاضی جی ہی پر ہاتھ
صاف کیا۔ اور اُس کے مکان سے آگ لگاتے ہوئے کپور چند کے مکان
پر پہونچے۔ کپور چند کو پہلے حال معلوم ہو چکا تھا۔ اور اُس نے بہت سی جمعیت
اکھٹا کر رکھی تھی غرضکہ فریقین مین بہت کشت وخون ہوا۔ دونون طرف کے
ہزارون آدمی قتل وزخمی ہوئے۔ تین چار روز تک شہر کے تمام بازارون
مین ہرتال رہی۔ اور فتنۂ وفساد کا بازار گرم رہا آخرکار داؤد خان نے بہت
مشکل سے فساد کو رفع کیا۔ دونون طرف کے لوگ انصاف کے واسطے
دہلی روانہ ہوئے۔ داؤد خان نے کپور چند کی خاطر سے قاضی اور دیگر حکام
شہر سے مسلمانون کی زیادتی کا محضر مرتب کرا کر اپنے دستخطون کے ساتھ ہندؤن
کے ہاتھ دہلی روانہ کیا۔ وہان اندھیر نگری چوپٹ راج کا مضمون تھا۔ رتن چند
نے بجائے انصاف کرنے یا فریقین مین مصالحت کرا دینے کے بلا فریقین
کے بیان سُنے ہو عبد العزیز اور شیخ عبد الوحید اور شیخ محمد علی واعظ

اور دوسرے ہمراہی مسلمانون کو قید کردیا۔

سنہ ۱۱۳۰ھ مین عنایت اللہ خان اِس شرط پر دیوان خالصہ اور دیوان تن مقرر کیا گیا کہ بغیر اطلاع اور اجازت قطب الملک اور راجہ رتن چند کے کوئی کام بادشاہ کے سامنے پیش نہ کرے۔ اور رتن چند محالات خالصہ کے انتظام مین دخل نہ دے۔ لیکن یہ قول و قرار قائم نہ رہا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے لیکر جزیہ لئے جانیکا حکم حاصل کیا اور رتن چند کے خائن متوسلون کے منصب ضبط اور کم کرنیکی تجویز بادشاہ کی خدمت مین پیش کر کے منظوری حاصل کی قطب الملک نے رتن چند کی خاطر سے اِن دونون حکمون کے اجرا سے انکار کیا۔ اسی عرصے مین محالات خالصہ کا ایک عامل جو رتن چند کا متوسل تھا زیر محاسبہ ہوا۔ اور حساب مین بہت سا روپیہ اُس کے ذمے نکلا۔ عنایت اللہ خان نے اُسے قید کیا۔ رتن چند کو یہ امر ناگوار گذرا۔ وہ عامل بھی کسی طرح موقع پاکر قید سے بھاگ کر رتن چند کے پاس جا پہونچا۔ عنایت اللہ خان نے بادشاہ سے یہ حال عرض کیا۔ بادشاہ نے اپنے خاص حکم کے ساتھ سپاہیون کو اُس کی گرفتاری کے واسطے رتن چند کے مکان پر بھیجا۔ بادشاہ کے اِس حکم کی تعمیل بھی رتن چند نے نہ کی۔ بادشاہ کو اِس پر بہت غصہ آیا۔ اور اُسی وقت قطب الملک کو اُس کی برخاستگی کے واسطے لکھا۔ قطب الملک نے بھی اِس تحریر کی کچھ پروا نہ کی۔

واہ کیا خدا کی قدرت۔ اور اقبال و ادبار کی طلسم کاری ہے۔ ابھی چند مدت پیشتر جس فرخ سیر نے عبداللہ خان کو قطب الملک بنا کر ہفت ہزاری کے منصب پر پہونچایا وہی فرخ سیر آج ایک معمولی عہدہ دار کی برخاست کرنے سے قاصر ہے۔ امیر خسروؒ نے سچ فرمایا ہے۔ ؎

اقبال را بقا نبود دل بر و مبند | عمریکه بر غرور گذاری ہبا بود
گر نیست باورت زمن این نکتہ الف شعر | اقبال را چو قلب کنی لا بقا بود

غرضکہ اس قسم کی باتون سے بادشاہ اور بادشاہ گر دون مین روز بروز کدورت بڑھتی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دونون بھائیون نے راجہ اجیت سنگھ کو اپنا ہمدم وہمراز بنا کر بادشاہ کا کام تمام کر دیا۔ اور ۹۔ ربیع الاوّل ۱۱۳۱ھ کو بہادر شاہ کے پوتے ابوالبرکات رفیع الدرجات کو بیس برس کی عمر مین تخت نشین کیا۔ اور جلوس کے پہلے ہی دن رتن چند نے معافی جزیہ کا حکم جاری کر دیا۔ رفیع الدرجات مرض سل مین گرفتار تھا۔ ۳۱۔ رجب ۱۱۳۱ھ تک برائے نام سلطنت کر کے بیچارہ ملک عدم کو سدھارا۔ دونون بھائیون نے مشورہ کر کے اُس کے بھائی رفیع الدولہ کو اُس کا جانشین قرار دیا۔ اور جب ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ مین وہ بھی مر گیا۔ تو ۱۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ کو شاہزادہ روشن اختر کو محمد شاہ کے نام سے بادشاہ بنایا۔

رتن چند کا اقتدار محکمۂ قضا پر

فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے عہد تک اگرچہ نام کے واسطے علیحدہ علیحدہ عہدے دار مقرر کیے جاتے تھے۔ لیکن حقیقت مین کل عہدے داران مالی وملکی حتّٰی کہ حکام عدالت تک اپنے آپ کو رتن چند کا نائب سمجھکر اُس کے اشارون پر چلتے تھے۔ اور صوبہ دار، سپہ سالار سے لے کر خدمتگار رکابدار، فراش وغیرہ تک کی خدمتون پر سادات بارہ اور رتن چند کے بھائی بند مامور تھے۔ آخر کار یہان تک نوبت پہونچی کہ مذہبی محکمۂ قضا مین بھی رتن چند کی دست اندازی ہونے لگی۔ ایک دن رتن چند نے ایک شخص کو سید عبد اللہ خان کے سامنے پیش کیا۔ کہ یہ شخص فلان شہر کا قاضی

الف مورخین نے سید عبد اللہ خان، اور سید حسین علی خان کو اس خطاب سے موسوم کیا ہے۔

مقرر کیا جاوے۔ اُس وقت اُن کے پاس ایک گستاخ مصاحب بیٹھا ہوا تھا۔ سید صاحب نے اُس کی طرف دیکھا۔ اور مسکرا کر کہا کہ "میرا رتن چند قاضی بھی تجویز اور مقرر کرتا ہے"۔ اُس مصاحب نے رتن چند کی طرف دیکھکر کہا کہ "راجہ جی کیا مالی اور ملکی انتظام سے فارغ ہو گئے۔ جو اب امور شرعی کے انتظام مین مشغول ہوئے ہو"

۲۲۔ رمضان ۱۱۳۱ھ کو جمعہ کے دن اکبر آباد مین ایک ہندو عورت کسی مسلمان مرد کے عشق و محبت مین سرشار ہو کر اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئی اُس کے رشتہ دارون نے رتن چند کے پاس پہونچکر شکایت کی۔ رتن چند نے اُسی وقت کوتوال اکبر آباد کے نام حکم بھیجا۔ کہ اُس عورت کو نہایت ذلت و خواری سے شہر مین تشہیر کرا کر رشتہ دارون کے سپرد کر دو۔ اور اُس مرد کو بے آبرو کر کے جلاوطن کر دو۔ جب اِس حکم کی تعمیل ہوئی مسلمانون کو بہت جوش آیا مگر زمانہ کا رنگ دیکھکر چپ ہو رہے۔

اِس قسم کے واقعات سے جملہ امیر و غریب۔ ہندو مسلمان سخت نالان اور پریشان تھے۔ اُمرائے تورانی مثل نظام الملک آصف جاہ۔ اور محمد امین خان وغیرہ دونون بھائیون اور رتن چند کے اقتدار کی وجہ سے مدتون خاموش رہے لیکن جب اپنی بربادی دیکھی تو اُنکی بیخ کنی پر آمادہ ہوئے۔ اور سازش کا جال پھیلا کر بادشاہ کو ہاتھ پاؤن ہلانے پر آمادہ کیا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ دکن کا صوبہ دار تھا۔ امیر الامرا کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر اور بادشاہ کو ساتھ لے کر اُس کی سرکوبی کے واسطے دکن روانہ ہوا۔ ۶۔ ذالحجہ ۱۱۳۲ھ کو فتح پور سیکری سے ۳۵ کوس آگے کسی جگہ پر مقام تھا۔ جب کوچ ہوا۔ راستے مین میر حیدر خان کاشغری جو دلیری اور مردانگی مین بے نظیر۔ اور اِس سازش مین شریک تھا۔ اپنی جان کو ہتیلی پر رکھکر عرضی دینے کے بہانے سے امیر الامرا کی پالکی کے پاس

پہونچا۔ جب امیر الاُمرا اُس کی عرضی کے پڑھنے مین مشغول ہوا۔ اُس نے کمر سے پیش قبض نکالکر اُس کے پیٹ مین دے مارا۔ بیچارے کا اُسی وقت دم نکل گیا۔ نور اللہ خان امیر الاُمرا کے چچازاد بھائی نے یہ حال دیکھکر حیدر خان پر تلوار کا ایسا وار کیا۔ کہ اُسی وقت قاتل بھی مقتول کے پاس جا پہونچا۔ قریب ہی ایک مغل سپاہی کھڑا تھا۔ اُس نے نور اللہ خان پر ہاتھ صاف کر کے اُس کا بھی کام تمام کر دیا۔ اور آناً فاناً مین تین جانین ضائع ہو گئین۔ اور نظر عبرت سے دیکھنے والون کے دل مین دنیا کے مکافات کا خاکہ کھنچ گیا کسی نے سچ کہا ہے۔

ازدور نیفتد قدح تلخ مکافات زہرے کہ چشیدن نتوانی نچشانے

رتن چند بھی اس لشکر مین موجود تھا۔ امیر الاُمرا کے مارے جانے کے بعد اُس نے عزت خان اُن کے بھانجے کے ساتھ بادشاہی لشکر اور تورانی امیرونکا خوب مقابلہ کیا۔ جب عزت خان مارا گیا۔ محمد امین خان نے اُس سے کہلا بھیجا کہ اب فضول لڑنے سے کیا فائدہ ہے بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ ورنہ اچھا نہوگا۔ رتن چند اس پیغام کو سُن کر ہاتھی سے اُترا۔ اور پالکی مین سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کے لچون اور شہدون نے پالکی کو جا گھیرا۔ اور اُس کو پالکی سے نکالکر گھونسون اور لاتون سے مارنا شروع کیا۔ اور ننگا مادرزاد کر کے محمد امین خان کے پاس لے آئے۔ محمد امین خان نے کپڑے پہنوا کر قیدخانے مین بھیجدیا۔ اور تھوڑی ہی دیر مین کُل سلطنت مغلیہ کا مالک فیل اقبال سے اُتر کر ادبار کے گڑھے مین جا گرا۔ ع

از فروغ صبح دولت اے جوان غافل مباش خندۂ تیر است لطف آسمان غافل مباش

رتن چند نے امیر الاُمرا کے مارے جانے کے وقت ایک سانڈنی سوار کو سید عبد اللہ خان کے پاس دوڑا دیا تھا۔ اُنھون نے بہت ہاتھ پاؤن پیٹے لیکن

اقبال اپنا چارج ادبار کو دے چکا تھا باوجود شجاعت و بہادری کے کچھ نہ ہو سکا۔ ۲۲۔ محرم ۱۰۳۳ھ کو بادشاہی فوج سے لڑکر شکست کھائی۔ اور قید ہو گئے۔ اور حالت قید ہی مین انتقال کیا۔

رتن چند کا پھر کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔ کہ قید ہونے کے بعد اُسکا کیا حشر ہوا۔

رائے سُرجن ہاڈا

ہاڈا چوہان راجپوتون کی ایک گوت کا نام ہے۔ اِس گوت کے راجپوت ہاڈوتی سرکار رنتھنبور مضاف صوبہ اجمیر مین زیادہ رہتے ہین رائے سرجن ہاڈا رانا اُدے سنگھ والئ اُدے پور کی عزیز نہین تھا۔ اور اُس کی طرف سے قلعہ رنتھنبور کا حاکم تھا۔ اِس قلعہ کو شیر شاہ نے فتح کیا تھا۔ اور اُس کے بعد حاجی خان اُس کا غلام وہان کا حاکم تھا۔ اُس نے اکبری اقبال سے ڈر کر ۹۶۶ھ مین اِس قلعہ کو رانا کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ رائے سُرجن نے اُس مین بہت سے محل اور مکانات بنوائے۔ باہر بھی دور دور تک عملداری پھیلائی۔

۱۳ جلوس مین جب اکبر قلعہ چتوڑ کی فتح سے فارغ ہوا۔ تو رنتھنبور کے قلعہ پر فوج کشی کی۔ یہ قلعہ راجگان سلف کی عالی ہمتی نے پہاڑون کے بیچ مین جا کر کوہ رن کی چوٹی پر بنایا تھا۔ اس پہاڑ پر بڑے بڑے پتھر ہین۔ اور درختون مین چھائے ہوئے ہین۔ رن پہاڑ کو کہتے ہین۔ تھنبور جوشن پوش۔ یعنی جوشن پوش پہاڑ۔ وہ برائے نام قلعہ تھا۔ مگر حقیقت مین ملک خدائی تھا جس کے گرد کھنچی ہوئی تھی۔ کہین فصیلین تھین۔ کہین پہاڑون کی دھارون پر قدرتی فصیلین تھین۔ غرضکہ محاصرہ مین سخت دشواریان پیش آئین۔ بے دمدمون کی کامیابی

فہم رنتھنبور

ممکن نہ تھی۔ بادشاہ نے اُس کا اہتمام راجہ ٹوڈرمل اور قاسم خان میر بحر کے سپرد کیا۔ اِنھون نے کمال عرقریزی اور بڑے انتظام سے اُس کا بندوبست کیا۔ بہادرون نے دو زمین گھُس کر اور پہاڑون پر چڑھکر اونچے اونچے مقام پیدا کیئے۔ جن کی بلندی قلعہ کی عمارتون کو قہر کی نظر سے گھورتی تھی۔ اُن پر ساٹھ ساٹھ منی توپین چڑھائین۔ ایک ایک توپ کو دو دو سو بیل اور سات سات آٹھ آٹھ سو کہارون نے کھینچا۔ اور اُن پہاڑون کی چوٹیون اور دھارون پر مورچون مین جما دیا کہ جہان چیونٹی کے پاؤن پھسلتے تھے۔ جب اِن توپون کے فیر ہونا شروع ہوئے۔ تمام قلعہ کے مکانات فرش زمین ہو گئے۔ راجہ چتوڑ کا حال دیکھ چکا تھا۔ گھبرا گیا۔ اِسی عرصے مین ایک دن جبکہ رمضان کی آخری تاریخ تھی۔ بادشاہ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر آج رات تک راجہ یا اُس کی جانب سے کوئی شخص حاضر دربار نہ ہوا۔ تو ہم کل صبح عید کا جشن قلعہ کے اندر مناوینگے۔ یہ حال سُنکر رائے سُرجن کے اور بھی چھکّے چھوٹ گئے۔ بعض ٹھاکرون اور سردارون کو بیچ مین ڈالا۔ اور دودا۔ اور بھوج اپنے دونون بیٹون کو دربار مین بھیجا۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ کوئی امیر آکر مجھے بھی لے جائے تو مین بھی حاضر ہوا۔

جب دودا اور بھوج بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے بہت خاطرداری کی۔ دونون کو خلعت مرحمت ہوئے۔ جب لوگ خلعت پہنانے کے واسطے دربار سے باہر لائے۔ اِن کے ایک ہمراہی نے اپنی جہالت سے یہ سمجھا۔ کہ بادشاہ نے اِن کے قید کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور لوگ اِنھین قیدخانے مین لیئے جاتے ہین فورًا تلوار میان سے سونت کر آگے بڑھا۔ ہرچند راجہ بھگوان داس کے ایک نوکر نے جو وہان کھڑا ہوا تھا سمجھایا مگر اُس کو یقین نہ آیا۔ اور مجنونانہ حالت مین ننگی تلوار ہاتھ مین لیئے ہوئے بارگاہ شاہی کی

طرف دوڑا۔ راستے مین راجہ پورن مل اور دو تین اور آدمیون کو زخمی اور شیخ بہاؤالدین مجذوب بدایونی کو قتل کر ڈالا۔ یہ حال دیکھکر مظفر خان کے ایک نوکر نے اُس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ایک ہی ہاتھ مین کام تمام ہوگیا۔ اِس ناگوار واقعے کو دیکھکر رائے سُرجن کے بیٹون کو بہت خجالت ہوئی۔ اور خوف بھی پیدا ہوا مگر چونکہ اِن کا کوئی قصور نہ تھا بادشاہ نے اِن کو خلعت پہنواکر نہایت اعزاز و اکرام سے رخصت کیا۔ اور حسین قلی خان کو رائے سُرجن کے پاس بھیجا۔ رائے سُرجن قلعہ کے باہر تک استقبال کو آیا۔ بہت تعظیم و احترام کیا۔ اور قلعہ مین لے جاکر اُتارا۔ خان موصوف نے بھی راجہ کی بہت تشفی کی۔ اور اپنے ساتھ دربار مین لاکر حضور مین پیش کیا۔ اُس نے سونے کی کُنجیان اور گران بہا پیشکش نذر کی۔ اور تین دن کی مہلت لیکر تیسرے دن قلعہ سپرد کر دیا۔

اکبر نے رائے سُرجن کو منصب دو ہزاری پر سرفراز کرکے اوّل گڈہ کی جاگیر عطا فرمائی ۲۰ سنہ جلوس مین گڈہ کے بجائے چناڈہ کی جاگیر مرحمت ہوئی۔ اور اُس کے وطن بوندی کی حکومت پر بھی اُس کو سرفراز کیا۔

۲۲ سنہ جلوس مین دودا بلا حصول رخصت دربار سے چلا گیا۔ اور بوندی پہونچکر لوٹ مار شروع کر دی۔ اکبر نے رائے سُرجن کو معہ زین خان کوکلتاش کے اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ کیا ۲۳ سنہ جلوس مین شہباز خان کنبوہ کی سفارش سے اُس کا قصور معاف ہوگیا۔ اکبر نے صوبہ پنجاب مین اُس کو تعینات کر دیا ۳۰ سنہ جلوس مین مرگیا۔ دودا

رائے سُرجن نے بھی ۳۰ سنہ جلوس مین انتقال کیا۔ اُس کے دوسرے بیٹے رائے بھوج کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔

راجہ سورج سنگھ راٹھور

راجہ اُدے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ مالدیو فرمان روائے جودھپور کا پوتا تھا۔ سنہ ۴۰ جلوس مین باپ کے مرنے کے بعد منصب ہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور شاہزادہ مراد کے ساتھ صوبہ گجرات مین متعین ہوا۔

جب شاہزادہ موصوف گجرات سے مہم دکن پر مامور ہوا۔ راجہ بھی اُسکے ساتھ روانہ ہوا۔ سنہ ۴۲ جلوس مین بہادر پسر مظفر گجراتی نے فساد برپا کیا۔ راجہ فوج لے کر اُس کی تنبیہ کے واسطے روانہ ہوا۔ بہادر بغیر لڑے مارا گیا۔

سنہ ۱۰۰۸ھ مین مُراد نامُراد دنیا سے سدھارا۔ بجائے اُس کے شاہزادہ دانیال مہم دکن پر مامور ہوا۔ راجہ شاہزادہ موصوف کے ساتھ تعینات ہوا۔ سنہ ۴۵ جلوس مین میان راجو دکھنی اور سنہ ۴۷ جلوس مین خداوند خان حبشی نظام شاہی کے مقابلے مین مصدر خدمات پسندیدہ ہو کر سنہ ۴۸ جلوس مین شاہزادہ دانیال کی سفارش سے نقارہ کے اعزاز سے مفتخر ہوا۔

سنہ ۳ جلوس جہانگیری مین دکن سے دربار مین آیا۔ سنہ ۴ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خانخانان مرزا عبدالرحیم کی کمک پر پھر مہم دکن مین متعین ہوا۔

سنہ ۸ جلوس مین شاہزادہ خُرّم کے ساتھ مہم رانا پر مامور ہوا۔ اور مہم کے بعد شاہزادہ موصوف کے ساتھ دکن مین تعینات ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین حسب الطلب دربار مین حاضر ہوا۔ جہانگیر نے منصب پنجہزاری پر سربلند کیا۔ اِسی سال رن راوت۔ اور سنگار نام دو ہاتھی پیشکش کیے۔ جہانگیر کو رن راوت بہت پسند آیا اور بیس ہزار روپیہ اُسکی قیمت تشخیص کی۔

اِسی سال سورج سنگھ اور اُس کے بھائی کشن سنگھ مین خانہ جنگی ہوئی[۱]۔ کشن سنگھ مارا گیا۔ اِس کے بعد راجہ دو ماہ کی رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا۔ اور وہان سے اپنے بیٹے گج سنگھ کے ساتھ دربار مین آکر پھر دکن مین متعین ہوا اور اُسی جگہ سنہ ۱۲ جلوس مین انتقال کیا۔

جہانگیر نے سنہ ۳ جلوس کے حالات مین اپنی توزک مین لکھا ہے "راجہ سورج سنگھ ملازمت مین حاضر ہوا اور ہندی زبان کے ایک شاعر کو اپنے ساتھ لایا جس نے میری مدح مین شعر موزون کر کے سُنائے۔ چونکہ مین نے ہندی شاعرون کی زبان سے ایسے تازہ اور عالی مضامین کم سُنے تھے لہذا اُس شاعر کو مین نے ایک ہاتھی مرحمت کیا۔ ایک شاعر نے اُن اشعار کے مضمون کو اپنی زبان مین اس طرح نظم کیا ہے۔

گر پسر داشتے جہان افروز — شب نہ گشتی ہمیشہ بودے روز
زانکہ چون او نہفتہ افسرِ زر — بہ نمودی کلاہ گوشہ پسر
شکر کز بعد آنچنان پدرے — جانشین گشت این چنین پسرے
کہ ز شنقار گشتن آن شاہ — کس بہ ماتم نہ کرد جامہ سیاہ

سبل سنگھ راٹھور۔

گج سنگھ اور سبل سنگھ دو بیٹے راجہ سورج سنگھ کے تھے۔ گج سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔ سبل سنگھ شاہی ملازمت مین داخل۔ اور سنہ ۸ جلوس شاہجہانی تک منصب نہ صدی ذات۔ ہشت ہزار سوار سے سرفراز اور احمد آباد گجرات مین متعین تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار۔ اور سنہ ۲۰ جلوس مین منصب دو ہزاری۔ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ اور اسی سال انتقال کیا۔

[۱] اِس کا حال کشن سنگھ راٹھور کے حال مین دیکھو۔

راجہ سورج مل

راجہ باسو کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ اس کی حرکتون سے ہمیشہ ناراض رہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اِس کو قید کر رکھا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد جہانگیر نے ۱۰۲۲ھ مین منصب دو ہزاری سے سرفراز کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ اور باپ کی کُل جاگیر اور وطن کی حکومت پر اُس کو مفتخر کیا۔ ۱۱ جلوس مین شاہزادہ خورم کے ساتھ مہم دکن پر مامور رہا۔ ۱۲ جلوس مین خلعت و فیل اور رکھپوہ مرصع مرحمت ہو کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر متعین ہوا۔ ۱۳ جلوس مین نمک حرامی پر کمر باندھکر اپنی جاگیر کا مُلک دبا کر بیٹھ گیا۔ جہانگیر نے راجہ بکرماجیت کو قلعہ کانگڑہ کی تسخیر پر مامور کیا۔ اُس نے اوّل اِس کے پہاڑی مُلک مین گھُس کر شکست پر شکست دی۔ اور قلعہ مئو وغیرہ کو فتح کر لیا۔ یہ بھاگ کر پہاڑون مین جا چھپا اور وہین مر گیا۔ جہانگیر نے اِس کے بھائی جگت سنگھ کو جس کا حال علیحدہ تحریر ہو چکا ہے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔

رائے سورج سنگھ المعروف بہ راؤ سور بھورتیہ

رائے رائے سنگھ بیکانیری کا چھوٹا بیٹا تھا۔ باپ اسی کو اپنا جانشین مقرر کرنا چاہتا تھا[1]۔ لیکن جہانگیر نے اِس کے بڑے بھائی دلیپ سنگھ کو جانشین مقرر کیا۔ اور اِس کو منصب مناسب پر سرفراز کیا۔ جب ۲ جلوس مین دلیپ سنگھ نے نمک حرامی پر کمر باندھکر بغاوت اختیار کی۔ تو جہانگیر نے اِس کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ اِس نے بھائی کو شکست دیکر بھگا دیا۔ بادشاہ نے

[1] دیکھو رائے دلیپ سنگھ حال۔

اِس حسنِ خدمت کے صلے مین منصب مین پانصدی کا اضافہ کر دیا۔

جہانگیر کے اخیر عہد تک سورج سنگھ منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار تک پہونچا۔ شاہجہان نے پہلے سال جلوس مین علم و نقارہ دیکر منصب چہار ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے مفتخر کیا۔ اور خانخانان مہابت خان کے ساتھ نذر محمد خان والی بلخ کے مقابلے پر جس نے کابل پر حملہ کیا تھا متعین کیا۔ ۲ جلوس مین خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور ہوا۔ ۳ جلوس مین مہم دکن مین تعینات ہوا۔ اور خدمات نمایان انجام دیکر ۴ جلوس مین انتقال کیا۔

ستر سال پسر راو سورج سنگھ

راؤکرن اور ستر سال دو بیٹے تھے۔ راؤکرن جس کا حال علیحدہ لکھا جائیگا۔ باپ کا جانشین ہوا۔ ستر سال کو بادشاہ نے منصب پانصدی پر سرفراز کیا۔ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی ذات شش صد سوار پر سرفراز تھا۔

عمدۃ الملک رائے رایان راجہ بکرماجیت سندر داس

ذات کے برہمن تھے۔ اوّل عام منشیون کے زُمرے مین ولی عہد سلطنت شاہزادہ خُرم کی سرکار مین ملازم ہوئے اور اپنی حسن لیاقت اور تحریر و تقریر اور وفاداری کے جوہر سے معمولی محررون کے زمرے سے منتخب ہوکر امارت کے درجے پر پہونچے۔ اور میر سامانی کی خدمت پر سرفراز ہو گئے۔ اور جب اِس عالی ہمت نے دیکھا کہ اِس زمانے مین وہی شخص ترقی کر سکتا ہے جو مُلک گیری کے میدان مین اپنی تلوار کے جوہر اور شجاعت اور بہادری کے کارنامے دکھائے تو قلم کے بجائے تلوار ہاتھ مین لے کر کاغذی میدان سے دلاوری کے میدان مین قدم رکھا۔ اور شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اُسکی کاردانی

اور کارگذاری شاہزادہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔

سنہ ۹ جلوس جہانگیری مین جہانگیر نے شاہزادہ خورم کو بڑے ساز و سامان کے ساتھ رانا امر سنگھ کی تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اِس مہم مین اِنھون نے اپنی دلاوری کے خوب جوہر دکھائے۔ اور رانا کے مُلک کو تاخت و تاراج اور اُسکی بنیاد مملکت کے ضعیف کرنے مین کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اور جب رانا بہت تنگ ہوا تو اُس نے عفو تقصیر کی التجا کی۔ جہانگیر کی اجازت کے بعد یہ معافی کا فرمان لیکر رانا کے پاس گئے۔ اور اپنی حسُن تدبیر اور شیرین کلامی سے اُس وحشی کو رام کر کے معہ کنور کرن اُس کے بیٹے کے شاہزادہ کی ملازمت مین لے آئے رانا امر سنگھ نے بادشاہ کی اِطاعت کا وعدہ کیا۔ اور کنور کرن کو معہ بہت سے تحفہ تحائف کے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا۔ اور مہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے ہوا۔ جہانگیر نے اِس خدمت کے صلے مین منصب مین اضافہ کر کے خطاب رائے رایان سے مفتخر کیا۔

سفارت بیجاپور

سنہ ۱۲ جلوس مین جوہر اعتبار اور حسُن تدبیر سے منتخب ہو کر افضل خان کے ساتھ ابراہیم عادل شاہ والئ بیجاپور کی دربار مین سفارت پر بھیجے گئے۔ اور وہان پہونچکر اپنی دانائی اور عقل کی رسائی سے منصب سفارت کو اِس عمدگی سے انجام دیا کہ پندرہ لاکھ روپیہ نقد اور بہت سے تحفہ تحائف پیشکش مین لیکر واپس ہوئے ابراہیم عادل شاہ اِن کے منترون سے ایسا تسخیر ہوا کہ علاوہ شاہی پیشکش کے دو لاکھ روپیہ نقد اِن کو علیحدہ مرحمت کیا۔ اِس روپیہ سے اِنھون نے بندر گوہ سے ایک لعل وزنی ۱۷ مثقال ۵ ۱/۲ سُرخ جو آب و تاب سنگ و رنگ مین بے نظیر تھا خرید کر کے شاہزادہ کی خدمت مین پیش کیا شاہزادہ نے اپنی پیشکش کے ساتھ باپ کے نذر کیا۔ جہانگیر نے اِس حسُن خدمت کے انعام

مین ان کے منصب مین ترقی کرکے سب سے معزز خطاب راجہ بکرماجیت سے سربلند کیا۔

سنہ ۲۶ھ مین گجرات کا صوبہ شاہزادہ خورم کی جاگیر مین مرحمت ہوا۔ راجہ بکرماجیت شاہزادہ کی نیابت مین وہان کی حکومت پر سرفراز ہوئے۔ اُنھین ملک گیری کا چٹخارا لگ چکا تھا۔ راجہ جام اور راجہ بہارا کے ملک پر جن کے راج صوبۂ گجرات کی سرحد سے ملے ہوئے تھے فوج لیکر جا پہونچے اور ایسا میدان مارا کہ دونون تابعدار ہو گئے۔ اور جہانگیری حکومت کی سرحد سمندر سے جا ملی۔ راؤ بہارا احمدآباد مین بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور چالیس اشرفیان۔ دو ہزار روپیہ۔ سو گھوڑے پیشکش کیئے۔

سنہ ۱۳ جلوس مین جہانگیر نے قلعہ کانگڑے کی تسخیر اور راجہ سورج مل پسر راجہ باسو کی تادیب پر مامور کیا۔ شہباز خان لودی۔ ہردے نرائن ہاڑا۔ رائے پرتھی چند وغیرہ اُمراکو ان کی ماتحتی مین ساتھ کیا۔ رخصت کے وقت راجہ نے زمرد کی تسبیح جس کی قیمت دس ہزار روپیہ تھی پیشکش کی۔ بادشاہ نے خلعت و شمشیر عطا کرکے ٹڈہانہ کا پرگنہ جس کی مالگذاری بائیس لاکھ دام تھی جاگیر مین مرحمت کیا۔ مہم کانگڑہ

اِس مہم مین راجہ بکرماجیت نے بکرماجیت کا نام روشن کیا۔ اور اِس خطاب کی لاج رکھ لی۔ اوّل سورج مل کے ملک پر دھاوا بول دیا۔ اور بہت جلد مئو وغیرہ کو فتح کرلیا۔ سورج مل اِس فوج کی ٹکر نہ اُٹھا سکا۔ بھاگ کر پہاڑون مین جا گھسا۔ جہانگیر نے اِس فتح کا حال سُن کر راجہ کے واسطے نقارہ ارسال کیا۔

سنہ ۱۴ جلوس مین راجہ کسی مشورے کے واسطے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور مشورہ لیکر پھر مہم مذکور پر واپس گئے۔ اور نہایت سختی سے قلعۂ کانگڑہ کا محاصرہ شروع کیا۔ اور بڑی ہوشیاری اور تدبیر کے ساتھ غلّہ کا جانا قلعہ

مین بند کر دیا۔ اور غنیم کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایسا تنگ کیا۔ کہ اُنھون نے یکم محرم سنہ ۱۰۳۱ھ کو جان کی امان کا وعدہ لیکر قلعہ راجہ کے حوالے کر دیا۔

قلعہ کانگڑے کی تسخیر کے بعد راجہ بکرماجیت کا دربار مین بہت اعزاز و احترام ہوا۔ عمدۃ الملک القاب مین داخل ہوا۔ منصب مین ترقی ہوئی۔ خلعت و شمشیر اور انعام و اکرام سے سرفراز ہوئے۔

سنہ ۱۵ جلوس مین دکن مین ملک عنبر نے زیادہ ہاتھ پاؤن پھیلائے۔ اور بادشاہی علاقہ پر دست درازی شروع کی جہانگیر نے شاہزادۂ خورم کو اس مہم پر مامور کیا۔ شاہزادۂ موصوف نے برہان پور پہونچکر تیس ہزار سوار پانچ سرداروں داراب خان۔ عبد اللہ خان۔ خواجہ ابو الحسن۔ راجہ بھیم۔ راجہ بکرماجیت کی ماتحتی مین ملک عنبر کی سرکوبی کے واسطے روانہ کئے۔ اگرچہ اس کل فوج کی سپہ سالاری برائے نام داراب خان کے نام تھی لیکن در اصل کل اختیار اور انتظام راجہ بکرماجیت کے ہاتھ مین تھا۔ غرضکہ یہ فوج کئی معرکون کے بعد آٹھوین دن قصبۂ کھرکی مین جو ملک عنبر اور نظام شاہی حکومت کا دار الحکومت تھا جا پہونچی۔ اور کھرکی کی شاہی عمارتون کو جڑ سے اُکھڑوا کر پھکوا دیا۔ ملک عنبر نے تنگ ہوکر نہایت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی۔ اور کل شاہی علاقہ جو دبا لیا تھا واپس کر کے چودہ کڑور درم اُسکی مالگذاری کے بابتہ بھی ادا کیئے۔ اِسکے بعد راجہ نے پچاس لاکھ روپیہ عادل شاہی اور قطب شاہی حکومتون سے وصول کر کے دربار شاہی مین ارسال کیا۔ اور قصبۂ لمرنی کے پاس ایک نہایت مستحکم قلعہ تعمیر کرا کر ظفر نگر کے نام سے موسوم کیا۔ اور حسب الحکم معہ فوج کے اُس قلعہ مین مقیم ہوا۔

جہانگیر کے عہد سلطنت خصوصاً آخری عہد مین نور جہان بیگم کل سلطنت کی

مہم دکن

شاہجہان کا مجبور ہوکر باپ سے باغی ہونا

مالک بنی بیٹھی تھین۔ لوازم سلطنت مین صرف خطبہ مین تو بیگم کا نام نہ تھا۔ باقی سب مین بیگم کا نام شامل تھا۔ سکہ پر یہ ضرب ہوتی تھی۔

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور　　بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اور فرمانون پر یہ طغرہ ثبت ہوتا تھا "حکم علیۃ العالیہ نورجہان بیگم بادشاہ" پھر یہان تک نوبت پہونچی۔ کہ خود بادشاہ کہنے لگے "کہ مین نے سلطنت نورجہان بیگم کو بخش دی سبھے سیر بھر شراب۔ اور آدھ سیر گوشت کے سوا کچھ نہین چاہئیے" جب جہانگیر کی مستی اور مدہوشی سے اُسے بیماریون نے گھیرا تو یہ شاہ مزاج اور دوراندیش بیگم ایسی تدبیرین سوچنے لگی۔ کہ جس سے جہانگیر کے بعد بھی سلطنت اُسی کے قبضہ اور اقتدار مین رہے۔ اُس کی ایک بیٹی شیر افگن خان پہلے شوہر سے تھی اُسکی شادی ۱۰۳۰ھ مین جہانگیر کے سب سے چھوٹے بیٹے شہریار سے کردی اور اِس فکر مین ہوئی کہ شاہجہان کی جگہ شہریار کی سلطنت کی بنیاد ڈالے اب تک وہ معاملے مین اپنے بھائی آصف خان کے داماد ہونے کی وجہ سے شاہجہان کی طرفدار تھی اب بقول شخصے۔

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد　　صد حجاب از دل بہ سوئے دیدہ شد

شاہجہان کی جڑ اُکھیڑنے کی تدبیرون مین مصروف ہوئی۔ پہلی کوشش یہ ہوئی کہ ۱۰۳۱ھ مین شاہجہان دربار مین طلب ہوئے۔ کہ ہم قندہار پر جاکر ملک موروثی کو زیرنگین کرین۔ جب شاہجہان نے دربار مین حاضر ہوکر اِس خدمت کو قبول کرلیا۔ اور یہ وار خالی گیا تو جوڑ توڑ لگا کر دھولپور کے علاقہ پر شہریار اور شاہجہان کے امیرون مین تلوار چلوادی۔ اور اِس واقعہ کو اِس طرح بادشاہ کے گوش گذار کیا۔ کہ بادشاہ کا دل اپنے پیارے بیٹے سے پھر گیا۔ شاہجہان نے افضل خان اپنے دیوان کو بھیجا۔ اور بہت عجز و انکسار سے عفو تقصیر کی عرضی لکھی۔ یہان آتے ہی

افضل خان قید ہو گیا۔ بیگم نے بادشاہ کو بہت سا لگا بجھا کر کہا کہ شاہجہان کا دماغ بہت بلند ہو گیا ہے اسے قرار واقعی نصیحت دینی چاہیئے۔ مست الست بادشاہ نے اپنے عالم مین خدا جانے کچھ ہون ہان کر دی ہو گی۔ فوراً فوج کو تیاری کا حکم پہونچا۔ اور اُمرا کو حکم گیا۔ کہ شاہجہان کو گرفتار کر لاؤ۔ بیگم کو معلوم تھا کہ اُس کے بھائی آصف خان اور مہابت خان مین لاگ ہے۔ اُس نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک مہابت خان سپہ سالار نہ ہو گا۔ مہم کا بندوبست نہ ہو گا۔ مہابت خان نے کابل سے لکھا کہ اگر شاہجہان سے لڑنا ہے۔ تو پہلے آصف خان کو نکالیئے جب تک وہ دربار مین ہے۔ فدوی کچھ نہ کر سکیگا۔ آصف خان فوراً بنگالے بھیجے گئے۔ مہابت خان سپہ سالار ہو کر شاہجہان کی گرفتاری کے واسطے روانہ ہوئے۔ پیچھے پیچھے بادشاہ بھی لاہور سے آگرہ چلے۔ غرضکہ یہان تک نوبت پہونچی کہ شاہجہان سا سعادت مند اور فرمان بردار بیٹا مجبور ہو کر باپ سے باغی ہو گیا۔

بیگم نے مہابت خان کے ساتھ شاہزادہ مراد کو بھی بھائی کے مقابلے پر بھیجا۔ کیا اچھی چال تھی۔ کہ دونون مین جو مارا جائے۔ شہریار کیلئے ایک پہلو صاف ہو جائے۔

غرض جب دونون لشکر جرّار قریب پہونچے تو مقابلے کی تیاریان ہونے لگین۔ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ بادشاہی لشکر مین تھا۔ راجہ بکرماجیت نے جوڑ توڑ لگا کر اُسے توڑ لیا۔ اور اُس نے موقع ملنے پر بادشاہی لشکر سے شاہزادہ کے لشکر مین چلے آنے کا وعدہ کر لیا۔ اِس راز سے سوائے شاہزادہ اور راجہ بکرماجیت اور عبداللہ خان کے اور کوئی واقف نہ تھا۔ جب دونون فوجین مقابل ہوئین۔ عبداللہ خان گھوڑا بڑھا کر راجہ بکرماجیت کے پاس چلا آیا۔ راجہ بکرماجیت اُسے ساتھ لیکر داراب خان کے پاس گیا تاکہ اِس واقعہ کی اُسکو بھی اطلاع ہو جائے

جب وہان سے تین چار آدمیون کے ساتھ واپس آرہا تھا راستے مین فرشتہ اجل نے آدبایا۔ صورت یہ ہوئی کہ جب عبداللہ خان گھوڑا بڑھا کر راجہ بکرماجیت سے جا ملا۔ نوازش خان پسر سعید خان خیتا جو اُس کے ساتھ فوج ہراول مین متعین تھا یہ سمجھا کہ عبداللہ خان دہاوا کرکے فوج مخالف مین جا گھسا ہے۔ اُس کے جوش بہادری نے بھی زور مارا۔ اور اپنے سوارون کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ راستے مین راجہ بکرماجیت سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اِس موقع پر راجہ اگر بھاگنا چاہتا تو بخوبی بھاگ کر اپنی فوج سے جا ملتا۔ مگر اُس نے ننگ فرار کو گوارا نہ کیا اور میدانِ ہمت مین قدم جما کر مقابلہ پر آمادہ ہوگیا۔ کچھ لوگ اور بھی مدد کو آپہونچے۔ اگرچہ اُس نے نہایت شجاعت و بہادری دکھائی۔ مگر موت کا وقت آپہونچا تھا۔ ایسی حالت مین نہ تدبیر چلتی ہے نہ شمشیر کام دیتی ہے۔ آخر کار فوج مخالف سے ایک تیر آکر اُس کی پیشانی پر لگا جس نے تیر اجل کا کام دیکر اس بے نظیر بہادر کا نقش صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اُس کے مارے جانے کے بعد دونون لشکرون مین کشت وخون ہوا۔ بڑے بڑے امیر مارے گئے مگر شاہجہان کی فوج کو شکست نصیب ہوئی اور وہ راجہ بکرماجیت کے مارے جانے اور فوج کے شکست کہانے سے نہایت شکستہ دل ہوکر دکن کی طرف روانہ ہوا۔

راجہ بکرماجیت اُس زمانے کے سب سے بڑے منصب پنجہزاری سے سرفراز تھا۔ افسوس ہے کہ اُس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اُس کا بھائی کنہرداس اُسکی نیابت مین صوبہ گجرات کی حکومت پر سرفراز تھا۔

راجہ سارنگ دیو

اُمرائے عہد جہانگیری سے تھا سے۱۲ جلوس مین منصب ہفت صدی پر

سرفراز ہوا۔ ۱۵ سنہ جلوس مین منصب ہشت صدی ذات۔ چہارصد سوار پر ترقی پائی۔ ۱۷ سنہ جلوس مین خطاب راجگی مرحمت ہوکر منصب ہزار و پانصدی ذات ششش صد سوار پر مفتخر ہوا۔

شاہجہان کے عہد سلطنت مین ۶ سنہ جلوس مین قلعہ عنبر کوٹ کے معرکہ مین دلاوران زمانہ کے حوصلے سے بڑھکر قدم مارا۔ اور نہایت شجاعت و بہادری سے دشمنون کو پسپا کرتا ہوا قلعہ کے اندر پہونچگیا۔ آخر کار قلعہ فتح ہوگیا ۸ سنہ جلوس مین جہجہار سنگھ بُندیلہ کی سرکوبی کے واسطے مامور ہوا۔ پھر کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ موصوف نہایت ہوشیار عقلمند۔ اور صاحب تدبیر امیر تھا۔ جہانگیر کے عہد مین اکثر منصب سفارت پر مامور ہوا۔ اور کار مفوضہ کو نہایت عقلمندی سے انجام دیا۔ پرتھی راج اُس کا بیٹا ملازمت شاہی مین داخل اور ۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔

راجہ سنگرام

جموّن کا راجہ تھا۔ ۱۴ سنہ جلوس جہانگیری مین منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز ہوکر خطاب راجگی سے مفتخر ہوا۔ اور خلعت و فیل مرحمت ہوا۔ ۱۵ سنہ جلوس مین پرگنہ جمون جاگیر مین عطا ہوا۔ اور منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سربلند ہوکر قاسم خان کے ساتھ کانگڑے مین متعین ہوا شاہجہان کے عہد مین ۶ سنہ جلوس مین قلعہ دولت آباد کے محاصرے مین اور ۸ سنہ جلوس مین قلعہ پرینڈہ کی تسخیر مین کارہائے نمایان انجام دیئے۔

سنگرام گونڈ

قوم کا گونڈا ور کنور صوبۂ مالوہ کا زمیندار تھا۔ سنہ ۶ جلوس شاہجہانی مین خاندوران خان بہادر کے ہمراہ صوبۂ مالوہ مین متعین ہوا جب خان موصوف نے قلعہ کھاتا کھیری کا جو بھاگیرتھ بھیل کے قبضہ مین تھا محاصرہ کیا تو سنگرام کے توسل سے بھاگیرتھ مذکور نے قلعہ خان موصوف کے حوالے کردیا۔

سنہ ۸ جلوس مین ججھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور رہا۔ اور اِس مہم کے ختم ہونے کے بعد کیپا زمیندار چاندہ سے پیشکش وصول کرنے پر تعینات ہوا۔ پانچ لاکھ روپیہ نقد پیشکش شاہی اور ایک لاکھ روپیہ نقد و جنس فوج متعینہ کے واسطے وصول کرکے واپس آیا۔ اور دو ہاتھی روپ سنگار۔ اور فوج نامی بھی پیشکش مین وصول کرکے لایا۔ اور آئندہ کے واسطے یہ قرار پایا۔ کہ کیپا ہر سال پانچ ہاتھی۔ پندرہ ہتنیان دربار مین بطور پیشکش ارسال کیا کرے یا بالعوض ان کے اسّی ہزار روپیہ نقد داخل خزانہ کیا کرے۔ بادشاہ نے اِس حسن خدمت کے صلے مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز کیا۔ اور خاندوران خان کے ساتھ مہم دکن مین متعین کیا۔ اِس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ششصد سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۱۰ جلوس مین مرگیا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کے غلام مارو گونڈ نے اُس کے خورد سال بیٹے بھوپت کو قید کرلیا بادشاہ نے سنہ ۱۰ جلوس مین خاندوران خان کو اُس کی تنبیہ کے واسطے حکم بھیجا۔ اُس نے کنور کا محاصرہ کرکے قلعہ فتح کرلیا۔ اور بھوپت کو قید سے چھوڑایا۔

ستر سال کچھواہا

مادھو سنگھ کچھواہہ کا بیٹا۔ اور راجہ بھگوان داس کا پوتا تھا۔ اخیر عہد جہانگیری تک منصب ہزار و پانصدی سے سرفراز تھا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین خانجہان لودی کے ساتھ جہجھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا ۳ سنہ جلوس مین راجہ گج سنگھ کے ساتھ مہم دکن مین مامور رہا۔ اور نظام شاہی فوج کے مقابلہ مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔

بھیم سنگھ و انند سنگھ بھیم سنگھ۔ انند سنگھ۔ اگر سین۔ عجب سنگھ۔ چار بیٹے تھے۔ بھیم سنگھ اور انند سنگھ دو بیٹے باپ کے ساتھ ۳ سنہ جلوس کی مہم دکن مین شریک تھے۔ اور نہایت

اگر سین کچھواہا بہادری سے لڑکر مارے گئے۔ اگر سین کو بادشاہ نے منصب شش صدی ذات سہ صد سوار سے سرفراز کیا ۱۱ سنہ جلوس مین مہم قندہار پر مامور کیا ۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا ۲۰ سنہ جلوس مین منصب شش صدی ذات چہار صد سوار سے مفتخر ہوا۔

عجب سنگھ کچھواہا عجب سنگھ منصب ہشت صدی ذات۔ سہ صد سوار سے سربلند ہوا۔ اور خدمات نمایان انجام دیکر ۹ سنہ جلوس مین انتقال کیا۔

راؤ ستر سال ہاڈا

گوپی ناتھ راؤ رتن ہاڈا کا پوتا تھا۔ اس کا باپ گوپی ناتھ بہت لاغر مگر اس قدر شہزور تھا کہ جب درخت کے موٹے موٹے گدّون کے درمیان مین بیٹھکر پیٹ اور پاؤن کو اڑا کر زور کرتا تو دونون گدے ایک دوسرے سے جدا ہوکر گر پڑتے تھے۔ اُسے اسی قسم کی زور آزمائی کا شوق تھا آخر کار اِنہی

شہزوریون سے بیمار ہوکر اپنے باپ کی زندگی ہی مین مرگیا۔
راؤرتن کے مرنے کے بعد ۱۰۴۱ھ جلوس شاہجہانی مین بادشاہ نے
راؤستر سال کو جو گوپی ناتھ کا بڑا بیٹا تھا۔ اُس کا جانشین مقرر کرکے منصب سہ ہزاری
ذات۔ دو ہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور خطاب راؤ سے مفتخر کرکے بوندی
اور کنکلاور قرب وجوار کے پرگنات جاگیر مین مرحمت فرمائے۔
جب راؤستر سال بالاگھاٹ سے دربار مین حاضر ہوا۔ چالیس ہاتھی
پیشکش کیئے۔ بادشاہ نے اٹھارہ ہاتھی قیمتی مبلغ دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ قبول
کرکے بقیہ ہاتھی راؤ موصوف کو واپس کردیئے اور خلعت فاخرہ اور علم و
نقارہ۔ اور اسپ معہ زین نقرہ کے عطا کیا۔
سنہ ۶ جلوس مین محاصرہ قلعہ دولت آباد۔ اور سنہ ۹ جلوس مین تسخیر
قلعہ پرنیدہ مین شریک ہوکر شجاعت و بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔
اور اس کے صلے مین سنہ ۱۰ جلوس مین خان زمان خان صوبہ دار بالاگھاٹ
کا نائب مقرر ہوکر بالاگھاٹ مین متعین ہوا۔
سنہ ۱۸ جلوس مین مہم قندہار مین شریک ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور
ہوا سنہ ۲۱ جلوس مین وہان سے واپس آکر رخصت حاصل کرکے وطن روانہ ہوا۔
سنہ ۲۲ جلوس مین واپس آکر منصب سہ ہزاری و پانصدی ذات سہ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز
ہوا۔ اور شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر تعینات ہوا۔ اور رستم خان اور قلیچ خان
کے ساتھ محاصرہ قلعہ بست مین نہایت بہادری اور بے جگری سے خدمتین انجام دین۔
سنہ ۲۵ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ اور سنہ ۲۶ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ
کے ساتھ مہم قندھار مین شریک ہوا۔
سنہ ۲۹ جلوس مین شاہزادہ اورنگ زیب کے ساتھ دکن مین متعین ہوا۔

اور قلعہ بدر اور قلعہ کلیانی کے معرکون مین خدمات نمایان انجام دین۔

سنہ ۱۳۱ جلوس مین جب شاہجہان بیمار ہوا۔ دارا شکوہ نے کاروبار سلطنت مین دخیل ہو کر جملہ اُمرائے متعین دکن کو دربار مین طلب کرلیا۔ راؤستر سال بھی بلا اجازت شاہزادۂ اورنگ زیب کے دکن سے روانہ ہوا اور دارا شکوہ کی خدمت مین حاضر ہو کر مشیران خاص مین شامل ہوا عاقل خان رازی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے "کہ چونکہ دارا شکوہ کو ناتجربہ کاری کی وجہ سے لڑائی بھڑائی کی بالکل لیاقت نہ تھی۔ اور اُسکی اکثر تدبیرین نامناسب اور خلاف عقل ہوتی تھین اس لئے خاندان کے خیرخواہون نے ہرچند عرض کیا کہ یہ جو آگ بھڑک گئی ہے (یعنی شجاع اور اورنگ زیب اور مراد بخش بادشاہ کی بیماری کی خبر سُنکر اپنی اپنی فوجون کے ساتھ دارالخلافت کی طرف آرہے ہین) آب تدبیر کے بغیر بُجھنی مشکل ہے۔ اس مین بادشاہ کو ایک فریق بننا نامناسب نہین ہے۔ اورنگ زیب۔ اور مراد بخش وغیرہ کو آنے دینا چاہیئے۔ جب بادشاہ کے حکم سے شاہی اُمرا اُن سے علیحدہ ہو جائینگے۔ تو اُن مین خود ہی لڑنیکی طاقت نہ رہیگی۔ بادشاہ نے بھی اس رائے کو بہت پسند کیا۔ مگر دارا شکوہ نے راؤستر سال اور رام سنگھ کے اغوا سے اس بات کو منظور نہ کیا بلکہ اس رائے کو نفاق پر محمول کرکے علانیہ کہہ اُٹھا "من عنقریب این کوتہ پائچہ ہارا (یعنی شرعی پائچون والے مسلمان امیرون کو) در جلیب (اردلی) ستر سال خواہم دوانید" اس فقرے کے سنتے ہی سب اُمرا کیا تورانی کیا ایرانی بیدل ہو کر درپردہ فریق ثانی کے طرفدار ہو گئے"۔

غرضکہ اورنگ زیب معرکہ اُجین[1] مین جسونت سنگھ سے میدان مارکر

---

[1] اس لڑائی کا حال مہاراجہ جسونت سنگھ کے حال مین دیکھو۔

ایک غیر معروف گھاٹ سے چنبل اُتر آیا اور آگرہ کے قریب موضع سموگڈہ مین پڑاؤ ڈال کر مورچے جمائے۔ دارا شکوہ بھی دھولپور سے اپنے مورچے چھوڑ کر آن پہونچا۔ اور اورنگ زیب کے لشکر اور آگرہ کے مابین جمنا کے کنارے ڈیرے آن لگائے۔ شاہجہان نے جو حتی الامکان لڑائی کو روکنا چاہتا تھا باوجود ضعف و نقاہت اور سخت گرمی کے موسم کے یہ چاہا کہ خود جا کر دونون لشکرون کے درمیان مین اُتر پڑے۔ یہان تک کہ پیش خیمہ بھی بھیجدیا۔ اور بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بسواری کشتی موقع فساد پر پہونچنا چاہا مگر دارا شکوہ نے اس تجویز کو اپنے مدعا کے خلاف تصور کر کے عمل مین نہ آنے دیا۔ تین چار روز تک دونون لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ اس عرصے مین شاہجہان نے دارا شکوہ کو خط پر خط بھیجے کہ سلیمان شکوہ قریب پہونچگیا ہے۔ بے موقع جلدی نہ کرنا اور سلیمان شکوہ کے آنے تک لشکر کو کسی مناسب جگہ پر ٹھہرا کر اردگرد خندق کھُدوا کر مورچے قائم کر لینا مگر دارا شکوہ نے جواب مین صرف یہ لکھ بھیجا کہ حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین انشاء اللہ تعالیٰ تین دن نہ گذرنے پاوین گے کہ اورنگ زیب اور مراد بخش کو ہاتھ پاؤن باندھکر حاضر کر دونگا آخر کار ۷۔ رمضان ۱۰۶۸ھ کو صف آرائی ہو کر لڑائی شروع ہو گئی۔ اول گولہ چلنا شروع ہوا۔ اور پھر دارا شکوہ نے نہایت شجاعت و دلیری سے دھاوا بولدیا۔ راؤ ستر سال ہاڈہ۔ رام سنگھ راٹھور۔ روپ سنگھ راٹھور اور بہت سے راجپوت اس تیزی سے بڑھے کہ اورنگ زیب کی توپون تک جا پہونچے۔ اور صفون کو درہم و برہم کرتے ہوئے اورنگ زیب اور مراد بخش تک پہونچ گئے۔ اور فریقین اس شدت سے لڑے کہ جس قدر سپاہی

سلہ دیکھو مہاسنگھ بھودریہ کا حال۔

مارے جاتے تھے اُسی قدر جوش بڑھتا جاتا تھا۔ آخر کار اورنگ زیب کی فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے اور سوارون نے بھاگنا شروع کیا۔ اورنگ زیب نے جو ہاتھی پر سوار تھا ہر چند سپاہ کے قائم رکھنے کی کوشش لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر واہ رے اورنگ زیب تیری دلاوری اور استقلال جب دیکھا کہ تمام فوج بھاگ گئی اور جو لوگ ابتک میدان مین جمے ہوئے ہین وہ بھی ایک ہزار سے زیادہ نہین تو نہایت استقلال سے اپنے سردارون کے نام لے لیکر پکارا "کہ بہادرو خدا پر نظر رکھو۔ خدا تمھارے ساتھ ہے۔ بھاگنے سے کیا ہوگا۔ خدا سب جگہ ہے۔ کیا تم نہین جانتے کہ ملک دکن کسقدر دور ہے" اور حکم دیا کہ ہمارے ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدی جاوے۔ بادشاہ کی اس تقریر کو سنکر اُس کے رفقا اور جان نثارون نے وفاداری کی قسم کھائی اور نہایت اصرار سے اُس کو اِس ارادہ سے باز رکھا۔ اِسی عرصے مین دارا شکوہ کو معلوم ہوا کہ رستم خان اور ستر سال نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر کام آئے۔ اور رام سنگھ بھی گھر گیا ہے۔ دارا شکوہ اُس کی مدد کے واسطے اُدھر روانہ ہوا لیکن اُس کے پہونچنے سے پہلے اُس کا کام تمام ہوگیا۔ اِن سردارون کے مارے جانیکا اُس کے دل پر بہت بڑا اثر پڑا اُسی وقت خلیل اللہ خان نے جو اُس کے داہنے پرے کا سردار تھا اور جو در پردہ اورنگ زیب سے ملا ہوا تھا آکر کہا کہ حضور ایسے موقع پر جبکہ تیر اور گولیون کی بوچھار ہو رہی ہے۔ اتنے بڑے ہاتھی پر کیون سوار ہین خدا کے واسطے جلد اُتر آئیے۔ اور گھوڑے پر سوار ہو لیجئے اب لڑائی ختم ہو چکی ہے صرف بھگوڑون کا تعاقب باقی ہے۔ ناتجربہ کار شاہزادہ اِس فریب مین آگیا۔ اور ہاتھی سے اُترکر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اُس کا ہاتھی سے اُترنا گویا اوج سلطنت سے گرنا تھا۔

تمام فوج مین مارجانے کی افواہ اُڑگئی۔ اور تمام فوج حواس باختہ ہوکر تتر بتر ہوگئی
اور پاؤ گھنٹہ کے عرصے مین غالب مغلوب اور مغلوب غالب ہوگیا۔ اورنگ زیب
کے استقلال کا یہ نتیجہ ہوا کہ تمام ہندوستان کا بادشاہ ہوگیا۔ سچ ہے۔ ؎

شکست و فتح توقسمت سے ہے وَلے ای میر　　مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا

بیچارہ اور بدقسمت دارا شکوہ شکست کھاکر آگرہ آیا۔ مگر شرم کے مارے باپ کے
سامنے نہ گیا۔ اور آدھی رات کے وقت معہ اپنی بیگم اور سپہر شکوہ اپنے بیٹے
تین چار سو رفیقون کے ساتھ دہلی کی طرف چل دیا۔

راؤ ستر سال کے علاوہ اور بھی بہت سے راجپوت سردار اس معرکہ
مین اپنی بے نظیر شجاعت و دلاوری کے جوہر دکھاکر کام آئے۔ راؤ بھاؤ سنگھ
راؤ ستر سال کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔

راجہ سیورام گوڑ[1]

راجہ بلرام کا بیٹا تھا۔ جو شاہجہان کے ایّام شاہزادگی کے رفیقون مین
سے تھا۔ اور معرکۂ ٹھٹھہ مین شاہزادۂ موصوف کی رفاقت مین نہایت شجاعت　رام بلرام
و بہادری سے لڑکر معہ اپنے باپ راجہ گوپال داس کو رکے مارا گیا[2]۔

شاہجہان نے تخت نشین ہوکر سیورام کو منصب ہزاری ذات۔ پانصد
سوار پر سرفراز کیا۔

سنہ ۹ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوکر
دھندیرہ (صوبہ مالوہ) کی تیولداری پر سربلند ہوا۔

سنہ ۱۰ جلوس مین اندرمن زمیندار دھندیرہ نے جمعیت فراہم کرکے سیورام پر

[1] بعض جگہ شیورام گوڑ لکھا ہے۔ [2] دیکھو راجہ بیٹھلداس گوڑ کا حال۔

حملہ کیا۔ اور کل ولایت دھندیرہ پر قابض ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سنکر راجہ بیٹھلداس اور سید عبد الماجد امروہوی۔ اور عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ وغیرہ کو اُس کی سرکوبی پر متعین کیا۔

سنہ ۷ جلوس مین آسیر کا قلعدار مقرر ہوا سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین تعینات ہوا سنہ ۲۰ جلوس مین کابل کا قلعدار مقرر ہوا سنہ ۲۱ مین پھر بلخ کو روانہ گیا گیا۔ سنہ ۲۲ مین اول مرتبہ قندھار مین شریک ہوا۔

سنہ ۲۵ جلوس مین اپنے چچا راجہ بیٹھلداس کے مرنے کے بعد خطاب راجگی سے مفتخر ہو کر منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔

سنہ ۲۶ جلوس مین شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار۔ اور سنہ ۲۸ مین علامی سعد اللہ خان کے ساتھ مہم چیتوڑ مین شریک ہو کر خدمات نمایان بجالایا۔

سنہ ۳۱ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات و سوار پر سربلند ہو کر مانڈو کا قلعدار مقرر ہوا۔ جب اورنگ زیب اور مراد بخش کی متفقہ فوج مانڈو کے قریب آگئی تو خوف زدہ ہو کر مہاراجہ جسونت سنگھ کے لشکر مین بھاگ آیا۔ اور معرکۂ اُجین مین شریک ہوا۔ اِس کے بعد سموگڈہ کی لڑائی مین دارا شکوہ کی رفاقت مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔

سُجان سنگھ سیسودیہ

سورج مل سیسودیہ کا بیٹا۔ اور رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ سنہ ۱ جلوس شاہجہانی تک منصب ہشت صدی سہ صد سوار پہ سرفراز تھا۔ سنہ ۷ جلوس مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے

ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر متعین ہوا ۲۲ سنہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہفت صد سوار پر مفتخر ہو کر شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندھار مین مامور ہوا ۲۵ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات ہشت صد سوار پر ترقی پاکر دوسری مرتبہ۔ اور ۲۶ سنہ جلوس مین تیسری مرتبہ مہم قندھار مین شریک ہوا۔ ۲۹ سنہ جلوس مین اپنی بھتیجی کی شادی مین شرکت کے واسطے جو بمقام متھرا مہاراجہ جسونت سنگھ سے قرار پائی تھی رخصت لیکر متھرا روانہ ہوا ۳۰ سنہ جلوس مین معظم خان کے ساتھ اورنگ زیب کی کمک کے واسطے دکن روانہ ہوا۔

جب شاہجہان کی بیماری کی حالت مین دارا شکوہ نے جملہ اُمرائے متعینہ دکن کو دربار مین طلب کیا یہ بھی حاضر دربار ہوا۔ دارا شکوہ نے مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ مالوہ مین تعینات کیا۔ جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا۔ اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ رام رام کرتا ہوا اورنگ زیب کے توپ خانے پر جا پڑا۔ اور ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا۔

فتح سنگھ سُجان سنگھ کا بیٹا فتح سنگھ ملازمت شاہی مین داخل اور منصب قلیل پر سرفراز تھا۔

راجہ سُجان سنگھ بُندیلہ

راجہ پہاڑ سنگھ بندیلہ کا بیٹا تھا ۲۸ سنہ جلوس شاہجہانی مین باپ کے مرنیکے بعد اُس کا جانشین مقرر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا ۱۰۶۸ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ صوبۂ مالوہ مین متعین ہوا۔ معرکۂ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے لشکر مین تھا لیکن لڑائی شروع ہونے کے بعد فریق مخالف کا غلبہ دیکھکر کھسک گیا۔

اور بھاگ کر اپنے وطن جا پہونچا۔ سموگڈہ کی لڑائی کے بعد بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوکر موردِ نوازش ہوا۔ اور کھجوہ کی لڑائی مین جو شاہزادہ شجاع سے ہوئی شریک ہوکر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا۔

سنہ ۵ جلوس مین خانخانان میر جملہ کے ساتھ مہم آسام اور کوچ بہار مین متعین ہوا۔ اور اِس مہم کے اکثر معرکون مین نہایت شجاعت و بہادری سے غنیم کو پسپا کیا خصوصاً متھراپور کی لڑائی مین چارانگ کے راجہ کو جو آسام کا ایک بہت بڑا دلیدار تھا۔ اور جس نے متھراپور کے نزدیک مورچے آن جمائے تھے۔ ایک سخت لڑائی لڑکر بھگا دیا۔

سنہ ۸ جلوس مین راجہ جے سنگھ اور دلیر خان کے ساتھ سیواجی کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اِس کے بعد راجہ موصوف کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوا۔

سنہ ۲۳ جلوس مین قلعۂ سیوانہ سیواجی سے فتح کرلیا۔ اور اِس کے صلے مین فرمان تحسین اور اضافہ منصب کا دربار سے صادر ہوا۔

سنہ ۲۴ جلوس مین شاہزادہ شاہ عالم کے ساتھ شاہزادہ محمد اکبر کے تعاقب پر مامور رہا۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

سُبل سنگھ سیسودیہ

رانا امر سنگھ کا پوتا تھا۔ اوّل شاہزادہ دارا شکوہ کی سرکار مین ملازم تھا۔ سنہ ۲۳ جلوس مین ملازمان شاہی مین منسلک ہوکر منصب دو ہزاری ذات ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۵ جلوس مین پانصدی کا اضافہ ہوکر علم مرحمت ہوا۔ اور مہم قندھار مین تعینات ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین دارا شکوہ کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا۔

عالمگیر کے عہد مین کھجوہ کی لڑائی مین شریک تھا۔ اس کے بعد خانخانان میر جملہ کے ساتھ مہم آسام مین متعین ہوا۔

ستر سال بُندیلہ

چنپت بندیلہ چنپت بُندیلہ کا بیٹا تھا چنپت مذکور ججھار سنگھ بُندیلہ کے مارے جانے کے بعد اوندچھہ کے قرب وجوار مین لوٹ مار مین ایام گذاری کرتا تھا سالہ جلوس مین عبداللہ خان فیروز جنگ اور اُس کے بعد راجہ پہاڑ سنگھ بُندیلہ اُس کی تنبیہ پر مامور ہوئے چنپت نے تنگ ہو کر اپنے عفو تقصیر کی التجا کی اور اول راجہ پہاڑ سنگھ اور اُس کے بعد شاہزادہ دارا شکوہ کی ملازمت اختیار کی۔

سنہ ۱۰۶۸ھ مین سبھکرن بُندیلہ کی سفارش سے ملازمت عالمگیری مین داخل ہوا۔ لیکن تھوڑے دنون بعد لاہور سے اپنے مکان کو بھاگ گیا۔ اور پھر لوٹ مار کا پیشہ اختیار کر لیا۔ بادشاہ نے سبھکرن بُندیلہ اور اُس کے بعد راجہ دیبی سنگھ کو اُس کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ چنپت موضع سہرہ مین جا چھپا۔ وہان کے لوگون نے ڈر کے مارے اُس کا سر کاٹ کر راجہ دیبی سنگھ کے پاس بھیجدیا۔

ستر سال چنپت کا بیٹا شاہی منصبدار تھا جب باپ کے مارے جانیکا حال سُنا۔ دربار سے بھاگ کر سیوا جی کے پاس پہونچا۔ جب اُس نے پناہ دینے سے انکار کیا وہان سے بھاگ کر اپنے وطن پہونچا۔ اور باپ کی قزاقی کا پیشہ اختیار کیا۔ عالمگیر نے سنہ ۲۲ جلوس مین راجہ جسونت سنگھ بُندیلہ کو اُس کی گرفتاری کے واسطے روانہ کیا۔ ستر سال اُس کے پاس حاضر ہو گیا۔ اور اُس کے ساتھ دربار مین چلا آیا۔ اور نہایت عجز وانکسار سے عفو تقصیر کی التجا کی

بادشاہ نے قصور معاف کر کے ملازمت شاہی مین منسلک کیا۔

سنہ ۴۴ جلوس مین قلعہ ستارہ عرف اعظم تارا کا قلعدار مقرر ہوا۔

سنہ ۴۸ جلوس مین ملازمت ترک کر کے اپنے وطن چلا گیا۔

سنہ ۴۹ جلوس مین پھر حاضر دربار ہوا۔ اور فیروزجنگ بہادر کی سفارش سے قصور معاف ہو کر منصب چہارہزاری پر سرفراز ہوا۔

عالمگیر کی وفات کے بعد پھر نوکری چھوڑ کر چلا گیا۔ اور بہادر شاہ کے عہد مین باوجود کئی مرتبہ طلب ہونے کے حاضر دربار نہین ہوا۔ محمد شاہ کے عہد مین مرہٹون کے ساتھ شامل ہو کر محمد خان بنگش صوبہ دار مالوہ سے برسرپیکار رہا۔ آخر صلح ہو گئی۔

ستر سال بہت کثیرالاولاد تھا اُسکا ایک بیٹا کنور خان چند نواب نظام الملک آصف جاہ کے ساتھ دکن چلا گیا۔ نواب موصوف نے پرگنہ شیر پور مضاف صوبہ برار اُس کو جاگیر مین مرحمت کیا وہ اپنی اخیر زندگی تک خدمات شاہی مین سرگرم رہا۔ کنور خان چند

راجہ ساہو جی بھونسلا

سنبھاجی کا بیٹا۔ اور سیواجی مرہٹہ کا پوتا تھا۔ سنہ ۱۱۰۱ھ مین سات برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ قید ہو کر دربار عالمگیری مین آیا۔ بادشاہ نے اِس کی جان بخشی کر کے منصب ہفت ہزاری ذات۔ ہفت ہزار سوار سے سرفراز کیا۔ اور خطاب راجگی سے موصوف کر کے خلعت وجدھر مرصع اور اسپ وفیل۔ اور عَلَم ونقارہ کے اعزاز سے مفتخر کیا۔ اور اُس کی سرکار کے واسطے دیوان بخشی۔ خانسامان غرضکہ جملہ عملہ علیحدہ مقرر کر کے ذوالفقار خان بہادر

نصرت جنگ کو اُسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور منصب کی تنخواہ کے مطابق نہایت زرخیز پرگنے جاگیر مین مرحمت کئے اور ہمیشہ احاطۂ گلال بار (جہان شاہی خیمے نصب ہوتے تھے) مین اُس کے ڈیرے نصب کئے جانے کا حکم صادر کیا۔ ۳۷ جلوس مین اُسی نگین اور سونے کی پہونچی جس مین الماس جڑے ہوئے تھے۔ اور پانچ سونے کی انگوٹھیان جڑاؤ اور جمدھر اور اسپ معہ زین طلا کے عطا کیا۔ ۴۸ جلوس مین بہادرجی کی لڑکی سے نہایت دھوم دھام سے شادی کردی اور کمربند مرصع اور سرپیچ میناکار اور جیغہ مرصع قیمتی دس ہزار روپیہ کا مرحمت کیا۔

غرضکہ ۱۱۱۸ھ تک بادشاہ نے نہایت ناز ونعمت سے ساہو جی کی پرورش اور تعلیم وتربیت کرتے رہے اور کبھی اُس کو احاطۂ گلال بار سے باہر نہین کیا۔ کوچ ومقام سب جگہ اپنے ساتھ رکھا جب ۱۱۱۸ھ مین ذوالفقارخان بہادر نصرت جنگ قلعہ بخشندہ کی تسخیر پر متعین ہوا وہ بادشاہ سے عرض کرکے اُس کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اِسی سال بادشاہ نے انتقال کیا۔ خان موصوف نے شاہزادۂ محمد اعظم شاہ سے سفارش کرکے راجہ ساہو جی کو مطلق العنان کردیا۔ اکثر مرہٹے سردار اُس سے آن ملے۔ ساہو جی نہایت شان وشوکت سے روانہ ہوکر اول اُس مقام پر پہونچا جہان بادشاہ نے انتقال کیا تھا۔ اور بہت سا کھانا پکوا کر اور اُس پر بادشاہ مرحوم کی فاتحہ دلاکر نقد روپیہ کے ساتھ فقرا اور مساکین مین تقسیم کرایا۔ اور بیس ہزار سوارون کے ساتھ وہان سے چلکر خلد آباد مین بادشاہ مرحوم کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور بہت سی خیرات کرکے وہان سے کوچ کردیا۔ اور اپنے صدر مقام پر پہونچ گیا۔

اُس دن سے مرہٹون کا زور برابر بڑھتا گیا۔ اور عالمگیر کا یہ فیاضانہ برتاؤ آخر مین "افعی کشتن وبچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست" کا مصداق

ہو کر سلطنت مُغلیہ کی بربادی کا باعث ہوا۔
ساہوجی اور اُس کے بھائیون اور اُس کی مان اور دادی کے ساتھ جو فیاضانہ برتاؤ عالمگیر نے کیا اُس کی نظیر ہندوستان کی تاریخ مین تو بے نظیر ہے بلکہ اُس عہد تک کی کسی دوسرے مُلک کی تاریخ مین بھی ملنا مشکل ہے۔
ساہوجی کے علاوہ بدن سنگھ اور آودھ سنگھ اُس کے چھوٹے بھائیون اور اُس کی مان اور دادی وغیرہ کے ساتھ بھی جو قیدیون مین شامل تھے نہایت فیاضانہ برتاؤ کیا گیا۔ عورتون کو احاطہ گلال بار کے اندر علیحدہ خیمون مین اُتارا اور سب کے واسطے علیحدہ علیحدہ بیش قرار منصب اور وظیفے مقرر کر کے قلعہ دولت آباد مین رہنے کا حکم صادر کیا۔ اور سب کے واسطے متصدی اور خدمتگار علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیئے۔

راؤ سُبھکرن بُندیلہ

بھگوان داس پسر مہاراجہ نر سنگھدیو کا بیٹا تھا۔ ایام شاہزادگی مین اورنگ زیب نے اِس کو وطن سے بولا کر اپنی ملازمت مین منسلک کر کے منصب ہزاری پر سرفراز کیا۔ اِس کے بعد سید عبد الوہاب جوناگڈہی کے ساتھ بگلانہ کی تسخیر پر مامور کیا۔ اور اِس کی دلاوری اور حُسن تدبیر سے وہ مُلک فتح ہو کر مملکت شاہی مین شامل ہوا۔
جنگ اُجین۔ اور معرکہ سموگڈہ۔ اور محاربہ کھجوہ مین راؤ سبھکرن نے اورنگ زیب کی خدمت مین نہایت جانفشانی اور گرمجوشی سے خدمتین انجام دین۔ اِسکے بعد چنپت بُندیلہ کی سرکوبی پر متعین ہوا ۔ سنہ ۷ جلوس مین مرزا راجہ جے سنگھ کے ساتھ مہم سیواجی اور بیجاپور مین شریک ہوا ۔ سنہ ۱۰ جلوس مین کسی بات پر راجہ

موصوف سے برداشتہ خاطر ہو کر دربار مین چلا آیا۔ اور محمد امین خان ناظم صوبہ کابل کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا ۱۱ سنہ جلوس مین وہان سے طلب ہو کر پھر دکن پر مامور ہوا۔ اس کے بعد راٹھ ہوبہ کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔

سنہ ۲۰ جلوس مین دلیر خان کے ساتھ بہادر گڈہ مین خدمات شاہی بجا لا رہا تھا۔ کہ بیمار ہو گیا۔ اور رخصت حاصل کر کے وطن کو روانہ ہوا۔ اور وہان پہونچکر ۲۱ سنہ جلوس مین انتقال کیا۔ راؤ دلیپ سنگھ اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

سلطان جی

مرہٹون کا مشہور سردار اور راجہ ساہو جی کا سپہ سالار تھا۔ نواب نظام الملک آصف جاہ کی صوبہ داری دکن کے زمانے مین مبارز خان کی لڑائی کے بعد بادشاہی ملازمت مین داخل ہوا۔ اور منصب ہفت ہزاری پر سرفراز ہو کر تیولداری سرکار بیڑ۔ اور بعضے محالات سرکار فتح آباد صوبہ اورنگ آباد اور پرگنہ جویلی پاتری صوبہ برار پر مفتخر ہوا۔ تین ہزار سوار ہمیشہ اُس کی ملازمت مین رہتے تھے۔ ۱۱۶۱ سنہ ھ مین اُس نے انتقال کیا۔ اُس کے انتقال کے بعد ہنونت راؤ اُس کا بیٹا جانشین مقرر ہو کر نواب صلابت جنگ کے زمانے مین خطاب دھیراج سے مفتخر ہوا۔ ۱۱۷۰ سنہ ھ مین وہ بھی مرگیا۔ دھیراج ہنونت راؤ

سکھ جیون

ذات کا کھتری۔ اور کابل کا رہنے والا تھا۔ ابتدا مین اشرف الوزرا شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ دُرانی کی سرکار مین معمولی متصدیون کے زمرہ مین

ملازم تھا۔ ایک مرتبہ احمد شاہ دُرانی نے اِس کو معاملات کابل کی مالگذاری وصول کرنے کو معین الملک کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ اِس خدمت کو اِسنے اِس عمدگی سے انجام دیا کہ اُس کی کارگذاری بادشاہ کے منقوش خاطر ہو گئی چنانچہ جب ۱۱۶۷ھ مین احمد شاہ نے اپنے سپہ سالار عبداللہ خان آبشک آغاسی کو کابل سے کشمیر کے تسخیر کو روانہ کیا۔ تو سُکھ جیون کو بھی اُس کے ساتھ متعین کیا۔ عبداللہ خان مذکور نے صوبۂ کشمیر کو مغلیہ صوبہ دار سے فتح کر کے عبداللہ خان عُرف خواجہ کچک کو وہان کا صوبہ دار اور سُکھ جیون کو دیوان مقرر کیا۔ اور خود کابل واپس چلا گیا۔

جب سُکھ جیون نے دیوان ہو کر جمعیت امیرانہ بہم پہونچائی۔ تو دماغ مین خیالات شاہانہ سمائے۔ عبداللہ خان کو اپنی نمائشی اطاعت و فرمان برداری کا ایسا سبز باغ دکھایا۔ کہ وہ اُس کا غلام بن گیا۔ اور کُل ملکی اور فوجی انتظام اُس کے ہاتھ مین دیدیا۔ اُس نے جوڑ توڑ لگا کر بہت جلد عبداللہ خان کو قید کر لیا پھر بھی اتنا احسان کیا۔ کہ جان سے نہین مارا اور تھوڑے دنون بعد جب کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہا تو قید خانے سے نکالکر کشمیر سے ملک بدر کر دیا۔

سُکھ جیون حُسن قابلیت اور عقلمندی کے جوہر سے موصوف تھا۔ جب اُسنے دیکھا کہ بلا کسی آڑ کے کشمیر پر حکومت کرنا مشکل ہے۔ تو اظہار خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری کی عرضی عالمگیر ثانی کی خدمت مین لکھی اور معہ کسی قدر زر نقد کے نواب عماد الملک کے توسل سے بادشاہ کے پاس بھیجی۔ جب وہان سے منصب اور صوبہ داری کشمیر کی سند آ گئی۔ تو رعایا اور اُمرا کی تالیف قلوب اور دلجوئی کے واسطے اُس کو تمام مُلک مین بخوبی مشتہر کرا کر خطبہ اور سکے مین بھی عالمگیر ثانی کا نام داخل کیا۔ اور کل صوبہ کو معہ خالصہ شاہی اور جاگیر

منصبداران کے ضبط کرکے خودمختارانہ حکومت کرنے لگا۔

۱۱۷۵ھ تک اُس نے صوبہ داری کے نام سے کشمیر مین بادشاہت کی، جب اس سال احمد شاہ دُرانی ساتوین مرتبہ سکھون کی سرکوبی کے واسطے ہندوستان مین آیا۔ اور سکھون کو شکست دیکر، شعبان ۱۱۷۵ھ کو لاہور مین داخل ہوا۔ وہان سے نورالدین خان ابدالی کو جو اُس کے وزیر شاہ ولی خان کا چچازاد بھائی تھا سُکھ جیون کی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا۔ سُکھ جیون نے میدانِ ہمت مین قدم جما کر خوب مقابلہ کیا لیکن قسمت نے یاوری نہ کی۔ آخری لڑائی مین رفیقون کی ہمت نے بھی دغا کی اور وہ ایسے بھاگے کہ گویا اسی ساعت کے منتظر تھے۔ لیکن یہ برابر ڈٹا رہا یہان تک کہ اپنے چند جان نثارون اور عزیزون کے ساتھ قید ہوگیا۔

سُکھ جیون حُسن صورت کے ساتھ حسن سیرت سے بھی موصوف تھا۔ نہایت بے تعصب اور ہر مذہب وملت کی رعایا سے یکسان سلوک کرتا تھا۔ ہندوٗن مین ہندو اور مسلمانون مین مسلمان سمجھا جاتا تھا روزانہ کچہری سے فارغ ہوکر دو سَو مسلمانون کو اپنے سامنے بٹھا کر نہایت نفیس نفیس کھانے کھلوایا کرتا تھا۔ ہر قمری مہینے کی گیارھوین اور بارھوین تاریخ کو بہت سا کھانا پکوا کر اور اُس پر نیاز دلا کر غربا اور مساکین مین تقسیم کرایا کرتا تھا۔ تمام کشمیر کے بزرگان اسلام کے مزارون اور شاہی عمارات اور باغات کی مرمت کرا کر اُن کے اخراجات کے واسطے جاگیرین اور وظیفے مقرر کیے جس قدر مسافر اور سیاح امیر وغریب کشمیر مین وارد ہوتے ہر ایک کے ساتھ اُس کی حالت کے مطابق سلوک ہوتا تھا۔ علم اور اہل علم کا قدردان تھا۔ اسکے دربار مین ہر ہفتہ مجلس مشاعرہ منعقد ہوا کرتی تھی جس مین تمام کشمیر کے شاعر

حاضر ہوکر طبع آزمائیان کرتے تھے۔ مجلس کے برخاست ہونے کے بعد جملہ حاضرین کو اپنے سامنے کھانا کھلواتا۔ اور انعام واکرام سے مالامال کر کے رخصت کرتا تھا۔ ابتدائے آبادی سے اپنے عہد تک کی کشمیر کی تاریخ نظم مین لکھوانیکا ارادہ کر کے اُس کا دفتر قائم کیا تھا اور پانچ بڑے بڑے شاعرون کو اِس کام پر متعین کر کے دس دس شاعر ہر ایک کی امداد کے واسطے مقرر کیئے تھے۔ کل دفتر کا مہتمم محمد توفیق کو جو کشمیری زبان مین لالہ جو کے نام سے مشہور اور بہت بڑا فاضل اور بے نظیر شاعر تھا مقرر کیا تھا۔ بقیہ شاعرون مین محمد علی خان متین پسر حسام الدین خان مغل کشمیری صاحب تذکرہ حیات الشعرا اور محمد علی پنبہ بہت مشہور رہین۔

رانا شنکر[۱]

رانا اُدے سنگھ کا بیٹا تھا۔ جب اُس کے بھائی رانا پرتاب نے اکبر سے مخالفت کی۔ یہ دربار مین حاضر ہوکر ملازمانِ شاہی مین منسلک ہوا۔ اور منصب دوصدی پر سرفراز ہوکر خطاب رانا سے موصوف ہوا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر بارہ ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمایا۔ اور خلعت وشمشیر مرصع عطا کر کے شاہزادہ پرویز کے ساتھ رانا پرتاب کی تادیب کے واسطے روانہ کیا۔ اِس کے بعد دلیپ سنگھ بیکانیری کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور نہایت شجاعت وبہادری سے ناگور کے قریب اُس سے لڑ کر اُس کو بھگا دیا ۲ سنہ جلوس مین علم مرحمت ہوکر منصب دوہزار دوپانصدی ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہوا ۱ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ دوہزار سوار پر مفتخر ہوکر صوبہ بہار مین متعین ہوا ۱۳ سنہ جلوس

---

[۱] اکبرنامہ اور آئین اکبری مین سگرا اور توزک جہانگیری مین شنکر نام لکھا ہے۔

مین وفات پائی۔

مان سنگھ پسر راناسگر — بادشاہ نے اس کے بیٹے مان سنگھ کو منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سربلند کرکے صوبۂ بہار مین متعین کیا۔ ۱۵ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ہشتصد سوار پر سرفراز ہوا۔

راجہ شیام سنگھ

شہنشاہ اکبر کے عہد کا منصبدار تھا۔ ۱ جلوس جہانگیری مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و ہشت سوار پر سرفراز ہوکر مہم بنگش پر متعین ہوا اور اس مہم مین نہایت عقیدت و اخلاص سے خدمتین بجا لایا۔ اس کے صلے مین خطاب راجگی سے مفتخر ہوکر منصب دوہزاری پر سرفراز ہوا۔ ۱ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و چہار صد سوار پر سربلند ہوا۔ ۱۱ جلوس مین بمقام بنگش انتقال کیا۔ اُس کا بیٹا

اودے سنگھ پسر راجہ شیام سنگھ — اُودے سنگھ شاہجہان کے عہد مین منصب ہشتصدی۔ چہار صد سوار پر سرفراز تھا۔ ۳ جلوس مین مرگیا۔

شیو سنگھ

عالمگیر کے عہد مین اول منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز اور راہیری کی قلعداری پر سرفراز تھا۔ ۴۷ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر مفتخر ہوا۔ اور فوجداری راہیری کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔ ۴۸ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و ہفتصد سوار پر سرفراز ہوکر قلعداری اور فوجداری بنی شاہ گڈہ پر تبدیل ہوا۔ اور قلعداری

چاگنہ کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔

رائے کلیان مل بیکانیری

بیکانیر کا راجہ اور راٹھور خاندان سے تھا۔اس کا سلسلۂ نسب چوتھی پشت مین رائے مالدیو والی جودھپور سے جا ملتا ہے۔جب شہنشاہ اکبر کی قدر دانی اور جوہر شناسی کا عالم شہرہ ہوا۔ ۱۵ جلوس مین رائے کلیان معہ اپنے بیٹے رائے سنگھ کے بمقام اجمیر بادشاہ موصوف کی خدمت مین حاضر ہو کر منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے سربلند ہوا۔اور اکبر کی دلداری اور خاطرداری سے ایسا خوش ہوا کہ اپنی بھتیجی کو پرستاران محل مین داخل کیا۔اور جوہر اعتبار سے منتخب ہو کر امرائے جان نثار مین شامل ہوا۔

رائے سنگھ اُس کے بیٹے کا حال علحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ کشنداس

شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب سہ صدی پر سرفراز اور فیل خانہ اور اصطبل کی داروغگی پر مامور تھا۔

۷ جلوس جہانگیری مین منصب ہزاری پر سرفراز ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ ۱۱ جلوس مین راجہ کلیان جیسلمیری کے پاس روانہ کیا گیا اور اُس کو ساتھ لیکر حاضر دربار ہوا۔ ۱۴ جلوس مین منصب دو ہزاری پر مفتخر ہوا۔

جب رانا امر سنگھ کی وفات کی خبر دربار مین آئی جہانگیر نے اسکے ہاتھ فرمان عنایت آمیز اور خلعت و اسپ و فیل کنور کرن کے واسطے روانہ کیا

اس نے خدمتِ سفارت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔
سنہ ۱۶ جلوس مین منصب دوہزاری پر سرفراز ہوکر فوجداری دہلی پر متعین ہوا۔

راجہ۔ راول۔ کلیان جیسلمیری

اسکا بڑا بھائی راول بھیم جیسلمیر کا راجہ اور شہنشاہ اکبر کے عہد مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔ اُس کی لڑکی کی شادی شاہزادہ سلیم (جہانگیر) سے ہوئی تھی۔ شاہزادہ موصوف نے اس بیگم کو ملکہ جہان کے خطاب سے موسوم کیا تھا۔ جب جہانگیر کے عہد مین راول بھیم ایک خوردسال بچہ دو مہینے کی عمر کا چھوڑکر مرگیا۔ اور وہ بھی تھوڑے دن بعد مرگیا۔ تو بادشاہ نے سنہ ۱ جلوس مین راجہ کشنداس کو جیسلمیر بھیجکر اُس کے چھوٹے بھائی کلیان کو دربار مین طلب کیا۔ اُس نے حاضر دربار ہوکر سو اشرفیان اور ہزار روپیہ بہ طریق نذر پیش کیے بادشاہ نے ٹیکہ راجگی اور خطاب راولی سے سرفراز کیا۔ اور ایک قبضہ مرصع اور ایک زنجیر فیل مرحمت فرمائی۔ | راول بھیم جیسلمیری

اس کے بعد اسی سال راول کلیان نے نوہزار اشرفیان۔ نو راس گھوڑے پچیس اونٹ۔ ایک ہاتھی پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے منصب دوہزاری ذات۔ ہزار سوار سے سرفراز کرکے جیسلمیر کو اُس کی جاگیر مین مرحمت کیا۔ اور خلعت۔ اور اسپ وفیل۔ اور شمشیر مرصع۔ اور پھپوہ مرصع عنایت کرکے وطن کو رخصت کیا۔

بادشاہنامہ مُلا عبدالحمید لاہوری سے معلوم ہوتا ہے کہ راول کلیان شاہجہان کے جلوس تک زندہ تھا اور تختنشینی کے دن اسی منصب

دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر قائم رہا۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا

کشن سنگھ راٹھور

راجہ اُدے سنگھ راٹھور کا بیٹا۔ اور راجہ سورج سنگھ کا بھائی تھا۔ ۳ سنہ جلوس جہانگیری مین خانخانان مہابت خان کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا۔ اور معرکہ جنگ مین نہایت شجاعت وبہادری سے دشمنون پر جا پڑا۔ اور حملہ ہائے مردانہ سے غنیم کی صفون کو تہ وبالا کر کے تین ہزار سپاہی اور سردارون کو قید کر لیا۔ اور اپنی اِس شجاعت وکارگذاری سے منصبداران کے درجہ سے ترقی کر کے اِمارت کے درجے کو پہونچا یعنی منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار سے سربلند ہوا ۹ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے مفتخر ہوا ۱۰ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔

اسی سال بادشاہ اجمیر تشریف لیگئے۔ کشن سنگھ اور سورج سنگھ دونون بھائی ساتھ تھے۔ ایک دن بادشاہ پشکر تال کی سیر کو تشریف لے گئے۔ اور رات کو وہین رہ گئے۔ دونون بھائیون مین عرصے سے رنج چلا آتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ گوبند داس بھائی نے جو سورج سنگھ کی سرکار مین وکیل مطلق تھا کسی خانگی معاملے مین گوپال داس اُس کے بھتیجے کو قتل کر ڈالا۔ راجہ سورج سنگھ نے نہ معلوم کسی مصلحت یا محض گوبند داس کی حسنِ قابلیت کے لحاظ سے اُس سے کچھ بازپرس نہ کی۔ کشن سنگھ نے بھتیجے کے خون کا بدلا لینے پر زور دیا۔ بھائی نے نہ مانا آخرکار دونون بھائیونکے دلونین محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو گئی۔ اور بول چال کھانا پینا۔ آنا۔ جانا سب ترک ہو گیا کشن سنگھ موقع اور وقت

کا متلاشی تھا۔ اِس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور کچھ رات رہے اپنے سپاہیون کو
مسلح کرکے سورج سنگھ کے پڑاؤ پر جا پہونچا۔ اور گوبند داس کے خیمے پر پہونچکر سپاہیون
کو جو پہرے دے رہے تھے قتل کرنا شروع کیا۔ گوبند داس شور وغل سُن کر خواب سے
بیدار ہوا۔ اور دریافت کے واسطے خیمے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کشن سنگھ کے
آدمیون نے جو اُس کی تلاش مین تھے پکڑ کر اُس کا کام تمام کر دیا۔ اسی عرصے
مین راجہ سورج سنگھ بھی شور وغل سے بیدار ہوا۔ اور شمشیر برہنہ لیکر خیمے
سے باہر نکلا۔ کچھ سپاہی بھی مدد کو آ گئے۔ کشن سنگھ کو گوبند داس کے مارے
جانے کا حال معلوم نہ ہوا تھا وہ اُس کی تلاش مین سرگردان پھرتے پھرتے
اُس کے خیمے مین گھُسا۔ اُسی وقت سورج سنگھ بھی آ پہونچا۔ دونون بھائیون
اور اُن کے سپاہیون مین زور شور سے تلوار چلنے لگی۔ کشن سنگھ معہ اپنے بھتیجے
کرن سنگھ کے مارا گیا۔ صبح ہوتے ہوتے چھتیس سپاہی راجہ کشن سنگھ کے اور
تیس سپاہی راجہ سورج سنگھ کے مارے گئے۔ اور اڑسٹھ جانین ذرا سی
دیر مین اِس خانہ جنگی کی نذر ہو گئین۔ صبح کو بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا بہت
افسوس کرکے لاشون کے جلانے اور امر واقعی کی تحقیقات کا حکم صادر کیا۔
جب یہ حال معلوم ہوا سورج سنگھ کو سرزنش کرکے چپ ہو رہا۔ راجہ کشن سنگھ
کی یادگار سے اُس کا آباد کیا ہوا شہر کشن گڈھ اب تک موجود ہے۔ ہری سنگھ
جگمال۔ بہارمل۔ ننتہ مل چار بیٹے تھے۔ جہانگیر نے تینون کو ملازمت شاہی
مین منسلک کرکے منصب مناسب پر سرفراز کیا۔ ہری سنگھ کا حال علیحدہ لکھا جا
جگمال۔ شاہجہان کے عہد مین سلسلہ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی
ذات۔ ہفت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس مین انتقال کیا۔
روپ سنگھ راٹھور اِس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔

جگمال راٹھور پسر کشن سنگھ راٹھور

جہانگیر اُس سے بہت خوش تھا اور اُس پر خاص نظر عنایت رکھتا تھا۔

کیشوداس کا بیٹا گردھر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اسی سال جہار سنگھ بندیلہ کے تعاقب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین مہم خانجہان لودی مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ (راجہ گردھر پسر کیشوداس)

بادشاہ نے اُس کے بیٹے اودے بہان کو منصب ششصدی۔ چہار صد سوار پر سرفراز کرکے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ (راجہ اودے بہان پسر راجہ گردھر)

سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہفت صدی۔ چہار صد سوار پر مفتخر تھا۔

کرمسی راٹھور

رائے مالدیو کا بیٹا۔ اور رائے چندرسین والی جودھپور کا پوتا تھا۔ سنہ ۱ جلوس جہانگیری مین بہ اضافہ منصب منصب ہزاری سے سرفراز ہوا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین خانجہان لودی کی لڑائی مین اپنی شجاعت و بہادری کے کارنامے دکھا کر اپنی جان کو حق نمک پر فدا کر گیا۔

اُس کے بڑے بیٹے رام سنگھ کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔ دوسرا بیٹا شیام سنگھ باپ کی وفات کے بعد ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس مین شاہزادۂ اورنگ زیب کی سفارش سے منصب ہزاری ذات۔ پانصد سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس تک منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ششصد سوار پر سرفراز تھا۔

رانا کرن

راجگانِ میواڑ (اُودے پور) اپنے خاندان کا سلسلۂ نوشیرواں عادل سے ملا دیتے ہین۔ کل ممالک ہندوستان کے راجہ۔ مہاراجہ ہمیشہ سے اِس خاندان کی عزت و عظمت کرتے آئے ہین۔ اور راجگان میواڑ نے بھی اپنے اوصاف قومی کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے۔ عہد سلف مین جو راجہ کسی راج مین گدی پر بیٹھتا تھا۔ اول اُس عالی دربار مین حاضر ہوتا تھا۔ رانا اپنے پاؤن کے انگوٹھے مین سے ذرا سا خون نکالکر اُس سے اُس کے ماتھے پر تلک کھینچ دیتا تھا۔ اِس کے بعد تخت نشینی کی باقی رسمین ادا ہوتی تھین۔ جہانگیر نے اپنے تزک کے سنہ جلوس مین رانا امرسنگھ کے حال مین لکھا ہے " رانا زمینداران اور راجہائے معتبر ہندوستان مین سے ہے۔ اِس کی اور اِس کے آباؤ اجداد کی سروری اور سرداری کو تمام رائے اور راجہ اِس ولایت کے تسلیم کرتے ہین۔ مدت دراز سے دولت و ریاست اِن کے خاندان مین چلی آتی ہے۔ پہلے مدت دراز تک سمت مشرق مین حکومت کرتے رہے۔ اِن دنون راجہ کے لقب سے موسوم تھے۔ پھر دکن کی طرف رُخ کیا۔ اور اکثر ریاستین اُدھر کی فتح کین۔ اور بجائے راجہ کے راول کا لقب اختیار کیا۔ پھر کوہستان میوات مین آئے۔ اور رفتہ رفتہ قلعہ چتوڑ کو فتح کیا۔ اُس وقت سے آج تک کہ میرے جلوس کا آٹھوان برس ہے ۱۴۷۱ برس ہوتے ہین۔ ۱۰۱۰ برس کے عرصے مین ۲۶ فرمان روا اِس خاندان کے راول کے لقب سے نامور ہوئے۔ اور راول سے رانا امرسنگھ تک کہ جواب رانا ہے۔ ۴۶۱ برس مین ۲۶ فرمان روا ہوئے "

جب بابر نے آگرہ تک قبضہ کر لیا۔ اُس وقت میواڑ کا فرمان روا سنگرام عرف رانا سانگا تھا۔ وہ نہایت جاہ و جلال سے ۸۰ ہزار سوار۔ سات راجہ مہاراجہ۔ ۹ راؤ۔ ۱۰۴ راول اور راوت۔ ۵۰۰ ہاتھی لے کر میدان جنگ مین آیا کرتا تھا۔ مارواڑ۔ آنبیر۔ جودھپور وغیرہ کے راجہ اس کا ادب کرتے تھے۔ گوالیار۔ اجمیر۔ رسائن۔ سیکری۔ کالپی۔ چندیری۔ بوندی۔ گگراؤن رام پور۔ الور کے راجہ اُس کے باج گذار تھے۔ راج کی شمالی حد پر بیانہ (متصل بیانہ) مشرق مین دریائے سندھ۔ جنوب مین مالوہ۔ مغرب مین میواڑ کے پہاڑ تھے۔ بابر نے واقعات بابری مین لکھا ہے "جب مین کابل مین تھا تو رانا نے رفیقانہ مراسلے لکھے اور وکیل بھیجے کہ جب آپ دلّی کی طرف کوچ کرینگے تو مین آگرہ پر حملہ کرون گا۔ مگر جب مین نے ابراہیم کو شکست دی اور دلّی سے آگرہ تک فتح کر لیا تو اُس نے میری بات تک نہ پوچھی۔ اور تھوڑے دنون بعد کندھار کا محاصرہ کر لیا۔ کندھار حسن ابن مکن کے پاس تھا۔ وہ اگرچہ خود میرے پاس نہین آیا مگر کئی دفعہ وکیل میرے پاس بھیجے۔ یہان اٹاوہ۔ دھولپور۔ گوالیار۔ اور بیانہ میرے پاس نہ تھے۔ افغانون نے پورب مین شور و فساد مچا رکھا تھا اس سبب سے مین اُسے کمک پر نہ بھیج سکا۔ اور اُس نے لاچار ہو کر قلعہ رانا سانگا کے حوالے کر دیا۔ قلعہ مذکور رنتھنبور سے چند میل مشرق کی جانب ہے۔ اور نہایت مستحکم ہے۔ مہدی خواجہ کے خط میرے پاس آگرہ مین آئے۔ کہ رانا بڑھا چلا آتا ہے۔ تمام ہندو راجہ اُس کے ساتھ ہین۔ اور حسن خان میواتی بھی شریک ہو گیا ہے۔

غرضکہ ۱۳۔ جمادی الثانیہ ۹۳۳ھ کو نواح موضع خانوہ مضاف بیانہ (ریاست بھرتپور مین ہی) پس بابر اور رانا سانگا سے مقابلہ ہوا۔ یہ لڑائی

اس شان کی تھی کہ بابر اور اُس کی فوج کی جانون پر بنی ہوئی تھی۔ رانا کے ساتھ بڑے بڑے راجہ مہاراجہ ٹھاکر سردار ہندو مسلمان اپنی اپنی فوجین لیکر شریک ہوئے تھے۔ کل فوج کی تعداد دو لاکھ ایک ہزار تھی۔ بابر کی فوج مین کسی کو بچنے کی امید نہ تھی۔ اسی حالتِ نااُمیدی مین بابر نے اپنے شراب پینے کے کل طلائی ظروف توڑکر منت مانی۔ کہ اگر رانا سانگا پر فتح پاؤنگا تو آئندہ کبھی شراب نہ پیون گا۔ اَب اِسے قدرت الٰہی کا تماشا سمجھئے۔ یا اتفاق وقت خیال کیجیئے کہ ناکامی مبدل بہ کامیابی ہوگئی۔ بڑے سخت معرکے کے بعد جس مین بہت سے راجہ ٹھاکر اور مسلمان سردار مارے گئے رانا سانگا نہایت ذلت سے رن سے بھاگا۔ اور بابر اور اُس کے ساتھی یہ شعر پڑھتے ہوئے ہنسی خوشی واپس ہوئے۔ ؎

اے گرہک چرا نہ نشستی بجائے خویش   با شیر پنجہ کردی و دیدی سزائے خویش

رانا سانگا سنہ ۹۳۴ھ مین مرگیا۔ کوئی کہتا ہے کہ اجل طبعی سے مرا۔ کسی کا بیان ہے کہ بی بی نے زہر دیا۔

رانا اودے سنگھ

رانا کے مرنے کے بعد اُس کے بیٹون مین چند روز تک لڑائی جھگڑا ہوتا رہا۔ آخر مین سب سے چھوٹا بیٹا اُودے سنگھ گدی پر بیٹھا۔ اِس کے عہد مین اکبر نے سنہ ۹۷۵ھ مین قلعہ چتوڑا اور سنہ ۹۷۶ھ مین قلعہ رن تھنبور فتح کیا۔ اُدے سنگھ پہاڑون مین گھس گیا۔ اسی کے عہد مین اکبر کے حکم سے اوّل مرزا شمس الدین نے قلعہ میرٹھ پر فوج کشی کی۔ جیمل رانا کی طرف سے وہان کا حاکم تھا۔ اسنے بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ مگر آخر کو شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور سنہ ۹۶۹ھ مین قلعہ مذکور فتح ہوگیا۔ اُدے سنگھ نہ دربار اکبری مین حاضر ہوا۔ نہ اطاعت پر

سلہ دیکھو راجہ بھگوان داس کچھواہہ کا حال۔ سلہ رائے سُرجن ہاڈا کے حال مین دیکھو۔

راضی ہوا۔ اس نے پیچ درپیچ گھاٹیون کے جال مین اپنے نام پر اُدے پور آباد کیا۔ ایک گھاٹی مین کئی طرف سے بند باندھ کر ایک جھیل بنائی ہو وہ اب اُدے ساگر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ عرصۂ دراز تک بدنامی اور بے لیاقتی کے ساتھ حکومت کرکے ۴۲ برس کی عمر مین مرگیا۔

رانا پرتاب

اُس کے بعد پرتاب اُس کا بیٹا جانشین ہوا۔ وہ بیشک خاندان کا نام روشن کرنیوالا تھا۔ اگر رانا سانگا کے بعد وہی گدی پر بیٹھتا تو بابر اور اُسکی اولاد کو دم نہ لینے دیتا۔ اکبر نے بھی ہزار جتن کیئے مگر اُس کی گردن نہ جھکی نہ دربار مین آیا۔ کئی معرکے[۱] ہوئے شکست کھا کھا کر پہاڑون مین جا گھسا مگر اطاعت پر راضی نہ ہوا ۱۴۱ سنہ جلوس مین مرگیا۔

اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا امرسنگھ گدی پر بیٹھا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہوکر شاہزادہ پرویز کو بہت سے امیرون کے ساتھ اُس کی سرکوبی کیواسطے روانہ کیا۔ اسی عرصے مین شاہزادہ خسرو نے بغاوت کی اور شاہی فوج رانا کے چھوٹے بیٹے باگھ کو ساتھ لیکر واپس چلی آئی۔ اس کے بعد عبداللہ خان فیروز جنگ اور پھر خانخانان مہابت خان اس مہم پر مامور ہوئے مگر کوئی قابل اطمینان نتیجہ نہ نکلا ۹ سنہ جلوس مین جہانگیر نے شاہزادۂ خورم (شاہجہان) کو اس مہم پر مامور کیا۔ اس مرتبہ رانا شاہی کی ٹکر نہ اُٹھا سکا۔ اور مع اپنے بیٹے رانا کرن کے شاہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوکر پیشکش پیش کرنے پر مجبور ہوا اور بادشاہ کی اطاعت و فرمان برداری کا حلف اُٹھا کر کرن کو ملازمت شاہی کے واسطے دربار مین روانہ کیا[۲] ۱۴ سنہ جلوس جہانگیری مین اُسنے انتقال کیا۔

---

[۱] مرزا راجہ مان سنگھ کے حال مین دیکھو۔ [۲] عمدۃ الملک راجہ بکرماجیت سُندر داس کا حال دیکھو۔

کرن نے دربار جہانگیری مین حاضر ہو کر معمولی ادب و آداب کے بعد بادشاہ کو سجدہ کیا۔ اور حسب الحکم اُمرائے دست راست کے زمرے مین کھڑا ہو گیا۔ بادشاہ نے اُسی وقت خلعت پہنوا کر شمشیر مرصع کمر سے بندھوائی۔ اور دلداری اور خاطر داری مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ خود لکھا ہے "چونکہ کرن کو ہمیشہ پہاڑون مین رہنے کی وجہ سے کبھی مجلس مین شریک ہونے کا اتفاق نہین ہوا لہذا وحشی مزاج ہی۔ ایسے وحشی کے رام کرنے کے واسطے مین نے روزانہ نئی نئی نوازشون سے سرفراز کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ دوسرے دن خنجر مرصع اور تیسرے دن عراقی گھوڑا معہ زین مرصع کے اپنی طرف سے۔ اور خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور اسپ و فیل نورجہان بیگم کی طرف سے مرحمت کیا۔ اِس کے بعد نہایت قیمتی مروارید کی تسبیح۔ تین باز۔ تین جُرّے۔ ایک قبضہ شمشیر۔ ایک بکتر۔ ایک جوشن۔ دو انگوٹھیان جن مین سے ایک مین لعل کا اور دوسری مین زمرّد کا نگینہ تھا عطا کین۔ اور اخیر مہینے مین ہر قسم کے کپڑے۔ ہر قسم کی خوشبوئین۔ طرح طرح کے طلائی برتن سو خوانون مین چُن کر اور احدیون کے کندھون پر رکھا کر دربار مین منگائے اور معہ دو بہل گجراتی کے کرن کو مرحمت فرمائے۔" غرضکہ اسی قسم کی نوازشون سے مفتخر کر کے بادشاہ نے منصب پنجہزاری ذات و سوار پر سرفراز کیا۔ اور نہایت اعزاز سے وطن کو رخصت کیا۔ اِسکے بعد اِسی سال (سنہ جلوس) کرن کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار ہوا اور نوازش ہائے شاہانہ سے مالامال ہو کر اپنے اتالیق ہرداس جھالا کے ساتھ وطن کو واپس گیا۔ رخصت کے وقت بھی بادشاہ نے خلعت کے ساتھ بیس ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا۔ ایک ہاتھی۔ ایک بیش قیمت شال جگت سنگھ کو۔ اور پانچ ہزار روپیہ نقد ایک گھوڑا اور خلعت ہرداس جھالا کو مرحمت کیا۔

سنہ ۱۱ جلوس مین رانا کرن پھر حاضر دربار ہوا۔ اور چند روز حاضر دربار رہکر خلعت اور انعام واکرام سے مفتخر ہوکر واپس گیا۔ سنہ ۱۳ جلوس مین جب بادشاہ گجرات سے واپس آرہے تھے رانا امر سنگھ اور رانا کرن دونون ملازمت مین حاضر ہوئے۔

سنہ ۱۴ جلوس مین رانا امر سنگھ کی وفات کے بعد بادشاہ نے کرن کو خطاب رانا سے موصوف کر کے خلعت اور ہاتھی اور گھوڑا اُس کے واسطے ارسال کیا۔ اور جگت سنگھ اور راجہ بھیم پسر رانا امر سنگھ کو جو ملازمت شاہی مین تھے خلعت تعزیت مرحمت ہوا۔

سنہ ۱۰۳۷ھ مین جب شاہجہان باپ کی وفات کے بعد خیبر سے اکبر آباد آرہے تھے۔ راستے مین رانا کرن ملازمت مین حاضر ہوکر عنایت خسروانہ سے سرفراز ہوا۔ اور اسی سال وفات پائی۔

جگت سنگھ سنہ ۱۰۳۰ھ مین باپ کے ساتھ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سوار کے ساتھ مہم دکن مین خدمت بجالائے باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ نے اِس کو خطاب رانا سے موصوف کر کے منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے سرفراز کیا۔

سنہ ۸ جلوس مین کلیان جھالا کے ساتھ پیشکش ارسال کی۔ بادشاہ نے خلعت فاخرہ۔ اور اسپ و فیل معہ ساز و سامان کے ارسال کیا۔

سنہ ۹ جلوس مین پھر پیشکش ارسال کی۔ اور خلعت و شمشیر اور سرپیچ مرصع دربار سے روانہ کیا گیا۔

سنہ ۱۰ اور سنہ ۱۷ اور سنہ ۱۸ جلوس مین راج کنور رانا کا بیٹا پیشکش لیکر حاضر دربار ہوا۔ اور انعام واکرام سے سرفراز ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین جگت سنگھ نے

انتقال کیا۔

رانا راج سنگھ جگت سنگھ کے مرنے کے بعد شاہجہان نے راج کنور کو خطاب رانا راج سنگھ سے موصوف کرکے منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سرفراز کیا۔ عالمگیر کے عہد مین سنہ ۱ جلوس مین خلعت و جمدھر مرصع ارسال ہوا۔ سنہ ۲۲ جلوس مین راٹھورون کے ساتھ اس نے بھی بغاوت اختیار کی۔ شاہی فوجین سرکوبی پر مامور ہوئین۔ رانا ملک چھوڑکر پہاڑون مین بھاگ گیا۔ شاہی فوج اودے پور اور کل ملک پر قابض ہوگئی۔ شاہزادہ محمد اعظم شاہ رانا کے تعاقب پر مامور ہوا۔ آخر کار سنہ ۲۴ جلوس مین جزیہ کے عوض مین دو پرگنہ مانڈل پور اور بدن پور دیکر شاہزادہ مذکور کے توسل سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا۔ اور شاہزادہ کی سفارش سے قصور معاف ہوکر منصب پنجہزاری ذات - پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا۔ اور کل ملک مفتوحہ واپس دیا گیا۔ اسی سال اس نے وفات پائی۔ بادشاہ نے خلعت تعزیت اس کے بڑے بیٹے جے سنگھ کے پاس بھیجکر خطاب رانا عطا کیا۔ اور منصب پنجہزاری پر سرفراز کیا۔

اندر سنگھ سنہ ۲۴ جلوس مین اندر سنگھ رانا راج سنگھ کا بیٹا حاضر دربار ہوکر
بہادر سنگھ منصب دو ہزاری - ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اس کا دوسرا بھائی بہادر سنگھ بھی اسی سال منصب ہزاری۔ پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔

رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے بت جہانگیر نے سنہ ۱۱ جلوس مین رانا امر سنگھ اور رانا کرن کی صورت کے سنگ مرمر کے بت تیار کراکے قلعہ آگرہ مین جھروکہ درشن کے نیچے پائین باغ مین نصب کرائے تھے۔ افسوس ہے کہ اب قلعہ مین ان بتون کا کوئی نشان نہین پایا جاتا۔

راؤ کرن بیکانیری

راؤ سورج سنگھ بیکانیری کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد ۱۴ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب دو ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سرفراز ہو کر خطاب راؤ سے مفتخر ہوا۔ اور حسب قاعدہ سابق بیکانیر جاگیر مین مرحمت ہوا۔
۱۵ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہو کر وزیر خان کے ساتھ قلعہ دولت آباد کی تسخیر پر مامور ہوا۔
۲۲ سنہ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر سربلند ہو کر بجائے سیادت خان کے دولت آباد کا قلعدار مقرر ہوا۔
۲۳ سنہ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سوار اور ۲۶ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا جب دولت آباد کی حکومت شاہزادہ اورنگ زیب کو مرحمت ہوئی۔ یہ شاہزادۂ موصوف کی ماتحتی مین دکن مین بدستور تعینات رہکر وہان کی مہمات مین شریک ہوتا رہا۔ ۱۰۶۸ھ مین جب شاہجہان کی بیماری کی حالت مین دارا شکوہ نے جملہ اُمرائے متعینہ دکن کو دربار مین طلب کیا۔ راؤ کرن وہان سے روانہ ہو کر بیکانیر چلا گیا۔ شہنشاہ عالمگیر نے بھائیون کے جھگڑے سے فارغ ہو کر ۳ سنہ جلوس مین امیر خان خوافی کو اُسکی سرکوبی کے واسطے روانہ کیا اُس سے سوائے اِس کے کچھ بن نہ پڑا کہ امیر خان کے ساتھ دربار مین چلا آیا۔ اور نہایت عجز سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف فرما کر اور منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر سربلند کر کے دکن مین تعینات کیا۔
۹ سنہ جلوس مین دلیر خان داؤد زئی کے ساتھ زمیندار چاندہ کی سرکوبی

متعین ہوا۔ وہان کچھ ایسا قصور سرزد ہوا۔ کہ جاگیر بیکانیر۔ اور سرداری قوم اور منصب سے برطرف کیا گیا۔ اِسی حالت مین بیمار پڑ گیا۔ اور سنہ ۱۲ جلوس مین بمقام اورنگ آباد انتقال کیا۔

اورنگ آباد مین چار دیواری کے باہر دکن اور پچھم کے گوشہ مین راؤ کرن کا آباد کیا ہوا پورہ اُس کے نام سے آباد ہے۔

راؤ کرن کے چار بیٹے تھے۔ انوپ سنگھ۔ پدم سنگھ۔ کیسری سنگھ۔ موہن سنگھ سوائے انوپ سنگھ کے جس کا حال علیحدہ لکھا جا چکا ہے سب نے لاولد انتقال کیا۔ موہن سنگھ پر شاہزادہ محمد معظم کی خاص نظر عنایت تھی۔ اِس وجہ سے شاہزادے کے سب نوکر اُس سے حسد رکھتے تھے۔ ایک دن شاہزادی کے میر توزک محمد شاہ کا پالتو ہرن موہن سنگھ کے احاطہ مین چلا گیا۔ محمد شاہ نے سر دربار موہن سنگھ سے تقاضا کیا۔ دونون مین باتون باتون مین ایسی بات بڑھی کہ تلوارین کھنچ گئین۔ محمد شاہ کے کئی آدمی اُس وقت اور موجود تھے سب نے حملہ کر کے موہن سنگھ کو زخمی کیا۔ پدم سنگھ اور موہن سنگھ دونون بھائیون مین عرصے سے عداوت چلی آتی تھی۔ جب اُس نے یہ حال سُنا۔ برادرانہ محبت نے جوش مارا فوراً تلوار ہاتھ مین لے کر موقع واردات پر جا پہنچا اور ایک ہی وار مین محمد شاہ کا کام تمام کر دیا۔ اور موہن سنگھ کو پالکی پر سوار کرا کر اپنے قیام گاہ کو روانہ ہوا۔ راستے مین موہن سنگھ بھی مر گیا جب شاہزادی کو یہ حال معلوم ہوا بہت افسوس کیا۔ اور پدم سنگھ سے کچھ باز پرس نہ کی۔

راجہ کشن سنگھ بھدوریہ

بھدا ور اُس قطعہ ملک کو کہتے ہین جس مین بھدوریہ گوت کے چھوٹی

آبادی ہے۔ یہ آگرہ سے چودہ پندرہ کوس پورب ارنوٹہ ندی کے پار سے دریائے جمنا کے حدود کے اندر اور دریائے چنبل کے دونون طرف واقع ہی تحصیل باہ ضلع آگرہ کا کل علاقہ اور کچھ علاقہ چنبل پار ریاست گوالیار کا بھداور مین شامل ہی۔ بھدوریہ راجپوت زمانہ قدیم سے دلاوری اور شجاعت مین مشہور ہین یہ اکثر شاہان سلف سے سرتابی کرتے رہتے تھے۔ خانخانان بیرم خان آدم خان سے ناراض تھا اُس نے یہ ملک اُس کی جاگیر مین دیدیا۔ آدم خان سنہ ۳ جلوس مین بہادر خان۔ خانجہان سید محمد محمود بارہہ شاہ قلی خان محرم۔ صادق خان وغیرہ کے ساتھ تھکانت (پرگنہ باہ مین ایک موضع ہی) مین جو اُس وقت پرگنہ کا صدر مقام تھا پہونچا۔ اور نہایت بہادری سے اِس قوم کے سرگروہ کو جو نہایت مفسد تھا۔ گرفتار کر کے دربار مین بھیجدیا اور جب وہ اطاعت پر راضی نہ ہوا تو اکبر نے اُسے ہاتھی کے پاؤن کے نیچے کچلوا دیا

راجہ لکھمن بھدوریہ

لکھمن بھدوریہ کو اِس قوم کا سرگروہ مقرر کر کے منصب پانصدی سے سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ یہ سنہ ۲۸ جلوس کی مہم گجرات اور سنہ ۳۰ جلوس کی مہم سواد باجوڑ مین شریک تھا۔ سنہ ۴۰ جلوس کے بعد منصب ہزاری سے مفتخر ہوا۔

راجہ بکرماجیت بھدوریہ

راجہ لکھمن کے بعد جہانگیر نے بکرماجیت کو اُس کا جانشین مقرر کر کے خطاب راجگی سے موصوف کیا۔ وہ اول عبد اللہ خان فیروز جنگ کے ساتھ مہم رانا پر متعین ہوا۔ اِس کے بعد صوبۂ دکن مین مامور رہا۔ اور مہمات دکن مین خدمات انجام دیتا رہا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین وہین مرگیا۔

راجہ بھوج بھدوریہ

راجہ بکرماجیت کے مرنے کے بعد اُس کا بیٹا بھوج دکن سے دربار مین حاضر ہوا۔ اور سو اشرفیان پیشکش کین۔ جہانگیر نے اُس کو خطاب راجگی سے

مفتخر کرکے باپ کے منصب اور جاگیر پر سرفراز کیا۔

راجہ کشن سنگھ بھدوریہ

اِس کے بعد شاہجہان کے عہد مین کشن سنگھ بھدوریہ سردار قوم مقرر ہو کر خطاب راجگی سے موصوف ہوا پہلے سال جلوس مین خانخانان مہابت خان کے ساتھ جھجھار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر تعینات ہوا ۳ سنہ جلوس مین امیرالامرا شایستہ خان کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوا ۶ سنہ جلوس مین قلعہ دولت آباد کے محاصرے اور تسخیر مین شجاعت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر مورد نوازش ہوا ۸ سنہ جلوس مین خانزمان کے ساتھ ساہوجی بھونسلا کی سرکوبی پر متعین ہوا۔

سنہ ۱۰۵۳ھ مین جبکہ منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز تھا انتقال کیا۔ چونکہ اُس کے خاص رانی سے کوئی اولاد نہ تھی اور باندی سے جو بیٹا تھا وہ حسب رواج خاندان جانشین نہین ہوسکتا تھا۔ لہذا بادشاہ نے بدن سنگھ کو جو اُس کے چچا کا پوتا تھا جانشین مقرر کیا۔ اُس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

کیرت سنگھ کچھواہا

مرزا راجہ جے سنگھ کچھواہہ کا چھوٹا بیٹا تھا ۲۳ سنہ جلوس شاہجہانی مین منصب ہشتصدی ذات ہشتصد سوار پر سرفراز ہو کر کاماپہاڑی کی فوجداری پر سرفراز ہوا۔ اور اُس ملک کو فساد پیشہ میواتیون سے جو چوری اور ڈکیتی کا پیشہ کرتے تھے۔ پاک وصاف کیا ۲۸ سنہ جلوس مین منصب ہزاری ذات ہشتصد سوار پر سربلند ہو کر نواح آگرہ کا فوجدار مقرر ہوا۔

عالمگیر کے عہد مین اول اسی عہدے پر مامور رہا ۱۰۸۸ھ مین باپ

کے ساتھ سیواجی کی سرکوبی پر مامور ہوا۔ اور اِس مہم مین نہایت شجاعت و بہادری سے خدمتین بجالایا۔ اور اِس کے صلے مین منصب دوہزار و پانصدی ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اِس کے بعد باپ کے ساتھ مہم بیجاپور مین شریک ہوا۔ اور باپ کی وفات کے بعد منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوا۔ اور بدستور سابق دکن مین متعین رہا۔ اور اُسی جگہ ۱۰۸۴ھ مین انتقال کیا۔

رائے کاشی داس

شاہجہان کے عہد مین اہل قلم کے زمرے مین ملازم ہو کر ۵ جلوس مین خدمت دیوانی اور امینی چکلہ سہرند پر مفتخر ہوئے۔ وہان سے ترقی پاکر دارالسلطنت لاہور کے دیوان مقرر ہو گئے۔ بعد اسکے صوبۂ کابل کے بخشی مقرر ہوئے۔ ۱۱ جلوس مین راجہ جگت سنگھ کے ساتھ ایرانی فوج کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔ اور اِس مہم کی حسن خدمت کے صلے مین منصب ہزاری پر سرفراز ہوئے۔ ۱۷ جلوس مین کابل سے دربار مین طلب ہوئے۔ ۱۹ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ پھر صوبۂ کابل مین تعینات ہوئے۔ ۲۰ جلوس مین دارالخلافت آگرہ کے دیوان مقرر ہوئے۔ اِس کے بعد صوبۂ بنگالہ کی دیوانی پر تبدیل ہوئے۔

کانہوجی دکھنی

مرہٹون کا مشہور سردار اور ابتدا مین شاہان دکن کی ملازمت مین منسلک تھا۔ ۲۵ جلوس عالمگیری مین ملازمان شاہی مین منسلک ہو کر

منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار پر سرفراز ہوا۔ اور عقیدت و اخلاص سے دکن مین خدمات شاہی بجالاتا رہا۔ ۴۹؁ جلوس مین منصب ششہزاری ذات ششہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ اِس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔ مانڈھاتا اُس کا بیٹا ملازمت شاہی مین داخل اور نصرت جنگ کے ساتھ تعینات تھا۔ ۴۹؁ جلوس مین قلعہ جہپٹ گڈہ اور ترجہپٹ گڈھ کی تسخیر پر مامور رہا۔

مانڈھاتا

رائے گوردھن سورج دہج

گنگا کے کنارے قصبہ کہاڑی کے رہنے والے تھے۔ اوّل کچہری مین عرضی نویسی کے پیشہ سے تین چار پیسے روز پیدا کر کے ایام گذاری کرتے تھے اِفلاس کی وجہ سے باوجود بیحد تمنا کے تانبے یا پیتل کی دوات بھی خرید کرنے سے مجبور تھے۔ اِسی عرصے مین ان کا ایک دوست ہرکرن جو کنپل پٹیالی کا رہنے والا تھا اِن کے پاس آیا۔ اور اِنھین آمادہ کر کے امیدوارانہ حیثیت سے خواجہ ابوالحسن تربتی دیوان شہنشاہ جہانگیر کی کچہری مین لوا لے گیا۔ جب اِن دونون کی عرضی خواجۂ موصوف کی خدمت مین پیش ہوئی۔ دونون کو اپنے روبرو طلب کیا۔ اور نظر قیافہ سے دونون کی طرف دیکھکر کہا کہ۔ ہرکرن سیاق دان ہے مگر چور معلوم ہوتا ہے۔ اور گوردھن بیوقوف ہے۔ خواجہ صاحب کو اُس وقت یہ کیا معلوم تھا۔ کہ کسی وقت یہ ہی بیوقوف بڑے بڑے امیرون کو بیوقوف بناویگا۔ غرضکہ ہرکرن کو تیس روپیہ ماہوار اور گوردھن کو پچیس روپیہ ماہوار کی جگہ ملی اُن کے لیئے اُس وقت یہ بھی نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہ تھی۔

خواجہ ابوالحسن کے بعد اعتماد الدولہ دیوانی کے عہدے پر سرفراز ہوئے انھون نے انکی کاردانی کو دیکھکر پچاس روپیہ ماہوار پر شاگرد پیشونکا بخشی کردیا۔ اب گوردھن کو اپنی لیاقت کے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ اور انھون نے ایسی لیاقت دکھائی کہ اُن کی لیاقت اور کاردانی کو دیکھکر اعتماد الدولہ نے اپنی سرکار کے دیوان اور سرکار شاہی کے پیشکار دیوان کے عہدے پر سرفراز کردیا۔ اِس عہدے پر سرفراز ہو کر یہ اکثر بادشاہ کے سامنے بھی جانے اور خود کاغذات پیش کرنے لگے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جب اقبال رفیق حال ہوتا ہے تو عالم طلسمات کو بھی مات کر دیتا ہے۔ اور خود بخود اسباب بہتری کے پیدا ہوتے چلے جاتے ہین۔ چنانچہ بہت جلد یہ اپنی مزاج دانی اور خدمتگذاری کی سفارش سے بادشاہ کے بھی منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے موصوف ہوئے۔ رفتہ رفتہ ایسا اعزاز بڑھا کہ بڑے بڑے اُمرا ان کا مُنہ تکنے لگے۔ مرزا عبدالرحیم خانخانان تک اِنکے در دولت پر حاضر ہو کر اپنے معاملات مین عرض معروض کرتے تھے۔

ہمیشہ سے قاعدہ چلا آتا ہے کہ جس شخص کا عروج ہوتا ہے اُس کے بہت سے دشمن بھی پیدا ہو جاتے ہین۔

سنہ ۱۲ جلوس مین جبکہ بادشاہ گجرات کے دورہ مین تھے۔ دریائے شور کی سیر کو تشریف لے گئے۔ رائے صاحب بھی حضوری رکاب کی عزت سے مفتخر تھے۔ ایک دن شام کے وقت جبکہ اندھیرا ہو گیا تھا دریا سے اشنان کر کے واپس آ رہے تھے۔ راستے مین شریف الملک اعتماد الدولہ کے بخشی کے اغوا سے ایک شخص نے تلوار کا وار کیا جو خوبی قسمت سے خالی گیا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ تحقیقات کا حکم دیا۔ اور اُس دن سے اِنھین

اور بھی زیادہ عزیز رکھنے لگے۔
عصمت بیگم اعتماد الدولہ کی بیگم تھین۔ اعتماد الدولہ کو اُن کے ساتھ ایسی محبت تھی۔ کہ اُن کے مرنے کے بعد دو تین مہینے کے عرصے مین وہ بھی اُنکے فراق مین چل بسے۔ یہ کسی بات پر رائے صاحب سے ناراض ہو گئین۔ بہتیرا چاہا کہ اُنھین کسی قسم کا نقصان پہونچائین۔ مگر کوئی نقصان نہ پہونچا سکین۔
اعتماد الدولہ کے مرنے کے بعد رائے گوردھن نورجہان بیگم کی سرکار کے دیوان مقرر ہوئے۔ نورجہان بیگم کُل سلطنت کی مالک تھین۔ اِن کی بھی عزت ایک سے ہزار ہو گئی۔ اور اِن کا آفتاب اقبال خط نصف النہار پر پہونچ گیا۔
سنہ ۱۰۳۵ھ مین مہابت خان نے نمک حرامی سے جہانگیر کو اپنے قبضے مین کر لیا۔ افسوس اور سخت افسوس کہ رائے صاحب نے بھی باوجود اِس اعزاز اور اقتدار کے بیوفائی سے اپنا مُنہ سیاہ کیا۔ اور بقول مولانا حالی۔

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ ۔۔۔ پڑی زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر اِک سانچے مین جاکے ڈہل جاتے ہین وہ ۔۔۔ جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ

گرگٹ کی طرح فوراً ہی رنگ بدلا۔ اور مہابت خان کو بادشاہی خزانون اور دفینون کے راز سے مطلع کر کے اُس کی سرکار کے دیوان بن بیٹھے۔
جب نورجہان بیگم کی حسن لیاقت سے بادشاہ نے مہابت خان کے پنجے سے رہائی پائی۔ آصف خان نے رائے صاحب کو گرفتار کر کے قید خانہ کی ہوا کھلائی۔ اُسی حالت قید مین تھوڑے دن بعد نمک حرامی کا داغ لیکر دنیا سے چل دئیے۔
رائے صاحب نے قاضی کہاڑی اپنے وطن مین پختہ فصیل۔ عالیشان

عمارتین۔ چوڑے چوڑے راستے۔ خوشنما چوپڑ کے بازار تعمیر کرا کر اُس کو گوردھن پُر کے نام سے موسوم کیا۔ اپنے صرف سے تمام قصبہ کے مکانات نہایت سلیقے سے ازسرنو پختہ تعمیر کرلئے۔ اور رعایا کو آباد کرکے دوکانون اور مکانون کا کرایہ غریب اور مفلس رعایا۔ اور اہل حرفہ کے واسطے وقف کیا۔ ہزارون گائے۔ بھینس۔ اونٹ۔ بکری۔ گھوڑا۔ گھوڑی۔ گنگا کی ترائی مین پال رکھی تھین۔ اُن کا دودہ۔ دہی۔ گھی رعایا کے صرف مین آتا تھا۔ لاہور کے راستے مین پختہ تالاب۔ سرائین مسافرون کے آرام کے واسطے بنوا دی تھین۔ متھرا اور اُجین مین دو عظیم الشان مندر اور تالاب تعمیر کرائے تھے۔

راجہ گِردھر کچھواہا

راجہ رائے سال درباری کے بیٹے تھے۔ سنہ ۱۳ جلوس جہانگیری مین منصب ہزاری ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز ہوئے۔

سنہ ۱۶ جلوس مین منصب ہزار و دو صدی ذات۔ نہ صد سوار پر مفتخر ہوکر مہم دکن مین متعین ہوئے۔

سنہ ۲۰ جلوس مین دربار مین حاضر ہوکر منصب دو ہزاری ذات ہزار و پانصد سوار پر ممتاز ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوئے۔ اِسکے بعد مہابت خان کی ماتحتی مین پھر دکن مین مامور ہوئے۔

سنہ ۲۱ جلوس مین لشکر شاہی متعینہ صوبہ دکن مین عجیب فساد برپا ہوا۔ سید کبیر کے ایک بھائی نے جو شاہزادہ پرویز کی فوج مین نوکر تھا اپنی تلوار صیقل کرانے والے ایک صیقلگر کو جس کی دوکان راجہ گردھر کے

ملک بھوت کے قضیہ مین ایک سید کا قتل کیا جانا۔

مکان کے پاس لگا دی۔ دوسرے دن سید اور صیقلگر مین مزدوری پر کچھ جھگڑہ ہونے لگا۔ سید کے نوکرون نے غصہ مین آکر صیقلگر کے دو تین لکڑیان مارین۔ راجہ گردھر کے راجپوت سپاہیون نے صیقلگر کی حمایت کی۔ اور سید اور اُس کے نوکرون کو مارنا شروع کیا۔ اِسی عرصے مین دو تین سید اور آگئے یہ حال دیکھکر اُن سے نہ رہا گیا۔ اپنی اپنی تلوارین سونت کر اُن راجپوتون پر حملہ کر دیا۔ فریقین مین زور شور سے تلوار چلنا شروع ہوگئی جب سید کبیر کو یہ حال معلوم ہوا تیئس چالیس سوارون کو ساتھ لیکر موقع واردات پر جا پہونچا۔ اور وہان سے راجہ گردھر کے مکان پر روانہ ہوئے۔ راجہ گردھر معہ اپنے بھائی بندون کے چوکے مین بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے سید کبیر کی اطلاع آنے اور سادات کے غلبہ پانے کا حال معلوم کر کے چوکے سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے سپاہیون کو حویلی کے اندر کر کے دروازہ بند کر لیا۔ سید کبیر جلال مین بھرے ہوئے راجہ کے دروازے پر پہونچے۔ اور دروازہ بند پاکر آگ لگا دی۔ اور کود پھاند کر حویلی کے اندر گھس گئے۔ وہان پر راجپوتون اور سیدون مین تلوار چلنا شروع ہوئی۔ آخر کار راجہ گردھر معہ چھبیس [۲۶] راجپوتون کے مارے گئے۔ چار سید قتل ہوئے۔ سید کبیر راجہ گردھر کے گھوڑے لے کر وہان سے چل دیئے۔

جب لشکر کے راجپوت سردارون کو یہ حال معلوم ہوا اپنی اپنی فوجون کو لے کر میدان مین جمع ہوے۔ اِسی طرح سادات بارہ جمع ہو کر سید کبیر کی اِمداد کو پہونچے۔ قریب تھا کہ فریقین مین کشت وخون شروع ہو جائے کہ مہابت خان سپہ سالار کو خبر پہونچگئی۔ اور وہ اُسی وقت موقع واردات پر پہونچگئے۔ اول حکمت عملی سے سادات کو قلعہ کے اندر

پہونچادیا۔ پھر راجپوتون کے جوش کو دلداری اور خاطرداری اور تسلی و دلاسا سے ٹھنڈا کرکے اپنے قیام گاہ کو واپس کیا۔ اور چند خاص سردارون کو ساتھ لے کر خان عالم کی حویلی مین گئے۔ اور اُن کو سمجھا بجھا کر نہایت اعزاز سے رخصت کیا۔ دوسرے دن راجہ گردھر کے مکان پر گئے۔ اور اُنکے بیٹون کے زخم پر دلداری اور خاطرداری کا مرہم رکھا۔ سید کبیر کو اُسی وقت حوالات مین بھیجدیا۔ اور تحقیقات کے بعد راجہ گردھر کے قصاص مین قتل کرادیا۔ دوآرکا داس راجہ گردھر کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔

راجہ گج سنگھ راٹھور

راجہ سورج سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ سنلہ جلوس جہانگیری مین باپ کے ساتھ دربار جہانگیری مین حاضر ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری مین باپ کے انتقال کے بعد منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے مفتخر ہوکر خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ اور متواتر ترقی پاکر منصب پنجہزاری ذات پنجہزار سوار سے سرفراز ہوا۔

سنلہ جلوس مین مہابت خان اور شاہزادہ پرویز کے ساتھ شاہزادہ خورم (شاہجہان) کے تعاقب پر مامور رہا۔ اور جہانگیر کے اخیر عہد تک دکن مین تعینات رہا۔

جب جہانگیر کی جہانگیری ختم ہوئی۔ اور شاہجہان نے تخت سلطنت کو رونق بخشی۔ گج سنگھ دکن سے اوّل اپنے وطن جودھپور کو روانہ ہو گیا۔ اور پھر وہان سے روانہ ہوکر پہلے ہی سال جلوس مین حاضر دربار ہو گیا۔ شاہجہان نے

منصب سابقہ پر بحال کر کے خلعت ۔ جمدھر مرصع معہ پھول کٹارہ ۔ شمشیر مرصع علم و نقارہ ۔ اور اسپ و فیل مرحمت فرمایا ۔

سنہ ۳ جلوس مین مہم نظام الملک اور اس کے بعد مہم بیجاپور مین متعین ہو کر کارہائے نمایان انجام دیئے ۔

سنہ ۶ جلوس مین دربار مین حاضر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا ۔

سنہ ۱۰ جلوس مین ایک برس کی رخصت لے کر جودھپور روانہ ہوا ۔

سنہ ۱۱ جلوس مین معہ اپنے بیٹے جسونت سنگھ کے واپس آیا ۔ اور اسی سال ۲ ۔ محرم ۱۰۴۸ھ کو انتقال کیا ۔ بادشاہ نے اُس کے چھوٹے بیٹے جسونت سنگھ کو جس کا حال لکھا جا چکا ہے اُس کی وصیت کے بموجب جانشین مقرر کیا اور دوسرے بیٹے امر سنگھ کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کر کے خطاب راؤ سے موصوف کیا ۔ اُس کا حال بھی قلمبند ہو چکا ہے ۔

راجہ گج سنگھ کی یادگار سے آگرہ مین اُس کا تعمیر کیا ہوا محل اسوقت تک موجود ہے جو محلہ پیپل منڈی مین کالے محل کے نام سے موسوم ہے ۔

گردھرداس گوڑ

راجہ بیتھلداس گوڑ کا چھوٹا بھائی تھا ۔ سنہ ۲ جلوس شاہجہانی مین خانجہان لودی کے تعاقب مین مامور رہ کر کارہائے نمایان انجام دیئے ۔

سنہ ۹ جلوس مین قلعہ جھانسی کے فتح ہونے کے بعد وہان کا قلعدار مقرر ہوا

سنہ ۱۵ جلوس مین منصب ہزاری ذات ۔ چارصد سوار پر سرفراز ہوا ۔

سنہ ۲۰ جلوس مین منصب ہزاری ذات ۔ ہشت صد سوار پر ترقی پائی ۔

سنہ ۲۵ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات ۔ ہزار و ہشت صد سوار سے

ممتاز ہوا۔ اور مہمات قندہار مین شریک ہو کر اپنی مردانگی کے جوہر دکھائے۔
سنہ ۲۹ جلوس مین سیادت خان کی جگہ منصب دو ہزاری پر مفتخر ہو کر اکبر آباد کا قلعدار مقرر رہوا۔
سنہ ۳۰ جلوس مین منصب دو ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار سے سربلند ہو کر علاوہ قلعداری کے فوجداری اکبر آباد کی خدمت بھی سپرد ہوئی۔
سنہ ۱۰۶۸ھ مین سموگڈہ کی لڑائی مین دارا شکوہ کی فوج مین تھا۔ اور عالمگیر نامہ سے معلوم ہوتا ہی کہ عالمگیر کے عہد مین بھی خدمت شاہی مین سرگرم تھا۔

گوکل داس سیسودیہ

شاہجہان کے عہد مین سنہ ۱ جلوس تک منصب نہ صدی ذات۔ پانصد سوار پر سرفراز تھا۔ سنہ ۸ جلوس مین مہم جہجار سنگھ بندیلہ اور سنہ ۹ مین مہم ساہوجی بھونسلا مین شریک ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین منصب ہزاری ذات پانصد سوار اور سنہ ۱۲ مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۴ جلوس مین خلعت واسپ مرحمت ہو کر راجہ جگت سنگھ کی سرکوبی پر متعین ہوا۔ اور اُس کے مُلک کے فتح ہونے کے بعد مئال کی حکومت پر سربلند ہوا۔ سنہ ۱۵ جلوس مین شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندہار پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ ہشتصد سوار پر سرفراز ہو کر شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان پر روانہ ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس مین علامی سعد اللہ خان کی سفارش سے منصب ہزار و پانصدی ذات ہشتصد سوار پر سربلند ہوا۔

گوردھن راٹھور

ابتدا مین راجہ گج سنگھ راٹھور کی سرکار مین ملازم تھا۔ سنہ ۱۳ جلوس شاہجہانی مین ۱۶ ۔ جمادی الاولی سنہ ۱۰۴۹ھ کو ملازمان شاہی مین منسلک ہو کر منصب ہفت صدی پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۱۸ جلوس مین ۱۰ ۔ شعبان سنہ ۱۰۵۴ھ کو بجائے سیورام گوڑ کے قلعہ آسیر کا قلعدار مقرر ہوا۔ سنہ ۲۰ جلوس مین منصب ہشت صدی ذات ۔ چہار صد سوار پر سر بلند ہوا۔ اِس کے بعد مہم قندہار وغیرہ مین شریک ہو کر خدمات نمایان انجام دیتا رہا۔ سنہ ۱۰۶۸ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ صوبۂ مالوہ مین تعینات ہوا۔ اور جنگ اُجین مین شریک ہو کر نہایت بہادری سے لڑا۔

گوپال سنگھ چندراوت

محکم سنگھ کا بیٹا۔ اور راؤ امر سنگھ چندراوت کا پوتا تھا۔ سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری مین حاضر دربار ہو کر ملازمانِ شاہی مین منسلک ہوا۔ اور پرگنہ رامپورہ جاگیر مین قرار پایا۔ رتن سنگھ اُس کا بیٹا وطن مین تھا اُس نے باپ سے بغاوت کی اور جاگیر پر قابض ہو گیا۔ گوپال سنگھ بلا اجازت شاہزادہ بیدار بخت کے پاس سے بھاگ گیا۔ جب بیٹے کے سامنے کچھ پیش نہ گئی وہان سے بھاگ کر رانا کے ملک مین چلا گیا۔ سنہ ۴۶ جلوس مین پھر حاضر دربار ہو کر عفو تقصیر کا خواستگار ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف کر کے گولاس کا قلعدار کر دیا۔ سنہ ۴۸ جلوس مین کسی قصور پر وہان سے معطل ہو کر طلب ہوا لیکن حاضر نہین ہوا اور مرہٹون سے جا ملا پھر اُس کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ گوپال سنگھ گوڑ

راجہ گوپال سنگھ کے بزرگ اندرکھی صوبۂ الہ آباد کے زمیندار اور ہمیشہ سے راجگان اوندچھ (اُرچھا) کی ملازمت کیا کرتے تھے۔ بہادر سنگھ راجہ گوپال سنگھ کے دادا نے عالمگیر کے عہد مین بغاوت کی اور معہ اپنے بیٹے بھگونت سنگھ کے جو راجہ گوپال کا باپ تھا ملوک چند نائب صوبہ دار مالوہ کے ہاتھ سے مارا گیا باقی اولاد وطن سے بھاگ کر اِدھر اُدھر جا بسی۔ راجہ گوپال سنگھ نے نواب نظام الملک آصف جاہ کی ماتحتی مین ملازمت شاہی اختیار کرلی۔ اور اُن کے ساتھ دربار سے دکن روانہ ہوا۔ اور دکن کی مہمات مین کارہائے نمایان انجام دیکر قلعۂ قندہار (صوبہ بدر) کا قلعدار مقرر ہوگیا۔ سنہ ۱۱۶۲ھ مین انتقال کیا۔ دلیپت سنگھ۔ بشن سنگھ۔ اجے چند نرپت سنگھ چار بیٹے تھے دلیپت سنگھ باپ کے سامنے مرچکا تھا۔ راجہ گوپال سنگھ کی وصیت کے بموجب اجے چند قندہار کا قلعدار مقرر ہوا۔

راجہ گردھر بہادر

ذات کے ناگر برہمن تھے۔ اِن کا باپ دیا رام شاہزادہ عظیم الشان کی سرکار مین ملازم تھا۔ یہ اپنے چچا چھبیلا رام ناگر کے ساتھ رہے۔ جب چھبیلا رام الہ آباد کی صوبہ داری پر مامور ہوئے۔ یہ اُن کی فوج کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور لشکر کو اپنی ذاتی لیاقت سے ترتیب دیکر شجاعت بہادری مین نامور ہوئے۔ سنہ ۱۱۳۱ھ مین چچا کے انتقال کے بعد اُن کے جانشین ہوئے۔

امیر الامرا حسین علی خان اور چھبیلا رام سے رنج تھا۔ امیر الامرا نے

انھین معزول کرا کر قلعۂ الہ آباد کو خالی کرانا چاہا۔ مگر انھون نے قلعہ نہ چھوڑا امیر الامرا نے حیدر قلی خان کو فوج دیگر قلعہ خالی کرانے کے واسطے روانہ کیا۔ مدت تک نامہ و پیام ہوتے رہے۔ آخر کار ۱۱۳۲ھ مین راجہ رتن چند کے ذریعے سے صلح ہو گئی۔ دربار سے انھین خطاب راجگی کے ساتھ منصب پنجہزاری اور صوبۂ اودہ کی صوبہ داری اور چند دیگر پرگنون کی فوجداری کا خلعت ارسال ہوا۔ اور شروع جمادی الثانیہ ۱۱۳۲ھ مین انھون نے الہ آباد کا قلعہ خالی کر دیا۔ اور اودہ روانہ ہوے۔

۱۱۳۳ھ مین محمد شاہ نے انھین دربار مین طلب کیا۔ اسی سال ان کی اور راجہ جے سنگہ سوائی کی سفارش سے محصول جزیہ معاف ہوا۔ اسی سال جشن شادی کے موقع پر انھون نے ایک لاکھ روپیہ بادشاہ کی خدمت مین پیشکش کیا۔

۱۱۳۷ھ مین مالوہ کی صوبہ داری پر سرفراز ہوئے۔

۱۱۳۹ھ مین ملکہر نے دکن سے مالوہ مین آ کر لوٹ کھسوٹ مچائی۔ راجہ گردھر نے نہایت شجاعت و بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور اسی لڑائی مین مارے گئے۔

رائے لونکرن کچھواہا

کچھواہہ راجپوتونکی گوت شیخاوت سے تھا۔ پرگنہ سانبھر کی زمینداری قدیم سے اس کے خاندان مین چلی آتی تھی۔ راجہ بہارا مل کے ساتھ یہ بھی ملازمت اکبری مین داخل ہوا۔ اور مزاج دانی اور خدمتگذاری کی سفارش سے اکبر کا منظور نظر ہو کر خطاب رائے سے موصوف ہوا۔

۲۱ جلوس مین کنور مان سنگہ کے ساتھ رانا اودے پور کی مہم پر مامور ہو کر

شجاعت وبہادری کے جوہر دکھائے۔

سنہ ۹۹۴ھ مین اکبر نے راجہ بیربر کے ساتھ راجہ ڈونگرپور کے پاس روانہ کیا۔ راجہ مذکور اپنی بیٹی کو حرم سرائے شاہی مین داخل کرنا چاہتا تھا مگر بعض باتون کی وجہ سے رُکا ہوا تھا۔ اِنھون نے منصب سفارت کو اِس عمدگی سے انجام دیا کہ راجہ نے اِنھین کے ساتھ اپنی لڑکی کو حرم سرائے شاہی مین بھیجدیا۔

سنہ ۲۲ جلوس مین راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ مہم بنگالہ مین نہایت جانفشانی سے خدمتین بجالایا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین مرزا عبدالرحیم خانخانان کے ساتھ مہم گجرات مین متعین ہوا۔

آئین اکبری سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب چہارصدی سے سرفراز تھا لیکن اکبر اِس کی حسن لیاقت اور نیک نیتی کی وجہ سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ رائے منوہرداس اِس کا بیٹا تھا اُس کا حال علیحدہ قلمبند کیا جائیگا۔

فرزند۔ مرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ کچھواہا

مغلیہ خاندان کی تمام تاریخین اس عالی خاندان راجہ کے اوصاف حمیدہ اور خصائل پسندیدہ کی تعریفون سے مزین اور مرصع ہین۔ ہندو اُمرا مین جو شہرت اِس منتخب روزگار کے نام کو نصیب ہوئی وہ کسی کے نام کو میسر نہین ہوئی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کے عالی خاندان کی مبارک رفاقت اکبر کی ہمدم اور رفیق حال نہ ہوتی تو آج تیموری خاندان کے ہندو اُمرا کی ایسی وسیع فہرست نظر نہ آتی۔ ہندو مسلمانون کے اتحاد

اور اتفاق کی تاریخ مین جہان اکبر کا نام سنہرے حروف سے لکھا چلا آتا ہو۔ وہین راجہ مان سنگھ کا نام بھی جگمگا رہا ہے۔ اکبر نے ہندؤن کی تالیف قلوب کے لئے اُن کا طرز معاشرت۔ رسم ورواج اختیار کرکے اُن کے دلون مین اپنی محبت کا بیج بویا۔ لیکن راجہ مان سنگھ نے اپنے مذہب۔ رسم ورواج پر قائم رہکر مسلمانون کے دلون مین اپنی محبت اور عزت وعظمت کا ایسا نقش جمایا کہ وہ اُس کے جھنڈے کے نیچے لڑنا جہاد اور اُس مین مارے جانے کو شہادت سمجھنے لگے۔ اکبر کی دلداری اور خاطرداری۔ اور مان سنگھ اور اُس کے خاندان کی وفاداری اور جان نثاری کا اثر ہے۔ کہ باوجود اِسکے کہ زمانہ کچھ سے کچھ ہوگیا مدتین گذر گئین۔ کہ سلطنت مغلیہ صفحۂ ہستی سے نیست ونابود ہوگئی مگر آج تک اُس کا خاندان چغتائی خاندان کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ اور بے تعصبی مین شہرۂ آفاق ہے۔ اور نظر غور سے دیکھنے والون کے نزدیک بہت سی باتون مین یہ اثر صاف طور سے محسوس ہوتا ہے[1]۔

راجہ مان سنگھ کے دادا راجہ بہاڑا مل اور باپ راجہ بھگوان داس کے حالات علیحدہ قلمبند ہوچکے ہین۔ یہ ۹۶۹ھ مین رتن پور کے مقام پر باپ کے ساتھ دربار اکبری مین حاضر ہوئے۔ اکبر نے دونون باپ بیٹون کو ساتھ لیا۔ اور دارالخلافت کو روانہ ہوئے۔ اور راجہ بہاڑا مل کو رخصت کرکے حکم دیا کہ سامان کرکے جلد چلے آنا۔

مہم گجرات — ۹۸۰ھ مین جب اکبر گجرات پر خود فوج لیکر گیا۔ راجہ مان سنگھ باپ کے

[1] مہاراجہ رام سنگھ والی جے پور کی بے تعصبی اور مسلمانون پر خاص نظر عنایت ہونے کی بہت سی روایتین مشہور ہین۔ اسلامی ریاستون کی طرح ریاست جے پور مین بھی ابتک ہفتہ کی تعطیل جمعہ کے دن ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ساتھ اِس مہم مین شریک ہوئے اور میدان ہمت مین قدم جما کر ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔ باوجود اِس کے کہ نوجوانی کا عالم تھا مگر جب اکبر سرنال کے قریب پہونچا۔ اور لڑائی کے واسطے سب ہمراہیون کو سنبھالا تو مان سنگھ نے آگے بڑھکر عرض کی "ہراول غلام باشد" اکبر نے جواب دیا "بکدام لشکر تقسیم افواج توان کرد۔ وقت است کہ ہمہ یکدل ویک رو کار کنند" مان سنگھ نے پھر کہا "در ہر صورت قدمی پیشتر جان نثار شدن فرض عقیدت و اخلاص است" اکبر کو اُسکی خاطر عزیز تھی چند بہادرون کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تھا۔

یلغار گجرات

۹۸۰ھ مین خان اعظم مرزا عزیز گجرات مین تھے۔ محمد حسین مرزا اختیار الملک دکھنی کے ساتھ مل گیا۔ دکن کے اور بھی کئی سردار آن ملے۔ اور تمام احمد نگر وغیرہ کے اطراف مین پھیل گئے۔ انجام یہ ہوا کہ خان اعظم بھاگ کر احمد آباد مین گھُس بیٹھے۔ غنیم نے ۲۰ ہزار لشکر جمع کر کے احمد آباد کا محاصرہ کیا۔ خان اعظم نے اکبر کو لکھا کہ اگر حضور تشریف لائین تو جانین بچین گی۔ ورنہ کام تمام ہے۔ اکبر فتح پور مین دربار کر رہا تھا کہ دفعۃً یہ پرچہ پہونچا اُسیوقت راجہ بھگوان داس[۱]۔ راجہ مان سنگھ۔ اور عمدہ عمدہ سردارون اور سپاہیون کو لیکر سانڈنیون پر سوار ہوا اور ۲۷ دن کا راستہ ۷ دن مین لپیٹ کر ساتوین دن گجرات سے تین کوس پر دم لیا۔ ملک الشعرا فیضی اکبرنامہ مین جو سکندرنامہ کے جواب مین لکھنا شروع کیا تھا لکھتے ہین۔

بہ یک ہفتہ تا احمد آباد رفت — تو گوئی کہ بر مرکب باد رفت
یلان بر شتر ترکش اندر کمر — شتر چون شترمرغ در زیر پر

غرضکہ بڑا سخت معرکہ ہوا۔ مان سنگھ۔ بھگوان داس اور بہت سے راجپوتون نے

[۱] راجہ بھگوان داس کا حال دیکھو

جانفشانی اور جانبازی کو حد سے گذار دیا۔ محمد حسین مرزا قید ہو گیا! اختیار الملک محمد حسین مرزا کی قید اور لشکر کی تباہی کا حال سُنکر بے اختیار ہو گیا۔ اور محاصرہ چھوڑ کر بھاگا۔ راستے مین سہراب بیگ نام ایک امیر نے جا پکڑا۔ اور سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے آیا۔ دو دن کے بعد بادشاہ وہان سے روانہ ہو کر دار الخلافت کو واپس آئے۔ فیضی نے غزل سُنائی۔

نسیمِ خوشدلی از فتح پور می آید　　که بادشاہ من از راہ دور می آید

راجہ مان سنگھ اور رانا پرتاب کی ملاقات

ٹاڈ صاحب تاریخ راجستان مین لکھتے ہین کہ راجہ مان سنگھ شعلہ پور کی مہم مار کر آتا تھا۔ اُدے پور کی سرحد سے گذرا سُنا کہ رانا پرتاب کوملمیر مین ہو ولیل بھیجا اور لکھا کہ آپ سے ملنے کو بہت دل چاہتا ہے۔ رانا نے بہت خوشی سے مدعو کیا اُدے ساگر تک خود استقبال کو آیا۔ اور جھیل کے کنارے ٹھیرا کر ضیافت کا سامان کیا۔ جب کھانے کا وقت ہوا تو رانا آپ آیا بیٹے نے آکر کہا" راناجی کے سر مین درد ہے۔ وہ اِسوقت حاضری سے مجبور ہین۔ آپ کھانے پر بیٹھیے اور اچھی طرح کھائیے۔" مان سنگھ نے جواب مین کہلا بھیجا" کہ جو مرض ہی عجب نہین کہ وہی ہے۔ جو مین سمجھا ہون۔ مگر یہ مرض تو لاعلاج ہے۔ اور جب وہی مہمانون کے آگے تھال نہ رکھین گے تو کون رکھے گا۔ رانا نے کہلا بھیجا۔" مجھے خود اِس کا بڑا رنج ہے۔ مگر کیا کرون۔ مجبور ہون کہ جس شخص نے بہن تُرک سے بیاہ دی تو اُس کے ساتھ کھانا بھی ضرور کھایا ہو گا" جب راجہ مان سنگھ نے یہ جواب سُنا اپنے آنے پر بہت پچھتایا۔ اور دل پر سخت صدمہ ہوا۔ چاول کے چند دانے لے کر ان دیوی کو چڑھائے۔ وہی اپنی پگڑی مین رکھ لئے۔ اور چلتے وقت کہا۔ تیری عزت بچانے کو ہمنے اپنی عزت کھوئی۔ اور بہنین بیٹیان تُرک کو دین۔ تمھاری یہ ہی مرضی ہو کہ خوف مین

رہین تو ہمیشہ رہو اختیار ہے اِس لیئے کہ اِس ملک مین تمھارا گذر نہ ہوگا۔
جب گھوڑے پر سوار ہوا۔ رانا پرتاب بھی آگیا۔ اُس کی طرف مخاطب ہو کر
کہا "رانا جی اگر تمھاری شیخی نہ جھاڑ دون تو میرا نام مان نہین۔ رانا پرتاب
بولا "ہمسے ہمیشہ ملتے رہنا" کسی بے لحاظ نے برابر سے یہ بھی کہا "جی اپنے پھپا
(اکبر) کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ جس زمین پر یہ ضیافت ہوئی تھی اُسے کھدوایا
گنگا جل سے دھلوا کر پاک کیا۔ سب سردار نہائے۔ پوشاکین بدلین۔ گویا
سب مان سنگھ کی وجہ سے ناپاک ہو گئے تھے۔

جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا۔ بہت غصہ آیا۔ چند روز بعد رانا پر فوج | مہم رانا پرتاب
کشی ہوئی۔ سلیم کے نام سپہ سالاری ہوئی۔ مان سنگھ اور مہابت خان
ساتھ ہوئے۔ بادشاہی لشکر رانا کے مُلک مین داخل ہوا۔ ہلدی گھاٹ
کے میدان مین کشت وخون کا بازار گرم ہوا۔ کئی راجہ اور ٹھاکر جانون سے
ہاتھ اُٹھا کر شاہی لشکر پر آن گرے۔ رانا قرمزی جھنڈا لیئے تیار تھا کہ کسی
طرح راجہ مان سنگھ نظر آئے۔ اور اُس سے دو دو ہاتھ ہون۔ یہ ارمان
تو نہ نکلا لیکن شاہزادہ سلیم کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا۔ اور اُس پر حملہ کیا
فیلبان مارا گیا۔ مست ہاتھی بے مہاوت رُک نہ سکا۔ اور ایسا بھاگا کہ سلیم کی
جان بچگئی۔ یہان بڑا بھاری رن پڑا۔ مغل سپاہی بڑی جان توڑ کر لڑے۔
رانا پرتاب نے سات زخم کھائے مگر میدان نہ چھوڑا۔ قریب تھا کہ اُس کا خاتمہ
ہو جائے۔ اِسی عرصے مین جھالا کا سردار دوڑا ہوا آیا۔ اور اِس بلا سے
رانا کو نکال کر لے گیا۔ خود معہ جان نثارون کے مارا گیا۔ مگر رانا بھاگ کر
نکل گیا۔ بائیس ہزار راجپوتون مین فقط آٹھ ہزار نے بھاگ کر اپنی جانین
بچائین۔ رانا پرتاب چیتک نامی گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ دو مغلون نے

اُس کے پیچھے گھوڑے ڈالے۔ راستے مین ایک ندی آئی اگر چیتک ذرا جھجکتا
تو پھنس ہی گیا تھا مگر وہ ہرن کی طرح چارون پتلیان جھاڑ کر پانی پر سے اُڑ گیا
شام ہو گئی تھی۔ اتنے مین پیچھے سے ایک سوار نے آکر اِسکی بولی مین کہا "او نیلے
گھوڑے کے سوار" پرتاب نے پیچھے پھر کر دیکھا۔ تو سکت سنگھ اپنے بھائی کو پایا۔ یہ
کسی خانگی بات پر بھائی خفا سے ہو کر نکل گیا تھا اور اکبر کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔
اور اِس لڑائی مین شاہی لشکر کے ساتھ موجود تھا۔ جب اُس نے دیکھا کہ میرا
بھائی اِس حالت کے ساتھ جان لے کر بھاگا ہے۔ اور دو مغل اُس کے پیچھے
پڑے ہین تو خون نے جوش مارا۔ اور اُس کے پیچھے ہو لیا۔ موقع پا کر دونون
مغلون کا کام تمام کر دیا۔ اور بھائی سے جا ملا۔ مدت کے بچھڑے تھے گھوڑے
سے اُتر کر خوب گلے ملے۔ یہان چیتک بیٹھ گیا۔ اور اُس کا دم نکل گیا۔ سکت نے
اپنا گھوڑا بھائی کو دیا۔ اور خود مغل کے گھوڑے پر سوار ہو کر سلیم کے لشکر مین
آیا۔ لوگون سے کہا کہ پرتاب نے دونون مغلون کو مارا۔ اور اُنکی حمایت مین
میرا گھوڑا بھی مارا گیا۔ لشکر مین کسی کو یقین نہ آیا۔ آخر سلیم نے بُلا کر عہد کیا کہ
سچ کہدو گے تو مین معاف کر دونگا۔ اُس نے اصل حال کہدیا۔ شاہزادہ
اپنے عہد پر قائم رہا اور اُس سے کہا کہ تم اب اپنے بھائی کے پاس جا کر نذر دو
اور وہین رہو۔ چنانچہ وہ اپنے ملک مین چلا گیا۔ رانا کیکا ہندوستان کے
مشہور راجاؤن مین تھا۔ وہ مُلک میواڑ مین حکومت کرتا تھا جب سنہ ۹۷۵ھ
مین اکبر نے قلعہ چتوڑ کو فتح کر لیا تو اُس نے ہندوارہ کے پہاڑون مین قلعہ
کوکندہ تعمیر کیا۔ ملک کنبھل آسیر پر چاروں پہاڑون مین جانب شمال اُدے پور
سے چالیس میل کے فاصلے پر واقع ہے حکومت کرتا تھا اِس نے اکبر کی اطاعت
قبول نہ کی سنہ ۹۸۳ھ مین اکبر مع فوج کے اجمیر گیا۔ جب درگاہ ایک منزل رہی

حم رانا کیکا

تو پیادہ ہوا۔ زیارت کرکے نذر و نیاز چڑھائی۔ ایک دن درگاہ مین مان سنگھ کو بھی ساتھ لے گیا دیر تک دعائین اور التجائین کین۔ اور وہین رانا مذکور پر فوج کشی کی رائے قرار پائی۔ مان سنگھ کو خطاب فرزندی کے ساتھ سپہ سالاری عنایت ہوئی۔ آصف خان میر بخشی۔ غازی خان بدخشی۔ شاہ غازی خان تبریزی۔ مجاہد خان۔ سید احمد خان۔ سید ہاشم بارہہ۔ وغیرہ کو ہمراہ جانے کا حکم ملا۔ ملا عبد القادر بدایونی۔ صاحب منتخب التواریخ غازی اور آصف خان کے پہونچانے کو اجمیر سے تین کوس تک ساتھ آئے تھے۔ اِن کے دل مین بھی جہاد کا شوق پیدا ہوا۔ اُسی وقت واپس آکر اوّل شیخ عبد النبی صدر اور اُس کے بعد نقیب خان سے بادشاہ سے اجازت دلادینے کے واسطے کہا۔ نقیب خان نے بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ نے اِنھین بُلاکر دریافت کیا۔ اور اجازت دی۔ اور رخصت کے وقت دونون ہاتھون مین اشرفیان (۵۶ھقین) بھرکر عنایت کین۔

غرضکہ راجہ مان سنگھ وہان سے روانہ ہوکر حدود اُدے پور مین داخل ہوئے۔ اور مانڈل گڈھ پر ٹھہر کر لشکر کا انتظام کیا اور بلدیو کی گھاٹی سے نکلکر گوگنڈہ پر جا پہونچے۔ رانا تین ہزار سوارون کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ اور اپنی فوج کے دو حصّے کیے۔ ایک نے ہراول شاہی پر حملہ کیا۔ دوسری نے جس مین خود رانا موجود تھا۔ قاضی خان بدخشی پر جو دہانہ روکے ہوئے تھے حملہ کیا۔ بادشاہی لشکر کے راجپوت بائین طرف سے بھاگے لیکن سادات بارہ نے نہایت شجاعت و بہادری سے رانا کو روکا۔ بہت سے بھگوڑے ایسے بھاگے کہ پانچ چھ کوس تک دم نہ لیا۔ ایک دریا بیچ مین تھا۔ اُس سے بھی پار ہوگئے۔ لڑائی جاری تھی۔ اسی عرصے مین مہتر خان نے عجب کام کیا گھوڑا اُڑاتا نقارہ بجاتا آیا۔

کہ بندگان بادشاہی یلغار کر کے آن پہونچے۔ اس منتر نے بڑا اثر کیا۔ بھاگتے ہوئے تھم گئے۔ بھاگے ہوئے پلٹ پڑے۔ اور غنیم کے پاؤن اُکھڑ گئے۔

اَب رانا نے اپنے ہاتھیون کو بادشاہی ہاتھیون سے آن ٹکرایا۔ دو ہاتھی ایک دوسرے کے مقابل ہوئے حسین خان بادشاہی فیلبان مان سنگھ کے آگے بیٹھا تھا۔ وہ گرا۔ مان سنگھ خود آگے بڑھکر مہاوت کی جگہ جا بیٹھے۔ اور اِس استقلال سے ڈٹے کہ اُس سے زیادہ کیا ہوگا۔ ایک فیلبان نے غنیم کی طرف سے رام پرشاد ہاتھی کو بڑھایا۔ یہ بڑا قوی ہیکل جنگی ہاتھی تھا۔ بہت سے نوجوانون کو پامال کر کے صفون کو چاک درچاک کر دیا۔ کمال خان فوجدار شاہی نے گجراج ہاتھی کو سامنے کیا۔ دیر تک آپس مین ریل ٹھیل رہی بادشاہی ہاتھی دب نکلا تھا کہ اِسی عرصے مین اقبال اکبری نے رام پرشاد کے مہاوت کو قضا کی گولی ماری۔ وہ گرا۔ کمال خان نے ایسا کمال دکھایا کہ سب دنگ ہو گئے۔ وہ نہایت پھرتی سے کود کر رانا کے ہاتھی پر بیٹھا اتنے مین مان سنگھ کے سوار رانا کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ رانا کے ساتھ مان سنگھ کا مقابلہ ہوا۔ اوپر تلے کئی وار ہوئے آخر رانا نہ ٹھہر سکا۔ مان سنگھ کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا۔

مُلّا عبدالقادر نے بھی اس لڑائی مین خوب تیراندازی کی۔ جب فتح کے بعد رام پرشاد ہاتھی کے ساتھ کسی سردار کے بھیجنے کی تجویز ہوئی تو آصف خان نے ملا صاحب کے واسطے کہا۔ راجہ نے ہنس کر جواب دیا کہ ابھی یہان بہت کام باقی ہے انھین چاہیئے کہ معرکہ مین ہر جگہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کرین۔ مُلّا صاحب بولے کہ یہان امامت کی کیا ضرورت ہے مین بادشاہ کی خدمت مین جا کر کرونگا۔ یہ جواب سُنکر راجہ بہت ہنسے۔ اور تین سو سوار انکے ساتھ کر کے روانہ کیا۔ اور شکار کے بہانے سے ۲۰ کوس تک انکے ساتھ آئے اور سفارشی خط لکھ کر انکے حوالہ کیا۔ یہ رام پرشاد کو لیکر فتح پور مین آئے۔ بادشاہ کے سامنے اشرفیونکا ڈھیر لگا ہوا تھا انسے لڑائی کا سب حال دریافت کیا اور دونون ہاتھو مین اشرفیان (۹۶۔ اشرفیان) بھر کر انھین مرحمت فرمائین۔

م حکیم مرزا

۹۹۰ھ مین اکبر نے راجہ مان سنگھ کو محمد حکیم مرزا کی فوج کے مقابلے کے واسطے پنجاب کو روانہ کیا محمد حکیم مرزا اکبر کا سوتیلا بھائی اور کابل کا حاکم تھا۔ اُس کا ایک ملازم معصوم خان دربار اکبری مین آکر درجہ امارت پر پہونچ گیا تھا۔ وہ بنگالہ مین دوسرے امیرون کے ساتھ باغی ہو گیا۔ اور مرزا محمد حکیم کو عرضیان بھیجکر ہندوستان کے فتح کرنے پر آمادہ کیا۔ بھولا بھالا مرزا فوج لیکر پنجاب کی طرف بڑھا۔ ادھر سے مان سنگھ شاہی فوج لیے ہوئے راولپنڈی پہونچے۔ شادمان کوکہ مرزا حکیم کے ایک دلاور سردار سے مقابلہ ہوا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ سورج سنگھ مان سنگھ کے بھائی نے ایسے حملہ ہائے مردانہ کیے کہ اُسی کے ہاتھ سے شادمان زخم کھا کر خاک ہلاکت پر گرا۔

جب مرزا نے سُنا کہ شادمان دُنیا سے ناشاد گیا تو سخت غمناک ہوا۔ اور خود لشکر لیکر چلا۔ اکبر کا حکم راجہ مان سنگھ کے نام پہونچا۔ کہ ہم خود آتے ہین۔ مرزا کو آگے بڑھنے دو۔ اور روکو مت۔ مان سنگھ حسب الحکم پیچھے ہٹتے گئے اور وہ بڑھتا ہوا لاہور تک بڑھ آیا۔ راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ معہ دوسرے سردارون کے شہر کے دروازے بند کر کے بیٹھ رہے۔ جب اکبر سرہند تک آ پہونچا۔ تو مرزا خواب غفلت سے بیدار ہو کر بھاگا۔ راجہ مان سنگھ حسب الحکم پشاور روانہ ہوئے۔ اور وہان سے شاہزادۂ مراد کے ساتھ آگے بڑھے اور کئی خونریز معرکے مار کر مرزا کو شکست دی۔ اور کابل مین داخل ہوئے پیچھے سے بادشاہ بھی پہونچے۔ مرزا کی خطا معاف کی۔ اور دوبارہ ملک بخشی کر کے چلے آئے۔ پشاور اور سرحدی ملک کا انتظام اور اختیارات راجہ مان سنگھ کے سپرد ہوے۔ راجہ نے اٹک کے کنارے پر ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ اور افغانون مین بہت اچھی رسائی پیدا کی۔ اور سرحدی افغانون کا بھی ایسا بندوبست کیا کہ سرشوری کی گردنین ڈھیلی ہو گئین۔

مہم کابل

۹۹۴ھ مین محمد حکیم مرزا نے انتقال کیا۔ بادشاہ نے راجہ مان سنگھ کے نام حکم بھیجا کہ فوراً کابل پہونچکر ملک پر قبضہ کر لو۔ جب مان سنگھ نے دریائے اٹک عبور کیا۔ بڑے بڑے سرحدی

پٹھان اور سردار سلام کو حاضر ہونے لگے۔ کابل مین پہونچکر اپنی حسن تدبیر اور لطف اخلاق سے سب کے دلون کو تسخیر کر لیا جو لوگ خیالات فاسدہ سے گمراہ ہو رہے تھے سب کو رسائی سے راہ راست پر لاکر حکمت عملی کی قید مین مسلسل کر لیا۔ اور اپنے بیٹے جگت سنگھ کو وہان چھوڑ کر بہت سے امیرون اور سردارون کے ساتھ راولپنڈی کے مقام پر اکبر کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا۔ اکبر بہت دلداری سے پیش آیا۔ پچپن لاکھ چھیاسٹھ ہزار روپیہ انعام مین دیئے۔ وظیفے اور جاگیرین مرحمت کین۔ یوسف زئی وغیرہ سرحدی علاقہ مرحمت ہوا۔ کابل کی حکومت پر اول راجہ بھگوانداس سرفراز ہوئے۔ اور جب وہ بیمار پڑے تو مان سنگھ اُنکی جگہہ روانہ کیئے گئے۔ غرضکہ کابل اور سرحدی علاقے مین ان کی خوبی لیاقت سے خوب انتظام جم گیا۔ اور عبداللہ خان اوزبک والی توران بھی انکی کامیابیون سے ایسا ڈرا کہ تحفہ ہائے شاہانہ کے ساتھ ایلچی بھیجکر عہد نامہ کر لیا۔

صوبہ داری بہار ۹۹۵ھ مین دربار مین افغانستان سے شکایتین پہونچین کہ راجپوت اہل مُلک پر زیادتیان کرتے ہین۔ اس پر اکبر نے مان سنگھ کو صوبۂ بہار مین تبدیل کر دیا۔ وہان پہونچکر انھون نے راجہ پورن مل کندھوریہ اور سنگرام وغیرہ سرکشون کو تدبیر اور شمشیر کے زور سے زیر کیا۔ اور اُن سے اطاعت کے ساتھ تحائف گران بہا لے کر ۵۴ ہاتھیون کے ساتھ دربار مین روانہ کیئے۔

۹۹۸ھ مین راجہ بھگوانداس نے لاہور مین انتقال کیا۔ بادشاہ نے خلعت تعزیت کے ساتھ فرمان خطاب راجگی۔ اسپ با زین زرین۔ اور پنجہزاری منصب کا خلعت ارسال کیا۔

مہم اُڑیسہ اسی سال راجہ نے اُڑیسہ پر چڑھائی کی۔ قتلو خان وہان کا حاکم مارا گیا۔ افغانون مین پھوٹ پڑگئی بہت سے سردار ٹوٹ کر راجہ سے آن ملے۔ جو باقی رہے اُن سے آخر مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ ملک مین اکبری خطبہ پڑھا جائیگا۔ خراج اور تحائف سالانہ پیشکش کیا کرینگے جب حکم ہوگا۔ ادائے خدمت کو حاضر ہونگے۔ غرضکہ راجہ نے ۱۵۰ ہاتھی اور بہت سے تحفہ تحائف اُن سے لے کر دربار مین ارسال کیئے۔

جب تک عیسیٰ خان زندہ رہا عہد و پیمان کا سلسلہ درست رہا۔ چند سال کے بعد نوجوان افغانون کی ہمت نے زور کیا۔ انھون نے اول جگناتھ کا علاقہ مارا۔ پھر بادشاہی ملک پر ہاتھ ڈالنے لگے۔ مان سنگھ خود عہد شکنی کے لیئے بہانا ڈھونڈھتے تھے۔ فوج جرار لے کر مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ بڑی بڑی لڑائیان ہوئین۔ بہادرون نے ہمت کے کارنامے دکھائے آخرکار مان سنگھ نے فتح پائی۔ اور ملک کو بڑھاتے بڑھاتے دریائے شور تک پہونچا دیا۔ جگناتھ کا ملک معہ بندر کے قبضے مین آگیا۔ شہر شہر مین اکبری خطبہ پڑھا گیا۔

سنہ ۱۰۰۱ھ مین جشن سالانہ کے موقع پر اکبر نے شاہزادہ خسرو کو جو جہانگیر کا بیٹا اور مان سنگھ کا بھانجا تھا منصب پنجہزاری پر سرفراز کر کے صوبۂ اڑیسہ کو جاگیر مین مرحمت کیا۔ راجہ مان سنگھ کو اتالیقی کا اعزاز بخش کر اُس کی سرکار کا انتظام بھی راجہ ہی کے سپرد کیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو بنگالہ کی صوبہ داری پر مفتخر کر کے بنگالے روانہ کیا۔ اور اُسی ملک پر اُن کی تنخواہ مجرا کر دی اسی سال کوچ بہار کے راجہ نے مان سنگھ کے دربار مین حاضر ہو کر اکبری اطاعت کا سجدہ کیا۔ بادشاہ نے اِس کے صلے مین راجہ مان سنگھ کو پرگنہ چوند انعام مین مرحمت کیا۔ صوبہداری بنگالہ

سنہ ۱۰۰۸ھ مین اکبر نے جہانگیر کو مہم رانا پر روانہ کیا۔ مان سنگھ کو بڑے بڑے امیرون کے ساتھ سپہ سالار کر کے ہمراہ کیا۔ بنگالہ کی حکومت جگت سنگھ اُس کے بیٹے کو اور اُس کے مرنے کے بعد مان سنگھ جگت سنگھ کے بیٹے کو مرحمت کی۔ افغانون نے اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور بغاوت کر کے بھدراک کے مقام پر بادشاہی فوج کو شکست دی۔ اور چارون طرف پھیل کر بنگالہ کا بہت سا حصہ دبا بیٹھے۔ جہانگیر اِس مہم پر جانا نہ چاہتا تھا جب یہ حال سُنا۔ رانا کی مہم ملتوی کر کے مان سنگھ کو بنگالہ روانہ کر دیا۔ اور خود الہ آباد پہونچکر عیش کی بہارین لوٹنے لگا۔ اکبر اُس وقت قلعہ آسیر کے محاصرہ مین مصروف تھا جب یہ حال سُنا۔ خیال کیا کہ شاہزادہ کا اِس مہم سے واپس آنا۔ مان سنگھ کی ترغیب سے ہوا ہے۔ اِس خیال سے اُسے بہت رنج ہوا مگر کچھ نہ بولا۔ بغاوت بنگالہ

مان سنگھ نے بنگالہ پہونچکر جا بجا فوجین روانہ کین۔ اور تدبیر اور شمشیر کے زور سے ایک عرصے کے بعد بغاوت کی آگ بجھائی۔ اور ڈھاکہ مین آکر خاطر جمع سے حکمرانی کرنے لگے۔

سنہ ۱۰۱۳ھ مین شاہزادہ خسرو کو دہ ہزاری منصب ملا۔ مان سنگھ بدستور اتالیقی کی خدمت پر سرفراز رہکر منصب ہفت ہزاری ذات شش ہزار سوار پر مفتخر ہوئے۔ اب تک کوئی ہندو مسلمان امیر پنجہزاری منصب سے آگے نہین بڑھا تھا۔ پہلے پہلے یہ اعزاز اسی نیک نیت راجہ کو حاصل ہوا۔

اُمرائے اکبری مین راجہ مان سنگھ اور خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش کو اکبر کے بعد شاہزادہ خسرو کی بادشاہت کا بڑا ارمان تھا۔ خسرو راجہ مان سنگھ کا بھانجا۔ اور خان اعظم کا داماد تھا۔ خان اعظم تو اس آرزو مین ایسے مست تھے کہ اپنے رازدارون سے اکثر کہا کرتے تھے "کہ کاش ایک کان مین کوئی کہے کہ خسرو بادشاہ ہوگیا۔ اور دوسرے کان مین حضرت عزرائیل موت کا پیغام دے دین۔ اگر ایک مرتبہ خسرو کی بادشاہت کی خبر سُن لون تو مجھے مرنے کا افسوس ہوگا" راجہ مان سنگھ کا اگرچہ یہ حال نہ تھا مگر درپردہ وہ بھی اسی کوشش مین مصروف تھے۔ اکبر کو بھی یہ سب خبرین تھین۔ مگر جہانگیر کے ساتھ اُسے محبت نہین بلکہ عشق تھا جب سنہ ۱۰۱۴ھ مین بیمار پڑا مان سنگھ اور خان اعظم دونون دربار مین موجود تھے۔ اور دونون کے آدمی ہتھیار بند چارون طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اکبر نے بعض خیرخواہان سلطنت سے مشورہ کرکے یہی مناسب سمجھا کہ مان سنگھ کو بنگالہ ٹالنا چاہیئے۔ چنانچہ اُسی حالت مین راجہ مان سنگھ کو خلعت رخصت مرحمت کرکے حکم دیا۔ کہ بنگالے چلے جاؤ باوجود اس کے کہ ۲۰ ہزار لشکر جرار اُن کی ذات خاص کا نوکر تھا۔ اور تمام قوم کچھواہہ اور رہبت سے ہندو مسلمان سردار اُن کے ذرا سے اشارے پر مارنے مرنے پر مستعد ہو سکتے تھے مگر انھون نے اپنے آقا کی خوشی پر اپنی آرزو کو نثار کر دیا۔ اور خسرو کو لے کر بنگالہ روانہ ہو گئے۔ خان اعظم نے جب سُنا کہ مان سنگھ معہ خسرو کے بنگالہ جاتے ہین اُسی وقت اپنے قبائل کو اُن کے گھر بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا کہ اب میرا بھی یہان رہنا مناسب نہین۔ راجہ نے

جواب دیا کہ دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اس وقت مین تمسے جدا نہون۔ مگر مجبور رہون۔

اکبر کی وفات اور جہانگیر کی تخت نشینی

بدھ کے دن ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ کو اکبر نے ۶۴ برس کی عمر مین دنیا سے انتقال کیا۔ اور شاہزادہ سلیم جہانگیر کے لقب سے تخت سلطنت پر بیٹھا جشن تخت نشینی کے موقع پر سب اُمرا دربار مین طلب ہوئے۔ مان سنگھ بھی بنگالے سے آئے۔ جہانگیر کی یہ بات قابل تعریف ہے کہ پہلی باتون کو دل سے بھلادیا۔ خود لکھتا ہے کہ "راجہ مان سنگھ کو کہ جو میرے باپ کے وفادار اور معتبر امیرون مین تھا بدستور سابق صوبہ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ اُس نے بعض باتین ایسی کی تھین کہ اپنے حق مین اس عنایت کی امید نہ رکھتا تھا۔ پھر بھی خلعت چارقب شمشیر مرصع۔ اسپ خاصہ بازین زرین مرحمت فرماکر بنگالہ کو جو پچاس ہزار سوارون کی جگہ ہے روانہ کیا۔"

بغاوت شاہزادہ خسرو۔

چند مہینے بعد شاہزادہ خسرو باغی ہوگیا۔ جہانگیر کو مان سنگھ اور خان اعظم کی طرف سے شبہہ ہوا۔ مگر نہ تو عالی حوصلہ بادشاہ نے مان سنگھ کے کاروبار مین کوئی تغیر کا اثر ظاہر کیا۔ نہ فرزانۂ روزگار راجہ نے کوئی ایسی بات کی جس سے کسی قسم کی بیوفائی کے الزام کا مرتکب سمجھا جاتا۔

آخر سال ۲ جلوس مین راجہ مان سنگھ بنگالہ سے طلب ہوکر دربار مین حاضر ہوئے۔ اس موقع پر جہانگیر نے لکھا ہے "راجہ مان سنگھ نے قلعہ رہتاس سے جو ولایت پٹنہ اور بہار مین واقع ہے آکر ملازمت کی۔ چھ سات فرمان گئے جب آیا۔ وہ بھی خان اعظم کی طرح منافقون اور اس سلطنت کے پُرانے پاپیون مین سے ہے۔ جو انھون نے مجھ سے کیا اور جو مجھ سے اِن کے ساتھ ہوا۔ خدائے رازدان بخوبی جانتا ہے کہ کوئی کسی سے اس طرح گذارہ نہین کرسکتا۔ راجہ نے سو ہاتھی نر و مادہ پیشکش گذرانے۔ ایک بھی اس قابل نہ تھا کہ فیلان خاصہ مین داخل ہوسکے۔ چونکہ یہ میرے باپ کے بنائے ہوئے نوجوانون مین سے ہے۔ اِس لیئے مین اُس کی خطائین اُسکے منہ پر نہ لایا۔ اور عنایات بادشاہانہ سے سرفراز کیا۔"

مہم دکن اور وفات

خانخانان وغیرہ اُمرائے بادشاہی مہم دکن مین کارنامے دکھا رہے تھے۔ راجہ مان سنگھ کو بھی میدان کارزار مین شجاعت و بہادری کے دکھانے کا پھر جوش پیدا ہوا۔ اول رخصت

حاصل کر کے وطن گئے۔ پھر جہانگیر سے عرض کر کے دکن پہونچے۔ دو برس تک وہان خدمتین بجا لائے اور ۱۰۳۳ھ مین وہین اس ناپائدار سے کوچ کر گئے۔

اولاد | راجہ مان سنگھ کی پندرہ سو رانیان تھین۔ جب سرگباش ہوئے تو ساٹھ رانیون نے ستی ہو کر اُن کے ساتھ رفاقت کا حق ادا کیا۔ ہر ایک رانی سے ایک ایک دو بچے ہوئے مگر بچپن ہی مین مرتے گئے۔ جگت سنگھ۔ ہمت سنگھ۔ درجن سنگھ۔ سبل سنگھ۔ سکت سنگھ۔ سگت سنگھ۔ بھاؤ سنگھ۔ جوانی کو پہونچے۔ مگر سب اِن کو داغ مفارقت دے کر ان کے سامنے ہی چل بسے۔ صرف بھاؤ سنگھ کو جیتا چھوڑا۔ جگت سنگھ اور بھاؤ سنگھ کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

ہمت سنگھ | ہمت سنگھ بنگالہ مین باپ کے ساتھ تھا۔ ۱۰۰۵ھ مین امتلا سے اسہال اور اسہال سے بدحال ہو کر انتقال کیا۔ ہچکی لگ گئی تھی۔ اسی مین جان نکل گئی۔ شیخ ابوالفضل اکبرنامہ مین لکھتے ہین "جوان مرد تھا۔ انتظام اور سربراہی کی لیاقت سرشت مین تھی۔ موقع وقت پر چوکتا نہ تھا۔ اُسکے مرنے سے تمام فوج کچھواہہ مین کہرام مچ گیا۔ بادشاہ کی دلداری نے زخمون پر مرہم رکھا۔ سب کی تسلی ہو گئی۔"

درجن سنگھ | درجن سنگھ شاہی ملازمت مین منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔ بنگالہ مین باپ کے ساتھ متعین تھا۔ ۱۰۰۵ھ مین عیسیٰ خان افغان نے بغاوت کی۔ مان سنگھ نے درجن سنگھ کو بغاوت فرو کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ سردارون مین ایک نمک حرام غنیم سے مل گیا۔ اور خبر دیتا رہا۔ دشمن ایک جگہ بے خبر آن پڑا۔ سخت لڑائی ہوئی۔ درجن سنگھ بہت سے ہمراہیون کے ساتھ مارا گیا۔

سبل سنگھ | سبل سنگھ ۴۸ جلوس تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا۔

سکت سنگھ | سکت سنگھ بھی ملازمان شاہی مین منسلک اور ۴۸ جلوس تک منصب چارصدی پر سرفراز تھا۔

سگت سنگھ | سگت سنگھ یہ بھی شاہی ملازمت مین داخل۔ اور ۴۸ جلوس تک منصب دوصدی پر

سے مفتخر تھا۔

راجہ مان سنگھ کا اخلاق اور عادات

راجہ مان سنگھ بہت خوش اخلاق۔ نہایت ملنسار۔ اور شگفتہ مزاج تھے۔ سب سے بے تکلفی سے باتین کرتے اور خُلق ومحبت کے موتی پروکر اپنے دلربا اور دلفریب کلام سے غلام بنا لیتے تھے۔ مذہب کے پابند اور احکام مذہبی کو خلوص دل سے بجا لاتے تھے۔ جب اکبر کے دربار مین دین الٰہی اکبر شاہی کا سوانگ بنا۔ اور خوشامدیون نے دین کو دنیا پر نثار کرنا شروع کیا۔ ایک رات بعض اُمورات سلطنت کی نسبت جلسۂ مشورت قائم تھا۔ مان سنگھ بھی جلسہ مین موجود تھے۔ اکبر نے اسی جلسہ مین حاجی پور پٹنہ انھین جاگیر مین مرحمت کیا۔ جلسہ ختم کرنے کے بعد اکبر مان سنگھ کو ٹٹولنے لگے۔ کہ دیکھو یہ بھی مریدون مین آتا ہے یا نہین۔ تقریر کا سلسلہ اس طرح چھیڑا کہ جب تک وہ چار باتین نہین ہوتین اُسوقت تک اخلاص کامل نہین ہوتا راجہ نے صاف اور بے تکلف جواب دیا "کہ حضور اگر مریدی سے جان نثاری مراد ہے۔ تو آپ دیکھتے ہین کہ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہین۔ امتحان کی حاجت نہین۔ اگر کچھ اور ہے۔ اور حضور کی مراد مذہب سے ہے تو ہندو ہون فرمائیے تو مسلمان ہوجاؤن۔ اور راستہ جانتا نہین کہ کونسا ہے۔" اکبر سمجھ گئے کہ یہ قابو مین نہین آئے گا۔ باتون باتون مین ٹال گئے۔

اُنھین تعصب نام کو نہ تھا۔ ہر مذہب وملّت کے لوگونسے ایسے خلوص و اخلاص سے ملتے تھے کہ کسی طرح کی دوئی نہ معلوم ہوتی تھی۔ ہر مذہب کے فقرائے صاحب کمال سے ملتے تھے۔ بنگالہ کے سفر مین منگیر کے مقام پر شاہ دولت نامے ایک بزرگ کے اوصاف وکمالات سُنکر اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ دیر تک ملاقات رہی شاہ صاحب راجہ کی پاکیزہ اور سنجیدہ گفتگو سے بہت خوش ہوئے۔ باتون باتون مین بولے "کہ مان سنگھ باوجود اِس عقل ودانش کے مسلمان کیون نہین ہوجاتے۔" راجہ نے جواب دیا کہ خدا کے کلام مین خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِم آیا ہے۔ اگر آپ کے فیض باطنی سے یہ خدائی مُہر ٹوٹ جائے تو بندہ مسلمان ہونے کو حاضر ہو۔

سلہ راجہ بیربر کا حال دیکھو۔ ۱۲۔ سلہ پارۂ اوّل ترجمہ مُہر کردی اللہ نے اُن کے دِلون پر۔ ۱۲۔

اس کے بعد ایک مہینے تک اُس جگہ قیام کیا۔ اور روزانہ شاہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوتے رہے۔

راجہ کے دربار مین ایک مرتبہ ایک سید صاحب اور ایک مہاتما برہمن مین مذہبی بحث چھڑ گئی۔ دونون اپنے اپنے مذہب کو ایک دوسرے کے مذہب پر ترجیح دیتے تھے۔ آخر مین اس بات پر تصفیہ ہوا۔ کہ جو راجہ صاحب کہدین وہ صحیح۔ مان سنگھ نے کہا کہ اگر مین مذہب اسلام کو ترجیح دون۔ تو تمام لوگ بادشاہ وقت کی خوشامد پر محمول کرین گے۔ اگر اس کے برعکس رائے دون تو اپنے مذہب کی جانب داری سمجھی جائے گی۔ دونون کو راجہ کے تصفیہ پر پورا اطمینان تھا۔ پیچھے پڑ گئے۔ مان سنگھ نے کہا کہ مجھے علم نہین جو ایسے مذہبی معاملے مین گفتگو کرسکون مگر ایک بات دیکھتا ہون۔ کہ ہندون مین کیسا ہی گُنوان پنڈت۔ دھیانی فقیر ہو۔ جب مر گیا۔ تو جل گیا۔ خاک اُڑ گئی۔ رات کو وہان جاؤ تو آسیب کا خطر ہے۔ اسلام مین جس شہر یا قصبہ یا گاؤن مین گذرو۔ کوئی بزرگ پڑے سوتے ہین چراغ جلتے ہین۔ پھول مہک رہے ہین۔ چڑہاوے چڑھتے ہین۔ لوگ اُن کی ذات سے فیض پاتے ہین۔

غرضکہ راجہ نے مذہبی اور ملکی معاملات مین ہمیشہ حافظ مرحوم کے اس شعر پر اپنا عملدرآمد رکھا ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام　　با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام

جس طرح اُنکی سرکار مین ہندو اعلیٰ مناصب پر ممتاز تھے۔ اُسی طرح بہت سے مسلمان جن مین حضرت سیدنا ابوالعلیٰ صاحب قدس سرہٗ بانی خاندان ابوالعلائیہ سے بزرگ بھی شامل تھے اُنکی رفاقت مین اعلیٰ اعلیٰ عہدون پر سرفراز تھے۔

سخاوت

راجہ مان سنگھ سخاوت مین بے نظیر تھے۔ اُنکی عالی ہمتی اور دریادلی کے افسانے بہت مشہور ہین۔ اُنکی بہاٹ کی سرکار مین سو ہاتھی فیلخانے مین جھومتے تھے۔ اُن کے دربار مین ہر فن کے صاحب کمال موجود تھے۔ اور نہایت عزت وعظمت اور خوشحالی سے بسر کرتے تھے۔

جہانگیر کے عہد مین جب ہم دکن پر گئے تو خانجہان لودی سپہ سالار تھے۔ پندرہ پنجہزاری امیر صاحب عَلَم و نقارہ موجود تھے۔ چارہزاری سے پانصدی تک ایک ہزار منصبدار اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ کمربستہ موجود تھے۔ بالاگھاٹ کے مقام پر لشکر شاہی کو سخت تکلیف پیش آئی۔ ملک مین قحط پڑ گیا۔ رسد بند ہونے لگی۔ سب امیر روز جمع ہوتے۔ مشورے ہوتے مگر کوئی نقشہ نہ جمتا تھا۔ ایک دن جلسہ مین مان سنگھ کھڑے ہو کر بولے کہ اگر مین مسلمان ہوتا تو ایک وقت تم سب صاحبون کے ساتھ کھانا کھایا کرتا۔ اب کہ ڈاڑھی سفید ہو گئی ہے۔ کچھ کہنا مناسب نہین ہے۔ ایک پان ہے۔ آپ صاحب قبول فرمائین۔ سب سے پہلے خانجہان نے دلداری کا ہاتھ سینے پر رکھا۔ اِس کے بعد اور امیرون نے بھی قبول کیا۔ اُسی دن سے سو روپیہ روز پنجہزاری کو اور اسی حساب سے کل منصبدارون کو تقسیم کرنا شروع کیا۔ ہر شخص کے واسطے علیحدہ علیحدہ تھیلیون مین روپیہ بند کر کے اُس کی سرکار مین بھیجدیا جاتا تھا۔ ہر تھیلی پر اُس امیر کا نام جسکے یہان وہ تھیلی روانہ کیجاتی تھی لکھا ہوتا تھا۔ تین چار مہینے تک یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ اِس کے علاوہ اپنے وطن آنبیر سے غلہ منگوا کر وہین کے نرخ سے لشکر مین فروخت کیے جانے کا انتظام کر دیا۔ بنجارون نے رسد کا تانتا لگا رکھا تھا۔ لشکر کے بازار مین ہر شے کے انبار لگے رہتے تھے۔ سب سپاہیون کو ایک وقت کا کھانا راجہ کی سرکار سے مفت ملتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کی رانی کنور بڑی عقلمند اور منتظم بی بی تھین۔ یہ سب انتظام اُن کے سپرد تھا۔ وہ گھر مین بیٹھی ہوئین سب انتظام کرتی تھین۔ یہان تک کہ کوچ اور مقام کے موقع پر مسلمانون کے لیئے حمام اور مسجد کی وضع کے خیمے بھی تیار ملتے تھے۔

شجاعت — راجہ مان سنگھ کی شجاعت اور ملک گیری کے کارنامے اوپر بیان ہو چکے ہین۔ مُلّا شیدی نے ایک موقع پر اُن کے نسبت خوب زمزمہ سنجی کی ہے۔ ؎

شہا فرمان فرستادی بہ راجہ — کہ سازد ہندوان کوہ را رام

چنان رونق گرفت از عدل تو دین — کہ ہندو میزند شمشیر اسلام

مذاق ایک دن راجہ مان سنگھ اور خانخانان مرزا عبد الرحیم شطرنج یا چوپڑ کھیل رہے تھے۔ شرط یہ ہوئی
کہ جو ہارے وہ جیتنے والے کی فرمائش کے بموجب ایک جانور کی بولی بولے۔ خانخانان کی بازی
دبنی شروع ہوئی۔ مان سنگھ نے ہنسنا شروع کیا۔ اور کہا کہ بلی کی بولی بلواؤن گا۔ خانخانان اول
تو ہمت کیئے گئے آخر چار پانچ چالون کے بعد مایوس ہوگئے۔ مگر بڑے چالیئے تھے۔ گھبرا کر اُٹھنا چاہا
اور کہا "آئے ہا۔ از خاطر رفتہ بود۔ خوب شد کہ حالا ہم بیاد آمد" مان سنگھ نے کہا۔ "کُجا کُجا" خانخانان
بولے "ہما بنانی چیزے فرمودہ بودند۔ حالا یادم آمدہ۔ بروم کہ زود تر سرانجامش کنم" اور
اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راجہ نے دامن پکڑ لیا۔ اور کہا "خوب است صدائے پشک بکنید و
بروید" خانخانان نے کہا "شما دامنم بگزارید مے آیم۔ مے آیم" وہ بھی ہنس پڑے
یہ بھی ہنس پڑے واہ کیا بات ہے۔ اپنی بات کہی۔ اور حریف کی بات پوری کردی۔

یادگارین اُڑیسہ فتح ہونے کے بعد مشرقی حصہ سُندربن مین اُس پرفضا مقام آک محل مین
جسے شیرشاہ نے اپنے زمانے مین اپنی گلگشت اور تفریح کے واسطے نامزد کیا تھا۔ راجہ
مان سنگھ نے ایک شہر کا بنیادی پتھر رکھا۔ شہر کو بسا کر اکبر نگر۔ اور قلعہ تعمیر کرا کر سلیم نگر نام رکھا
راج محل جو راجہ کی نیک نیتی سے راج محل کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور اس وقت تک موجود ہے
بنگالہ۔ کشمیر۔ آگرہ مین اُنھون نے بہت سی نفیس عمارتین اور باغات اپنی امیرانہ
یادگار سے چھوڑی تھین۔ کشمیر کی عمارت کی تعریف جہانگیر نے توزک جہانگیری اور آگرہ کے
کٹرہ راجہ مان وغیرہ کی تعریف منشی سیل چند نے اپنی تاریخ آگرہ مین کی ہے۔ مگر افسوس
کہ اب اُن کے نشانات اوراق تاریخ پر ہی باقی رہ گئے ہین۔

خطاب مرزا۔ راجہ کی اصلیت۔ خاندان چغتائیہ مین عام طور سے شاہزادے میرزا کے خطاب سے موسوم ہوتے
تھے۔ چونکہ اکبر خانگی اُمورات اور کل کاروبار مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ بیٹون کیطرح
برتاؤ کرتا تھا۔ اِس وجہ سے پیار سے جس طرح خانخانان کو مرزا خان۔ خان اعظم کو مرزا عزیز
کہتا تھا۔ اسی طرح مان سنگھ کو مرزا راجہ کہکر پکارتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خطاب اِس خاندان

کے واسطے مخصوص ہو گیا۔ اکبر کے بعد جہانگیر نے بھاؤ سنگھ اور شاہجہان نے جے سنگھ کو اس خطاب سے موصوف کیا۔ عالمگیر کے عہد مین جے سنگھ کو زیادہ عروج ہوا۔ اُس نے اس نام کی عزت کر کے اور اُسے خطاب کے رتبہ پر پہونچا کر بجے سنگھ کو جے سنگھ کے خطاب سے مفتخر کیا۔

راجہ مدھکر ساہ بُندیلہ

راجہ مدھکر ساہ بُندیلہ

قوم بندیلہ کی وجہ تسمیہ

بُندیلے کے راجپوتون کا اصلی وطن کاشی (بنارس) تھا۔ وہان سے ترک سکونت کر کے کھیراگڈھ کٹک مین جو کھیرواڑ کے نام سے مشہور ہے سکونت اختیار کی۔ مدت تک وہان رہے۔ وہان سے ایک شخص مسمیٰ کاشی راج نے جو راجہ مدھکر سے بیس پشت پہلے تھا وہان کی سکونت چھوڑ کر اُس ملک مین سکونت اختیار کی جو اب بندیلکھنڈ کے نام سے مشہور ہے۔ یہان اُس کے خاندان نے بندواسی دیبی کی ایسی سیوا کی کہ اُس کی مناسبت سے عوام مین بُندیلے کے نام سے مشہور ہو گئے۔

راجہ پرتاب بانی اوندچھ

اِس خاندان کے لوگ پہلے زمانے مین کچھ مال واسباب اور شان وشوکت نہ رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ چوری اور راہزنی مین زندگی بسر کرتے تھے۔ جب راجہ پرتاب بانی اوندچھ (اُرچھا) کا زمانہ آیا۔ اِس خاندان کو نہایت عظمت اور شان وشوکت حاصل ہوئی۔ وہ اکثر شیر شاہ اور سلیم شاہ سے سرتابی کرتا رہا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کا بڑا بیٹا راجہ بھارتھ چند گدی نشین ہوا۔ اور جب وہ لاولد مر گیا تو چھوٹا بھائی راجہ مدھکر ساہ گدی پر بیٹھا۔ اِسنے نہ صرف اپنے ملک کا عمدہ بندوبست کیا۔ بلکہ شجاعت و دانائی اور حیلہ سازی سے قرب وجوار کے علاقون کو فتح کر کے ایک عظیم الشان لشکر اکٹھا کر لیا۔ اکبر نے اِس کی سرکوبی کے واسطے کئی مرتبہ لشکر بھیجا۔ جب شاہی لشکر اس کے ملک مین پہونچتا تو تنگ ہو کر اطاعت قبول کر لیتا۔ پھر جب کبھی موقع پاتا گڑ بیٹھتا۔ اس نے اپنی تمام عمر اسی پریشانی مین بسر کی۔ اور

سنہ ۱۰۰۰ھ مین مرگیا۔ مہاراجہ نرسنگھ دیو اور رام چند دو بیٹے تھے۔ مہاراجہ نرسنگھدیو کا حال علیحدہ قلمبند کیا جائے گا اور رام چند کا حال راجہ بھارت اُس کے پوتے کے حال مین لکھا جاچکا ہے۔

مادھو سنگھ کچھواہا

مادھو سنگھ کچھواہا

راجہ بھگوان داس کا چھوٹا بیٹا۔ اور راجہ مان سنگھ کا بھائی تھا۔ گجرات کی مشہور یلغار مین اکبر کے ساتھ جان نثاری کے واسطے مستعد تھا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین بادشاہ کے ساتھ صوبۂ بنگالہ کی مہم مین شریک ہوا۔ سنہ ۲۱ مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم رانا کیکا پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی تادیب پر مامور ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس مین مہم کشمیر مین شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ اُس کی دلاوری بادشاہ کے منقوش خاطر ہوگئی۔ اس کے بعد تھانہ لنگر کی حکومت پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب ۱۵۰۰ ہزار و پانصدی پر ممتاز تھا۔ سنہ ۴۲ جلوس مین منصب ۳۰۰۰ سہ ہزاری ذات۔ ۲۰۰۰ دو ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ شتر سال مادھو سنگھ کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا جاچکا ہے۔

راجہ جہان سنگھ کچھواہا

راجہ جہان سنگھ کچھواہا

راجہ جگت سنگھ کا بیٹا۔ اور راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا۔ سنہ ۱۰۰۶ھ مین بچپن ہی مین باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اکبر کو بھی بہت رنج ہوا۔ اور بچپن ہی مین باپ کی جگہ یعنی صوبۂ بنگالہ کی حکومت پر سرفراز کردیا۔ اور پرتاب سنگھ برادر راجہ مان سنگھ کو اتالیق مقرر کرکے بنگالہ روانہ کیا۔ سرشور افغانون نے جو موقع کی تاک مین رہتے تھے۔ اِس موقع کو غنیمت سمجھا۔ اور جہان سنگھ کو نابالغ اور پرتاب سنگھ کو ناقابل سمجھکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ جہان سنگھ جرأت کرکے آگے بڑھا۔ نوجوانی کی دوڑ تھی ٹھوکر کھائی۔ اور باغیون نے مقام بھدرک پر بادشاہی فوج کو

شکست دیکر بنگالہ کا بہت بڑا حصہ دبا لیا۔ راجہ مان سنگھ نے مہم رانا سے واپس آکر اِس بغاوت کو فرو کیا۔[1]

سنہ ۵۰ جلوس اکبری تک منصب دو ہزاری (۲۰۰۰) سے سرفراز تھا۔ سنہ ۲ جلوس جہانگیری میں رام داس کی اتالیقی میں مہم بنگش پر متعین ہوا۔ سنہ ۵ جلوس میں عَلم مرحمت ہوکر بکرماجیت زمیندار باندھو کی تنبیہ پر مامور ہوا۔ سنہ ۶ جلوس میں منصب پانصدی ذات۔ پانصد سوار کا اضافہ ہوا۔

سنہ ۱۰۲۳ھ میں راجہ مان سنگھ نے وفات پائی۔ کچھواہہ خاندان کے رسم وراثت کے بموجب جانشینی کا حق مہان سنگھ کو پہونچتا تھا۔ لیکن جہانگیر کی بھاؤ سنگھ پر خاص نظر عنایت تھی لہذا بھاؤ سنگھ کو راجہ مان سنگھ کا جانشین مقرر کیا۔ اور مہان سنگھ کی دلداری کے لئے اُس کے منصب میں پانصدی کا اضافہ کرکے گڈہ کا ملک انعام میں مرحمت کیا۔ سنہ ۹ جلوس میں خطاب راجگی کے ساتھ عَلم و نقارہ عطا ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس میں منصب سہ ہزار و پانصدی (۳۵۰۰) سے مفتخر ہوکر مہم دکن میں متعین ہوا۔ سنہ ۱۰۲۶ھ ۱۲ جلوس میں بالاپور کے مقام پر کثرت شراب نوشی سے بیمار رہوکر ۳۲ برس کی عمر میں عدم آباد کو سدہارا۔

جے سنگھ اُس کا بیٹا تھا۔ جو راجہ مان سنگھ کے بعد اس خاندان کا نام روشن کرنیوالا ہوا۔ اُس کا حال علیحدہ قلمبند ہوچکا ہے۔

رائے منوہر داس کچھواہا (مرزا محمد منوہر)

رائے منوہر داس کچھواہا مرزا محمد منوہر

رائے لون کرن کا بیٹا تھا۔ بڑا حسین۔ اور ذہین اور نیک سیرت جوان تھا۔ جس طرح کہ آج ہمارے زمانے میں حاکم وقت کی تقلید میں اکثر لوگ اپنے ناموں کے ساتھ انگریزی حروف لگاکر رام پرشاد متراکے بجائے۔ آر۔ پی۔ مترا۔ یا سید احمد سعید کی جگہ ایس۔ اے سعید

[1] راجہ مان سنگھ کے حال میں دیکھو ۱۲

لکھتے ہین اور فخر کرتے ہین اسی طرح مسلمانون کے عہد مین لوگ اُن کے نامون کی تقلید کرتے تھے۔ چنانچہ راے لون کرن نہایت فخر سے ہمیشہ اپنے بیٹے کو مرزا محمد منوہر کہکر پکارا کرتا تھا۔

شہنشاہ اکبر کی اس نوجوان پر خاص نظر شفقت تھی۔ ۲۲ سنہ جلوس مین جبکہ اجمیر کے راستے مین قصبہ آنبیر مین مقام تھا کسی امیر نے تذکرہ کیا۔ کہ قصبۂ آنبیر کے قریب جہان اب موضع موتھان آباد ہے۔ ایک بڑا پرانا شہر اُجڑا پڑا ہے۔ اکبر نے خود جاکر اُس مقام کو دیکھا اور حکم دیا کہ یہ شہر از سرنو آباد کیا جائے۔ اُسی وقت اپنے ہاتھ سے بنیاد کا پتھر رکھا۔ ایک قلعہ۔ عالیشان عمارتین باغات۔ چوپڑ کے بازار۔ چاردیواری وغیرہ کے بنائے جانیکا حکم دیکر تھوڑا تھوڑا کام سب امیرون کو تقسیم کردیا۔ اور ایسی کوشش کی کہ صرف آٹھ دن مین نہ صرف کل عمارتین ہی تیار ہوگئین بلکہ رعایا بھی اِدھر اُدھر سے آکر آباد ہوگئی۔ چونکہ یہ مقام راے لون کرن کی زمینداری مین واقع تھا۔ لہذا اکبر نے اُس کے بیٹے راے منوہرداس کے نام پر اُس کا نام منوہر پور رکھدیا۔ اور وہان کی حکومت پر راے منوہرداس کو سرفراز کیا۔

جہانگیر نے تخت نشین ہوکر شاہزادہ پرویز کے ساتھ مہم رانا امر سنگھ پر مامور کیا۔ سنہ ۱ جلوس مین منصب ہزاری و پانصدی ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد صوبۂ دکن مین متعین ہوا۔ اور وہین سنہ ۱۱ جلوس مین انتقال کیا۔

منوہرداس فارسی مین اچھی لیاقت رکھتا تھا۔ جہانگیر اُسکی نسبت لکھتا ہے ”منوہر کہ از قوم کچھواہیان سیکھاوٹ است۔ و پدر من در خورد سالی باو عنایت بسیار میکردند۔ فارسی زبان بوده با آنکہ از وتا بہ آدم ادراک فہم بہیچ یکے از قبیلہ او نمیتوان کرد۔ خالی از فہمے نیست۔ و شعر فارسی میگوید این بیت از وست۔“ ؎

غرض ز خلقتِ سایہ ہمین بود کہ کسے	بنورِ حضرتِ خورشید پائے خود ننہد

مُلّا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ مین لکھتے ہین ”مرزا منوہر نے بڑے شاہزادہ

(جہانگیر) کی خدمت مین نشو و نما پائی ہے۔ بڑا حسین و ذہین اور قابل جوان ہے طبیعت اُسکی بہت موزون ہے۔ توسنی تخلص اور یہ شعر اُس کے ہین :"

شیخ مستغنی بہ دین و برہمن مغرورِ کفر — مستِ حسنِ دوست را با کفر و ایمان کار نیست

ولہ

بے عشق تو در جگر لباب نارست — بے درد تو در سرم سراسر خارست

بتخانہ و کعبہ ہر دو نزدم کفرست — ما را بہ یگانگیِ ایزد کارست

ولہ

توسنی بردہ سمند شوق در میدان عشق — میرسی الیٰن بہ مقصد رہبرت چون اکبرست

صاحب مآثر الامرا نے یہ بیت انتخاب کی ہے۔

یگانہ بودن و یکتا شدن ز چشم آموز — کہ ہر دو چشم جدا و جدا نمی نگرند

رائے مَنوہرداس کے بیٹے پرتھی چند کو جہانگیر نے باپ کی وفات کے بعد منصب پانصدی ذات ۔ ۳۰۰ صد سوار پر سرفراز کر کے منوہر پور کی حکومت سے سربلند کیا ۔ ۱۲ سنہ جلوس مین خطاب رائے سے مفتخر کر کے منصب پانصدی ذات ۔ چہار صد سوار پر ممتاز کیا ۔ ۱۳ سنہ جلوس مین منصب ہفت صدی پر سرفراز کر کے راجہ بکرماجیت کے ساتھ مہم کانگرہ پر مامور کیا۔ رائے پرتھی چند

پرتھی چند کے دو بیٹے تھے تلوک چند جس کا حال علیحدہ تحریر ہوا ہے ۔ اور ہیم چند یہ شاہجہان کے عہد مین منصب شش صدی ذات ۔ چہار صد سوار پر سرفراز تھا ۔ ۱۹ سنہ جلوس کی مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔ ہیم چند

رائے مانی داس

جہانگیر کے عہد مین محلات کا داروغہ تھا ۔ ۱۴ سنہ جلوس مین خطاب رائے سے مفتخر ہو کر منصب شش صدی پر سرفراز ہوا ۔ کاردان اور عمدہ اہلکار تھا ۔ شاہجہان کے عہد مین منصب

ہزاری پر ممتاز ہوکر خدمتِ دیوانی تن کا خلعت مرحمت ہوا۔
دیوان تن دیوان تنخواہ کو کہتے تھے۔ سلطنتِ مغلیہ مین دیوان کل (وزیراعظم) کے دو نائب ہوتے تھے۔ ایک دیوانِ تن۔ اور دوسرا دیوان خالصہ کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ پہلے کے متعلق تمام ممالک محروسہ کے ملازمان اور جاگیرداران کی تنخواہ کا حساب کتاب تھا دوسرے کے متعلق خالصہ شریفہ کا دفتر رہتا تھا۔ وزیراعظم کے بعد یہ دونون عہدے بہت معزز سمجھے جاتے تھے۔
رائے مانی داس اپنی زندگی بھر اس عہدے پر سرفراز رہا۔ ۳۰ جلوس شاہجہانی مین انتقال کیا۔

راجہ مان سنگھ

راجہ مان سنگھ

جہانگیر کے عہد مین منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر سرفراز اور خطاب راجگی سے موصوف تھا۔ ۱۱ جلوس مین جہانگیر نے شیخ فرید کو قلعۂ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ مان سنگھ کو اُس کے ہمراہ تعینات کیا۔ شیخ فرید نے ایام محاصرہ قلعۂ کانگڑہ مین انتقال کیا۔ اِس موقع پر مان سنگھ نے نہایت عقلمندی سے شاہی فوج کو منتشر نہونے دیا۔ اور اپنی حُسن تدبیر سے مہم کا خاتمہ صلح اور صفائی سے انجام کو پہونچایا۔ اور راجہ کانگڑہ کے بیٹے کو جس کی عمر ۱۹ برس کی تھی اپنے ساتھ لیکر دربار مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اِس حُسن خدمت کے صلے مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر کرکے اور دوبارہ سپہ سالار بنا کر قلعہ کانگڑہ کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا۔ رخصت کے وقت خلعت کے علاوہ انعام و اکرام سے سرفراز کیا۔
جب مان سنگھ فوج لیئے ہوئے لاہور پہونچا تو سُنا کہ سنگرام پہاڑی راجہ نے اُسکی جاگیر کے چند دیہات پر قبضہ کرلیا ہے۔ مان سنگھ کو یہ حال سُن کر تاب نہ رہی۔ اُسی وقت سنگرام کی طرف چڑھ دوڑا۔ سنگرام نے مقابلے کی طاقت نہ دیکھی بھاگ کر دشوار گذار پہاڑ مین جا گھسا۔ مان سنگھ نے بہادری کے جوش مین آکر چند آدمیون کے ساتھ اُس کا

تعاقب کیا۔ سنگرام نے جب دیکھا کہ کسی طرح چھٹکارا نہین تو بقول شخصے

وقتِ ضرورت چو نماند گریز　　دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

پھر کر مقابلے پر آمادہ ہو گیا۔ مان سنگھ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی تھے مگر اُس نے خوب مقابلہ کیا اور غنیم کے بہت سے آدمیون کو تہ تیغ کر ڈالا۔ اِسی عرصے مین سنگرام کے ایک سپاہی نے پہاڑ کے اوپر سے جس کے نیچے لڑائی ہو رہی تھی ایک بھاری پتھر تاک کر ایسا مارا کہ اِس بے نظیر بہادر کا کام تمام ہو گیا۔

راجہ اُدے سنگھ

جہانگیر نے اُس کے بیٹے اُدے سنگھ کو خطاب راجگی سے موصوف کر کے منصب مناسب پر سرفراز کیا۔ وہ سنہ ۱۰ جلوس شاہجہانی تک منصب پانصدی ذات۔ سہ صد سوار پر مامور تھا۔ اِسی سال انتقال کیا۔

راجہ مان سنگھ گوالیاری

راجہ مان سنگھ گوالیاری

شاہجہان کے عہد مین منصب نُہ صدی ذات۔ ہشت صد سوار پر سرفراز تھا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین سعید خان بہادر ظفر جنگ کے ساتھ جگت سنگھ راجہ جمون کی تادیب پر مامور ہوا۔ اور اِس مہم مین اپنے حملہ ہائے مردانہ سے قلعہ جھپت کو فتح کیا۔ اور اِس مہم کے اکثر معرکون مین شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا کر خلعت و جمدھر مرصع اور اسپ و فیل اور نقد انعام و اکرام سے سرفراز ہوا۔

رائے مکند داس نارنولی

رائے مکند داس نارنولی

ذات کا ماتھر کایستھ اور نارنول کا رہنے والا تھا۔ نہایت تجربہ کار۔ لائق۔ اور کاردان اہلکار تھا۔ اول یمین الدولہ آصف خان کی سرکار مین کسی ادنیٰ خدمت پر دو تین روپیہ ماہوار کا نوکر ہوا۔ لیکن بہت جلد اپنی خوبی لیاقت اور کارگذاری کے جوہر دکھا کر امارت

کے درجے پر پہونچا۔ اور اُس سرکار عالی کا دیوان ہوگیا"

اِس معزز عہدے پر سرفراز ہو کر اُس نے نہایت عالی ہمتی سے اپنی برادری کی فیض رسانی پر کمر باندھی۔ اُس کے زمانۂ امارت مین شاید ہی کوئی ایسا بدنصیب کایستہ بچا ہو کہ جو اُنکی سفارش سے برسرِ روزگار ہو کر صاحب نام ونشان نہ ہوا ہو۔ اُس کی عالی ہمتی کو دیکھکر اکثر لوگ اُسکی جانب سے جعلی سفارش نامے بنا بناکر اپنے مقصد مین کامیابی حاصل کرتے تھے۔ اگر اتفاق سے اِن جعلی سفارش نامون مین سے کوئی اُس کے سامنے پیش ہوتا تو وہ اُسے اپنا لکھا ہوا تسلیم کرلیتا تھا۔

یمین الدولہ کی وفات کے بعد شاہجہان نے اِسے ملازمت شاہی مین لے کر منصب ہشت ہزاری پر سرفراز کیا اور ۳۔ رمضان ۱۰۸۱ھ کو خلعت دیوانِ تن۔ اور ۴۔ رجب ۱۰۸۲ھ کو دیوانی بیوتات (دیوان اُمور خانگی) کا خلعت مرحمت کیا۔

رائے صاحب نے اپنے زمانۂ امارت مین نارنول اپنے وطن مین لاکھون روپیہ کے صرف سے عالیشان عمارتین تعمیر کرائی تھین۔ جن لوگون کے اُس جگہ مکان تھے اُنھون نے دربار مین حاضر ہو کر فریاد کی۔ اور یہ بھی بیان کیا۔ کہ رائے صاحب نے اِن محلات کی بنیاد مین چالیس لاکھ سرکاری روپیہ بھی دفن کیا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ سب عمارت مسمار کردی جائے۔ وہان صرف حکم کی دیر تھی چند روز مین کل عمارت کھُد گئی جب بنیاد مین سے کچھ نہ نکلا۔ وہ سب لوگ پھر بادشاہ کی خدمت مین پیش کیئے گئے۔ بادشاہ نے اِس دروغ گوئی کی وجہ دریافت کی۔ اُنھون نے دست بستہ ہو کر عرض کیا۔ کہ رائے صاحب نے اپنی حکومت کے زور مین ہم غریبون کے جھونپڑون کو زبردستی چھین کر یہ عمارتین بنوائی تھین۔ اُنھین دیکھ دیکھکر ہماری آنکھون مین خون اُترتا تھا۔ ہمسے جھوٹ سچ جس طرح سے ہوسکا۔ اپنا بدلا لیا۔ اَب جہان پناہ کو اختیار ہے۔ جو سزا ہمین دی جائے ہم اُس کے سزاوار ہین۔ رحم دل بادشاہ کو اِن کا معقول جواب سُن کر رحم آگیا۔ اور سب کو چھوڑ دیا۔ سچ ہے۔ ؎

بترس از آہِ مظلومان کہ ہنگامِ دعا کردن ‌ ‌ اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

مہیش داس راٹھور مہابت خانی

مہیش داس راٹھور مہابت خانی

دلپت سنگھ برادر راجہ سورج سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ اول مہابت خان خانخانان کی سرکار مین ملازم تھا ۳ جلوس شاہجہانی مین اُس کی وفات کے بعد شاہجہان نے منصب پانصدی ذات۔ چہار صد سوار پر سرفراز کر کے ملازمانِ شاہی مین منسلک کیا۔ اور لشکر شاہی کے ساتھ جہار سنگھ بندیلہ کی تنبیہ پر مامور کیا ۹ جلوس شاہجہانی مین خاندوران خان کے ساتھ ناندیر مین تعینات ہوا۔

۱۱ جلوس مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر۔ اور ۱۵ جلوس مین ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اِسی سال خلعت و علم مرحمت ہو کر مہم قندھار پر متعین ہوا ۱۶ جلوس مین ۱۵ جمادی الثانی ۱۰۵۲ھ کو شاہجہان نے منصب دو ہزاری ذات دو ہزار سوار پر مفتخر کر کے پرگنہ جالور بہ طریق وطن جاگیر مین مرحمت کیا ۱۸ جلوس مین لاہور کا قلعدار مقرر کیا ۱۹ جلوس مین منصب دو ہزار و پانصدی پر سرفراز کر کے شاہزادۂ مراد کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین مامور کیا ۲۰ جلوس مین خدمات مہم مذکور کے صلے مین منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار و پانصد سوار پر سربلند کیا۔ اور اسی سال ۹ صفر ۱۰۵۶ھ کو انتقال کیا۔

مہیش داس نہایت شجاع اور بہادر جوان تھا۔ شاہجہان اِس وفا داری اور جان نثاری کے جوہر سے بہت عزیز رکھتا تھا۔ وہ دربار شاہجہانی مین خاص بادشاہ کے تخت کے پیچھے کھڑا ہوتا تھا۔ اور بحالتِ سواری مین بھی بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ اُس کی وفات سے بادشاہ کو بہت افسوس ہوا۔ اُس کے بیٹے رتن سنگھ کو جس کا حال تحریر ہو چکا ہے۔ منصب پر سرفراز کر کے جالور کی حکومت پر سربلند کیا۔

جسونت برادر مہیش داس

مہیش داس کا بھائی جسونت منصب پانصدی ذات۔ دو صد پنجاہ سوار پر سرفراز تھا
۱۱۔ جمادی الاول سنہ ۱۰۵۵ھ کو بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت کرکے راجہ جے سنگھ کے ساتھ
مہم بلخ پر روانہ کیا۔

مہیش داس راٹھور

مہیش داس راٹھور

ابتدا مین راجہ گج سنگھ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کی سرکار مین ملازم تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس
مین ۸۔ رجب سنہ ۱۰۴۸ھ کو شاہجہان نے خلعت مرحمت کرکے منصب ہشت صدی ذات۔ سہ صد
سوار پر سرفراز کیا۔ یکم ربیع الاول سنہ ۱۰۵۰ھ کو طویلہ خاص سے اسپ مرحمت کیا۔ یکم محرم سنہ ۱۰۵۱ھ کو
راجہ گج سنگھ راٹھور کے مرنے کے بعد خلعت و اسپ مرحمت کرکے راجہ جسونت سنگھ کا اتالیق
مقرر کیا۔ ۱۱۔ محرم سنہ ۱۰۵۱ھ کو منصب ہزاری ذات۔ ہشت صد سوار سے ممتاز کیا۔
سنہ ۱۵ جلوس ۱۰۵۲ھ مین خلعت و اسپ اور علم مرحمت کرکے شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ
مہم قندھار پر متعین کیا۔
سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ھ مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور ہوکر جانفشانی اور جانبازی کا حق ادا کیا
اس کے بعد مہمات قندھار وغیرہ مین شریک ہوکر ہمت مردانہ کے جوہر دکھائے۔
سنہ ۱۰۶۸ھ مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنگ اُجین مین شریک تھا۔ اِس کے بعد
راجہ موصوف کے ساتھ بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوا۔ اور کھجوہ کی لڑائی مین راجہ کے ساتھ
شاہی لشکر مین موجود تھا۔ اور اُسی کے ساتھ بھاگ گیا۔ پھر کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

مادھو سنگھ ہاڈا

مادھو سنگھ ہاڈا

راؤ رتن ہاڈا کا چھوٹا بیٹا تھا۔ سنہ ۱ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات۔ ششصد
سوار پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۲ جلوس مین خانجہان لودی کے تعاقب پر مامور رہا۔ سنہ ۳ جلوس مین

شایستہ خان کی ماتحتی مین مہم دکن مین متعین ہوا۔ اس کے بعد سید مظفر خان کے ساتھ خانجہان لودی کی سرکوبی پر تعینات ہوا۔ اثنائے تعاقب مین ایک مرتبہ خانجہان کے برابر جا پہونچا اور گھوڑے سے اُتر کر اُس پر برچھے کا وار کیا۔ دونون مین ایسا معرکہ ہوا کہ رستم و اسفندیار کے معرکے یاد آگئے۔ شاہجہان نے اِس حسنِ خدمت کے صلے مین عَلم مرحمت کر کے منصب ذوہزاری ہزار سوار پر سرفراز کیا۔ اسی سال باپ کے مرنے کے بعد منصب دو ہزار و پانصدی ذات دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔ اور بادشاہ نے پرگنہ کوٹہ۔ بلاتیہ جاگیر مین مرحمت کیا۔

سنہ ۶ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ مہم دکن مین مامور رہا۔ اور مہابت خان کی وفات کے بعد خاندوران بہادر صوبہ دار دکن کی نیابت مین برہانپور کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین منصب سہ ہزاری سہ ہزار سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۱۱ جلوس مین شاہزادہ شجاع کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب سہ ہزار و پانصدی۔ اور سنہ ۱۶ مین منصب چہار ہزاری سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۱۸ جلوس مین امیر الامرا صوبہ دار کابل کی کمک پر مامور رہا۔ اس کے بعد بلخ کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۲۱ جلوس مین بیمار ہو کر رخصت پر وطن گیا۔ اور اسی سال (۱۰۵۸ھ) انتقال کیا۔

مکند سنگھ۔ موہن سنگھ۔ کشور سنگھ۔ تین بیٹے تھے۔ مکند سنگھ کا حال ذیل مین تحریر کیا جاتا ہے۔ کشور سنگھ کا حال رام سنگھ ہاڈا کے بیان مین لکھا جا چکا ہے۔ موہن سنگھ باپ کے مرنے کے بعد ملازمان شاہی مین منسلک ہوا۔ سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ اُجین مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ تھا اور بے نظیر شجاعت و بہادری کے ساتھ لڑ کر مارا گیا۔ موہن سنگھ ہاڈا

مکند سنگھ ہاڈا

مکند سنگھ ہاڈا

مادھو سنگھ ہاڈا کا بڑا بیٹا۔ باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۱ جلوس مین دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے منصب ذوہزاری ذات۔ ہزار و پانصد سوار پر سرفراز کر کے کوٹہ وغیرہ

بدستور جاگیر مین عطا کیا۔ اسی سال منصب دو ہزار و پانصدی پر ترقی ہوئی۔ ۲۱ سنہ جلوس مین شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ مہم قندہار پر متعین ہوا۔ ۲۵ سنہ جلوس مین علم و نقارہ مرحمت ہوکر منصب سہ ہزاری سے ممتاز ہوا۔ اور شاہزادۂ اورنگ زیب کے ساتھ دوبارہ مہم قندہار پر روانہ ہوا۔ ۲۶ سنہ جلوس مین شاہزادہ دارا شکوہ کے ساتھ تیسری مرتبہ مہم قندہار مین شریک ہوا۔ وہان سے واپس آکر منصب سہ ہزاری ذات۔ دو ہزار سوار پر مفتخر ہوا۔

۲۸ سنہ جلوس مین علامی سعد اللہ خان کے ساتھ قلعۂ چیتوڑ کی منہدمی پر مامور ہوا۔

۳۱ سنہ جلوس مین مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ متعین ہوکر جنگ اُجین مین شریک ہوا۔ اس معرکے مین اس بہادر نے اپنی جان کو جان نہین سمجھا۔ اور سب سے پہلے ہمت کرکے معہ اپنے چھوٹے بھائی موہن سنگھ کے اورنگ زیب کے توپ خانہ پر جا گرا۔ اور حملہ ہائے مردانہ سے ہراول کی صفون کو تہ و بالا کرتا ہوا خاص اورنگ زیب کے ہاتھی کے پاس جا پہونچا۔ اور نہایت بے نظیر شجاعت کے ساتھ لڑکر اپنی جان عزت پر قربان کرگیا۔

جگت سنگھ ہادا — عالمگیر کے عہد مین مکند سنگھ کا بیٹا جگت سنگھ حاضر دربار رہوکر باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ جب ۲۵ سنہ جلوس مین اُسنے لاولد انتقال کیا۔ تو بادشاہ نے اُس کے چچا کشور سنگھ کو اُس کا جانشین مقرر کیا۔ کشور سنگھ کا حال رام سنگھ اُس کے بیٹے کے حال مین لکھا گیا ہے۔

مالوجی بھونسلا

کھیلوجی[1] اور پرسوجی کا بھائی تھا۔ کھیلوجی کی معزولی کے بعد منصب پنجہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے سرفراز ہوکر مہمات دکن مین شریک ہوتا رہا۔ اور اپنی شجاعت و بہادری لیاقت و کارروائی سے جملہ صوبہ داران دکن کو خوش رکھکر علم و نقارہ کے اعزاز سے موصوف ہوا۔

[1] پرسوجی کے حال مین دیکھو۔ ۱۲

سنہ۱۱ جلوس شاہجہانی مین شاہزادۂ محمد اورنگ زیب صوبہ دار دکن نے محمد طاہر خان کے ساتھ مہم بگلانہ پر مامور کیا۔ اُس نے بہت ہشیاری اور تدبیر کے ساتھ اِس مہم کو سرانجام دیا۔ اور ولایت بگلانہ کو فتح کر کے واپس ہوا۔

سنہ۳۱ مین شاہجہان کی بیماری کے ایام مین دارا شکوہ نے کل اُمرائے متعینہ دکن کے ساتھ اِسے بھی بُلا بھیجا۔ یہ اورنگ زیب کی بلا اجازت وہان سے روانہ ہوکر دارا شکوہ کے پاس حاضر ہوا۔ دارا شکوہ نے بہت خاطر کی۔ اور رایرج اور بھانڈیر۔ اور اُس کے قرب وجوار کے پرگنہ جاگیر مین مرحمت کئے اور مہاراجہ جسونت سنگھ کے ساتھ مالوہ مین متعین کیا۔ اُجین کی لڑائی مین راجہ نے اُس کو خیمہ جات وغیرہ کی حفاظت پر مامور کیا جب راجہ کو شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر آگرہ پہونچا۔ اور سموگڈہ کی لڑائی مین دارا شکوہ کے ساتھ شریک ہوا۔ دارا شکوہ کی شکست کے بعد بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہوکر بدستور منصب پنجہزاری پر سرفراز ہوا۔ اور سنہ۳ جلوس عالمگیری تک اِس منصب پر قائم رہکر خدماتِ شاہی بجالاتا رہا۔

عالمگیر۔ مالوجی اور پرسوجی دونون بھائیون سے ایام محاصرہ قلعہ گولکنڈہ مین کسی بات پر سخت ناراض ہوگیا تھا۔ نہ معلوم کیا ایسا قصور تھا کہ اسوقت تک دونون کی طرف سے دل مین ملال موجود تھا۔ لہذا سنہ۳۱ جلوس مین دونون کو ملازمت سے برخاست کردیا لیکن خدمات سابقہ کا لحاظ کر کے مالوجی کی تیس ہزار روپیہ سالانہ اور پرسوجی کی بنیس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کردی۔

مالوجی نہایت فہیم ولئیق۔ اور مروت ومحبت کا آدمی تھا۔ تمام اُمرائے دکن اُس سے محبت رکھتے تھے۔

سنہ۱۱۲۰ مین اُسنے انتقال کیا۔ اُس کی یادگار سے اورنگ آباد مین اُس کا آباد کیا ہوا پورہ مالجی پورہ کے نام سے مشہور اور حصار شہر کے باہر واقع ہے۔

راجہ مہاسنگھ بھدوریہ

راجہ مہاسنگھ بھدوریہ

راجہ بدن سنگھ بھدوریہ کا بیٹا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد سنہ ۲۶ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات ہشت صد سوار پر سرفراز اور خطاب راجگی سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۲۸ جلوس مین صوبہ کابل مین تعینات ہوا۔ سنہ ۳۱ جلوس مین منصب ہزاری ذات۔ ہزار سوار پر سربلند ہوا۔ سنہ ۱۰۶۸ھ کی جنگ سموگڈھ مین داراشکوہ کے ساتھ تھا۔ اُس کی شکست کے بعد بارگاہِ عالمگیری مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے سبکرن بُندیلہ کے ساتھ چمپت بندیلہ کی تادیب کیواسطے روانہ کیا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین کامل خان کے ساتھ یوسف زئی پٹھانون کی سرکوبی پر مامور کیا۔ اِس نے اِس خدمت کو اس عمدگی سے انجام دیا کہ بادشاہ نے اِس کے منصب کو پانسو سوار دو اسپہ سہ اسپہ مقرر کر دیئے۔

سنہ ۱۰۸۱ھ؍۱۲ جلوس مین اس نے وفات پائی۔ اُدت سنگھ اِس کا بیٹا تھا جس کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے جب اورنگ زیب مہاراجہ جسونت سنگھ کو اجین مین شکست دے کر آگے بڑہا۔ داراشکوہ نے یہ حال سُنکر آگرہ سے کوچ کیا۔ اور چنبل کے کنارے پہونچکر چنبل کے سب گھاٹ خصوصًا دھولپور کا گھاٹ جہان سے گوالیار اور دکن کا عام راستہ تھا روک لیا۔ بھداور کے راجہ نے نواح گوالیار مین اورنگ زیب کی خدمت مین حاضر ہو کر چنبل سے عبور کرا دینے کی خدمت بجا لانے کا اپنا ذمہ کر لیا۔ اورنگ زیب نے کارخانجات شاہی کو کواری کی سرائے مین چھوڑا۔ اور راجہ کے مشورے سے پچیس کوس کی مسافت کو دو منزلون مین طے کر کے رمضان کی پہلی تاریخ سنہ ۱۰۶۸ھ کو ایک غیر معروف گھاٹ (راقم الحروف کے نزدیک یہ گھاٹ موضع گونسلی پرگنہ باہ کا گھاٹ تھا) سے عبور کر کے داراشکوہ کے خبر ہونے سے پہلے سموگڈھ آن پہونچا۔

فارسی تاریخون مین راجہ کا نام نہین لکھا۔ ڈاکٹر بریر نے چمپت نام لکھا ہے۔ لیکن اُس

زمانے مین بعد اورنگ زیب کے راج پر مہاسنگھ سرفراز تھا۔ ممکن ہے کہ چمپت اُسکے کسی رشتہ دار یا سردار کا نام ہو اور مہاسنگھ نے دونون شاہزادون کے رضامند رکھنے کے واسطے یہ ترکیب کی ہو کہ خود دارا شکوہ کے ساتھ رہا ہو۔ اور خفیہ طور سے اپنے کسی رشتے دار کو اورنگ زیب کے پاس بھیجکر یہ کارروائی کی ہو اِس خیال کی اِس امر سے بھی تصدیق ہوتی ہے کہ مہاسنگھ کے بیٹے اُودت سنگھ نے اورنگ زیب کے عہد مین اپنے خاندان مین سب سے زیادہ ترقی کی۔ اور منصب سہ ہزاری سے سرفراز ہوا۔

مان سنگھ راٹھور

مان سنگھ راٹھور

راجہ روپ سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد بارگاہ عالمگیری مین حاضر ہو کر ملازمان شاہی مین منسلک ہوا۔ بادشاہ نے کشن گڈہ بدستور سابق جاگیر مین مرحمت کیا۔ اور پورہ مانڈل کی فوجداری پر سرفراز کیا۔ مدت تک اِسی عہدے پر مامور رہا۔ ۳۳ سنہ جلوس مین ذوالفقار خان بہادر کے ساتھ قلعہ جنجی کی تسخیر پر متعین ہوا۔ اور نہایت بہادری سے قلعہ مذکور کو فتح کر لیا۔ ۴۴ سنہ جلوس مین منصب سہ ہزاری سے مفتخر ہوا۔ بہادر شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین کشن گڈہ کی حکومت پر راج سنگھ عرف راجہ بہادر کو سرفراز کیا۔ اور مان سنگھ کو بدستور منصب سہ ہزاری پر قائم رکھا۔

راجہ منوہر داس

راجہ منوہرداس

شہنشاہ عالمگیر کے عہد مین شولاپور کا قلعدار تھا۔ ۲۰ سنہ جلوس مین پچاس ہزار روپیہ پیشکش کر کے خطاب راجگی سے موصوف ہوا۔ تمام عمر اِسی عہدے پر سرفراز رہا۔ ۲۶ سنہ جلوس مین انتقال کیا۔ بادشاہ نے کشوروداس اُس کے بیٹے کو شولاپور کا قلعدار مقرر کیا۔

رائے۔ رایان ملوک چند

شہنشاہ عالمگیر کے عہد مین شاہزادۂ محمد اعظم شاہ کی نیابت مین صوبہ مالوہ کی حکومت پر سرفراز تھا جب ۱۰۹۶ھ مین پہاڑ سنگھ گوڑ نے اُجین مین شورش برپا کی۔ اِس نے بڑی ہمت دکھائی۔ اور اُس باغی پر جا پڑا۔ اور لڑائی مین اُسے گرفتار کر کے اُس کا سر کاٹ لیا۔ اور عرضداشت کے ساتھ بادشاہ کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے اِس حسن خدمت کے صلے مین منصب مین اضافہ کر کے خطاب رائے رایان سے موصوف کیا۔ اور خلعت و شمشیر و اسپ مرحمت کیا۔ اور اُسکی سفارش مین شاہزادۂ محمد اعظم کو ذیل کا رقعہ تحریر فرمایا۔

"فرزند سعادت توام محمد اعظم حفظ اللہ تعالیٰ و سلم۔ از وقائع صوبۂ مالوہ بعرض رسید که پہاڑ سنگھ کور باطن که از کمال نخوت و پندار مایۂ شور و فساد شدہ مصدر ہنگامہ آرائی بود۔ از دست ملوک چند پیشدست دیوان آن فرزند ارجمند اقبال پیوند کشتہ شد۔ و بہ جہنم داخل گشت۔ الحمد للہ علیٰ کل حالٍ۔ **بیت**

اے خدا قربانِ احسانت شوم　　　　این چہ احسان ست قربانت شوم

فی الحقیقت ظہور این امر نتیجۂ فیض تربیت آن فرزند ست۔ که نوکران را دل دادہ سرگرم کارہائے عمدہ بادشاہی میکند۔ بہ این توجیہ که تہنیت خالی بر زبان نیامد مالائے مروارید قیمتی پنجاہ ہزار روپیہ برائے آن فرزند مرحمت نمودیم۔ چون این ہندو (ملوک چند) ہمان مثل راست آوردہ که گویا گنجشک مردانہ باز بے را زدہ او را بہ منصب پانصدی ذات و صد سوار و خطاب رائے رایان و خلعت و شمشیر و اسپ سربلندی بخشیدیم۔ ہم رعایتے در خور که موجب امتیاز او در اقران و امثال تواند بود والبتہ مع نشان (شاہزادون کے فرمان کو نشان کہتے تھے) تحسین و آفرین و استقلال نیابت صوبہ بفرستند۔ تا نوکران دیگر را ہوس حسن خدمت و امید نتیجہ افزاید۔" ملوک چند نے اِسی

سال وفات پائی۔

ملوک چند نے آگرہ کے قریب چار سو باسٹھ بیگھہ آراضی مین ایک محلہ آباد کرکے اُس مین نفیس عمارتین اور باغات تعمیر کرائے تھے۔ اگرچہ ان عمارتون مین سے اب کسی کا نشان باقی نہین رہا۔ لیکن یہ آراضی معہ آبادی کے اب تک سرائے ملوک چند کے نام سے موسوم اور چک پنجم سواد شہر آگرہ مین واقع ہے۔

راجہ محکم سنگھ

راجہ محکم سنگھ

ذات کا کھتری تھا۔ ابتدا مین امیرالامرا سید حسین علیخان کی سرکار مین کم رتبہ نوکرون مین ملازم ہوا۔ اس کے بعد اپنی لیاقت کے جوہر دکھا کر اُن کی سرکار کا دیوان ہو گیا۔ ۱۱۲۷ھ مین داؤد خان کی لڑائی مین کارہائے نمایان انجام دیئے۔ ۱۱۲۹ھ مین ذوالفقار بیگ کے ساتھ کھدودیا ریہ کی تنبیہ پر مامور رہا۔ اور مرہٹون کی فوج کو جو نواحِ احمدنگر مین لوٹ مار کر رہی تھی شکست دیکر ستارہ تک تعاقب کیا۔ ۱۱۳۲ھ مین امیرالامرا کے قتل کے بعد حیدر علی خان کی سفارش سے ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ اوّل منصب ششش ہزاری۔ اور پھر منصب ہفت ہزاری سے سرفراز ہوا۔ ۱۱۳۳ھ مین قطب الملک عبداللہ خان اور شاہی فوج کی لڑائی مین قطب الملک سے جا ملا۔ اور اسی لڑائی مین مارا گیا۔

مہاراجہ نرسنگھ دیو

مہاراجہ نرسنگھ دیو

راجہ مدھکر کا بیٹا تھا۔ اکبر کے عہد مین رہزنی کرکے ایام گذاری کرتا تھا۔ شاہزادہ سلیم (جہانگیر) شیخ ابوالفضل کو اپنا چغلخور سمجھکر ہمیشہ اُس سے ناراض رہتا تھا۔ جب ۱۰۱۱ھ مین سلامت روی کا راستہ چھوڑ کر باپ سے بگڑ بیٹھا تھا۔ سُنا کہ ابوالفضل دکن سے حسب الطلب دربار مین آرہا ہے۔ اُسی وقت خفیہ طور سے نرسنگھدیو کو لکھا کہ راستے مین جس طور سے ممکن ہو شیخ کا کام

تمام کردے۔ اگر خدا نے تخت نصیب کیا تو خاطر خواہ رتبہ اور انعام سے سرفراز کرون گا۔ شہ
اسنے نہایت خوشی سے اِس خدمت کو قبول کیا۔ اور رہزاہون کو لیکر راستے مین آبیٹھا
جب شیخ ابوالفضل اُجین مین آئے تو یہ حال سُنا۔ رفیقانِ جان نثار نے ہرچند سمجھایا کہ ہماری
جمیعت تھوڑی سے بہتر ہے کہ اِس راستے کو چھوڑ کر چاندہ کی گھاٹی سے چلین۔ مگر قضا کا وقت
قریب آگیا تھا شیخ نے نہایت بے پروائی سے کہا کہ کیا بکتے ہو۔ اُس چور کا کیا حوصلہ ہے جو
بندگانِ شاہی کا راستہ روکے۔ یہ کہکر آگے کو روانہ ہوئے۔ یکم ربیع الاول ۱۰۱۱ھ کو
قصبہ آنتری (ریاست گوالیار مین گوالیار کے قریب واقع ہے) سے تین کوس پر نرسنگھدیو
معہ اپنی جمعیت کے شیخ پر آپڑا۔ شیخ نہایت بہادری سے تلوار کھینچکر مقابلے پر آمادہ ہوگیا۔ چند
افغان ساتھ تھے۔ سب جان نثاری کرکے سُرخرو ہوئے۔ شیخ نے کئی زخم کھائے مگر ایک
برچھے کا زخم ایسا لگا کہ فوراً گھوڑے سے گر کر جنت کو سدھارا۔ نرسنگھدیو نے سر کاٹ کر الہ آباد
مین شاہزادے کے پاس بھیجدیا۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا کئی دن تک نہ دربار کیا نہ
کسی امیر سے بات کی بار بار افسوس کرتا اور کہتا تھا "ہائے شیخوجی (جہانگیر کو پیار سے کہا کرتا تھا)
بادشاہت لینی تھی تو مجھے مارنا تھا۔ بیچارے شیخ کو مارنا کیا ضرور تھا" اسکے بعد رائے پترداس اور
شیخ کے بیٹے عبدالرحمن کو نرسنگھدیو کی گرفتاری کے واسطے بھیجا دونون مدتون جنگل اور پہاڑون
مین اُس کے پیچھے مارے مارے پھرے مگر وہ کہین نہ ٹھہرا۔ آخر تھک کر چلے آئے۔ اسکے
بعد بھی کئی مرتبہ فوجین روانہ کی گئین مگر وہ ہاتھ نہ آیا۔

جہانگیر نے تخت نشین ہوکر اُس کو منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا۔ اس کی نسبت اپنی
توزک مین لکھا ہے "بندیلہ راجپوتون مین راجہ نرسنگھدیو پر میری خاص نظر عنایت ہے۔ وہ
شجاعت نیکذاتی بسلدوحی مین اپنے ہمرتبہ لوگون مین امتیاز تمام رکھتا ہے۔ مین نے اُسکو
منصب سہ ہزاری پر سرفراز کیا۔" اس کے بعد ترقی اور رعایت کا سبب یعنی واقع مندرجہ صدر
کا حال لکھا ہے۔

سنہ ۳ جلوس مین جہانگیر نے مہابت خان کے ساتھ مہم رانا پر متعین کیا۔ سنہ ۵ جلوس مین مہم دکن مین مامور رہوا۔ سنہ ۷ جلوس مین منصب چہار ہزاری ذات، دو ہزار سوار سے مفتخر ہوا۔ سنہ ۸ جلوس مین شاہزادہ خُرم (شاہجہان) کے ساتھ مہم رانا پر تعینات ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین پھر مہم دکن مین متعین ہوا۔

سنہ ۱۲ جلوس مین خطاب مہاراجہ سے مفتخر ہو کر شاہزادہ خورم کے تعاقب کی خدمت سپرد ہوئی۔ سنہ ۱۰۳۶ھ مین انتقال کیا۔

جہانگیر کے اخیر عہد کی بدانتظامی اور بادشاہ کی خاص نظر شفقت اور رعایت کی وجہ سے نرسنگھدیو نے اپنے علاقہ اوندچھہ (اُرچھا) کے قرب وجوار کے بہت سے علاقون کو اپنے علاقۂ جاگیر مین شامل کر لیا۔ اور بہت سے راجاؤن سے رشوت لے لیکر ایسی ثروت اور مملکت بہم پہونچائی۔ کہ ہندوستان کے کسی راجہ کو اُس عہد مین نصیب نہ ہوئی تھی۔

نرسنگھدیو نے تینتالیس ۴۳ لاکھ روپیہ کے صرف سے متھرا مین نہایت عالیشان اور نفیس مندر تعمیر کرایا تھا اوندچھہ مین عمدہ عمدہ عمارتین۔ مندر اور ایک بہت بڑا پختہ تالاب شیو ساگر۔ پرگنہ متھرا مین تالاب سمندر ساگر اور تین سو اور چھوٹے بڑے تالاب بنوائے تھے۔

نرسنگھدیو کے بہت سے بیٹے تھے۔ منجملہ اُن کے جُھجہار سنگھ۔ پہاڑ سنگھ۔ بھگوان داس۔ بینی داس۔ چندرمن۔ نرہر داس۔ امارت کے درجہ پر پہونچے۔ جُھجہار سنگھ اور پہاڑ سنگھ۔ اور چندرمن کے حالات علیحدہ علیحدہ قلمبند ہو چکے ہین۔ بھگوانداس سنہ ۱ جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔ اس کے بعد خانخانان مہابت خان کے ساتھ اپنے بھائی جُھجہار سنگھ بندیلہ کی سرکوبی پر مامور رہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین مہم ساہوجی بھونسلا پر تعینات ہوا۔ سنہ ۱۰ جلوس مین ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا۔ شبھکرن اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ لکھا گیا ہے۔ بھگوانداس بندیلہ

بیبی داس بندیلہ

بیبی داس سلسلہ جلوس شاہجہانی مین منصب پانصدی پر سرفراز ہوا۔ سلسلہ جلوس مین ایک راجپوت کے ہاتھ سے مارا گیا۔

نرہرداس بندیلہ

نرہرداس سلسلہ جلوس شاہجہانی مین منصب پانصدی پر سربلند ہوا۔ سلسلہ جلوس مین انتقال کیا۔

نیباسیندھیا

نیباسیندھیا مرہٹہ

مرہٹون کا مشہور و معروف اور نہایت شجاع و بہادر سردار تھا۔ سنہ ۱۱۱۹ھ مین بہادر شاہ اور کام بخش کی لڑائی مین بہادر شاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر شریک جنگ ہوا۔ اور فتح کے بعد ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کے توسل سے منصب ہفت ہزاری ذات۔ پنجہزار سوار سے مفتخر ہو کر دو لاکھ روپیہ نقد۔ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ۔ مرحمت ہوا۔ اور اُس کے بیٹون اور پوتون سب کا علیحدہ علیحدہ منصب قرار پایا۔ کُل خاندان کا منصب چہل ہزاری ذات۔ بست و پنجہزار سوار شمار مین آیا۔ اِس منصب کی تنخواہ مین بڑے بڑے زرخیز پرگنے صوبۂ خجستہ بنیاد وغیرہ کے جاگیر مین مرحمت ہوئے۔

سنہ ۱۱۲۵ھ مین امیر الاُمرا حسین علی خان اور داؤد خان کی لڑائی مین یہ اپنے ہمراہیون کے ساتھ اول دور سے تماشا دیکھتا رہا۔ جب امیر الاُمرا کی فتح کے نشانات ظاہر ہوئے اُنکی خدمت مین آکر حاضر ہوا۔ اور فتح کی مبارکباد دیکر داؤد خان کے مال و اسباب کی لوٹ مین شریک ہو گیا۔ اس کے بعد کا کچھ حال نظر سے نہین گذرا۔

راجہ نول رائے

راجہ نول رائے

ذات کا سکسینہ کایستہ جکوا خاندان سے تھا۔ پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانونگو تھا۔ راجہ رتن چند کے زمانۂ امارت مین اپنی خوش لیاقتی۔ اور اُس کی نظر عنایت کی وجہ سے ترقی کر کے

امارت کے درجہ پر پہونچا۔ احمد شاہ کے عہد مین جب عبدالمنصور خان صفدر جنگ وزیر کو اودھ اور الہ آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی۔ یہ اُن کی نیابت مین دونون صوبون کی حکومت پر سرفراز ہوا۔

سلطنت مغلیہ کے تنزل کے زمانے مین صوبہ الہ آباد اور اودھ کے قرب وجوار مین پٹھانون کی دو بڑی طاقتور ریاستین رُہیلکھنڈ اور فرخ آباد مین قائم ہو گئی تھین اور اُن کا اقتدار روز بروز بڑھتا جاتا تھا صفدر جنگ اپنے صوبہ کے قرب وجوار مین پٹھانون کے اس اقتدار کو بُری نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اور ہمیشہ اُن کی بربادی کے منصوبے سوچا کرتا تھا۔ جب تک علی محمد خان والی رُہیلکھنڈ زندہ رہا اُس کا کوئی منصوبہ نہ گٹھا اُسکے انتقال کے بعد جوڑ توڑ لگا کر سعد اللہ خان اُس کے بیٹے اور نواب قائم خان والی فرخ آباد کو بھڑا دیا۔ جب قائم خان اس لڑائی مین مارا گیا۔ فوراً (سنہ ۱۱۶۲ھ) فوج لے کر اُس کے ملک مین جا پہونچا۔ اور نول رائے کو معہ فوج کے لکھنؤ سے بُلا بھیجا۔ پٹھان اول تو مقابلے پر آمادہ ہوئے۔ لیکن بھولے بھالے سپاہی صفدر جنگ اور نول رائے کی چاپلوسی اور خوشامدانہ گفتگو کے شکار ہو گئے۔ دونون نے صلاح ومشورہ کر کے نہایت مکر وفریب سے بی بی صاحبہ (زوجہ نواب محمد خان بنگش) سے پینتالیس لاکھ روپیہ بھی وصول کر لیا اور بی بی صاحبہ کو نظر بند اور اُن کے پانچ بیٹون اور بڑے بڑے سردارون کو قید کر لیا صفدر جنگ تو چیلون کو قید کر کے دہلی لے گیا۔ نول رائے نے پانچون بیٹون کو قید کرا کر الہ آباد کے قلعہ مین بھیجدیا اور خود بی بی صاحبہ کو ساتھ لیکر قنوج روانہ ہوا۔

نول رائے نے قنوج کی مشہور عمارت موتی محل مین سکونت اختیار کی۔ اور کُل ملک مین اپنے عامل اور سزاول مقرر کر کے حکومت کرنے لگا۔ پٹھانون مین اگرچہ بہت جوش پھیلا ہوا تھا۔ اور وہ شب وروز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتے تھے مگر اس خوف سے سر نہین ہلاتے تھے کہ بی بی صاحبہ اور شاہزادے دشمنون کی قید مین تھے۔

منشی صاحب رائے کایستہ نواب محمد خان بنگش کے ایک وفادار ملازم کی وفاداری سے بی بی صاحبہ نے نول رائے کی قید سے رہائی پائی۔ اور وہ بخیریت مئو جا پہونچین۔ نول رائے نے پانسو سوار پیچھے دوڑائے۔ مگر وہ اُن تک نہ پہونچ سکے۔ اور ناکام واپس آئے۔ نول رائے نے اسکی اطلاع مناسب پیرایہ مین صفدر جنگ کو دی۔ اور اُس دن سے پٹھانون پر اور بھی زیادہ ظلم کرنے لگا۔ جب نول رائے کا ظلم حد سے گذر گیا۔ تو پٹھانون نے مقابلے کی فکر کرنا شروع کی۔ اِسی عرصے مین ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس نے پٹھانون کے دلونکو اور بھی بڑھکا دیا۔ ایک پٹھان عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی۔ اُس کا سوت کوتوالی کے ایک ہندو سپاہی نے خریدا۔ اور قیمت دیکر چلا گیا۔ ایک مہینے کے بعد سپاہی مذکور سوت واپس لایا۔ اور اُس عورت سے کہنے لگا کہ اپنا سوت لے اور میرے دام مجھے واپس دے۔ عورت نے جواب دیا کہ دنیا مین کہین ایسا دستور نہین کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جائے۔ اس جواب پر سپاہی نے اُس کو گالی دی۔ اُس پٹھانی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ سپاہی نے غصے مین آکر جوتے سے اُس پٹھانی کو خوب مارا۔ وہ اپنا سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی تمام پٹھان رئیسون کے پاس گئی۔ اور نہایت جوش سے کہنے لگی "کہ کاش خدا محمد خان کو فقط بیٹیان دیتا۔ لعنت خدا کی تم پر کہ پگڑی باندھتے ہو اور تمھارے کیئے کچھ نہین ہوتا۔ تُف ہے تمھارے اوپر کہ ایک ادنیٰ ہندو سپاہی نے آفریدی کی جورو کو جوتے سے مارا۔ اور تم سے کچھ نہ ہو سکا۔"

جب پٹھانون نے اس عورت کی یہ گفتگو سُنی۔ اُن کے دل ہل گئے۔ سب جمع ہو کر بی بی صاحبہ کے پاس گئے۔ اور نول رائے سے لڑنے کے واسطے مستعدی ظاہر کی۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ میرے خاص خاص چیلے دہلی مین اور پانچ بیٹے الہ آباد مین قید ہین۔ مین ایسی حالت مین لڑائی کی کسطرح رائے دے سکتی ہون۔ اِس کے بعد یہ لوگ احمد خان پسر

سلہ اس کا حال انشاءاللہ تعالیٰ حصۂ دوم مین صاحب رائے کے حال مین لکھا جائے گا۔

محمد خان بنگش کے پاس فرخ آباد پہونچے۔ اور اُس کو سمجھا بجھا کر مئو لے آئے۔ اور بی بی صاحبہ کو بھی رضامند کر کے اُن کے ہاتھ سے احمد خان کو نوابی کا خلعت پہنوایا۔ اور قرب وجوار کے پٹھانون کو اکٹھا کر کے نول رائے کے تمام عاملون کو بھگا دیا۔ اور بارہ ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادے اکٹھا کر کے نول رائے کے مقابلے کے واسطے روانہ ہوئے۔

جب نول رائے کے مئو کے عامل بھاگ کر اُس کے پاس پہونچے۔ اور اُس کو یہ حال معلوم ہوا تو گالیان دے کر کہنے لگا "کہ اگر پٹھیارون اور رکو بجڑون کو معہ اُن کی عورتون کے ننگا کر کے اپنے ہاتھیون کے پاؤن کے نیچے نہ روندوا ڈالون تو نول رائے نام نہین" اور اُسی وقت لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ اور بے شمار فوج اور ایک ہزار توپین لیکر قنوج سے روانہ ہوا۔ اور خداگنج پہونچکر پڑاؤ ڈالا۔ اِسی عرصے مین صفدر جنگ کا حکم پہونچا کہ مین خود آتا ہون جبتک مین نہ پہونچ جاؤن جنگ ملتوی رکھنا۔ اس مرتبہ مین پٹھانون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نہ رکھونگا۔ اور اِن جانورون مین سے لڑائی کے بعد جو زندہ بچ رہین گے سب کی گردن مین پتھر بندھوا کر دریا مین ڈبوا دون گا۔ اس حکم کے موصول ہونے پر نول رائے نے اپنے پڑاؤ کے اِرد گِرد خندق کھُدوا دی۔ اور خندق پر توپین لگا کر اُنھین زنجیرون سے جکڑوا دیا۔ نواب احمد خان نے بھی اِس پڑاؤ سے دو میل کے فاصلے پر آ کر پڑاؤ ڈالدیا۔ جب صفدر جنگ کے آنے کی خبر مشہور ہوئی۔ نواب احمد خان نے اُس کے آنے سے پہلے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اور ۹۔ رمضان ۱۱۶۳ھ کو میان گل جاسوس کی رہبری سے غروب آفتاب سے تین گھنٹے کے بعد نول رائے کے لشکر سے تین کوس علیحدہ علیحدہ کوچ کیا۔ اور طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ بیشتر نول رائے کے پڑاو کی پشت پر جہان توپین نہ تھین اور سادات بارہا متعین تھے حملہ کیا۔ ساداتِ بارہا اور پٹھانون مین خوب زور شور سے اوّل بندوق اور پھر تلوار چلنا شروع ہوئی۔ توپین بھی دغنا شروع ہو گئین۔ اوّل ساداتِ بارہا نے پٹھانون کو پیچھے ہٹا دیا۔ جب احمد خان نے یہ حال دیکھا بہت لعنت ملامت کر کے کہا "کہ کیا مجھے اِسی غرض سے

ساتھ لائے تھے۔ کہ مین تمکو نامردون کی طرح بھاگتا دیکھون کل دیکھنا کہ تم ننگے اور تمھاری عورتین بے آبرو کیجاوینگی"۔ یہ کہکر چھُرا نکالکر خودکشی کرنا چاہا۔ رستم خان وغیرہ نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اِس کارروائی کا یہ اثر ہوا کہ کُل پٹھان گھوڑون سے اُتر پڑے۔ اور اپنے جامے کے دامن کمر سے باندھکر نہایت جوش سے نول رائے کی فوج مین گھُس پڑے۔ ساداتِ بارہا نے ان کے روکنے مین اگرچہ اپنی جانین لڑا دین مگر اِس مرتبہ نہ روک سکے۔ کچھ مارے گئے۔ کچھ اندر بھاگے۔ اب پٹھان مورچون کے اندر گھُس آئے۔ اِسی عرصے مین قاصد نے دوڑ کر نول رائے کو خبر دی۔ وہ پوجا پاٹ کا بڑا پابند تھا جب تک پوجا نہ کرلیتا کوئی کام شروع نکرتا تھا۔ یہان تک کہ بغیر پوجا کیئے گھر سے بھی باہر نہ نکلتا تھا یہ خبر سُن کر بولا "کہ کچھ مضائقہ نہین ہے ان کو بجڑون کو اپنی کمان کے گوشہ سے باندھ لاؤن گا" یہ کہکر پوجا پر بیٹھ گیا۔ اِس عرصے مین پٹھان بہت قریب آگئے۔ قاصد پھر دوڑا ہوا پہونچا۔ اور اپنی جان پر کھیل کر بولا "کہ اے بیوقوف تو یہان پوجا کرنے بیٹھا ہے اور پٹھان تیرے دروازے تک آن پہونچے ہین۔ تھوڑی دیر مین اس پوجا کا مزہ معلوم ہوجائے گا" یہ سُن کر وہ فوراً کھڑا ہوگیا۔ اور ہتھیار لگا کر ہاتھی پر سوار ہوا۔ اور دو تیر ایک ساتھ چلّے مین رکھکر پٹھانون پر یہ کہکر مارے "مار مورے سارے کو بجڑون کو" اب خوب صبح ہوگئی تھی۔ لڑائی خوب زور شور سے ہونے لگی۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی نول رائے کو ڈھونڈتے ہوئے اُس کے قریب جا پہونچے۔ اِسی عرصے مین نول رائے کی فوج کے ایک پٹھان نے ہشپلائی زبان پشتو مین کہا "اے کافرو کہان چلے آتے ہو۔ خبردار یہان کوئی نہ آنے پائے۔ یہان فوج کے سردار رونق افروز ہین" محمد خان کا ایک بھائی حال ہی مین افغانستان سے آیا تھا۔ وہ اس زبان کو سمجھتا تھا۔ اُس نے ترجمہ کرکے سب کو سُنایا۔ محمد خان آگے بڑھکر نول رائے کے قریب پہونچا۔ اُس نے اُس کی طرف دیکھکر کہا "کہ اے کو بجڑ مین تمکو ایسی قرار واقعی سزا دونگا۔ کہ تمھارا نام و نشان اس ملک مین باقی نہ رہے گا"

یہ کہکر محمد خان پر تیر مارا جو اُس کے سینے پر لگا۔ اُس نے تیر کو سینے سے نکالکر کہا۔ کہ اے تیر تو کس نامرد کے ہاتھ سے آیا ہے کہ تجھ مین کچھ بھی زور نہ تھا۔ نول رائے نے دوسرا تیر مارا اسی عرصے مین ایک قادر انداز آفریدی نے تاک کر گولی کا ایسا نشانہ مارا کہ نول رائے اُس کے لگتے ہی سرد ہوگیا۔ فیلبان نے جب یہ حال دیکھا ہاتھی کو قنوج کیطرف بھگالے گیا۔ راجہ کے ہاتھی کو بھاگتا دیکھکر کل فوج نے بھاگنا شروع کیا۔ پٹھانون کے ہاتھ اسقدر مال غنیمت لگا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ روپیہ ملا۔

اِس لڑائی مین نول رائے کے علاوہ تیس بڑے بڑے عہدہ دار مثل میر محمد صالح عطاء اللہ خان وغیرہ کے مارے گئے۔ ہزار دن نجیب و شریف شیخ و سید بلگرام وغیرہ کے رہنے والے حق نمک پر جان کو فدا کر گئے۔ نواب بقاء اللہ خان نے بڑا کام کیا کہ راجہ کے بال بچون کو قنوج سے اُسی وقت لے کر لکھنو روانہ ہو گئے۔

نواب احمد خان فتحیاب ہوکر نہایت شان و شوکت سے فرخ آباد مین داخل ہوا۔ تمام ملک مین اپنا انتظام کیا۔ خوب جشن منائے۔ جشن کے موقع پر موضع عطائی پور پرگنہ قائم گنج کے ایک بھاٹ مسمی بھبوتی نے ایک گیت تصنیف کر کے نواب کو سُنایا جس کے انعام مین ایک مسلم موضع اُس کو مرحمت کیا گیا۔ وہ گیت یہ ہے۔ ؎

عجب وہ صاحب قدرت ہی جس نے جگ سنبھارا ہے	خدا ہی پاک مولی ہے وہی پروردگارا ہے
کھڑا باندھا کمر کس کر غنیم اوپر لئے لشکر	لگے اُسکے عجب چکر غزدری کا غبارا ہے
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھی بات پاجی کو	نول سے مرد غازی کو پہونچ گولی سے مارا ہے
نول ہو وہ سے مکھ موڑا کہین ہاتھی کہین گھوڑا	قبائل بھی کہین چھوڑا نہ سر چیرا اسبھارا ہے
چلین توپین دھڑا دھڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے	شترنالین پڑا پڑ سے تھورکا پہاڑا ہے
چلین تیرین سناسن سے چلین گولی مناسن سے	کٹین کمر تجھنا جھن سے بڑی تلوار دھارا ہے
بھبوتی نام ہے میرا۔ عطائی پور رین ڈیرا	یہی ہو منو کا کھیڑا تلے گنگا کنارا ہے

صفدر جنگ نول رائے کی امداد کے واسطے دہلی سے دو منزل آگے بڑھ آیا تھا کہ اِس شکست کی خبر سُنی کمال غم و غصے سے کہنے لگا "افسوس اس خودبین دائم الخمر نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ اگر تھوڑا بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو فتح نصیب نہ ہوتی" یہ کہکر کثرت رنج والم سے پلنگ پر ہاتھ دے مارا اور بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو نواب احمد خان کے پانچون بیٹون اور پانچون چیلون کے قتل کیئے جانے کا حکم لکھا کر دہلی اور الہ آباد روانہ کیا۔ اور یہ بیچارے نول رائے کے بدلے نہایت بیدردی سے قتل کیئے گئے۔

مسلمانونکے ابتدائی اور اخیر زمانہ کا مقابلہ

اِس زمانے کا مسلمانون کے عروج کے زمانے سے مقابلہ کیا جائے تو عجیب تعجب ہوتا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ بیجانگر کے عظیم الشان راجہ دیو رائے کو معمولی مسلمان سپاہی بھی سلام کرنا اپنی کسرِ شان سمجھکر اُس کی نوکری کو عار سمجھتے تھے۔ اگرچہ راجہ نے اُنکی تالیف قلوب کے لیئے بیجانگر مین ایک مسجد تعمیر کرادی تھی اور بڑی بڑی جاگیرین اُنکو دے رکھی تھین مگر اِس پر بھی اُنھون نے اس شرط پر اُسکی ملازمت قبول کی تھی کہ راجہ کو سلام نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ روزانہ دربار مین نہایت ادب سے ایک بلند مقام پر قرآن شریف رکھا جاتا تھا۔ اور مسلمان سپاہی اور افسر راجہ کی تعظیم و تکریم کے بجائے قرآن شریف کی تعظیم و تکریم بجا لاتے تھے۔ ایک یہ زمانہ تھا کہ ہندو مسلمان آپس کے برادرانہ سلوک سے ایسے شیر و شکر ہو گئے تھے کہ قومیت اور فاتح مفتوح کا لحاظ بالکل مفقود ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے شریف مسلمان ادنیٰ ادنیٰ ہندؤن کی ماتحتی مین خدمتین بجا لاتے تھے۔ ہندو مسلمانون کی طرف سے ہندؤن سے لڑنے اور اُن کے قتل و غارت کرنے کو سعادتِ دارین سمجھتے تھے۔ اِسی طرح مسلمان ہندؤن کے ساتھ مسلمانون سے لڑنے اور اُن کے تباہ و برباد کرنے مین کوئی عیب نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسی لڑائی مین راجہ نول رائے کی ماتحتی مین بڑے بڑے شریف خاندانون کے مسلمان سردار اور سپاہی اور خود صفدر جنگ کے قریب سکے

رشتہ دار شامل تھے۔ اور بے تعصبی ملاحظہ کیجئے کہ ایک مسلمان نے نول رائے کو مذہبی شہید کا رتبہ دے کر حوروں سے ہمکنار کرا دیا۔ ۵

روان کرد خون یلان جو بجو ادا کرد حق نمک مو بمو
زیزدان رسید ند حور و ملک بیا رو بر وائے نول سر خرد

ہری سنگھ راٹھور

ہری سنگھ راٹھور

راجہ کشن سنگھ راٹھور کا بیٹا تھا۔ باپ کے مارے جانے کے بعد ملازمت شاہی میں داخل ہوا۔ اور کشن گڈھ وطن جاگیر میں مرحمت ہوا۔

۵ جلوس شاہجہانی میں منصب ہزاری ذات ششصد سوار پر سرفراز ہوا۔

۹ جلوس میں خانجہان بارہ کے ساتھ مہم بیجاپور میں متعین ہوا۔

۱۱ جلوس میں منصب ہزار و پانصدی ذات ہشت صد سوار سے مفتخر ہو کر شاہزادۂ محمد شجاع کے ساتھ کابل میں تعینات ہوا۔ اس کے بعد منصب ہزار و پانصدی ذات نہ صد سوار سے ممتاز ہوا۔

۱۴ جلوس میں شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ کابل میں مامور رہا۔

۱۵ جلوس میں خلعت و اسپ اور علم عطا ہو کر شاہزادۂ دارا شکوہ کے ساتھ مہم قندھار میں متعین ہوا۔

۱۷ جلوس میں ۲۳ صفر ۱۰۵۴ھ کو لاولد انتقال کیا۔ بادشاہ نے روپ سنگھ اس کے بھتیجے کو خلعت و اسپ مرحمت فرما کر جانشین مقرر کیا۔ اور کشن گڈھ جاگیر میں مرحمت کیا۔ اس کا حال علیحدہ قلمبند ہو چکا ہے۔

ہردے رام کچھواہا

ہردے رام کچھواہا

باگھا کچھواہا

اس کا باپ بانکا کچھواہا اکبر کے عہد مین سنہ ۲۸ جلوس تک منصب چہارصدی پر سرفراز تھا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مرزا محمد حکیم کی مہم مین شریک تھا۔ اسکے بعد دیگر مہمات مین شریک ہوکر خدمتین بجا لاتا رہا۔ اُس کے انتقال کے بعد ہردے رام ملازمت شاہی مین منسلک ہوا۔ پہلے سال جلوس شاہجہانی مین منصب ہزاری ذات ششصد و پنجاہ سوار سے سرفراز ہوا۔ سنہ ۲ جلوس مین منصب ہزاری ذات ہفتصد سوار پر ترقی پائی۔ سنہ ۳ جلوس مین منصب ہزار و پانصدی ذات۔ ہزار سوار سے سربلند ہوا۔ سنہ ۹ جلوس مین انتقال کیا۔ جگرام اُس کے بیٹے کا حال علیحدہ قلمبند ہوچکا ہے۔

ہمیر سنگھ سیسودیہ

ہمیر سنگھ سیسودیہ

ایشرداس سیسودیہ کا بیٹا اور رودداس سیسودیہ کا پوتا تھا۔ ابتدا مین رانا جگت سنگھ کی سرکار مین ملازم تھا وہان سے ملازمت ترک کرکے سنہ ۱۸ جلوس مین ۱۲۔ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۵ھ کو دربار شاہجہانی مین حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت مرحمت فرماکر منصب پانصدی سے سرفراز کیا۔ سنہ ۱۹ جلوس ۱۰۵۵ھ مین مہم بلخ و بدخشان مین مامور رہا۔ وہان سے ۱۱۔ جمادی الاولی سنہ ۱۰۵۷ھ کو راجہ جے سنگھ کے ساتھ دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خلعت و اسپ مرحمت فرماکر دوبارہ بلخ کو روانہ کیا۔

ضمیمہ نمبر ۱

اصل کتاب مین بہت سے ہندو اُمرا اور ارکان سلطنت کے حالات محض اس وجہ سے نہین لکھے گئے کہ اُنکے مفصل حالات دستیاب نہین ہوئے۔ لہذا ضمیمہ ہذا مین عربی کے مشہور مقولہ مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ۔ کی بنا پر ہم بقیہ مشہور اُمرا کی ایک اجمالی فہرست عہدوار درج کرتے ہین۔

عہد اکبری

نام	منصب	کیفیت
اونڈ	دوصدی	اوڑیسہ کا زمیندار اور سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سرفراز تھا۔
بلبھدر راٹھور	سہ صدی	سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے ممتاز تھا۔
بانکا کچھواہا	چہارصدی	ایضاً
بہادر گوہلوٹ	سہ صدی	ایضاً
بھارتی چند		سنہ ۲۰ جلوس مین وزیر اعظم کی ماتحتی مین ہر صوبہ کا علیحدہ وزیر مقرر کیا گیا یہ صوبۂ اجمیر کے وزیر مقرر ہوئے۔
رائے بھگوانداس		سنہ ۱۹ جلوس مین کل ممالک محروسہ کے مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) مقرر ہوئے۔ سنہ ۲۶ جلوس تک اِس عہدہ پر سرفراز رہے۔ اسی سال انتقال کیا۔
بھوپت رائے		سنہ ۱۷ جلوس مین مہم گجرات مین شریک تھا۔
باگھا راٹھور		ایضاً
پرمانند کھتری	پانصدی	راجہ ٹوڈرمل کے خویشوںمین سے تھا۔ بنگ و بہار کی مہم مین نواڑون اور کشتیون کا انتظام اسکے سپرد تھا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
پرتاب سنگھ	دوصدی	راجہ بھگوانداس کا بیٹا تھا۔ سنہ ۴۰ جلوس تک اس منصب پر مامور تھا۔ آگرہ مین اُسکا آباد کیا ہوا محلہ پرتاب پورہ ابتک آباد ہے۔
رائے پرکھوتم (پرسوتم)		اکبری عہد کے بخشیان عظام سے تھا۔

کیفیت	منصب	نام
سنہ ۲۱ جلوس مین صوبۂ گجرات کا دیوان مقرر ہوا معرکۂ دولقہ مین راجہ ٹوڈرمل کے ساتھ شریک تھا۔	.	پیاگداس
سنہ ۲۲ جلوس مین مہم گجرات مین شریک تھا۔	سہ صدی	تلسی داس جادون
سنہ ۲۱ جلوس مین صوبۂ اجمیر کا بخشی مقرر ہوا۔	.	تاراچند
سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات مین اکبر کے ساتھ تھا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر مامور رہوا	پانصدی	جگمال پنوار
سنہ ۴۰ جلوس تک منصب مذکور سے سربلند تھا۔	دو صدی	چُتّی
سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات مین اکبر کے ساتھ تھا. لڑائی کے وقت غنیم کے ایک سوار نے بادشاہ پر نیزہ کا وار کیا اسنے آگے بڑھکر سوار پر برچھا مارکر اُسکا کام تمام کردیا۔ اِس حسن خدمت کے صلے مین نوازش ہائے شاہانہ سے مفتخر ہوا	.	چلیتہ بڑگوجر
راجہ جگمن کا لڑکا تھا. باپ کے مرنے کے بعد اپنے وطن صوبۂ مالوہ سے دربار مین حاضر ہوا۔ بادشاہ نے خطاب راجگی سے موصوف کرکے صوبۂ دکن مین تعینات کیا سنہ ۴۴ جلوس مین دربار مین حاضر ہوا۔	.	راجہ چتر بھوج
سنہ ۱۸ جلوس مین یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا۔	.	راجہ دلیپ چند
سنہ ۳۰ جلوس مین زین خان کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ مین شریک تھا۔ اور راجہ بیربر کے ساتھ اسی مہم مین مارا گیا۔ اسکا بیٹا جگت رائے سنہ ۱۹ جلوس مین مہم چندرسین اُد	.	راجہ دھرمنگد

نام	منصب	کیفیت
		سنہ ۲۶ جلوس مین مہم مرزا محمد حکیم مین شریک تھا۔
رام چند کچھواہا	چہارصدی	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا۔ سنہ ۲۶ جلوس مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم مرزا محمد حکیم پر متعین ہوا۔ سنہ ۲۹ جلوس مین صوبۂ گجرات مین مامور ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس مین زین خان کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ مین شریک تھا۔
رائے رام داس دیوان	دوصدوپنجاہی	سنہ ۴۰ جلوس مین صوبۂ احمد آباد گجرات کا وزیر مقرر ہوا۔
رائے رام رائے	.	سنہ ۴۰ جلوس مین صوبۂ دہلی کا وزیر مقرر ہوا۔
رام داس	.	سنہ ۴۵ جلوس مین صوبۂ بہار کا وزیر مقرر ہوا۔
راگھوداس کچھواہا	.	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا اور اسی لڑائی مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔
روپ رائے گجراتی	.	صوبۂ گجرات مین متعین تھا۔ معرکۂ دولقہ مین راجہ ٹوڈر مل کے ساتھ شریک ہوکر نہایت بہادری سے لڑا۔
رام داس چوہان		سنہ ۲۶ جلوس مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم حکیم مرزا مین اور اسکے بعد سنہ ۲۹ مین مہم گجرات مین شریک تھا۔
راجہ رام ساہ گوالیاری	.	سنہ ۹۸۳ھ مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم رانا کیکا مین شریک اور فوج ہراول مین متعین تھا۔ اور اسی لڑائی مین معہ اپنے تین بیٹون کے مارا گیا۔
سلطان راٹھور		جے مل کا بیٹا تھا راجہ بھگوان داس کچھواہا کیطرف سے

نام	منصب	کیفیت
		نہایت شجاعت وبہادری سے لڑکر مارا گیا (دیکھو راجہ بھگوانداس کچھواہا کا حال) یہ ملازمت شاہی مین داخل ہوا ۱۹ سنہ جلوس مین رائے سنگھ کے ساتھ چندر سین راٹھور کی تنبیہ پر مامور رہا ۲۰ سنہ جلوس کی مہم گجرات مین شریک تھا۔
سانولداس جادول	دو صدی	۱۸ سنہ کی یلغار گجرات مین اکبر کے ساتھ تھا ۲۶ سنہ مین مہم حکیم مرزا پر متعین ہوا ۲۸ سنہ جلوس مین شہباز خان کے ساتھ صوبۂ بنگالہ مین مامور رہا ۳۱ سنہ مین مہم دکن مین تعینات ہوا۔
سلہدی	چہار صدی	راجہ بہاری مل کا بیٹا تھا ۴۰ سنہ جلوس تک منصب مذکور پر مامور تھا۔
سانگھا پنوار	دو صدی	۴۰ سنہ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا۔
سُندر	"	اوڑیسہ کا زمیندار اور ۴۰ سنہ جلوس تک اس منصب سے سرفراز تھا۔
کانہادرباری	.	۱۸ سنہ جلوس کی یلغار گجرات مین اکبر کے ساتھ تھا۔
کشنداس تونور	سہ صدی	۲۶ سنہ جلوس مین مہم حکیم مرزا مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ شریک تھا۔
کلاّ کچھواہا	دو صدی	ایضاً
کیشوداس راٹھور	دو صدی	اسکی بیٹی کی شادی شاہزادۂ سلیم سے ہوئی تھی شاہزادی بہار بانو بیگم اُسی کے بطن سے تھی۔ اکثر مہمات مین شریک

نام	منصب	کیفیت
		ہوکر خدمات نمایان انجام دین ۔
کلا راٹھور	•	سنہ ۳۸ جلوس مین مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبۂ مالوہ مین تعینات ہوا ۔
رائے کیشوداس	•	سنہ ۴۰ جلوس مین صوبۂ آگرہ کا وزیر مقرر ہوا ۔
رائے کشن داس	•	سنہ ۱۰ جلوس مین صوبۂ بنگالہ کا وزیر مقرر ہوا
کٹارو بڑگوجر	•	سنہ ۳۰ جلوس مین زین خان کوکہ کے ساتھ مہم سواد باجوڑ مین شریک تھا ۔
راجہ گوپال داس جادول	•	سنہ ۱۸ جلوس کی یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا سنہ ۲۸ جلوس مین شہباز خان کے ساتھ صوبۂ بنگالہ مین تعینات ہوا سنہ ۴۳ مین مرگیا ۔
گوردھن راٹھور	•	نہایت شجاع وبہادر تھا سنہ ۲۸ جلوس مین مرزا عبد الرحیم خانخانان کے ساتھ مہم ٹھٹہ مین شریک تھا ۔
مان سنگھ کچھواہا	سہ صدی	سنہ ۱۸ جلوس یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا اس کے بعد مرزا راجہ مان سنگھ کے پاس تعینات ہوا ۔ اور اکثر مہمات مین شریک ہوکر خدمات نمایان انجام دیتا رہا ۔
متھرا داس کھتری	دو صدی	سنہ ۴۰ جلوس مین صوبۂ لاہور کا وزیر مقرر ہوا ۔
میدنی رائے چوہان	ہفت صدی	صوبہ گجرات مین مامور تھا ۔ اور وہان کی مہمات مین شریک ہوتا رہا ۔
مرن چوہان		سنہ ۲۶ جلوس مین راجہ مان سنگھ کے ساتھ مہم حکیم مرزا

کیفیت	منصب	نام
مین متعین ہوا ۔ سنہ ۲۹ مین مہم گجرات مین شریک تھا ۔		
سنہ ۲ جلوس مین شہباز خان کے ساتھ بنگالہ مین متعین ہوا ۔ اس کے بعد راجہ مان سنگھ کے ساتھ اکثر مہمات مین شریک ہوا ۔	ہفت صدی	بابو منگلی
اڑلیسہ کا زمیندار تھا ۔	سہ صدی	نیل کنٹھ
ایدر کا زمیندار تھا ۔ سنہ ۲ جلوس کی مہم گجرات مین شریک تھا ۔	•	رائے نرائن داس
سنہ ۱ جلوس کی یلغار گجرات مین اکبر کے ساتھ تھا سنہ ۱ مین مرزا شاہرخ کے ساتھ صوبۂ مالوہ مین تعینات ہوا	•	ہرداس
بندر کھنبات کا ناظم تھا ۔ اس نے کھنبات مین پختہ چار دیواری تعمیر کرائی تھی ۔	•	کلیان رائے
جھولہ کا راجہ تھا ۔ سنہ ۱ جلوس کی یلغار گجرات مین بادشاہ کے ساتھ تھا ۔ ایکدن دربار مین گاؤکشی کی بحث تھی اسنے کہا کہ اگر گائے خدا کے نزدیک معظم نہ ہوتی تو سب سے پہلے قرآن شریف مین سورۂ بقر کیون مذکور ہوتی ۔	•	راجہ دیپ چند

عہد جہانگیری

ولایت گڈھہ کا زمیندار تھا ۔ سنہ ۱۲ جلوس مین منصب مذکور سے مفتخر ہوا ۔ اور تنخواہ مین وطن مین جاگیر مرحمت ہوئی ۔	ہزاری ذات پانصد سوار	راجہ بھیم نرائن

کیفیت	منصب	نام
بکلانا کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲ جلوس مین منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔	چہار صدی	بھرجو
سنہ ۵ جلوس مین منصب مذکور پر مامور رہوا۔	ہزار و پانصدی (۱۵۰۰) ذات پانصد (۵۰۰) سوار	دیبی چند گوالیاری
سنہ ۱۴ جلوس مین منصب مذکور پر مامور رہوا۔	ہشت صدی (۸۰۰) ذات ششصد (۶۰۰) سوار	حکیم رگھناتھ
جہانگیر کے عہد مین عہدۂ مستوفی (اکونٹنٹ جنرل) پر سرفراز تھا سنہ ۱۴ جلوس مین بادشاہ نے ایک ہاتھی عطا کیا۔	•	رائے کنور چند
جہانگیر کے ایام شاہزادگی مین صوبۂ بہار کا دیوان تھا پھر شاہزادۂ موصوف کی سرکار کا دیوان مقرر ہوا۔ جہانگیر نے تخت نشین ہو کر صوبۂ گجرات کا دیوان مقرر کر دیا سنہ ۱۳ جلوس مین صوبۂ مالوہ کی دیوانی پر تبدیل ہوا۔	•	رائے گھنسور
صوبۂ گجرات کی دیوانی پر مامور تھا سنہ ۳ جلوس مین منصب مذکور سے سرفراز ہوا۔	ہشت صدی (۸۰۰) پانصد (۵۰۰) سوار	موہن داس
مہم بنگش مین راجہ شیام سنگھ کے ساتھ شریک تھا۔ سنہ [illegible] جلوس مین منصب مین اضافہ ہوا۔	•	رائے منگت بھدوریہ
شاہی پیادہ فوج کا سردار تھا۔	•	رائے مان سنگھ
مجھولی کا زمیندار تھا سنہ ۱ جلوس مین پانچہزار (۵۰۰۰) روپیہ انعام مین مرحمت ہو کر منصب ہزار و پانصدی (۱۵۰۰) ذات ہزار و یکصد (۱۱۰۰) سوار سے سرفراز ہوا سنہ ۱۰ جلوس مین خطاب اجگی سے موصوف ہو کر منصب دوہزار (۲۰۰۰) ذات ہزار و دوصد (۱۲۰۰) پر ترقی پائی۔	دوہزاری (۲۰۰۰) ذات ہزار و پانصد (۱۵۰۰) سوار	راجہ بتھو مل

نام	منصب	کیفیت
ہربھان	دوہزاری ذات ہزار و پانصد سوار	چندر کوٹہ کا زمیندار تھا ۱۳ سنہ جلوس مین منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔
ہردے نراین ہاڈا	نہصدی ذات ششصد سوار	۳ سنہ جلوس مین راجہ بکرماجیت کے ساتھ مہم کانگڑہ مین متعین ہوا ۱۵ سنہ مین منصب مین ترقی ہو کر منصب مذکور پر سرفراز ہوا۔
	عہد شاہجہانی	
اُگر سین کچھواہا	ہشت صدی ذات ششصد سوار	۱۱ سنہ جلوس مین مہم قندھار اور ۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
راجہ اُدے سنگھ	پانصدی۔ سہ صد سوار	راجہ مان سنگھ زمیندار جمون کا بیٹا تھا ۱ سنہ جلوس مین مر گیا۔
اُگر سین	پانصدی۔ دوصد سوار	۲ سنہ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
راجہ امر سنگھ کچھواہا	•	۱۹ سنہ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
بھوجراج	ہزاری پانصد سوار	ابتدا مین عادل شاہ بیجاپوری کی طرف سے اُودگیر کا قلعدار تھا جب ۹ سنہ جلوس مین قلعہ مذکور فتح ہوگیا۔ تو خاندوران بہادر کی سفارش سے ملازمت شاہی مین داخل ہوا ۱۹ سنہ جلوس مین شاہزادۂ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین مامور رہا۔
بیر نرائن	ہفتصدی۔ سہ صد سوار	پچیٹ صوبۂ بہار کا زمیندار تھا ۶ سنہ جلوس مین مر گیا۔
رائے بنارسی داس	ہفتصدی۔ دوصد سوار	
بیربھان	پانصدی۔ سہ صد سوار	چندر کوٹہ صوبۂ بنگال کا زمیندار تھا۔

کیفیت	منصب	نام
راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔	پانصدی۔ دو صد و پنجاہ سوار	پرتھی سنگھ کچھواہا
سنہ ۲۰ جلوس تک اِس منصب پر مامور رہا۔	ششصدی پانصد سوار	پرتاب سنگھ چوہان
ایضاً۔	ہزاری۔ ہزار سوار	پرتاب چورہ
سنہ ۱۰ جلوس تک اِس منصب پر مامور رہا۔	ششصدی۔ صد سوار	پلند (بلند) ولد بہرز کلال
ڈونگرپور کا زمیندار تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس تک اِس منصب سے سرفراز تھا۔	ہزار و پانصدی ہزار و پانصد سوار	راول پونجا
سنہ ۲۴ھ مین احدیون کا بخشی مقرر ہوا۔ اسکے بعد دیوان تن کے عہدے پر سرفراز ہوا۔ سنہ ۲۵ھ مین دیوانی خالصہ کا خلعت مرحمت ہوا۔		رائے جسونت رائے
دیوان بیوتات کے عہدے پر سرفراز تھا۔		جادون رائے
سنہ ۳ جلوس مین مرگیا۔	ہشتصدی۔ چار صد سوار	راجہ جگناتھ راٹھور
امرکوٹ کا زمیندار تھا۔ سنہ ۱۶ جلوس مین مرگیا۔	ہشتصدی۔ سہ صد سوار	رانا جودھا
سنہ ۱۰ جلوس تک منصب ہفت صدی۔ سہ صد سوار پر مامور رہا۔ اِس کے بعد منصب مذکور پر سرفراز ہوا سنہ ۱۳ جلوس مین انتقال کیا۔	ہفتصدی۔ چار صد سوار	جگناتھ راٹھور
سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور سے مفتخر تھا۔	پانصدی۔ چار صد سوار	راجہ جگمن جادول
ایضاً۔	پانصدی پانصد سوار	چتر بھوج سونکرا
ایضاً کانگڑہ کا زمیندار تھا۔	پانصدی۔ سہ صد سوار	چندر بھان
سنہ ۳۰ جلوس مین وفات پائی۔ یہ ایام شاہزادگی کے	ہزاری پانصد سوار	چیت سنگھ راٹھور

نام	منصب	کیفیت
		رفیقون مین سے تھا تخت نشینی کے دن علاوہ منصب مذکور چھبیس ۲۶ ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت ہوا۔
خدمت رائے	پانصدی۔ صد سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
وانی داس میرٹھیہ	.	سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
دلپت راٹھور	پانصدی۔ سہ صد سوار	ماندن راٹھور کا بیٹا تھا سنہ ۳ جلوس مین ملک عدم کو سدھارا۔
رایبا	ہزار و پانصدی ششصد سوار	جادون رائے کا بھائی تھا۔
زلی رائے دکھنی	دو ہزاری۔ ہزار سوار	سنہ ۳ جلوس مین حسب سفارش اعظم خان ملازمت شاہی مین داخل ہو کر منصب مذکور سے مفتخر ہوا سنہ ۲ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
رگھناتھ	پانصدی۔ دو صد سوار	سونگ کا زمیندار تھا سنہ جلوس مہم قلعہ پرینڈہ مین شریک تھا
روپ سنگھ کچھواہا	ہفتصدی۔ سہ صد سوار۔	جگناتھ کچھواہہ کا پوتا تھا سنہ جلوس مین مہم جہار سنگھ بندیلہ مین شریک تھا۔
راوت رائے دھنگر دکھنی۔	سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار	سنہ ۲ جلوس تک منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
رائے سبھا چند	ہفت صدی۔ چار صد سوار	سنہ ۱۰ جلوس تک منصب پانصدی پر سرفراز تھا سنہ ۱۲ جلوس مین منصب ہفت صدی پر سربلند ہو کر صوبہ دہلی کا دیوان مقرر ہوا۔
سنگرام کچھواہا	ایضاً	سنہ ۱۹ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ مہم بلخ و بدخشان مین متعین ہوا۔
راول سرسی	ہزاری۔ ہزار سوار	بانسوالہ کا زمیندار تھا۔
سکت سنگھ چوہان	پانصدی۔ دو صد و پنجاہ	

نام	منصب	کیفیت
کشن سنگھ کچھواہا	پانصدی دو صد و پنجاہ	۱۴۔ شوال ۱۰۵۵ھ کو منصب مذکور پر مامور رہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔ راجہ مان سنگھ کا پوتا تھا۔
کیسری سنگھ راٹھور	پانصدی۔ صد سوار	ابتدا مین مہابت خان کی سرکار مین ملازم تھا۔ اُسکے مرنے کے بعد ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
سرمست بڑگوجر	ششصدی۔ صد سوار	اعتماد رائے بڑگوجر کا بیٹا تھا۔
راجہ کشن سنگھ تونور	پانصدی پانصد سوار	سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔ سنہ ۱۰۶۶ھ کی معرکہ سموگڈھ مین دارا شکوہ کے ساتھ تھا۔
فتح سنگھ سیسودیہ	ہشت صدی دو صد سوار	مہا راجہ بھیم کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱ جلوس مین سفر آخرت اختیار کیا۔
سری سنگھ راٹھور	ہزاری۔ ہشتصد سوار	سنہ ۹ جلوس مین منصب مذکور سے مفتخر ہوا۔
راجہ کنور سین کشتواری	ہزاری چہار صد سوار	کشتوار کا زمیندار تھا۔ اِس کی لڑکی کی شادی شاہزادہ محمد شجاع سے ہوئی تھی۔ شاہزادہ بلند اختر اُسی کے بطن سے تھا۔
کرپا رام گوڑ	ہشت صدی ہفتصد و پنجاہ سوار	سنہ ۱۰۶۱ھ مین چکلہ فوجداری پر مامور ہوا۔ سنہ ۱۱ جلوس مین مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
شیام سنگھ سیسودیہ	ہزاری۔ پانصد سوار	سنہ ۱ جلوس تک اِس منصب پر سرفراز تھا۔
گوبند داس راٹھور خاندورانی	پانصدی دو صد و پنجاہ سوار	اوّل خاندوران بہادر نصرت جنگ کی سرکار مین ملازم تھا۔

نام	منصب	کیفیت
		۸- جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۵ھ کو ملازمت شاہی مین داخل ہوکر مہم بلخ و بدخشان مین مامور رہوا۔
لکھمی سین چوہان	ہشت صدی پانصد سوار (۸۰۰ / ۵۰۰)	سنہ ۱۲ جلوس مین انتقال کیا۔
محکم سنگھ سیسودیہ	•	سنہ ۱۱ جلوس کی مہم قندھار اور سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
منکوجی بنالکر دکھنی	سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار (۳۰۰۰ / ۱۵۰۰)	۲۶- ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۹ھ کو ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔
ستر سین تونور	ہزاری و پانصد سوار (۱۰۰۰ / ۵۰۰)	راجہ شیام سنگھ تونور کا بھائی تھا۔ سنہ ۶ جلوس مین انتقال کیا۔
مکند داس راٹھور	شش صدی صد و پنجاہ سوار (۶۰۰ / ۱۵۰)	سنہ ۲۰ جلوس تک اِس منصب پر سرفراز تھا۔
متھرا داس کچھواہا	ہفتصدی - چار صد سوار (۷۰۰ / ۴۰۰)	ایضاً
مکند جادون	پانصدی - سہ صد سوار (۵۰۰ / ۳۰۰)	سنہ ۱۰ جلوس تک اِس منصب پر سرفراز تھا۔
مان سنگھ	پانصدی دو صد و پنجاہ سوار (۵۰۰ / ۲۵۰)	راجہ بکرماجیت کا بیٹا تھا۔ سنہ ۲۰ جلوس تک اِس منصب پر مامور تھا۔
مدن سنگھ بھدوریہ	پانصدی - دو صد سوار (۵۰۰ / ۲۰۰)	
مادھو سنگھ سیسودیہ	پانصدی دو صد و پنجاہ سوار (۵۰۰ / ۲۵۰)	سنہ ۳ جلوس مین مرگیا۔
مکند داس گوڑ	پانصدی صد و پنجاہ سوار (۵۰۰ / ۱۵۰)	راجہ گوپال داس گوڑ کا بیٹا تھا۔ سنہ ۳ جلوس مین مہم خانجہان لودی مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑکر مارا گیا۔
مینکو رام دکھنی	پانصدی ہشتاد سوار (۵۰۰ / ۸۰)	
منوہر داس گوڑ	پانصدی دو صد سوار (۵۰۰ / ۲۰۰)	راجہ بیتھلداس گوڑ کا بھائی تھا۔

نام	منصب	کیفیت
راوت نرائن داس سیسودیہ	ہفتصدی سہ صد سوار	سنہ ۱۹ جلوس مین مہم بلخ و بدخشان مین شریک تھا۔
ناہر سو لنکھی	ہشت صدی چار صد سوار	سنہ ۱۱ جلوس مین ہاتھی مرحمت ہوا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین شاہزادہ مراد بخش کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا۔ وہان سے مہم جگت سنگھ مین شریک ہوا۔ سنہ ۱۷ جلوس مین ایک ہاتھی پیشکش کیا۔
نرہر داس جھالا	پانصدی دو صد سوار	سنہ ۲ جلوس مین مہم خانجہان لودی مین اپنی ہمت مردانہ کے جوہر دکھا کر مارا گیا۔
ہردے نرائن	پانصدی سہ صد سوار	سنہ ۲۰ جلوس تک اِس منصب پر مامور تھا۔
ہرداس جھالا	پانصدی دو صد سوار	ابتدا مین رانا اُدے پور کی سرکار مین ملازم تھا۔ نہایت عقلمند۔ تجربہ کار امیر تھا۔ رانا کی طرف سے دربار مین اکثر وکیل بنکر آیا کرتا تھا اور اپنی حسن قابلیت اور خدمتگذاری سے ہمیشہ بادشاہ کو خوش رکھکر انعام واکرام پاتا تھا اس کے بعد ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ سنہ ۳ جلوس مین ملک عدم کو رخصت ہوا۔
ہر رام کچھواہا	ہفتصدی سہ صد سوار	بھگوان داس کچھواہہ کا بیٹا تھا۔
راؤ ہر چند کچھواہا	نہ صدی۔ چار صد سوار	سنہ ۴ جلوس مین انتقال کیا۔
رانا جی دیوریہ	دو ہزاری ہشت صد سوار	۲۶۔ ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۹ھ کو ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔
ہمیر رسلے دکھنی	چار ہزاری دو ہزار و پانصدی سوار	سنہ ۵ جلوس مین انتقال کیا۔

نام	منصب	کیفیت
		عہد عالمگیری
راجہ اودت سنگھ	دوہزاری پانصدی (۲۵۰۰) ہزار و پانصد سوار (۱۵۰۰)	اوندچھ کا زمیندار تھا ۳۳ سنہ جلوس مین خطاب راجگی سے مفتخر ہوکر منصب ہزار و پانصدی (۱۵۰۰) سے سرفراز ہوا ۳۶ سنہ جلوس مین منصب دوہزار و پانصدی (۲۵۰۰) ہزار و پانصد سوار (۱۵۰۰) سے سربلند ہوکر ایرج کی فوجداری پر مامور رہا۔
ایسوجی دکھنی	دوہزاری (۲۰۰۰) - ہزار سوار (۱۰۰۰)	سنبھاجی کی طرف سے سالھیر کا قلعدار تھا ۳۰ سنہ جلوس مین حاضر دربار ہوا اور خلعت و علم و طوغ و نقارہ - اور اسپ و فیل اور بیس (۲۰۰۰۰) ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت ہوکر منصب مذکور پر سرفراز تھا۔
اُچلاجی	پنجہزاری (۵۰۰۰) دوہزار سوار (۲۰۰۰)	سیواجی کا داماد تھا ۲۹ سنہ جلوس مین خلعت و نقارہ اور علم اور پہونچی مرصع اور اسپ و فیل عطا ہوکر منصب مذکور سے مفتخر ہوا۔
ارجوجی	دوہزاری (۲۰۰۰) - ہزار سوار (۱۰۰۰)	سنبھاجی کا چچازاد بھائی تھا ۲۸ سنہ جلوس مین خلعت و اسپ مرحمت ہوکر منصب مذکور سے سربلند ہوا۔
بکرم سنگھ گوالیاری	دوہزار و پانصدی (۲۵۰۰)	۱۸ سنہ جلوس مین خلعت و جمدھر مرصع اسپ معہ ساز طلا مرحمت ہوکر منصب مذکور سے سرفراز ہوا۔
جسونت راؤ دکھنی	چارہزاری (۴۰۰۰) چہارہزار سوار (۴۰۰۰)	۲۵ سنہ جلوس مین منصب مذکور سے مفتخر ہوا ۲۸ سنہ جلوس مین خلعت مرحمت ہوا۔

نام	منصب	کیفیت
برج بھوکن	.	سنہ ۲۹ جلوس مین مسلمان ہو گیا۔ اور دیندار کے نام سے موسوم ہو کر جانماز خانہ کا داروغہ مقرر ہوا۔
تباجی	سہ ہزاری ۳۰۰۰ دو ہزار ۲۰۰۰ سوار	سیواجی کا چچازاد بھائی تھا۔ تھانہ داری بدیا نجگاؤن پر منصب دو ہزار و پانصدی ۱۵۰۰ پر مامور تھا۔ سنہ ۴۶ مین منصب مذکور پر ترقی پائی۔
راجہ بھیم	پنجہزاری ۵۰۰۰	راجہ جے سنگھ کا بھائی تھا۔ سنہ ۲۴ جلوس مین حاضر دربار ہوا۔ سنہ ۳۰ جلوس مین انتقال کیا۔
بھاگو بنجارہ	پنجہزاری ۵۰۰۰ چہار ہزار ۴۰۰۰ سوار	منصب مذکور پر مامور تھا۔ اس کے بعد بھاگ کر مرہٹون سے جا ملا۔ سنہ ۴۲ جلوس مین حاضر دربار ہو کر عفو تقصیر کا ملتجی ہوا۔ بادشاہ نے قصور معاف کر کے منصب مذکور پر بحال کر دیا۔
پرتھی سنگھ	.	جمون کا راجہ تھا۔ شاہزادہ سلیمان شکوہ پسر دارا شکوہ نے اس کے ملک مین پناہ لی تھی اس نے اول شاہزادہ مذکور کو بادشاہ کے حوالہ کرنے سے انکار کیا لیکن پھر حوالہ کر دیا (دیکھو مرزا راجہ جے سنگھ کا حال) اور ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔ سنہ ۱ جلوس مین لودی خان کے ساتھ کابل مین تعینات ہوا۔
پرتھی سنگھ راٹھور	.	ملازمت شاہی مین داخل تھا۔ سنہ ۲ جلوس مین خلعت کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت ہوا۔
راجہ جسونت سنگھ بندیلہ	.	سنہ ۲۱ جلوس مین چنپت بندیلہ کے بیٹون کی سرکوبی پر

نام	منصب	کیفیت
		مامور ہوا سنہ ۲۹ جلوس مین خلعت کے ساتھ فیل اور نقارہ مرحمت ہوا۔
چھتیرمل		کل ممالک محروسہ کے وقائع نگارون کا افسر تھا۔ سنہ ۴۲ جلوس مین مرگیا۔ اس کا بیٹا بھولاناتھ مسلمان ہوکر ہدایت کیش کے نام سے موسوم ہوا۔ اور اپنی لیاقت اور مزاج دانی سے بادشاہ کے دلمین ایسا اعتبار اور اعزاز پیدا کیا کہ عمدہ عمدہ خدمتون پر مامور رہا۔
دُرگاداس راٹھور	سہ ہزاری ۳۰۰۰ دو ہزار ۲۰۰۰ سوار	مہاراجہ جسونت سنگھ راٹھور کا رشتہ دار اور اُسکی سرکار مین ملازم تھا اُس کے انتقال کے بعد اپنی چرب زبانی اور افسون سازی سے تمام راجپوتون کو بادشاہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ کردیا۔ اور شاہزادۂ محمد اکبر کو بھی سلطنت کا سبز باغ دکھا کر اپنے ساتھ شامل کرلیا جب اورنگ زیب کی حکمت عملی سے یہ فتنہ و فساد رفع ہوگیا تو محمد اکبر کے بیٹے بلند اختر کو جو اُنھین دنون پیدا ہوا تھا ساتھ لیکر پہاڑون مین جا چھپا۔ (دیکھو مہاراجہ اجیت سنگھ کا حال) سنہ ۴۲ جلوس مین شجاعت خان صوبہ دار گجرات کے توسل سے ہاتھ باندھے ہوے دربار مین حاضر ہوا بادشاہ نے خان موصوف کی سفارش سے

نام	منصب	کیفیت
		قصور معاف کر کے ملازمت شاہی مین داخل کیا۔ اور خلعت وجمدھر مرصع عطا کر کے منصب مذکور سے سرفراز کیا۔
وونڈی راؤ	ہزار و پانصدی ۱۵۰۰	سنہ ۴۲ جلوس مین تربیت خان کے توسل سے ملازمت شاہی مین داخل ہو کر منصب مذکور پر سرفراز اور تھانہ داری کوہ مہادیو پر مامور رہا۔
رام چند	سہ ہزاری ۳۰۰۰	گھاٹون کی تھانہ داری پر سرفراز تھا۔ سنہ ۴۴ جلوس مین منصب دو ہزاری ۲۰۰۰ اور سنہ ۴۹ مین منصب سہ ہزاری ۳۰۰۰ پر سربلند ہوا۔
راگھوداس جھالا	ہفتصدی ۷۰۰ پانصد ۵۰۰ سوار	ابتدا مین رانا اودے پور کی سرکار مین ملازم تھا۔ وہان کی ملازمت ترک کر کے سنہ ۱۰ جلوس مین حاضر دربار ہوا۔ بادشاہ نے منصب مذکور پر مامور کیا۔
راج سنگھ راٹھور	.	سنہ ۲۰ جلوس مین خلعت کے ساتھ دو ہزار روپیہ نقد انعام مین مرحمت ہوا۔
سوبھان	پنجہزاری ۵۰۰۰ دو ہزار ۲۰۰۰ سوار	مرہٹون کی طرف سے ستارہ کا قلعدار تھا۔ جب سنہ ۴۳ جلوس مین شاہزادہ اعظم شاہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اور محاصرہ کا دائرہ تنگ ہوا۔ اور قلعہ کے ایک طرف کی فصیل بھی گر گئی تو اس نے قلعہ شاہزادہ کے حوالہ کر دیا۔ اور شاہزادہ کی سفارش سے ملازمت شاہی مین داخل ہو کر منصب مذکور پر

کیفیت	منصب	نام
سرفراز ہوا اور خلعت وکٹار۔اسپ وفیل۔طوغ و علم۔اور نقارہ اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) روپیہ نقد مرحمت ہوا۔ ۴۲ سنہ جلوس مین منعم خان کے ذریعے سے ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔اور خلعت و نقارہ اور علم مرحمت ہوکر منصب مذکور پر مامور ہوا۔	ششش ہزاری (۶۰۰۰) پنجہزار سوار (۵۰۰۰)۔	سیوا دنیلیہ
اُجین کا زمیندار تھا۔ ۱۰ سنہ مین معرکۂ اُجین کے بعد بادشاہ نے خطاب راجگی سے مفتخر کرکے خلعت وفیل۔شمشیر وجمدھر وغیرہ مرحمت کیا۔اور کفایت خان کے ساتھ صوبۂ مذکور کی حکومت پر سربلند کیا۔	.	راجہ عالم سنگھ
بھداور کا زمیندار تھا۔اول منصب ہفتصدی (۷۰۰) پر مامور تھا۔ ۴۸ سنہ جلوس مین منصب نہ صدی (۹۰۰) پر مفتخر ہوا۔	نہ صدی (۹۰۰) ششش صد (۶۰۰) سوار	راجہ کلیان بھدوریہ
ملازمت شاہی مین داخل اور دہلی مین متعین تھا۔ ۵ سنہ جلوس مین حسین پاشا حاکم بصرہ کے استقبال کے انتظام مین لاہوری دروازہ پر یکہ تاز خان سے کسی بات پر جھگڑہ ہوگیا۔دونون مین لڑائی ہوئی اور دونون زخمی ہوکر گرے۔اس کا زخم کاری تھا کام تمام ہوگیا۔	.	گردھرداس سیسودیہ
دیوان خالصہ کے عہدے پر سرفراز تھا۔ ۸ سنہ جلوس مین تشخیص مالگذاری وتصفیہ مقدمات خالصہ کے واسطے کابل بھیجا گیا۔	.	رائے لعل چند

نام	منصب	کیفیت
رائے مکرند	..	بریلی کا ناظم تھا۔ سنہ ۱۲ جلوس مین صوبۂ بنگالہ مین تعینات ہوا۔
راجہ ماندھاتا	.	سنہ ۲ جلوس مین غوربند کا تھانہ دار مقرر ہوا۔
مانکوجی	دوہزاری ۲۰۰۰ ہزار سوار ۱۰۰۰	سنبھاجی کی طرف سے سانوبہ کا قلعدار تھا۔ سنہ ۳۰ جلوس مین دربار مین حاضر ہو کر ملازمان شاہی مین داخل ہوا۔ اور خلعت و علم و نقارہ وغیرہ عطا ہو کر بتیس ہزار روپیہ نقد انعام مین ملا۔
مکمتا	سہ ہزاری ۳۰۰۰ دوہزار سوار ۲۰۰۰	نصرت آباد کا ناظم تھا۔ اوّل منصب دو ہزار و پانصدی ۲۵۰۰ پر مامور تھا۔ سنہ ۵ جلوس مین منصب سہ ہزاری ۳۰۰۰ پر ترقی پائی۔
مرلیدھر	.	ابتدا مین امیر الاُمرا نواب شائستہ خان کی سرکار مین دیوان تھا۔ سنہ ۳۱ مین اُن کے انتقال کے بعد ملازمت شاہی مین داخل ہوا۔
مان سنگھ ہاڈا	.	ایام شاہزادگی کے ملازمون مین سے تھا۔ معرکۂ سموگڈھ مین نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ کر مارا گیا۔
ہر رائے	.	سلطنت مغلیہ کے سب سے بڑے تجارتی شہر سورت کا ناظم تھا۔ اسے حضرت سیّد سعد اللہ رح نواسہ شیخ پیر محمد سلونی رح کی خدمت مین بہت عقیدت تھی وہ بھی اِس سے بہت محبت رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ سیّد موصوف نے اُس کے خط مین القاب کے بجائے

نام	منصب	کیفیت
.		یہ بیت تحریر فرمائی تھی۔ ؎ بنام آنکہ او نامے نہ دارد ٭ بہر نامش کہ خوانی سر برآرد اس پر بعض علماء نے یہ اعتراض کیا کہ ایک ہندو کے القاب مین یہ بیت تحریر کرنا پاس شریعت کے خلاف ہے۔
عہد بہادر شاہ لغایۃ محمد شاہ		
بندرابن داس بہادر شاہی	.	بٹالہ (پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ شاہ عالم بہادر شاہ کی سرکار مین دیوان تھے۔ سنہ ۹۵ھ کی جنگ گولکنڈے مین شاہزادۂ موصوف کے ساتھ شریک تھے۔ اور لڑائی مین زخمی ہوے۔ بہادر شاہ انکی حسن لیاقت کی وجہ سے انھین بہت عزیز رکھتے تھے۔ انھون نے ابتدائے زمانہ سے سنہ ۴۰ جلوس عالمگیری تک ہندوستان کی تاریخ لکھی ہے جو خلاصۃ التواریخ کے نام سے مشہور ہے۔
رائے رایان۔ جہان شاہی	.	جہاندار شاہ اور فرخ سیر کے عہد مین دیوان تن کے عہدے پر سرفراز تھا جب راجہ رتن چند کا اقتدار زیادہ ہوا۔ اور سب عہدے دار بے اختیار اور معطل ہوگئے تو اس نے نوکری سے استعفاء دیدیا۔
راجہ بخت مل		محمد شاہ کی عہد سلطنت مین راجہ گوجرمل کے بعد خالصہ کا

نام	منصب	کیفیت
		دیوان مقرر ہوا
رائے شیوداس		محمد شاہ کے عہد مین صوبۂ آگرہ کا نائب صوبہ دار مقرر ہوا اُسنے اپنی یادگار سے آگرہ مین ایک عالیشان باغ چھوڑا تھا مگر اب اس کا نشان باقی نہین۔
کیشو رائے		راجہ رتن چند کا بہنوئی تھا۔ فرخ سیر کے عہد سے محمد شاہ کے شروع عہد تک صوبہ دار الخلافت دہلی کا صوبہ دار رہا۔ جب رتن چند قید ہوا۔ یہ بیمار تھا اس خبر کے سنتے ہی دم نکل گیا۔ بعض کا خیال ہے کہ زہر کھا کر مرگیا۔
راجہ گوجرمل		محمد شاہ کے شروع عہد مین خالصہ کا دیوان تھا۔
راجہ ناگرمل		راجہ بخت مل کے بعد خالصہ کا دیوان مقرر ہوا۔ جب نادر شاہ ہندوستان مین آیا اور اُمرا کی حیثیت کے موافق سب سے روپیہ وصول کیا اس سے بھی تین لاکھ روپئے وصول کیئے۔

ضمیمہ نمبر ۲

عہدے اور تنخواہ

شہنشاہ اکبر کے عہد مین دہ باشی (یعنی دس سوارون کا افسر) سے لیکر پنجہزاری (یا پنجہزار سوارون کا افسر) تک کے عہدے دار تھے اخیر مین صرف میرزا۔ راجہ۔ مان سنگھ بطور ایک غیرمعمولی عنایت کے منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کیا گیا۔ اس کے بعد اُمرا کی انتہائی ترقی کا درجہ ہفت ہزاری مقرر کیا گیا۔ اور شاہجہان کے عہد مین صرف یمین الدولہ آصف خان خانخانان کو بطور رعایت خاص منصب نہ ہزاری حاصل ہوا۔ ہندو اُمرا مین سوائے میرزا راجہ مان سنگھ کے کوئی امیر سنہ جلوس شاہجہانی تک منصب پنجہزاری سے زیادہ نہین بڑھا۔ مگر دو راخیر مین میرزا راجہ جے سنگھ۔ اور مہاراجہ جسونت سنگھ کو منصب ہفت ہزاری کا اعزاز حاصل ہوا۔

تنخواہ منصب کے لحاظ سے مقرر تھی۔ ہر منصب دار کو باندازہ اپنے منصب کے گھوڑے۔ ہاتھی۔ اونٹ۔ خچر اور چھکڑے مقررہ تعداد کے موافق اپنے پاس موجود رکھنا لازمی امر تھا۔ فوج کی تنخواہ جو اُس کو رکھنی پڑتی تھی سرکار شاہی سے علیحدہ ملتی تھی۔ چارپائے کا نصف خرچ خزانۂ شاہی سے ملتا تھا۔ سوار کی تنخواہ بہ لحاظ قسم گھوڑا ۱۲ سے ۳۰ تک تھی۔ پیادے ۲ روپیہ سے ۸ تک تنخواہ پاتے تھے۔

فہرست ذیل سے ہر منصب کی ماہواری تنخواہ اور چارپائے اور باربرداری کی تعداد جس کے رکھنے کا حکم تھا ظاہر ہوگی۔

مناصب	اسپ (گھوڑا)						فیل (ہاتھی)					باربرداری			ماہانہ (تنخواہ ماہواری)		
	عراقی	مجنس	ترکی	یابو	تازی	جنگلہ	شیرگیر	سادہ	منجھولہ	کرہہ	پھنڈرکیہ	شتر	خچر	عرابہ (گاڑی)	درجۂ اول	درجۂ دوم	درجۂ سوم
ہفت ہزاری ۷۰۰۰	۴۹	۴۹	۹۰	۹۰	۹۰	۹۰	۳۰	۴۲	۲۹	۲۷	۱۲	قطار ۱۱۰	قطار ۲۷	۲۲۰	روپیہ ۴۵۰۰۰	۰	۰
پنجہزاری ۵۰۰۰	۳۴	۳۴	۶۸	۶۸	۶۸	۶۸	۲۰	۴۰	۲۰	۲۰	۱۰	۱۰۰گ	۲۰گ	۱۶۰	۳۰۰۰۰	۲۹۰۰۰	۲۸۰۰۰
چہار ہزار و پانصدی ۴۵۰۰	۳۱	۳۰	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۱۸	۲۸	۱۹	۱۷	۸	۶۲گ و ۳	۱۸گ و ۳	۱۴۵	۲۶۰۰۰	۲۵۸۰۰	۲۵۷۰۰
چہار ہزاری ۴۰۰۰	۲۷	۲۷	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۱۶	۲۵	۱۸	۱۵	۶	۶۵	۱۷	۱۳۰	۲۲۰۰۰	۲۱۸۰۰	۲۱۶۰۰
سہ ہزار و پانصدی ۳۵۰۰	۲۲	۲۴	۴۷	۴۷	۴۷	۴۶	۱۶	۲۳	۱۷	۱۴	۵	۵۶ و ۳	۱۵ و ۳	۱۱۵	۱۹۰۰۰	۱۸۸۰۰	۱۸۶۰۰
سہ ہزاری ۳۰۰۰	۲۰	۲۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۱۵	۲۰	۱۶	۱۴	۵	۵۰	۴	۱۰۰	۱۷۰۰۰	۱۶۸۰۰	۱۶۷۰۰

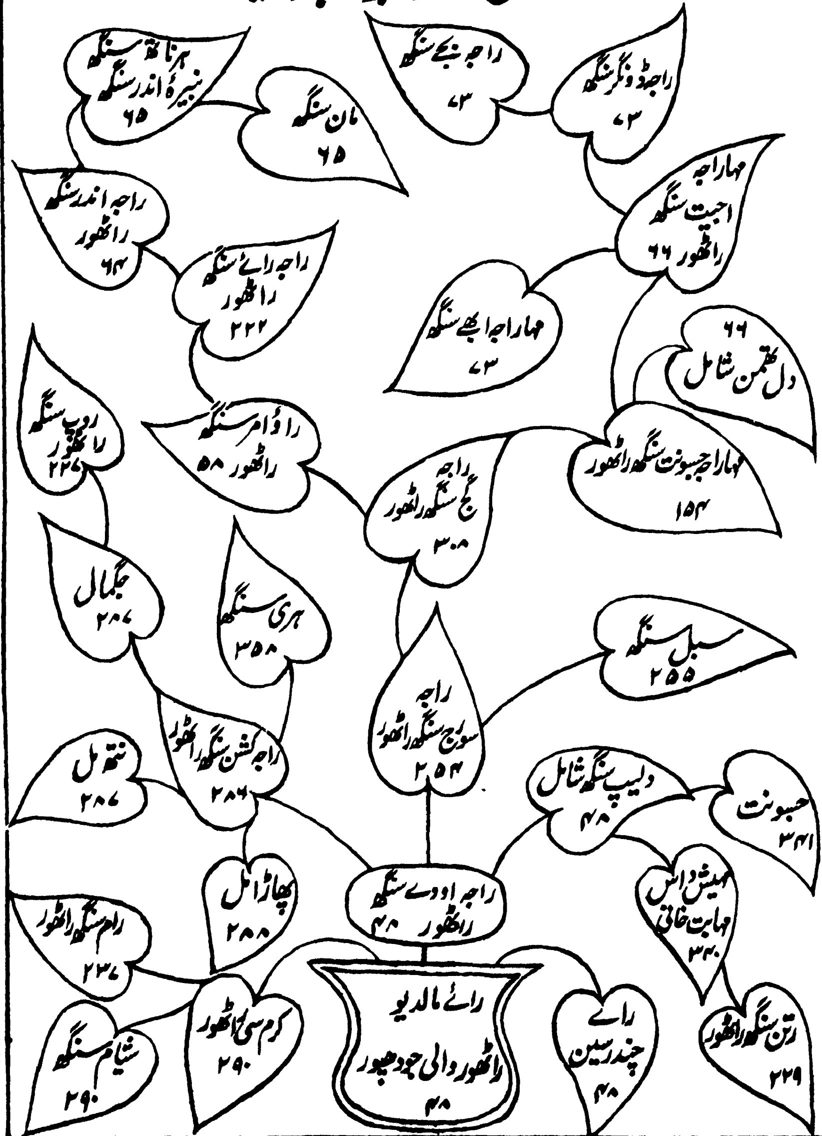
مناصب	اسپ (گھوڑا)						فیل (ہاتھی)					باربرداری			ماہانہ (تنخواہ ماہواری)		
٠	عراقی	مجنس	ترکی	یابو	تازی	جنگلہ	شیرگیر	سادہ	منجولہ	کرہہ	پھندرکیہ	شتر	خچر	عرابہ گاڑی	درجۂ اول	درجۂ دوم	درجۂ سوم
۲۵۰۰ دوہزار و پانصدی	۱۷	۱۷	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۱۲	۱۴	۱۲	۱۰	۲	قطار ۴۰	قطار ۱۰	۸۰	روپیہ ۱۴۰۰۰	۱۳۸۰۰	۱۳۷۰۰
۲۰۰۰ دوہزاری	۱۵	۱۵	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۱۰	۱۲	۹	۷	۲	۳۰	۶	۶۰	۱۲۰۰۰	۱۱۹۰۰	۱۱۸۰۰
۱۵۰۰ یکہزاری و پانصدی	۱۲	۱۲	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۸	۱۰	۸	۷	۲	۲۴	۵	۵۰	۱۰۰۰۰	۹۸۰۰	۹۷۰۰
۱۰۰۰ ہزاری	۱۰	۱۰	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۷	۸	۷	۷	۲	۲۱	۱ و ۱۴	۴۲	۸۲۰۰	۸۱۰۰	۸۰۰۰
۹۰۰ نہ صدی	۱۰	۱۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۷	۸	۶	۷	۲	۲۰	۴	۴۰	۷۷۰۰	۷۴۰۰	۷۱۰۰
۸۰۰ ہشت صدی	۱۰	۹	۱۷	۱۷	۱۶	۱۳	۷	۸	۶	۵	۲۰	۱۷ و ۳	۳ و ۲	۳۴	۵۰۰۰	۴۷۰۰	۴۴۰۰

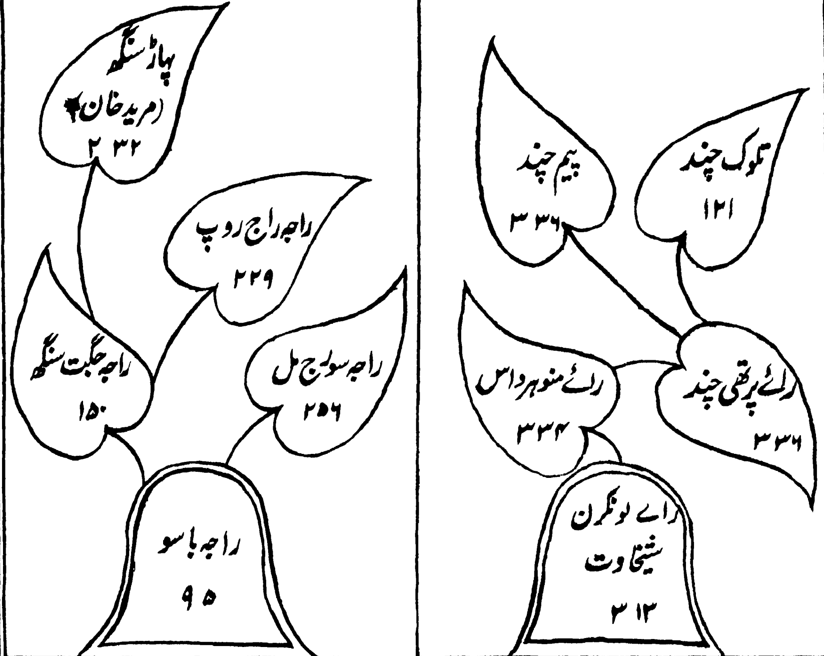
مناصب	اسپ (گھوڑا)						فیل (ہاتھی)					باربرداری			ماہانہ (تنخواہ ماہواری)		
	عراقی	مجنس	ترکی	یابو	تازی	جنگلہ	شیرگیر	سادہ	منجھولہ	کرھہ	پھنڈرکیہ	شتر	خچر	عرابہ گاڑی	درجۂ اول	درجۂ دوم	درجۂ سوم
ہفت صدی	۶	۸	۱۳	۱۳	۱۴	۷	۴	۵	۵	۴	۱	قطار ۲و۱۵	قطار ۳	۲۷	روپیہ ۴۰۰۰	۳۷۰۰	۳۶۰۰
شش صدی	۵	۷	۹	۹	۴	۴	۴	۳	۵	۲	۱	۱۴	۲و۲	۲۱	۳۵۰۰	۳۲۰۰	۳۰۰۰
پانصدی	۴	۷	۸	۸	۴	۳	۴	۲	۲	۲	۱	۱۳	۲	۱۵	۲۸۰۰	۲۷۵۰	۲۷۰۰
چہارصدی	۳	۴	۵	۶	۲	۰	۲	۲	۲	۲	۱	۵	۰	۱۲	۲۰۰۰	۱۷۵۱	۱۵۰۰
سہ صدی	۳	۳	۳	۴	۲	۰	۱	۱	۲	۲	۱	۴	۰	۱۰	۱۴۰۰	۱۲۵۰	۱۲۰۰
دوصدی	۲	۳	۳	۳	۱	۰	۱	۲	۱	۲	۰	۳	۰	۷	۹۷۵	۹۵۰	۹۰۰
یوزباشی	۲	۲	۲	۲	۲	۰	۰	۱	۱	۱	۰	۲	۰	۵	۷۰۰	۶۰۰	۵۰۰

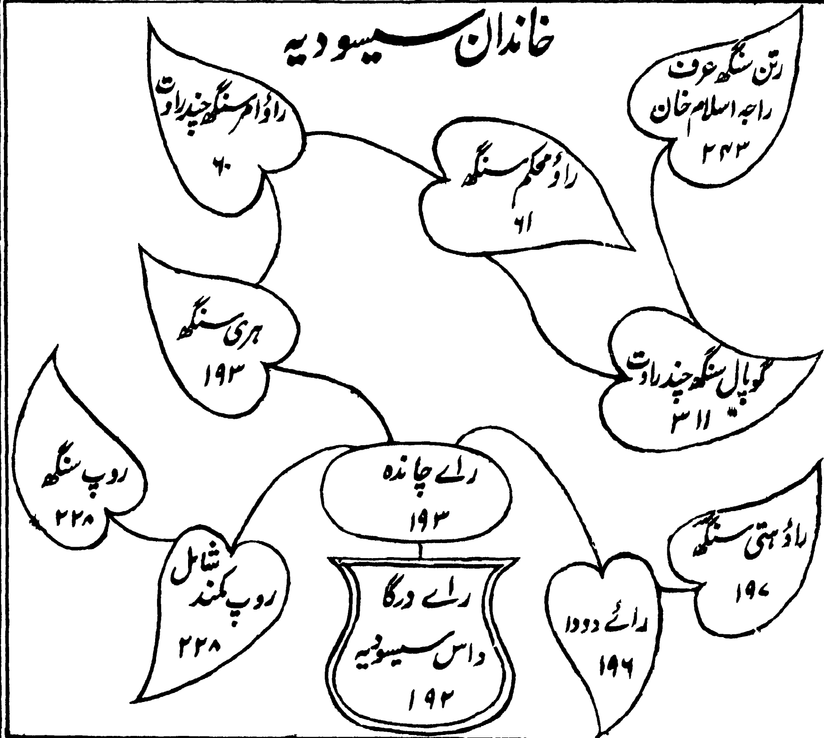
بڑے بڑے راجپوت خاندانون کے شجرے

یہ شجرے اس غرض سے مرتب کیئے گئے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی خاندان کے اُمرا کا حال سلسلہ وار دیکھنا چاہیے تو اُسے سلسلہ وار حالات تلاش کرنے اور دیکھنے مین آسانی ہو۔ ہر ایک نام کے ساتھ کتاب کا وہ صفحہ تحریر کیا گیا ہے جسمین اُس امیر کا حال درج ہے۔

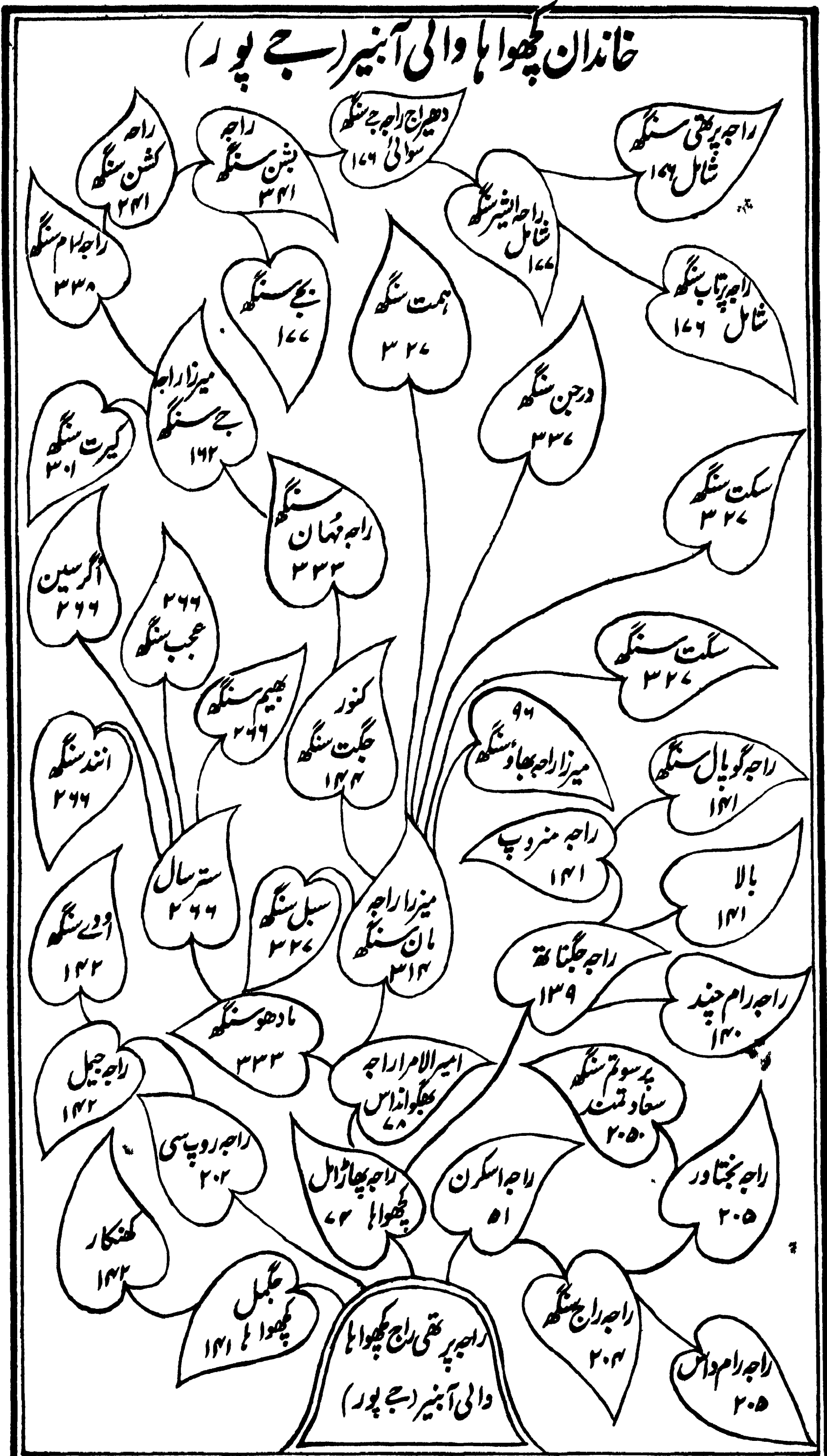
خاندان راٹھور جودھپوریہ

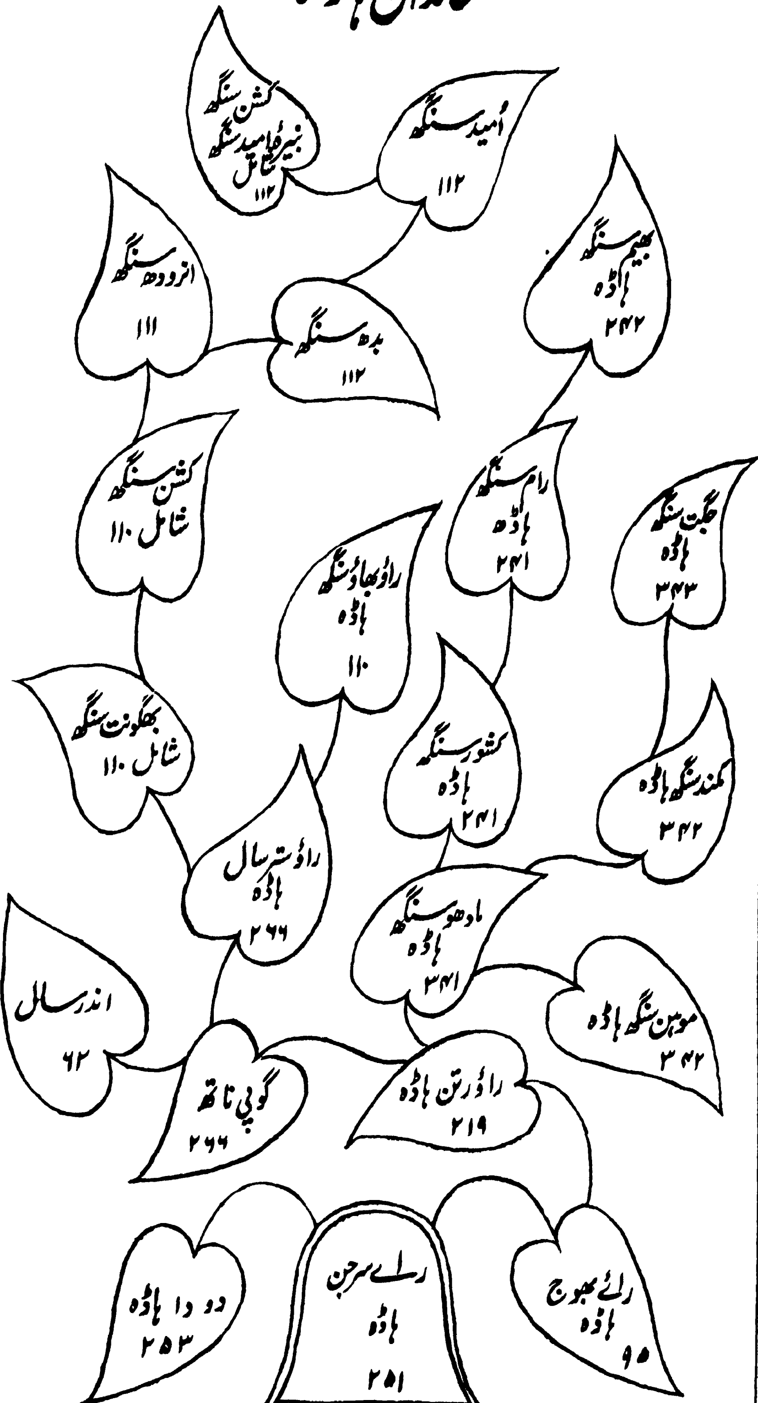



خاندان کچھواہہ شیخاوت والی سانبھر
تلوک چند
۱۲۱
پیم چند
۳۳۶
رائے پرتھی چند
۳۳۶
رائے منوہرداس
۳۳۴
رائے لونکرن
شیخاوت
۳۱۳
خاندان راجہ باسو
پہاڑسنگھ
(مرید خان)
۲۳۲
راجہ راج روپ
۲۲۹
راجہ جگت سنگھ
۱۵۰
راجہ سورج مل
۲۵۶
راجہ باسو
۹۵

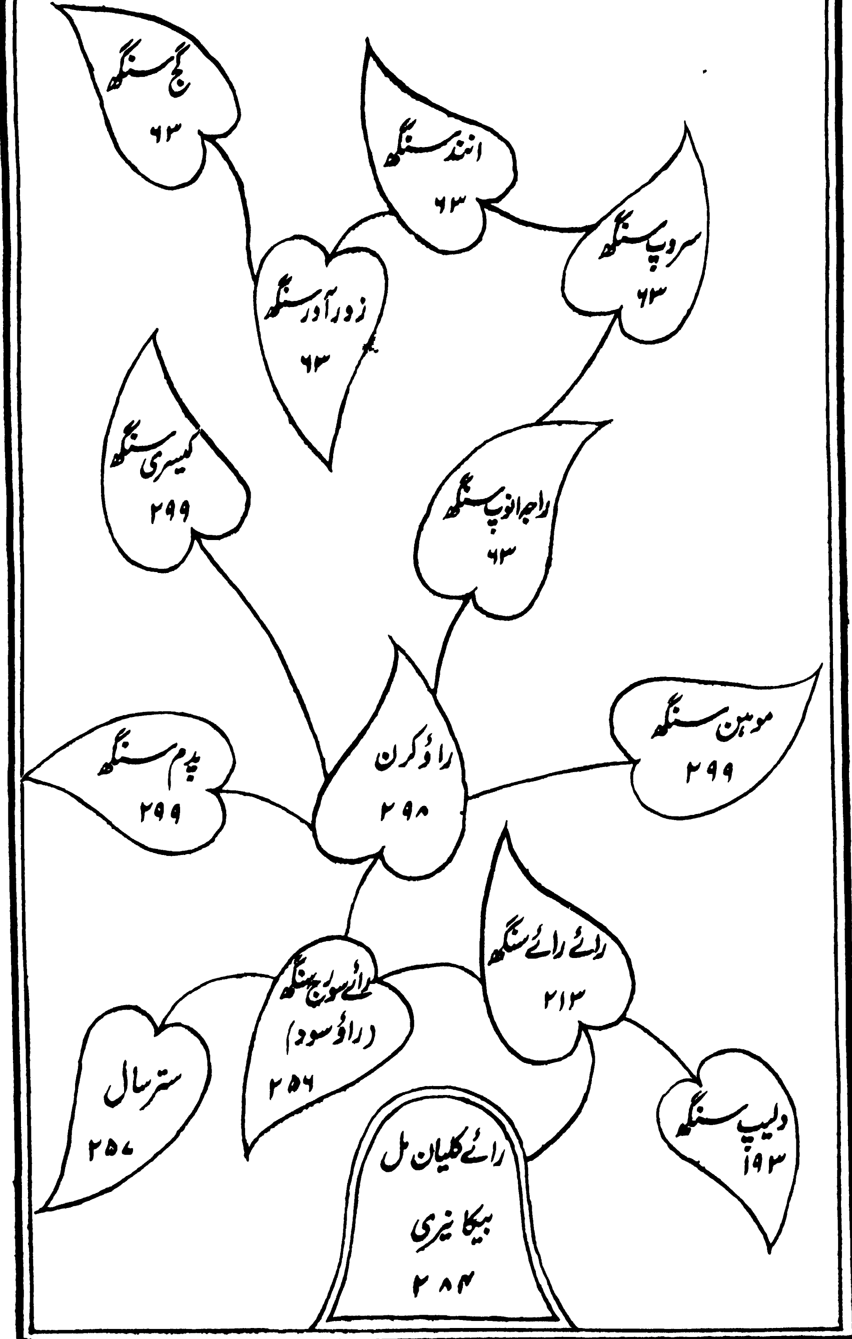

خاندان سیسودیہ
رتن سنگھ عرف
راجہ اسلام خان
۲۴۳
راؤ امرسنگھ چندراوت
۶۰
راؤ محکم سنگھ
۶۱
ہری سنگھ
۱۹۳
گوپال سنگھ چندراوت
۳۱۱
روپ سنگھ
۲۲۸
رائے چاندہ
۱۹۳
راؤ دہتی سنگھ
۱۹۷
روپ مکند شاہل
۲۲۸
رائے درگا
داس سیسودیہ
۱۹۲
رائے دودا
۱۹۶

خاندان کچھواہا والی آنبیر (جے پور)

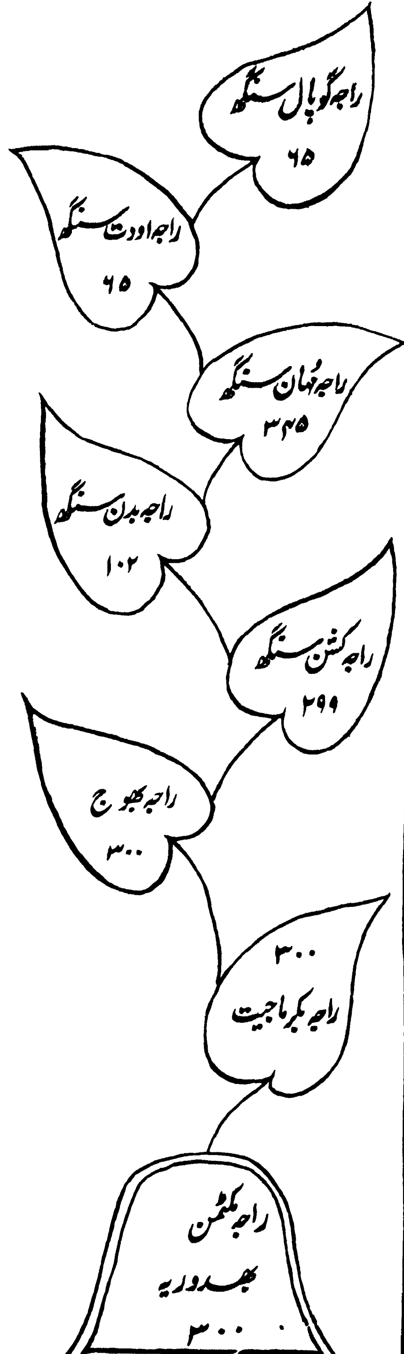



۱
خاندان ہاڈہ
کشن سنگھ نبیرۂ امید سنگھ شامل ۱۱۲
اُمید سنگھ ۱۱۲
انرودھ سنگھ ۱۱۱
بدہ سنگھ ۱۱۲
بھیم سنگھ ہاڈہ ۲۴۲
کشن سنگھ شامل ۱۱۰
رام سنگھ ہاڈہ ۲۴۱
جگت سنگھ ہاڈہ ۳۴۲
راؤ بھاؤ سنگھ ہاڈہ ۱۱۰
بھگونت سنگھ شامل ۱۱۰
کشور سنگھ ہاڈہ ۲۴۱
مکند سنگھ ہاڈہ ۳۴۲
راؤ ستر سال ہاڈہ ۲۶۶
مادھو سنگھ ہاڈہ ۳۴۱
اندر سال ۶۲
موہن سنگھ ہاڈہ ۳۴۲
گوپی ناتھ ۲۶۶
راؤ رتن ہاڈہ ۲۱۹
دو دا ہاڈہ ۲۵۳
رائے سرجن ہاڈہ ۲۵۱
رائے بھوج ہاڈہ ۹۵

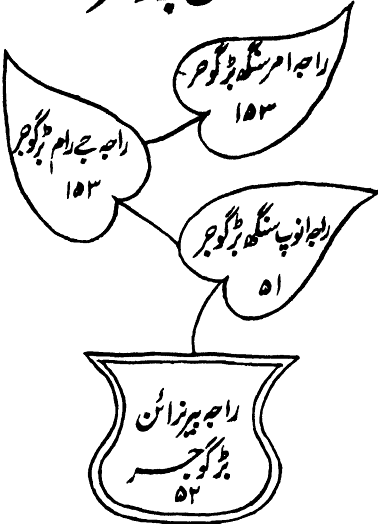
خاندان راٹھور بیکانیری



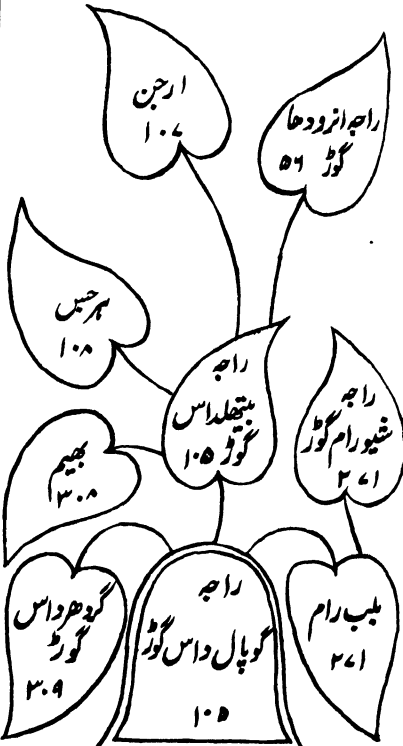
خاندان بھدوریہ

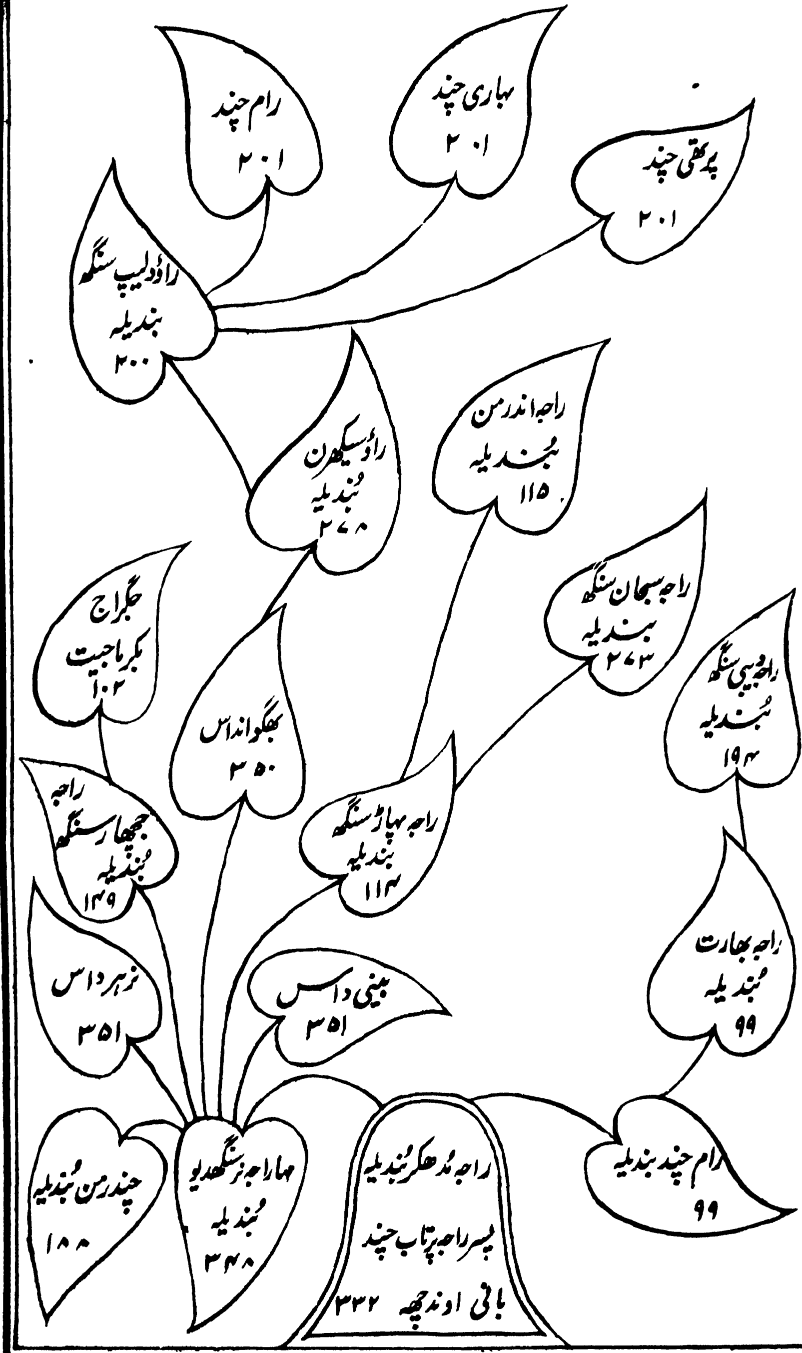


خاندان بڑگوجر



خاندان گوڑ




خاندان بندیلہ
رام چند ۲۰۱
بہاری چند ۲۰۱
پرتھی چند ۲۰۱
راؤ دلیپ سنگھ بندیلہ ۲۰۰
راؤ سبکرن بندیلہ ۲۷۸
راجہ اندرمن بندیلہ ۱۱۵
راجہ سبھان سنگھ بندیلہ ۲۷۳
جگراج بکرماجیت ۱۰۲
بھگوانداس ۳۵۰
راجہ دیبی سنگھ بندیلہ ۱۹۴
راجہ جھجھار سنگھ بندیلہ ۱۴۹
راجہ پہاڑ سنگھ بندیلہ ۱۱۴
نرہرداس ۳۵۱
بینی داس ۳۵۱
راجہ بھارت بندیلہ ۹۹
چندرمن بندیلہ ۱۸۸
مہاراجہ نرسنگھدیو بندیلہ ۳۴۸
راجہ مدھکر بندیلہ پسر راجہ پرتاب چند بانی اوندچھہ ۳۳۲
رام چند بندیلہ ۹۹